دو دنیا

ترقی اردو بیورو، نئی دہلی کا

اردو سے متعلق مرکزی حکومت کے اقدامات

مختلف اردو اکادمیوں کی سرگرمیاں

اردو دنیا کی اہم خبریں
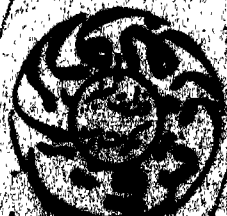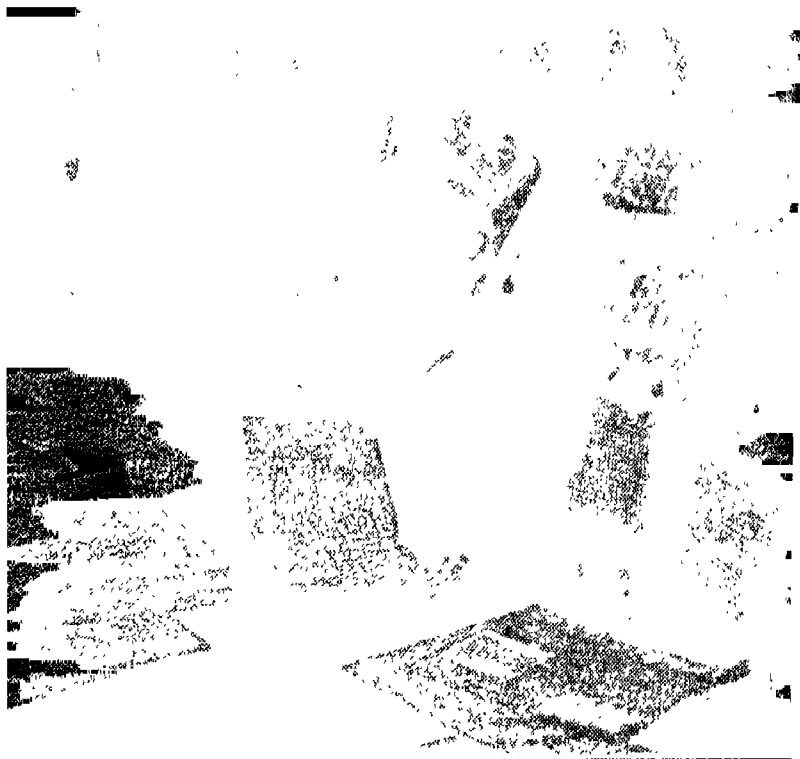
کراچی یونیورسٹی کے شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ کے سربراہ ڈاکٹر عالم فرخی دہلی تشریف لائے۔
ترقی اردو بیورو کی لائبریری کا بھی معائنہ کیا۔ اس لائبریری میں ان کے شعبے کی تیار کردہ علمی
جو فرہنگیں موجود ہیں وہ بھی ان ہی کی عنایت کردہ ہیں -

چوں من طوطیِ ہندم اراست پرسی - زبان ہندوی پرس تا نغز گویم
امیر خسرو

اردو دنیا

1981

جنوری تا مارچ

جلد 2 شمارہ 5

اس شمارے میں

تبصرہ

1. قدیم ہندی فلسفہ : کتاب نما سے
2. ہندوستان میں عورت کی حیثیت : سب رس سے
3. وادی سندھ اور اس کے بعد کی تہذیبیں : عظیم آباد ایکسپریس سے
4. کاروباری تنظیم : شاعر سے

رفتار و روش

ترقی اردو بیورو

1. ادب، بنیادی متن اور تنقید پینل کے فیصلے
2. بھوپال میں کتابت اسکول کا افتتاح
3. بالغوں کے لیے اردو کتابوں کی تیاری
4. نئے تقررات

مرکزی حکومت

1. ناردرن ریلوے کا ٹائم ٹیبل اردو میں شایع ہوگا
2. اردو انسٹی ٹیوٹ کے قیام کی تجویز
3. "یوجنا" اردو کی اشاعت

آندھرا پردیش

1. فانی صدی کی دو روزہ تقریبات
2. اردو فیسٹول کے لیے دس ہزار کا عطیہ
3. اوج یعقوبی کو "ملک الشعرا" کا اعزاز

اُتر پردیش

1. اردو میں درخواستیں قبول کی جائیں گی
2. سرکاری ملازموں کو اردو سیکھنے کی سہولتیں

4 ۔ اردو کی بین الاقوامی کانفرنس

اڑیسہ

1 ۔ اردو تعلیم کے فروغ کے لیے علاحدہ عہدہ

بہار

1 ۔ مختلف ریاستوں کی اردو اکادمیوں کی رابطہ کمیٹی کا اجلاس

2 ۔ اردو صحافت پر سیمنار

3 ۔ اردو فکشن پر دو روزہ سیمنار

4 ۔ اردو اکادمی کی عمارت کے لیے زمین

5 ۔ کل ہند پیمانے پر یکساں نصاب کی تیاری

دہلی

1 ۔ ساہتیہ اکادمی انعام

2 ۔ غالب نامہ کا دوبارہ اجرا

3 ۔ مرزا غالب کے یوم ولادت کی تقریبات

راجستھان

1 ۔ نخلستان کا دوبارہ اجرا

کرناٹک

1 ۔ اردو روزنامہ "سالار" کا دوبئی ایڈیشن

مہاراشٹر

1 ۔ مہاراشٹر اردو اکادمی کی جنرل کاؤنسل کی تشکیل نو

مدھیہ پردیش

1 ۔ گیارہ ہزار روپے کے کل ہند اعزاز کا اعلان

2 ۔ پانچ ہزار روپے کے صوبائی اعزاز کا اعلان

مغربی بنگال : اکادمی کا سہ روزہ سیمنار ● اردو دوسری سرکاری زبان

——— مدراس میں طباعت کا تربیتی کورس ● بیورو کی آٹھ کتابوں پر انعام

سرحد پار سے دو خط

اداریہ

بچّوں کے ادب کے بارے میں

کسی قوم کی ترقی کا انحصار بڑی حد تک اس کے بچوں پر ہے کیونکہ بچے ہی بالآخر بڑوں کی جگہ لیتے ہیں۔ لہٰذا تمام ترقی یافتہ ملکوں میں بچوں کی تربیت اور ذہنی نشوونما پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

ہندوستان جیسے ترقی پذیر ملکوں میں اب بچوں پر پہلے سے کہیں زیادہ توجہ دی جانے لگی ہے۔ 1980 میں بچوں کے بین الاقوامی سال کے دوران مختلف مذاکروں اور کانفرنسوں سے ان مسائل کی نشان دہی میں مدد ملی جن کو حل کرنے سے بچوں کی صحیح تربیت ممکن ہو سکتی ہے لیکن ہمارے ملک کے وسائل اس کی اجازت نہیں دیتے کہ فوری طور پر ان تمام مسئلوں کو حل کیا جا سکے جن کو حل کرنا ضروری ہے۔ ابھی پورے ملک میں مفت اور لازمی تعلیم کا نفاذ بھی نہیں ہو سکا ہے۔ دوسرے بہت سے مسائل کی طرح بچوں کے مسائل بھی ابھی حل طلب ہیں۔

بچوں کو ایک اچھا انسان اور کارآمد شہری بنانے کے لیے ان کی مناسب تعلیم اور تربیت بے حد ضروری ہے۔ تعلیم کا مقصد صرف نصابی کتابوں سے پورا نہیں ہوتا۔ کہا جاتا ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ بچے کسی کتاب کو نہ پڑھیں تو اسے نصاب میں داخل کر دینا چاہیے۔ کیونکہ اسکول کی تعلیم میں بہرحال ایک طرح کا جبر شامل ہوتا ہے۔ بچے نصاب کی کتابیں شوق سے کم اور مجبوری سے زیادہ پڑھتے ہیں۔ لہٰذا بچوں کو بالواسطہ تعلیم دینے کے لیے سپلمنٹری ریڈر یا امدادی کتابیں، ان میں شوق اور تجسس پیدا کرنے کے لیے مختلف پیرایوں میں کہانیاں اور معلومات میں اضافے کے لیے دلچسپ معلوماتی کتابیں لکھی گئیں، اسی لیے بچوں کے رسائل وجود میں آئے۔ اب دنیا کی تقریباً ہر زبان میں بچوں کی کتابیں اور رسائل بکثرت شائع ہوتے ہیں۔

اردو میں بچوں کا ادب خاصا وقیع ہے اور رسائل بھی یقیناً بہت اچھے نکلتے ہیں۔ لیکن آزادی کے بعد عام تعلیم میں جو اضافہ ہوا ہے اس کے مقابلے میں اردو میں بچوں کے رسائل اور کتابوں کی تعداد میں اضافہ برائے نام ہے۔ اس کی بڑی وجہ تو یہ ہے کہ آزادی کے بعد اردو کا تعلیمی ڈھانچہ ٹوٹ گیا۔ ہم ان سیاسی اور تاریخی اسباب سے روگردانی نہیں کرتے جو اردو کی تعلیم میں حارج ہوتے ہیں لیکن ساری ذمہ داری ان کے سر بھی نہیں ڈال سکتے۔

اب تعلیم کا نقطۂ آغاز مکتب یا مدرسہ نہیں، کنڈرگارٹن اور نرسری ہے جو عام طور پر غیر سرکاری اداروں کے ہاتھ میں ہے۔ ان اداروں میں اردو پڑھنے والے بچوں کی کم تعداد بھی اردو تعلیم کے سلسلے میں رکاوٹ بنی۔ یہ خیال بھی عام ہوا کہ اردو کی تعلیم روزگار نہیں دلا سکتی، حالانکہ اردو کی تعلیم کبھی بھی روزگار دلانے کا کوئی بڑا ذریعہ نہیں تھی۔ ملک میں جو بے روزگاری کے مسائل ہیں ان کا تعلق اردو کی تعلیم سے ہرگز نہیں ہے۔ اس کے بہت سے معاشی اسباب ہیں جن سے سبھی واقف ہیں۔

اردو کے علاقوں میں خواندگی کا تناسب بھی کبھی زیادہ نہ تھا۔ خواندگی کے تناسب کے لحاظ سے آج بھی کیرل کے مقابلے میں اترپردیش اور تامل ناڈو کے مقابلے میں بہار کہیں پیچھے ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ان علاقوں میں جو اردو کے بھی اہم علاقے ہیں، تعلیم عام نہیں۔ اسی لیے ان علاقوں سے نکلنے والے اخبار، رسائل اور کتابیں بڑی تعداد میں شائع نہیں ہوتے۔ بچوں کے لیے کتابیں اور رسالوں کی تعداد اور بھی کم ہے۔ رسائل تو اتنے بھی نہیں کہ ایک ہاتھ کی انگلیوں پر گنے جا سکیں۔ ایسے معاملات میں عام طور سے قوت خرید کی بات کی جاتی ہے لیکن اگر کوئی چیز ضرورت کے زمرے میں آتی ہے تو اسے پورا ضرور کیا جاتا ہے جب ضرورت ہوگی اور اسے پورا کیا جائے گا تو قوتِ خرید بھی آئے گی۔ قصے اور کہانیوں کی کتابیں ہمارے یہاں اب بھی پڑھائی میں شامل نہیں ہیں اور زیادہ تر والدین انھیں تضیع اوقات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ لہٰذا ان گھرانوں میں بھی جہاں قوتِ خرید موجود ہے، بچوں کی کتابیں اور رسائل گھریلو اخراجات کی ضروری مد میں شامل نہیں ہیں۔ اسکول کی لائبریریوں کی حالت اچھی نہیں۔ ان کی گرانٹ برائے نام ہوتی ہے۔ سرکاری لائبریریوں میں بچوں کے شعبے خال خال ہیں۔ بڑے شہروں کے علاوہ چلتی پھرتی لائبریریاں تقریباً نہیں کے برابر ہیں۔ لہٰذا جو کتابیں اور رسالے شائع ہو بھی رہے ہیں، وہ بچوں کی بڑی محدود تعداد تک پہنچے ہیں۔ اس صورت حال پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ آجکل مقابلے کا زمانہ ہے۔

وہی بچے زندگی کی دوڑ میں کامیاب ہوں گے جو زیادہ باخبر ہوں گے۔ وہی قوم ترقی کرے گی جس کے بچے روادار ملنسار اور تنگ نظری سے دور ہوں گے، جو وا ہموں اور تعصبات کے اسیر نہ ہوں گے، جن کے ذہن کے دروازے تازہ ہوا کے لیے کھلے ہوں گے۔

ترقی اردو بورڈ نے بچوں کی بہت سی کتابیں شائع کی ہیں۔ ان کی فروخت کو دیکھتے ہوئے یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ انھیں پسند بھی کیا جارہا ہے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ وسیع پیمانے پر بچوں کی کتابیں شائع کریں، ایسی کتابیں جو علم کا ذوق، تجسس اور ولولہ پیدا کریں۔ اس کام میں آپ ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ ان کتابوں کے بارے میں آپ ہمیں لکھیے کہ وہ آپ کو اور آپ کے بچوں کو کیسی لگیں۔ ہمیں اپنے مشوروں سے نوازیئے کہ ہم کیسی کتابیں شائع کریں۔ جو لوگ بچوں کے لیے لکھنا چاہتے ہیں وہ ہمیں مسودہ بھیجیں تاکہ ماہرین کی رائے لے کر انھیں شائع کریں۔ ہمیں آپ کے خطوں کا انتظار رہے گا۔

رہنما اصول

1۔ لغت میں اندراجات، اردو تلفظ کے مطابق ہوں۔

2۔ تلفظ کو واضح کرنے کے لیے ارکان تہجی پر اعراب لگائے جائیں، الفاظ پر نہیں۔

3۔ ایسے الفاظ جن کا تلفظ مختلف فیہ ہے ان کا فیصلہ ایڈیٹوریل بورڈ کرے گا۔

4۔ نظم و نثر دونوں سے سند صرف ایسے الفاظ کی دی جائے گی جو غریب ہوں۔

5۔ متروکات اور SLANG کی نشاندہی کی جائے گی۔ متروکات کے لیے مت اور دکنی الفاظ کے لیے دک لکھا جائے۔

6۔ الفاظ کے محاورات اس کے ذیل میں درج کیے جائیں گے لیکن جن مرکبات یا مشتقات کی حیثیت متعین ہو چکی ہے ان کا علاحدہ اندراج کیا جائے گا۔

7۔ بوقت ضرورت خال خال تصاویر کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

8۔ اندراجات کی ترتیب حسب ذیل ہوگی۔

(الف) اندراج لفظ (ب) تلفظ (ج) ماخذ لسانی (د) مادہ (ہ) اجزائے کلام، اسم جنسی۔ فعل لازم متعدی۔ صفت۔ تابع فعل۔ حرف (و) معنی کی ترتیب نمبر وار ازروئے کثرت استعمال یعنی عام سے خاص کی طرف ہو۔

9۔ الفاظ کے انتخاب کے لیے حسب ذیل لغات خاص طور پر پیش نظر رکھی جائیں۔

(1) فرہنگ آصفیہ۔ (2) نور اللغات۔ (3) جامع اللغات۔ (4) فیروز اللغات (5) امیر اللغات۔ (6) مذہب اللغات۔ (7) دکنی اردو لغت۔ (8) فرہنگ عامرہ (9) فرہنگ اثر۔ (10) فیلن کی ڈکشنری۔ (11) پلیٹس کی ڈکشنری۔ (12) شیکسپیر کی ڈکشنری

(13) فاربس کی ڈکشنری (14) اصطلاحات پیشہ وران۔

10 ۔ان کے علاوہ ترقی اردو بورڈ کی وضع کردہ اصطلاحات علمیہ حسب ضرورت شامل کرلی جائیں۔

11 ۔ جدید صحافتی الفاظ کے لیے قومی آواز ۔ الجمیعتہ ۔سیاست (حیدرآباد) کے ایک سال کے فائل کا تجزیہ کیا جائے۔

12 ۔ الفاظ کے معانی بیان کرنے میں وہ سب مترادفات جو مختلف لغات میں استعمال ہوتے ہیں دیے جانے کے متعلق یہ طے پایا کہ یہ لغت مترادفات کی نہیں ہے اس لیے اس کا التزام ضروری نہیں۔

13 ۔ ماخذ کے بیان کرنے میں ہندی، سنسکرت ، عربی ، فارسی ، انگریزی کے علاوہ اردو لفظ کو قرار دیا جائے اور ان کے معنی الگ لکھے جائیں یا نہیں، اس سلسلے میں طے ہوا کہ سنسکرت ، عربی ، فارسی، انگریزی اصل کے علاوہ اردو میں جو الفاظ ہیں وہ اردو کے الفاظ مانے جائیں ۔

14 ۔ قدیم لغات میں بعض الفاظ کے ایسے معنی دیے ہیں جو غریب ہیں اور جن کی سند نہیں دی گئی ہے مثلاً " پا " بہ معنی " قد " (فرہنگ) انہیں شامل کرنے کی ضرورت نہیں۔

15 ۔ ہندی کہاوت اور فارسی مثل جو اردو میں مستعمل ہو درج کی جائے۔

16 ۔ ایسے الفاظ جو اب بولے نہیں جاتے اگر کسی مستند مصنف نے استعمال کیے ہیں تو حوالے اور سند کے ساتھ دیے جائیں ورنہ نہیں ۔

17 ۔ اصطلاحات پیشہ وران میں سے غریب اور مانوس اصطلاحات درج کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ اصطلاحات کی لغت نہیں ہے ۔ ہاں کثیر الاستعمال اصطلاحات لی جائیں

18 ۔ ایسے عربی جملے اور مقولے جو صرف ایک یا دو جگہ استعمال ہوئے ہیں، لغت کے اندراجات کے لیے منتخب نہ کیے جائیں۔

19 ۔ مصطفا ۔ مصطفٰے ۔ اعلا ۔ اعلیٰ ۔ اسماعیل ۔ اسمٰعیل ۔ عبدالرحمان ۔ عبدالرحمٰن جیسے ناموں اور لفظوں کے دونوں املا دیے جائیں۔

۔ جدید املا پہلے اور قدیم املا بعد کو۔ غرض یہ ہے کہ قدیم مطبوعہ کتابوں کے طالب علموں

کو لفظ تلاش کرنے میں دشواری نہ ہو۔

20 ۔ دوسری لغات کے تمام اندراجات کارڈوں پر درج ہوں اور مجلسِ ادارت یہ فیصلہ کرے کہ ان میں سے کتنے اندراجات خارج کیے جائیں۔

21 ۔ الفاظ کے تلفظ کو واضح کرنے کے لیے لفظ کو ارکان، تہجی میں تقسیم کرکے ان پر اعراب لگائے جائیں۔ اس کے بعد لفظ پر اعراب لگانے کی ضرورت نہیں۔

" کھلنا ، مچلنا " جیسے الفاظ کو خصوصی طور پر تین ارکان میں تقسیم کرکے اعراب لگائے جائیں۔ مثلاً ک + چل + نا اور چونکہ بلکہ کتابت میں مسلمہ رواج کی پیروی کی جائے یعنی ان کو ایک لفظ سمجھا جائے۔

22 ۔ انگریزی اور سنسکرت الفاظ کی اصل شکلوں کو انہیں زبانوں کے رسم الخط میں لکھا جائے۔

23 ۔ ہر لفظ کا ماخذ دیا جائے اور اگر کسی لفظ کا ماخذ مشتبہ ہو تو اس کے آگے سوالیہ نشان لگایا جائے۔

24 ۔ مرکبات کے ماخذ نہ دیے جائیں، ان کو متعلقہ مفرد الفاظ کے تحت دکھایا جائے۔

25 ۔ اگر کوئی مرکب لفظ موصوف کے طور پر استعمال ہو یا مضاف الیہ کے طور پر، تو اس کا اندراج اصل لفظ کے تحت ہوگا۔ اور اگر کسی لاحقہ یا سابقہ سے کوئی نیا لفظ بنتا ہو تو ایسی صورت میں اسے الگ لفظ قرار دیا جائے اور علاحدہ اندراج کیا جائے۔

26 ۔ محاورات کے انتخاب میں احتیاط برتی جائے اور صحت کو پیش نظر رکھا جائے۔ فرہنگوں میں دیے گئے تمام محاورات کو محاورات نہ سمجھا جائے مثلاً ماہر ہونا ، مٹی ڈھونا وغیرہ محاورے نہیں ہیں۔

محاورات کا اندراج ان الفاظ کے تحت کیا جائے جن سے محاورے بنیادی طور پر متعین ہوتے ہیں۔ مثلاً " اب تب کرنا " کا اندراج اب کے تحت کیا جائے " اگر مگر کرنا " کا اندراج اگر کے تحت کیا جائے۔

27 ۔ الفاظ کے انتخاب کے وقت یہ احتیاط برتی جائے کہ :

(الف) سنی سنائی مثالوں سے الفاظ نہ چنے جائیں بلکہ تحریری مستند مواد سے ہی الفاظ منتخب کیے جائیں۔

(ب) افسانوں اور ڈراموں کے مکالموں سے مقامی بولیوں کی سند نہ لی جائے۔

28 ۔ اہم جدید اور مقامی الفاظ کا بھی احاطہ کیا جانا چاہیے اور ایسے الفاظ بعض نمائندوں رسالوں کے ریکارڈ سے منتخب کیے جائیں۔
نئے الفاظ کے ساتھ ساتھ ان رسائل سے ایسے پرانے الفاظ بھی منتخب کیے جائیں جو نئے معنوں میں استعمال ہو رہے ہیں۔

29 ۔ حروف تہجی کے اندراج کے وقت تاریخ گوئی کے حوالے کے سلسلے میں حساب ابجد (قاعدہ جمل) کو ملحوظ رکھا جائے۔
"ا" اور "آ" کی ترتیب کے سلسلے میں پہلے (الف مقصورہ) کے اندراجات مکمل کر لیے جائیں اس کے بعد آ (الف ممدودہ) کو لیا جائے۔
لغت کی ترتیب اور الفاظ کے اندراجات کے سلسلے میں حروف تہجی کی ترتیب کے سائنٹیفک اصول کی سختی سے پابندی کی جائے گی مثلاً ، "دلکی" کا اندراج "دلگیر" سے پہلے ہوگا ۔ یعنی ترتیب اس ڈھنگ کی ہوگی ، دل ۔ دلچسپ ۔ دلکی ۔ دلگی وغیرہ اس طرح مثلاً دل سے مرکب الفاظ کے درمیان میں دوسرے الفاظ بھی آسکتے ہیں ۔
ایسے محاورات یا مرکبات کو جن میں حروف جار جیسے کا ، کی ، کے ہوں بنیادی لفظ کے ذیل میں درج کیا جائے ۔ مثلاً دل کا چور ، دل کا بخار وغیرہ ' دل کے ذیل میں آئیں گے ۔ دیگر تراکیب' اضافتیں یا منفرد الفاظ حروف تہجی کی ترتیب کے لحاظ سے آئیں گے ۔

30 ۔ مذہبی اصطلاحات اور الفاظ (اسلامی) کے انتخاب کے وقت میکش اکبر آبادی کی کتاب "مسائل تصوف" (انجمن ترقی اردو ہند) کو پیش نظر رکھا جائے۔

31 ۔ ایسے الفاظ جو بیک وقت اسم اور صفت کے علاوہ مصدر / فعل کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں تو ان کا اندراج علاحدہ کیا جائے ۔ جیسے کھانا ، رزمیہ وغیرہ لیکن افلاطون اور بقراط جیسے الفاظ کا اندراج ایک کارڈ کے تحت ہو اور معانی کو کثرت استعمال کے پیش نظر ترتیب وار درج کیا جائے ۔ (معانی کے اندراجات کے وقت عام طور پر کثرت سے شاذ کی طرف کے اصول کی پابندی کی جائے ۔

32 ۔ بہت مشہور ادیبوں شاعروں لیڈروں اور مقاموں کے نام درج کیے جائیں ۔

33 ۔ حسب قاعدہ لغت کی ادارتی نوٹ سے پہلے تلفظ ، قواعد اور دیگر خصوصی علامات و

اشارات کی تشریح کے لیے ایک توضیحی خاکہ دیا جائے۔

مزید رہنما اصول

34 ۔ یہ طے کیا گیا کہ وہ مرکب الفاظ جن میں اضافت نہیں ہے اصل اندراجات کے طور پر مندرج کیے جائیں گے۔ اور وہ مرکب الفاظ جن میں اضافت ہے انھیں ذیلی اندراجات کے طور پر مندرج کیا جائے گا۔

35 ۔ اس بات کا اعادہ کیا گیا کہ تمام اندراجات حروفِ تہجی مندرج کیے جائیں گے چاہے وہ الفاظ ہوں یا ضرب الامثال (کہاوتیں) یا محاورے ہوں یا روزمرہ۔

36 ۔ مختلف اندراجات کی لسانی خصوصیات کو ذہن میں رکھتے ہوئے طویل مباحثہ کے بعد یہ طے کیا گیا کہ الفاظ کے وہ مجموعے جن کی شکل و صورت اور ترتیب و تسلسل میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہ ہو اور جن کا شمول و مفہوم بڑی حد تک استعاراتی ہو اور جن کے معنی کا انحصار ان کے سیاق و سباق پر نہ ہو، ایسے تمام مجموعوں کو محاورہ قرار دیا جائے گا۔ برخلاف اس کے وہ تمام الفاظ جن کی شکل و صورت اور ترتیب و تسلسل میں مصنف کے لیے اپنی مرضی کے مطابق تبدیلی کرنا ممکن تو نہ ہو لیکن جن کے مفہوم و مشمول میں استعاراتی عنصر ادنیٰ درجہ کا ہو اور جن کے معنی کا انحصار ان کے سیاق و سباق پر نہ ہو انھیں روزمرہ قرار دیا جائے گا۔

37 ۔ محاورے کے لیے "مح" روزمرّہ کے لیے "رم" اور کہاوت (ضرب المثل) کے لیے "کت" کی علامتیں استعمال کی جائیں گی۔

38 ۔ اس بات پر بھی خاصی طویل بحث ہوئی کہ زیرِ ترتیب لغات کے اندراجات میں قدیم لغات سے کس حد تک مدد لی جانی چاہیے۔ یہ طے کیا گیا کہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ زیرِ ترتیب لغت میں وہ تمام الفاظ داخل کیے جائیں جو اگلی لغات یا ماخذی کتابوں میں شامل ہیں لہٰذا مدیرانِ لغت کو چاہیے کہ وہ ان امور میں اپنی لسانی مہارت و بصیرت

قوتِ فیصلہ اور زبان سے واقفیت کا استعمال کر کے فیصلہ کریں کہ کونسا لفظ لغت بننے کے قابل ہے۔ اس طور یہ بھی ضروری ہے کہ کمیاب یا متروک الفاظ جو قدیم لغات یا ماخذ سے لیے جائیں ان کا حوالہ دیا جائے۔

39. ان الفاظ پر بھی تفصیلی بحث ہوئی جن کا تلفظ معیاری گفتگو میں کچھ اور ہے لیکن شاعری میں جن کی تقطیع روایتی اور اصلی تلفظ کے اعتبار سے کی جاتی ہے۔ یہ طے کیا گیا کہ ایسے تمام الفاظ میں معیاری گفتگو کے تلفظ کو پہلے درج کرنا چاہیے اگر شاعری میں اس طرح کے الفاظ کا تلفظ معیاری گفتگو کے تلفظ سے مختلف ہے تو اس بات کی بھی بطورِ خاص نشاندہی کرنی چاہیے اگر معیاری گفتگو کا تلفظ تقطیع کے تلفظ سے مختلف تو ہے لیکن تقطیع کا تلفظ خود تقطیع پر کوئی اثر نہیں ڈالتا، بلکہ محض کچھ صوتی حرکات کے معاملے ہی میں مختلف ہے تو ایسی صورت میں تقطیع کے تلفظ ہی کو ترجیحی تلفظ کے طور پر پہلے درج کرنا چاہیے۔

40. یہ بھی طے کیا گیا کہ اجزائے کلام کی نشاندہی ان کے تفاعل کے مطابق کی جائے گی، ان کی ساخت کے مطابق نہیں۔

41. یہ سوال بھی زیرِ بحث آیا کہ کچھ مدیران لغت کو محض ایسی کتب فراہم کی گئی تھیں جنھیں ماخذ کے بطور استعمال کیا جاتا تھا ان سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ ان کتب میں سے لیے مناسب الفاظ منتخب کریں جنھیں زیرِ ترتیب لغت میں درج کیا جا سکتا ہے اور انھیں (الفاظ کو) سرکولیٹ کریں کچھ مدیران نے یہ کام جزوی طور پر کیا اور کچھ نے یہ کام اپنے حصے کی حد تک کیا۔ لہٰذا یہ طے کیا گیا کہ مدیران ان کتابوں کا مطالعہ کریں اور دوسرے مدیران سے متعلق الفاظ بھی منتخب کر کے متعلقہ مدیران کو بھیج دیں۔ ڈائرکٹر نے وعدہ کیا کہ اگر ایسی کتب مدیران کو پہلے سے فراہم نہیں کی گئیں تو اب فراہم کر دی جائیں گی۔

42. یہ سوال بھی خاصی تفصیل سے زیرِ بحث آیا کہ سنسکرت عربی اور فارسی الاصل الفاظ کی قدیم اصل صورت کی نشاندہی بھی کی جائے۔ لہٰذا یہ طے کیا گیا کہ مانک شبد کوش، المنجد کا نیا ایڈیشن اور محمد معین کی مرتبہ برہان قاطع کا ایک جلدی ایڈیشن بھی ہر مدیر کو ترقی اردو بورڈ کی جانب سے دیا جائے تاکہ سنسکرت سے عربی اور فارسی الفاظ کی اصل کا تعین ممکنہ صحت کے ساتھ ہو سکے۔

مسودۂ لغت کے اقتباسات

جلد اوّل

الف (ا۔ لف) (۱) اردو کے حروف تہجی کا پہلا حرف۔ (۲) جُمل کے قاعدے سے الف کا ایک۔ (۱) عدد مقرر ہے۔ (۳) بعض الفاظ کے شروع میں نفی کے معنی دیتا ہے مثلاً اٹل، امر، اچھوت وغیرہ (سنسکرت سے ماخوذ)۔ (۴) حرف ندا (اسم کے آخر میں) مثلاً ناصحا، ساقیا، خدایا۔ (۵) حرف ندبہ (حسرت وافسوس کے معنی میں) مثلاً دردا، واحسرتا، واویلا۔ (۶) حرف فاعلی (امر کے آخر میں) مثلاً دانا، بینا۔ (۷) حرف کثرت مثلاً خوش سے خوشا، بس سے بسا، بد سے بدا (۸) اور کے معنی میں (عموماً دو اسموں کے درمیان) مثلاً شبا روز (شب اور روز)، تگاپو (تگ اور پو)۔ (۹) کثرت اور تسلسل کے معنی میں مثلاً رنگا رنگ، گرما گرم، دھڑا دھڑ۔ (۱۰) تک کے معنی میں مثلاً سراسر (ایک سرے سے دوسرے سرے تک)، سراپا (سر سے پا تک)۔ (۱۱) جیسے (تشبیہی) کے معنی میں، مثلاً موتیابند (موتی جیسی بوند)۔ (۱۲) قسم کے لیے مثلاً

حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا (درد)

اب (ا۔ب) س एवं پہلوی अव) (۱) تف۔ ان دنوں، زمانۂ حال میں، اس زندگی میں۔ اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے

مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے (ذوق)

(۲) اس دم، اسی وقت۔ مجھے اب دیکھ کر ابر شفق آلودہ یاد آیا

کہ فرقت میں تری آتش برستی تھی گلستاں پر (غالب)

(۴) اب تک۔ ابھی ع کھیتوں کو دے لو پانی ، اب بہہ رہی ہے گنگا (حالی)
(۵) آج کے بعد۔ آئندہ ـــ اب اور سے لو لگائیں گے ہم جوں شمع تجھے جلائیں گے ہم
(مومن)۔ (۶) ابھی، بلا تاخیر ـــ نہ آیا نامہ بر اب تک ، گیا تھا کہہ کے اب آیا (داغ)
(۷) اس سے زیادہ ع بہت کچھ کہہ چکے ہو، اور اب کہنا ہے کیا مجھ سے (بیخود
دہلوی)۔ (۸) کچھ مدت پہلے۔ ماضی قریب میں۔ (۹) اس وقت، اس کے بعد۔
بعدہ۔ (۱۰) دوبارہ۔ پھر کبھی ـــ بت خانۂ چین سہی ترا گھر۔
مومن ہیں تو اب نہ آئیں گے ہم (مومن)۔ (۱۱) بعد از وقت۔ دیر سے۔
(۱۲) بعد از خرابی بسیار۔ کام بگڑنے کے بعد۔ (۱۳) (شاذ) آج (کل کے
بالعکس) ـــ کل جو گھاس چرتی تھی بن میں ؛ دودھ بنی اب گائے کے تھن میں
(اسماعیل)

اب اب کر کے ۔ (محاورہ) (۱) تھوڑے دنوں سے۔ چند روز سے (۲) حال میں
(۳) بہت انتظار کے بعد۔

اب اب کرنا ۔ (محاورہ) (۱) ٹال مٹول کرنا۔ حیلے حوالے کرنا۔ (۲) وعدہ خلافی کرنا۔

اب آؤ تو جاؤ کہاں ۔ (روز مرہ) چارۂ کار نہیں۔ راہ فرار بند ہے۔

اب تب ۔ (۱) (مت) بہانہ بازی۔ (۲) نزع کی کیفیت ، آخری دم
کچھ تو سنبھلا تھا کل ترا بیمار ؛ وہی نوبت ہے آج اب تب کی
(شاد عظیم آبادی)

اب تب کرنا ۔ (محاورہ) ٹال مٹول کرنا ، حیلے حوالے کرنا۔

اب تب لگنا ۔ (محاورہ) آخری وقت ہونا۔ مرنے کے قریب ہونا۔

اب تب ہونا ۔ (محاورہ) موت کا وقت قریب ہونا۔ آخری سانسیں آنا جانا۔ نزع کا عالم ہونا۔

اب تو (تف) (۱) اس کے بعد۔ آئندہ۔ (۲) اس مرتبہ۔ اس دفعہ۔ (۳) اس
حالت میں۔ ایسی صورت میں ۔ (۴) آج کل۔ اس زمانے میں۔ (۵) آخر کار
مجبوراً۔

اب تک (تک) (تف) (۱) اس گھڑی تک۔ ابھی تک۔ (۲) مصیبت یا نقصان کے)
باوجود۔

اب جاکر / کے (تف) اتنے دن بعد ۔ اتنے پیچھے ۔ اتنی دیر سے ۔ آخرکار ۔ اتنے درجے پر پہنچ کر۔

اب جب (میں) (تف) ٹال مٹول ۔ سستی ۔ امروز فردا کرنا۔

شاعر ہو، مت چپکے رہو، اب جب میں جانیں جاتی ہیں

بات کرو، ابیات پڑھو، کچھ بیتیں ہم کو سناتے رہو (میرؔ)

اب جو (تف) (۱) اب اگر ۔ اگر اب ۔ (۲) آخر میں ۔ (۳) اس کے بعد ۔ (۴) ناگہاں اچانک۔

اب سے (تف) (۱) آج سے ۔ اس وقت سے ۔ (۲) آیندہ ۔ آگے کو۔

زندگی عشق میں مشکل ہے تو مر جائیں گے

اب سے وہ کام کریں گے کہ جو آساں ہوگا (داغؔ)

اب سے دور (تف) (۱) دور پار ۔ دور از حال ۔ خدا نہ کرے، پھر ایسا سانحہ ہو (۲) خدا نظر بد سے بچائے ۔ خدانخواستہ ۔ (۳) پچھلے زمانے میں ۔ گذشتہ وقتوں میں۔

اب کا (تف) (۱) اس وقت کا، اس زمانے کا، حال کا۔ (۲) اس بار ۔ اس مرتبہ کا۔

اب کہاں جاتا ہے ۔ (روزمرّہ) جب کوئی جائے یا قابو میں آجائے تو کہتے ہیں یعنی بچ نہیں سکتا، گرفت میں آگیا۔

اب کی (کے) (۱) (ظرف) بمعنی اس بار سے کچھ خریدا نہیں ہے اب کے سال کچھ بنایا نہیں ہے اب کی بار (غالبؔ) ۔ (۲) (تف) اس مرتبہ، اس دفعہ (۳) آیندہ ۔ اگلی بار ۔ (۴) دوبارہ۔

اب کے حسابوں / حساب (ح ۔ سا ۔ ب) (بو، ن) آج کے مقابلے میں ۔ اس زمانے کو دیکھتے ہوئے ۔ مقابلتاً۔

اب کیا تھا (محاورہ) (۱) فوراً، اسی وقت، اسی دم ۔ (۲) دیر ہی کیا تھی ۔ (۳) اس کے بعد حجت یا اعتراض کی کیا گنجائش تھی؟ بات ختم ہوگئی۔

اب کے وار میں بیڑا پار ہے (روزمرّہ) اب کی مرتبہ کام بن جائے گا۔

اب گھونگٹ کیسا (محاورہ) اتنی جگ ہنسائی کے بعد کیسی شرم و حیا، شرم و لحاظ تو

اسی وقت تک ہے کہ تشہیر نہ ہوئی ہو۔ (دیکھیے منہ سے اتری لوئی تو کیا کرے گا کوئی)

اب نہ تب (جب) (تف) لفظاً۔ اس وقت نہ پھر کبھی۔ (محاورہ) کبھی نہیں۔ ہرگز نہیں مطلقاً۔

اب پیٹھ دکھائی ہے تو جیتے جی منہ نہ دکھانا (روزمرہ) جاتے ہو تو اب کبھی نہ آنا۔

اب پچتائے (پچھتائے) کیا ہوت (ہے) جب چڑیاں چگ گئیں کھیت (کہاوت) کام کا موقع گنوا دینے کے بعد افسوس کرنے سے کیا فائدہ۔

اب تو ہوں میں ادنی اونی، جب میں ہوں گی سب سے دونی (کہاوت) (عو) ابھی کیا ہے، آگے چل کر کھل کھیلے گی۔ ابھی دبی دبی ہے کچھ دن بعد یہ پر پرزے نکالے گی۔

اب جگ ٹوٹا، پر ماری جائے گی (کہاوت) (۱) پہ جوھر) جب تک دو گوٹیں ایک ساتھ چلتی ہیں، انہیں کوئی پیٹ نہیں سکتا۔ جب وہ الگ ہو جائیں (یعنی جگ ٹوٹ جائے) تو ان کا پٹنا آسان ہو جاتا ہے۔ (۲) (مراداً اتحاد و اتفاق ختم ہو جانے پر زوال شروع ہو جاتا ہے۔

اب رنگ لائی گلہری (گ ا۔ل۔ ری) (کہاوت) (۱) اصل حقیقت اب معلوم ہوئی۔ آخر چھپے گن سامنے آگئے۔ (۲) (طنزاً) اب کھل کھیلنے پر اتر آئے۔

اب ستونتی ہو کر بیٹھی لوٹ کھایا سنسار / اب ستونتی بنی لوٹ کھایا سنسار۔ (کہاوت) (عو) تمام دنیا لوٹ کھانے کے بعد زاہد و پرہیزگار بننا۔ نو سو چوہے کھا کر بلی حج کو چلی۔ وہ عورت جو عمر بھر کی بدکاری کے بعد پارسا بن بیٹھے۔

اب سے آئے گھر سے آئے۔ (کہاوت) ہو گیا سو ہو گیا، آگے ایسا نہ ہو گا۔ ہماری توبہ ہے اب کبھی ایسا نہ کریں گے۔ وہ حسن کا عالم کہ الٰہی توبہ توبہ ہوئی، اب سے آئے گھر سے آئے (یگانہ چنگیزی)

اب کے سا ہے، ہم نہ بیا ہے، پھٹ پڑو (پڑیں) وہ سا ہے (کہاوت) (۱) لفظاً اگر اب کے شادیوں کے موسم یا زمانے میں بھی ہمارا بیاہ نہ ہوا تو لعنت ایسے موسم پر (۲) (مراداً تجربات ہمارے مفید مطلب نہیں، ہمیں اس سے کیا سروکار

اب کی (بات) اب کے ساتھ، جب کی (بات) جب کے ساتھ (کہاوت) گزرے زمانے کی چھوڑو، موجودہ زمانے کے ساتھ چلو۔ جو بات کل مناسب

تھی وہ ہوئی، آج کل جو مناسب ہے، اب وہ کرو۔

اب کی بچے تو گھر گھر نچے (ریچھ) (کہاوت) (چوسر) جب گوٹ کہیں پھنس جاتی ہے اور پانسا مخالف کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے تو کہتے ہیں، اب کے بچ گئی تو پھر کوئی ڈر نہیں۔ ناچتی پھرے گی اور پکی ہو جائے گی۔

اب کی چھائی کی نرالی باتیں (روزمرّہ) نئی نسل کے لوگ عجیب عجیب باتیں کرتے ہیں۔ عجیب زمانہ آگیا ہے (جامع اللغات)

اب کے مرے، ہو راجہ (کہاوت) اب بھی واپس آجاؤ تو راجہ بن جاؤ گے۔ اگر اب بھی ٹھیک ہو جاؤ تو جو چاہو کرو۔

اب کھائی تو کھائی، اب (آگے کو) کھاؤں تو رام دہائی (کہاوت) (۱) جو ہوا، سو ہوا آئندہ ایسا نہ ہوگا۔ اس دفعہ چوک یا بھول ہوگئی۔ اب ایسا نہ ہوگا۔
(۲) دیکھیے (اب سے آئے، گھر سے گئے)

اب وہ پانی ملتان بہہ گیا (کہاوت) جب موقع ہاتھ سے نکل جائے، اس وقت کہتے ہیں) وقت نکل گیا، اب کچھ نہیں ہو سکتا۔

تھا ذوق پہلے دلّی میں پنجاب کا سا حسن ٭ پر اب وہ پانی کہتے ہیں ملتان بہہ گیا (ذوق)

اَبّ (اَبْ بْ) مذ (ع: اب ب) گھاس۔ سبزہ۔ (جانوروں کا) چارہ۔ چراگاہ۔

یہ اب و عدالت، یہ حب و نبات ٭ متاع عوام و متاع ثقات (کلام بے نظیر)

اب (ا+ب) (ع: اب (ابو) (مذ) (۱) باپ۔ ابّا، والد، پتا

جن کی مادر ہیں رسول عربی کی دختر ٭ اب علی، جد ہیں نبی، عم ہیں عقیل و جعفر (اوج) (۲) (مسیحی) آسمانی باپ۔ خدا

قائل ام و اب و روح قدس ایک گروہ ٭ سب سے جیسے عیسیٰ و مریم بھی کہے ہے افسق (انشا)

اب و جد (مذ) باپ دادا۔ خاندان کے بزرگ

اب الارواح (اَ-بُل- اَر-واح) مذ (ع اَب+ روح) روحِ محمدی (تصوّف)

(اَبْ۔ بَا) (مذ)۔ (۱) باپ، پیدا کرنے والا، جنم دینے والا۔ (۲) قبیلے یا خاندان کا بزرگ۔ (۳) (تعظیم کے لیے) بجائے صاحب، قبلہ۔ مثلاً چچا ابّا۔ خالو ابا۔ ماموں ابا) (۴) (مجازاً) استاد، گورو۔ مرشد (۵) برتر، لائق، فائق تر۔ (۶) (دکنی)

(حیرت اور استعجاب کے مقام پر) (مثلاً ابّا، اتنا ظلم)

ابّا جان / ابّا جانی (مذ) باپ کو محبت اور پیار سے پکارنے کا کلمہ۔ پیارے ابّا۔

ابّا جی (مذ) باپ کو پکارنے کا نام۔ بالعموم بچّوں میں (ابّاجان اور ابّا میاں کا مرادف)

ابّا حضور / ابّا میاں۔ (حُ۔ ضُوْ۔ رْ) (مذ) باپ کے لیے تہذیب اور ادب یا بزرگی کا خطاب۔

ابّا بنانا (قم) کسی کو منہ سے باپ کہنا۔ باپ قرار دینا۔

اَبَا (اَ۔ بَا) مذ (ع، اب (ابو) باپ (عربی ترکیب اضافی میں بحالت نصب آتا ہے)

؎ سلمان آئے علی کے بعد شتاب بولے کہ یا اباحسن و یا اباتراب (انیسؔ)

اَباً عن جدٍّ (ا بن عن جد دن) نف (ع اب + جدّ) باپ دادا سے، سات پشت سے۔

جلد دوم

پٹاخ ۔ (پَ۔ ٹاخْ) مث (ہ۔ पटाक) پٹاخا چھوٹنے کی آواز۔ دیکھیے پٹاک یا پٹاق۔ پٹاخ سے بولنا۔ (۱) جو منہ میں آئے بول دینا۔ جلدی سے بول دینا۔ (۲) (عو) طرح داری سے بولنا۔ کڑاکے کی آواز سے بولنا۔ تڑاق پڑاق بولنا۔

پٹاخا ۔ (پَ۔ ٹا۔ خا۔) و (ہ पटाका) ۔(۱) ایک قسم کی آتش بازی جو زمین پر دے مارنے یا شتابے سے چلانے پر زور کی آواز کرتی ہے۔ اسے کچھ لوگ پڑاقا، پڑاکا یا پڑاخا بھی بولتے ہیں۔ (۲) (صفت) تیز طرار۔ شوخ (عورت) (۳) زن بدکار (۴) صفت۔ چلبلا چنچل۔(۵) ہندوؤں کی ٹوپی۔

پٹارا ۔ (پِ۔ ٹا۔ رَاْ) و مذ (س पिटक) ۔ گول اونچی دیواروں والا ڈھکن دار ٹوکرا جیسا سپیرے سانپ بند کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ یہ بانس کی پتلی تیلیوں یا پتلی شاخوں سے بنایا جاتا ہے۔ پٹارا توڑنا۔ بکس توڑ کر اس میں رکھی ہوئی چیزیں چرا لینا۔

پٹاری ۔ (پِ۔ ٹا۔ رِیْ) و۔ مث (س पिटका) (۱) چھوٹا پٹارا۔ دیکھیے پٹارا۔ (۲) پان دان۔ (۳) تازہ پھل رکھ کر باہر بھیجنے کے لیے جو لکڑی کے پتلے تختوں

کی صندوقچی یا کھانچی بناتے ہیں ۔ پٹاری کا خرچ ۔ (۱) پان دان کا خرچ ۔ وہ

خرچ جو خاوند اپنی بیوی کو پان کھانے یا متفرق اخراجات کے لیے ماہانہ دیتا ہے ۔ جیب خرچ (عورتوں کا)۔ (۲) زن کی اجرت ۔ خرچی ۔ (سوقیانہ) پٹاری میں بند کر کے رکھنے لایق ۔ (عو) (طنزاً) عجیب و غریب ۔ نادر (عموماً ہجو میں بولتے ہیں)

پٹاس ۔ (پَ ۔ ٹاس) ۔ رنگ ۔ مث ۔ (POTASH) ۔ (۱) ایک قسم کا کیمیکل جو عموماً صابن شیشہ یا بارود وغیرہ بنانے کے کام آتا ہے ۔ (۲) لال دوا جو کنویں میں کیڑے مارنے کو ڈالی جاتی ہے ۔ ایک قسم کا کھار ۔

پٹاق ۔ (پَ ۔ ٹاق) مث ۔ (ہ पटाक) ۔ دیکھیے پٹاخ

پٹاک ۔ (پَ ۔ ٹاک) مث (ہ पटाक) دیکھیے پٹاخ

پٹاکا ۔ (پَ ۔ ٹا ۔ کا) مذ ۔ (ہ पटाका) دیکھیے پٹاخا ۔

پٹان ۔ (پَ ۔ ٹان) مذ (ہ पाटना) (۱) چھت وغیرہ بنانے کے لیے جو تختے یا پتھر کی سلیں کڑیوں پر رکھی جاتی ہیں ۔ (۲) قبر کی چھت بنانے کے لیے جو موٹے تختے یا پتھر کی سلیں استعمال کی جاتی ہیں (۳) کسی گڑھے یا کنوئیں کو کوڑا کرکٹ ڈال کر بند کرنے یا پاٹنے کا عمل ۔

پٹانا ۔ (پِ ۔ ٹا ۔ نا) فم ۔ (س पिट) (۱) کسی کو کسی دوسرے کے ذریعہ مضروب کرانا ۔ پٹوانا ۔ مار کھلوانا ۔ (عموماً پٹوانا بولتے ہیں) (۲) کسی مجبور کو ایسا صدمہ دینا کہ وہ شدت غم سے اپنا سر پیٹ لے ۔

پٹانا ۔ (پَ ۔ ٹا ۔ نا) ۔ فم ۔ (۱) کسی کو بہلا پھسلا کر اپنا ہم خیال بنا لینا ۔ (۲) وصول کرانا ۔ تحصیل کرانا ۔ (۳) سودا بنانا ۔ معاملہ ٹھیک کرنا ۔ (۴) جھگڑا فیصل کرنا ۔

پٹاؤ (پَ ۔ ٹاؤ) ۔ مذ (ہ पाटना) کڑی تختے وغیرہ جن سے چھت پاٹتے کھپریل چھاتے ہیں (۲) قبر کو ڈھکنے کے لیے جو موٹے تختے یا پتھر کی سلیں لگائی جاتی ہیں جن پر مٹی ڈال کر قبر بند کی جاتی ہے ۔ (۳) لکڑی کا وہ موٹا تختہ جو پہلے قسم کی چوکھٹ کے اوپری بازوؤں پر رکھا جاتا ہے جس میں

کواڑوں کی چولیں پہنانے کے لیے سوراخ کیے جاتے ہیں۔

پِٹائی ۔ (پِ۔ ٹا۔ ءِ ئی)۔ و۔ مث۔ (س पिट) کسی کو مارنے پیٹنے کا عمل، جیسے ماسٹر صاحب نے آج اس کی خوب پٹائی کی۔

پٹائی ۔ (پَ۔ ٹا۔ ءِ ئی) و۔ مث۔ چھت یا کھپریل وغیرہ پاٹنے۔ چھانے کا عمل۔ دیکھیے پاٹنا۔

پٹ بجنا ۔ (پَٹ۔ بَج۔ نا)۔ و مذ۔ (س۔ पतवी ननक) ایک چھوٹا سا پر دار کیڑا یا پتنگا جس کے جسم کے پچھلے حصے میں روشنی چمکتی بجھتی رہتی ہے۔ جگنو۔ شب تاب۔

پٹ پٹانا ۔ (پَٹ۔ پَ۔ ٹا۔ نا)۔ فم۔ کھانے کی یا دوا کی کسی چیز کو آگ پر رکھ کر ہلکا سا بھون لینا۔ بھوبھل میں بھون لینا۔ (۲) بار بار آنکھیں کھولنا بند کرنا (عموماً بچوں کا) (۳) حسرت وافسوس کرنا۔ (۴) منہ میں بہت مرچیں لگنے پر بھی بولتے ہیں۔

پٹ پچھنا ۔ (پَٹ۔ پُچھ۔ نا) و مذ۔ ماں باپ کا سب سے آخری بیٹا۔

پٹ پڑ ۔ (پَٹ۔ پڑ)۔ و مث۔ وہ زمین جو دریا کی طغیانی سے ہر سال ڈوب جاتی ہے۔ اور خشک ہونے پر قابلِ کاشت ہو جاتی ہے۔ پٹ پڑ بھی بولتے ہیں۔

پٹخارنا ۔ (پَٹ۔ خار۔ نا)۔ فم۔ (۱) خوب پیٹنا۔ جوتیوں یا کوڑے کی مار لگانا۔ (۲) دھمکانا۔ پھٹکارنا۔

پٹخنا ۔ (پَ۔ ٹَخ۔ نا) فم۔ (ہ पटक) (۱) کسی چیز کو اوپر اٹھاکر زور سے زمین پر دے مارنا جیسے دھوبی کپڑے دھونے میں کرتا ہے۔ دیکھیے پٹکنا۔ (۲) کشتی میں حریف کو زمین پر دے مارنا پچھاڑنا۔ (۳) کسی چھاپے یا زخم کا دب جانا — پچک جانا۔ ورم گھٹ جانا۔ (۴) (پیٹ) زیادہ بھوک میں پیٹ کا دب کر پیٹھ سے لگ جانا۔

پٹ خنا ۔ (پَٹ۔ خَ۔ نا) و۔ مذ۔ کسی چیز کو پٹخنے کا عمل۔ دیکھیے پٹخنا۔ (دینا۔ کھانے کے ساتھ مستعمل ہے)

پٹ خنی ۔ (پَٹ۔ خَ۔ نی)۔ و مث۔ (۱) کشتی یا لڑائی میں حریف کو دھم سے گرا دینے کا عمل۔ (۲) حریف کے دھم سے گرنے کی آواز۔ پٹ خنیاں۔ پچھاڑیں کھانا۔

گرنا۔ اور گر گر کر سنبھلنا اور پھر گرنا۔

پٹ خی ۔ (پَٹ می)۔ ؤ مث۔ دیکھیے پٹ خنی (دکھانا دینا کے ساتھ مستعمل ہے)

پٹرا ۔ (پَٹ۔رَا) ؤ، مذ (س पट्टा)۔ لکڑی کا موٹا سا تختہ جیسا دھوبی کا ہوتا ہے جسے پٹا بھی بولتے ہیں۔ (۲) وہ چوکی یا تختی جس پر بیٹھ کر عورتیں نہاتی ہیں یا کھانا پکاتی ہیں۔ اس کے پائے چھوٹے ہوتے ہیں۔ (۳) لکڑی یا پتھر کا گول تراشا ہوا ٹکڑا جس پر بیلن کی مدد سے روٹیاں بیلی جاتی ہیں۔ اسے پٹا بھی بولتے ہیں۔ (۴) طیا تختہ جس پر مردے کو نہلاتے ہیں۔ (۵) موٹا بھاری سا تختہ جس کی مدد سے کھیت کی زمین ہموار کرتے ہیں۔ پٹرا پھیرنا (۱) موٹے بھاری تختے سے کھیت کی زمین ہموار کرنا۔ (۲) (مجازاً)۔ دولت برباد کرنا۔ صفایا کرنا۔ پٹرا کر دینا۔ تباہ و برباد کر دینا۔ ستیاناس کر دینا۔ جیسے قحط نے تو سارا کاروبار ہی پٹرا کر دیا۔ پٹرے کا پٹرا۔ (عو) عورتیں موٹے تازے نوزائیدہ بچے کی نسبت کہتی ہیں جیسے آزادی پیدا ہوئی تو اتنی تندرست و توانا۔ پٹرے کا پٹرا۔ (ایانی)

پٹ رانی ۔ (پَٹ۔رَا۔نِی) ہ۔ ؤ۔ مث۔ مہارانی۔ بڑی رانی۔ ملکہ۔

پٹر پٹر (پَ۔ٹَر۔پَ۔ٹَر)۔ ؤ۔مث۔ (۱) لگاتار پٹ پٹ کی آواز جیسے آندھی میں پھلوں کے گرنے سے ہوتی ہے۔ (۲) چھوٹے پٹاخوں کی گڈی کے لگاتار چھوٹنے کی آواز۔ (۳) تڑاق پڑاق۔ بے روک ٹوک۔ (۴) (آنکھیں) جلدی جلدی بند کرنا اور کھولنا (عموماً بچوں کا)

پٹر پٹر باتیں کرنا ۔ چھوٹے بچے کا صاف آواز میں خوب بول بول کر بڑوں کی باتوں میں دخل دینا۔

پٹر پٹر بولنا ۔ تڑاق پڑاق باتیں کرنا۔ خوب باتیں کرنا۔ پٹر پٹر دیکھنا۔ شیرخوار بچوں کا آنکھیں کھول کھول کے دیکھنا۔

پٹرول ۔ (پِٹ۔رُوْل)۔ انگ۔ ؤ مذ (PETROL) صاف شدہ مٹی کا تیل جو موٹر چلانے کے کام آتا ہے۔

پٹرول ۔ (پِٹ رُول) انگ۔ ؤ مذ۔ (PATROL) (۱) سپاہیوں کی وہ جماعت جو جنگ میں دشمن کے علاقے کے راستے اور حالات کا سراغ لگاتی ہے۔ طلایہ۔

(۲) وہ سنتری یا چوکی دار جو کسی جگہ چوکسی کے لیے مقرر کیا جاتا ہے۔ عموماً جنگلات کی چوکسی کرنے والے چوکی دار کو کہتے ہیں۔ دیکھیے پٹرول۔

پٹری ۔ (پَٹ ۔ رِی)۔ و مث۔ (س पाट्टिका) (۱) تختی۔ چھوٹا سا تختہ جو عموماً بیٹھنے کام آتا ہے (۲) روش۔ چمن میں پتلی سڑک چلنے یا ٹہلنے کے لیے بناتے ہیں۔ (۳) سڑک کے کنارے بنا ہوا رستہ جسے فٹ پاتھ کہتے ہیں۔ (۴) نہر کا کنارہ (۵) ریل (RAIL) (۶) کھپریل کا کھپڑا جس پر نلیاں رکھتے ہیں۔ (۷) چاندی یا تانبے کی تختی جس پر نقش کھدوا کر گلے میں ڈالتے ہیں (۸) سونے۔ چاندی یا لاکھ کی چوڑی چوڑی (۹) ایک قسم کا جست کا نیا زیور (۱۰) فٹ اسکیل۔ وہ پیمانہ جس پر انچوں کے نشان بنے ہوتے ہیں۔ (۱۱) کپڑے کے اوپر چپی چوڑی رنگین لکیر۔

پٹری ۔ (پٹ ۔ ری)۔ و مث (۱) ران۔ (۲) گھوڑے کی زین پر سوار کا اپنی رانوں کو جما رکھنا (اصطلاح) پٹری جمانا۔ پٹانا۔ کسی کو بہلا پھسلا کر اپنا ہم خیال بنانا۔ ہموار کر لینا (طنزاً) استعمال کرتے ہیں۔

پٹری جمانا۔ گھوڑے کی سواری میں رانیں ملی ہوئی رکھنا۔ (۲) آسن جمانا۔

پٹس ۔ (پِٹ ۔ ٹَس)۔ و مث ۔ (۱) خوب پٹائی۔ (۲) ماتم، کہرام (غم)

پٹس پڑنا ۔ (۱) خوب مار پڑنا۔ (۲) خوب ماتم ہونا۔ کہرام ہونا۔ پٹس مچنا۔ دیکھیے پٹس پڑ

پٹ سن ۔ (پَٹ ۔ سن)۔ و مث (س۔ पट्ट शररा) ایک پودا جس کو سڑا کر اس کی چھال الگ کرتے ہیں اور اس سے ٹاٹ وغیرہ بناتے ہیں جس کی عموماً بوریاں بنتی ہیں۔ اسے انگریزی میں جوٹ کہتے ہیں۔

پٹک ۔ (پَ ۔ ٹک)۔ و مث ۔ دیکھیے پٹخنی۔ (عموماً اٹھا پٹک مستعمل ہے) پٹکنا۔ دیکھیے پٹخنا۔

پٹکا ۔ (پَٹ ۔ کا)۔ و مذ (س पट्टिका) (۱) سربند یا سرپیچ۔ پگڑی۔ (۲) دو پٹہ نما کپڑا جو اکثر سوار لوگ کمر سے باندھ لیتے ہیں جسے کمر پیچ بھی بولتے ہیں۔ چوڑی پٹی۔ (۳) مٹی کی دیوار میں چونے اینٹ کی پٹی یا پتھر کی چنائی میں اینٹوں کی پٹی (۴) خاص وضع کا بنا ہوا کپڑا جو قلم میں پھریرے کے اوپر باندھتے ہیں پٹکا باندھنا۔ (۱) کمر باندھنا۔ (۲) پگڑی باندھنا۔ (۳) (کنایتاً) کمربستہ ہونا کسی کام

کے کرنے کے لیے تہیہ کرنا۔ پٹکا پکڑنا۔ ۱۔ دامن پکڑنا۔ روکنا۔ مزاحم ہونا۔ ۲۔ کمر میں ہاتھ ڈالنا۔

پٹکن (پَٹ۔کَن)۔ ؤ مث۔ (۱) جھٹکے سے گرانے کا عمل۔ (۲) دھکا۔ ٹکر۔ (۳) سوجن کا کم ہونا۔ (۴) (عو) بے چینی ۱۔ بے کلی۔ جیسے بخار تو جاتا رہا، پٹکن رہ گئی۔

پٹکنا دیکھیے پٹخنا۔

جلد سوم

د (دال) مث (ع) (۱) اردو کا گیارہواں حرف جسے دل غیر اور دال مہملہ بھی کہتے ہیں۔ (۲) حساب جمل کے لحاظ سے اس حرف کے چار عدد مقرر ہیں۔ (۳) (تقویم) بدھ کا دن ظاہر کرنے والا حرف۔ (۴) ستارہ عطارد یا برج اسد کا نشان۔

داب۔ (داب) مث (س दम्भ < दमन्)۔ (۱) دباؤ (۲) بوجھ۔ (۳) زور (۴) چھاپے کا نشان۔ (۵) کل یا مشین کے ایک بار نکلنے کا عمل۔ (۶) شجرکاری کے لیے لگائی جانے والی درخت یا پودے کی ٹہنی کا زمین میں دبا دینا، دابا (۷) سنگ بستہ چٹائی میں عمودی لگائی جانے والی سلوں یا پتھروں کی روک کا بند۔ (۸) پیچ، گھماؤ، موڑ ہاتھ مل مل کے ہوا موسم گرما میں تباہ۔ دیکھ کر اس کے دو پٹے کا وہ داب سادہ

داب بیٹھنا دبا جانا، عقب کرنا، زبردستی قبضہ کر لینا۔

داب تلے رہنا، کسی کے بس میں رہنا، رعب میں رہنا

داب رکھنا / لینا۔ ناجائز طور پر اپنے قبضے میں رکھنا یا کر لینا۔

داب۔ (داب) مذ ف داراب (۱) شان و شوکت، رعب، دبدبہ (۲) نمود و نمائش۔

(داب بیٹھ جانا۔ رعب قائم ہو جانا۔

داب بٹھانا۔ رعب جمانا یا قائم کرنا

داب جمانا۔ رعب جما[illegible]

(دا۔اَب) مذ (ع : دَبّ) (۱) طور، طریقہ (۲) رسم، رواج (۳) عادت، خصلت (۴) حالت، کیفیت (۵) کام، کاج، دھندا (۶) زور سے چلانے کی آواز، چیخ

داب سلطنت ۔ آداب حکومت، قواعد سلطنت

داب صحبت ۔ علم مجلس، حقوق دوستی

داب مجلس / محفل ۔ دابا۔ (دابا) مذ (ف :)۔ دیکھیے داب بمعنی دبدبہ، شان و شوکت۔

دابا دینا۔ رعب ڈالنا، دھمکانا

دابا دا ۔ با ۔ مذ (س : दम् > दमन्) (۱) دیکھیے داب بمعنی دباؤ

دابا دینا۔ بخار کی حالت میں پسینہ لانے کے لیے بیمار کو لحاف یا کمبل وغیرہ اُڑھانا، جڑ پکڑنے کے لیے پودے کی شاخ کو زمین میں دبانا۔

دابا (دا ۔ با) مذ (ف :) (۱) زر، سونا (۲) اشرفی

دابث (دا ۔ بِث) مث (تر : ع) (۱) بددعا، کوسنا

دابت (دا۔ بت) مذ (ع : دَبّ) (۱) دیکھیے دابہ، چوپایہ

دابت الارض (داب ۔ بَ ۔ تُل ۔ اَرض) مذ (ع :) (۱) ایک خاص ہیئت کا روایتی جانور جو قیامت کے قریب مکہ کی پہاڑی صفا سے نکلے گا اس کے ایک ہاتھ میں حضرت موسیٰ کا عصا اور دوسرے ہاتھ میں حضرت سلیمان کی انگشتری (مہر) ہوگی وہ عصا سے مومنین کی اور انگشتری سے کافروں کی نشاندہی کرے گا۔

داب چوک (دا ۔ چُوک) مث (س : दम् + چوکنا) طباعت کے وقت کاغذ یا کاغذ کے کسی حصے کا چھپائی سے خالی رہ جانا، پتھر یا پلیٹ کا کاغذ پر پورا بیج نہ بیٹھنا۔

دابشلیم (دا ۔ بش ۔ لیم) مذ (ف :) (۱) سومنات کے ایک قدیم حکمران خاندان کا نام (۲) کلیلہ و دمنہ میں مذکور ایک راجہ کا نام۔

دابنا (داب ۔ نا) فم (س दम् > दमन) (۱) دبانا، بھینچنا (۲) گاڑنا، دفن کرنا۔ (۳) زور سے نیچے بٹھانا (۴) چپی کرنا، مٹھیاں بھرنا (۵) دھمکانا (۶) مجبور کرنا، عاجز کرنا۔ (۷) ہتھیانا، غصب کرنا۔

دابہ (دا ۔ بہ) مذ (ع دَبّ) (۱) زمین پر چلنے والا جانور، چوپایہ (۳) لادو جانور۔

دابی ۔ (دا۔بی) مث (س ؛ दम् दमन्) (ا) کٹی ہوئی فصل کے بندھے ہوئے ایک جیسے پودے جو کٹائی کی مزدوری کے طور پر دیے جاتے ہیں۔

داتا ۔ (دا۔تا) مذ/صفت (س ؛ दा < दातृ) (ا) دینے والا (۲) سخی، فیاض (۳) رزق دینے والا، رزّاق (۴) درویش، فقیر۔

داتا داتا مر گئے رہ گئے مکھی چوس ۔ سب سخی ختم ہو گئے صرف کنجوس باقی رہ گئے ہیں۔

داتا دے بھنڈاری کا پیٹ پھولے ۔ کوئی دان کرتا ہے اور کوئی دیکھ کر جلتا ہے

داتا کا دان غریب کا اشنان ۔ سخی کی خیرات سے غریب کا کام چل جاتا ہے۔

داتا کے دینے کے سو ہاتھ ۔ دینے والا سو طرح سے دیتا ہے۔

داتا کی ناؤ پہاڑ چڑھے ۔ سخی کی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔

داتا کے تین گن ۔ دے، نہ دے، دے کر چھین لے۔

داتار ۔ (دا۔تار) صفت (س ؛ दा < दातृ) (ا) داتا، سخی (۲) بہت بڑا سخی۔

داتر ۔ (دا۔تر) مث (س ؛ दो दात्र) (ا) فصل کاٹنے کا اوزار، درانتی (۲) بڑی درانتی

داتری ۔ (دا۔ت۔ری) مث (س ؛ दो < दात्र) دیکھیے داتر

داتن ۔ (دا۔تن) مث (س ؛ दम् < दन्त) (ا) دانت صاف کرنے کی لکڑی، مسواک۔

داتون ۔ (دا۔تُون) مث (س ؛) دیکھیے داتن، مسواک

داٹ ۔ (داٹ) صفت/تف (دک ؛ दम् < दन्ति) (ا) ہجوم، اژدہام، جمگھٹ (۲) بکثرت ع ملے داٹ جو گھر میں مہماندار (طوطی نامہ) (۳) گہرا، گھنا (۴) سخت، مضبوط۔

داٹ پڑنا ۔ مسلط ہونا

داٹ داٹ ۔ تیزی کے ساتھ، جلد جلد ع چلے شاہ منزل کو یوں داٹ داٹ

داٹا داٹ ۔ دیکھیے داٹ داٹ

داٹن (دا۔ٹن) مث (دک۔س ؛ दम् < दन्ति) (ا) گھناپن، داٹ (۲) مضبوطی

داٹنا (داٹ۔نا) ل (دک۔س (दम् < दन्ति) (ا) ہجوم کرنا، جمع ہونا (۲) [illegible]

(۳) دبانا، مغلوب ہونا۔

داٹی ۔ (دا ۔ ٹی) مث (دک दन्ति < दम) (۱) ڈانٹ، ڈانٹ ڈپٹ ۔ "کن نے ماریا کو بہت داٹیاں بہت گالیاں دی" (سب رس)

داج ۔ (داج) مذ (ع جہیز سے دہیز) (۱) جہیز، (۲) دان

داج ۔ (داج) مذ۔مث (ع ؛ دج و) (۱) اندھیرا، تاریکی (۲) اندھیری رات۔ (۳) (صفت) تاریک، اندھیرا

داچا ۔ (دا ۔ چا) مذ (؟) قالین بافی کا اڈا، کھانی

داحس ۔ (دا ۔ حس) مذ (ع دح س) (طب) ناخن کی جڑ میں پیدا ہونے والا ورم جو شدید درد اور ٹیس کا باعث ہوتا ہے، انگل بیڑا

داخل ۔ (دا ۔ خل) صفت (ع : دخ ل) (۱) اندر آنے والا (۲) اندر گیا ہوا۔ (۳) ملحقہ، شامل، ملا ہوا۔ (۴) بڑی زمین کے ساتھ چھوٹی زمین کی شمولیت (۵) ادائیگی (۶) سپردگی، حوالگی (۷) مثل، مانند (۸) یقینی۔

داخلِ دفتر کرنا ۔ شامل مسل کرنا، فائل کرنا، کسی معاملے کو دبا دینا۔

داخل کنندہ ۔ داخل کرنے والا، ادا کرنے والا۔

داخل خارج ۔ (دَاخِل ۔ خا ۔ رِج) مذ (ع :) جائیداد کے سابق مالک کا نام ملکیت سے خارج کرکے نئے مالک کا نام سرکاری کاغذات میں درج کرنے کی کارروائی۔

داخل نامہ ۔ (داخل ۔ نا ۔ مَہ) مذ (ع + ف) (۱) وہ اقرار نامہ جس میں ملکیت کا اندراج کسی دوسرے کے نام کیا جاتا ہے ۔ (۲) دستاویز انتقال، انتقال ملکیت کی دستاویز۔

داخلہ ۔ (دا ۔ خِ ۔ لَہ) مذ (ع ؛ دخ ل) (۱) مدرسہ، جماعت یا کسی مقام میں داخل ہونے کا عمل، بھرتی (۲) سپردگی، حوالگی (۳) کسی قسم کی ادائیگی کی رسید۔ (۴) بازیابی، دخل، رسائی (۵) (صفت) اندرونی، داخلی۔

داخلہ بہی ۔ داخِلہ ۔ بَ ۔ ہی) مث (ع + س ؛) وہ کتاب یا رجسٹر جس میں داخلہ یا وصولی کی رسوم بجنسہ درج کی جاتی ہیں۔

داخلی ۔ (دا ۔ خِ ۔ لی) صفت (ع ؛ دخ ل) (۱) اندر کا، اندرونی (۲) داخل۔

(۳) ملحقہ، مشمولہ (۴) قدرتی، جبلی (۵) کسی مقدس

جلد چہارم

کام کاڑنا ۔ فم۔ (د۔ ا) کام نکالنا " الگ ہور جگ کون یکٹھی کر میں اپنا کام کیوں کاڑوں"
(کلیات بحری)

کام کا نہ رکھنا ۔ فم۔ بے کار کر دینا۔ مصرف کے لائق نہ رکھنا۔

دونوں جہان کے کام کا رکھا نہ عشق نے
دنیا و آخرت سے کیا بے خبر مجھے (آتش)

کام کا نہ رہنا ۔ فل (۱) کارآمد نہ رہنا۔ بے کار ہو جانا (۲) (کنایۃً) نامرد ہو جانا۔

کام کا نہ کاج کا دشمن اناج کا ۔ (کہاوت) سست اور کاہل، مگر ہر وقت کھانے کے لیے تیار۔ نکمے اور کام سے جان چرانے والے آدمی کے لیے مستعمل ہے۔

کام کر جانا ۔ اثر کر جانا۔ ع کام کر جائے ہزاروں میں تری عیار آنکھ (رند)

کام کر چکنا ۔ فم۔ (۱) اثر کر چکنا (۲) کام تمام کر دینا۔ مار ڈالنا۔

تریاق کیا کرے کہ یہاں زہر چڑھ چکا
کام اتنا کر چکے تری زلف دوتا کے سانپ (نسیم دہلوی)

کام کرنا ۔ فم۔ (۱) کسی شغل میں مصروف ہونا (۲) کوئی ہنر یا پیشہ کرنا۔ (۳) سرایت کرنا۔ اثر کرنا۔ کارگر ہونا۔

نالوں سے مرے رات کے غافل نہ رہا کر
اک روز یہی دل میں ترے کام کریں گے (میر)

(۴) فائدہ کرنا ع الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا۔ (میر)
(۵) مقصد حاصل کرنا۔

وہ سوتے بے حجابانہ سب رات نگاہ شوق کام اپنا کیا کی (مومن)

(۶) نمایاں کام کرنا ۔ اہم یا دشوار کام میں کامیابی حاصل کرنا۔

نگہِ شرم کو بے تاب کیا ، کام کیا
رنگ لایا تری آنکھوں میں سمانا دل کا (داغ)

(۷) ہلاک کرنا ۔ کام تمام کرنا ع ۔ زہرِ غم کر چکا تھا اپنا کام (غالب)

(۸) صورت اختیار کرنا ۔ ردِ عمل ظاہر کرنا۔

دیکھیے کیا کام کرتی ہے نزاکت وقتِ قتل
آج ان کا بھی ہے گویا امتحاں میری طرح (جلیل)

(۹) (عوام) مجامعت کرنا ۔ برا کام کرنا۔

کام کرنے کی سو راہیں ہیں نہ کرنے کی ایک نہیں ۔ مثل ۔ صدقِ دل سے کام کرنے کی نیت ہو تو کئی طریقے نکل آتے ہیں ۔ اگر نہ کرنے کی نیت ہو تو کوئی صورت نہیں نکلتی۔

کام کر جائے سپاہی نام تلوار کا ہو۔ مثل ۔ کام کوئی کرے اور نام کسی کا ہو۔

ہو گیا ابرو کی سفاکی سے شہرہ یار کا
کام کر جائے سپاہی نام ہو تلوار کا (قدر)

کام کو کام سکھاتا ہے ۔ کہاوت ۔ جہاں کام کرنا شروع کیا آہستہ آہستہ کام اپنے آپ آجاتا ہے۔

کام کھولنا ۔ فم (۱) کوئی نیا کام شروع کرنا ۔ کام جاری کرنا ۔ (۲) نیا کارخانہ قائم کرنا ۔ (لازم کے لیے "کام کھلنا")

کام کھینچنا ۔ (کھن / یچ ۔ نا) فل ۔ مرنا (متروک)

ع شائد کہ کام صبح تک اپنا کھینچے گا میر

کام کی بات ۔ مث ۔ مطلب کی بات ۔ کار آمد بات

کام کی نہ کاج کی ڈیڑھ سیر اناج کی ۔ مثل ۔ ایسی عورت کے حق میں یہ مثل بولی جاتی ہے جو نکمی ہو لیکن بہت کھاتی ہو: "عجب آرام طلب بیوی ہے ۔ کام کی نہ کاج کی ڈیڑھ سیر اناج کی" (گدڑی میں لعل ص ۶۹ ۔ راشد الخیری)

کام کے سر ہونا ۔ فم ۔ (۱) کسی کام کے پیچھے پڑ جانا ۔ کسی کام میں جی جان سے مصروف ہو جانا ۔ (۲) (عوام) کام سے لگنا ۔ برسرِ روزگار ہونا۔

کامگار ۔ صفت (ف) خوش نصیب ۔ اقبال مند
کام گزرنا ۔ فل ۔ (دک) کام چلنا ۔ "دنیا کا کام جیوں تیوں گزرتا ہے"۔ (سب رس)
کام گھال دِسنا ۔ (گھال ۔ دِس ۔ نا) فل ۔ (دک) معاملہ خراب نظر آنا
ع کہ دستا ہے منج سر بہ سر کام گھال (سیف الملوک بدیع الجمال ۔ غواصی)
کام گھالنا ۔ فم ۔ (دک) کام خراب کرنا۔
ع گلے بھائے دام، کر کام گھال (طوطی نامہ ۔ غواصی)
کام لانا ۔ فم ۔ (دک) کام سپرد کرنا ۔ کام پر لگانا ۔
ع انے اس سہیلی کو یک کام لائی (گلشن عشق ۔ نصرتی)
کام لگانا ۔ فم ۔ کام شروع کرنا ۔ تعمیر کا کام شروع کرنا ۔
کام لگ جانا ۔ فل ۔ کام کی ابتدا ہونا۔
کام لگنا ۔ فل ۔ (دک) کام پڑنا ۔ "القصہ نور آور سوں لگیا ہے کام"۔ (سب رس)
کام لیانا ۔ (ل ۔ یا ۔ نا) فم ۔ (دک) کام بنانا ۔

جلد پنجم

م ۔ (مِی ۔ م) مث (۱) اردو کا اکتیسواں حرف ہے ۔ (۲) حساب جمل میں اس کے چالیس عدد مقرر کیے گئے ہیں ۔ (۳) منظوری کا وہ مخصوص اور مختصر نشان جو سلطنت مغلیہ کے زمانے میں دیوان سلطنت معافی یا جاگیر پر لکھا کرتا تھا ۔ (۴) تقویم میں یہ اتوار کے روز کی علامت ہے ۔ اور عربی میں ماہ محرم کے اختصار میں بھی لکھا جاتا ہے ۔ اگر "م" سے پہلے حرف عین ہو یعنی "عم" تو علیہ السلام کا مخفف سمجھا جاتا ہے ۔ (۵) فارسی میں مجازاً دہن معشوق باعتبار نقطہ موہوم یا شکل فیم (۶) بعض ادیبوں کے نزدیک یہ حرف مذکر ہے اور بعض کے نزدیک مونث ۔ مذکر کی مثال جو آنکھیں ہوں تو نام پاک سے پیدا ہے یکتائی ۔ کہ آغوش احد میں جلوہ گر ہے میم احمد کا

(آمیر)

مؤنث کی مثال خوش نویسو ہیں وہ آنکھیں ہیم ملفوظی کا جوڑ
لکھ سکو ایسی اگر دو ایک میمیں لطف ہے (رشک)

ما - - (مَا) مث - ہ ( ) (۱) ماں - والدہ - جنم دینے والی - (۲) بزرگ یا بوڑھی عورت کو مخاطب کرنے کے لیے کلمۂ خطاب - (۳) لکشمی جی کا لقب - درگا یا کالی

ما باپ - مذ - والدین - مادر و پدر ما بہن - مث

ماں بہن یا ما بہن کرنا - فم - کسی کی ماں بہن کو گالی دینا - مادر خواہی کرنا -

ما جایا - صفت / مذ - ایک ہی ماں کے پیٹ سے جنم لینے والا بھائی - حقیقی بھائی سگا بھائی -

ما - (ما) ف - ضمیر جمع متکلم - (۱) ہم - ہم لوگ

ما بہ خیر شما بہ سلامت - (۱) ہم خیریت سے تم سلامتی سے - اس موقع پر بولتے ہیں جب یہ کہنا ہو کہ "ہمیں تم سے کچھ غرض نہیں -

ما بدولت - وہ کلمہ جو بادشاہ اور امرا اپنے متعلق استعمال کرتے تھے - ہم -

ما چہ می سرایم و تنبورۂ ماچہ می سراید - اس وقت بولتے ہیں جب کسی شخص کا ایک بیان دوسرے سے مختلف ہو -

ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال (ہم کسی خیال میں ہیں اور آسمان کسی خیال میں ہے) خلاف امید کسی امر کے پیش آنے کے موقع پر بولتے ہیں -

مارا ازیں گیاہ ضعیف ایں گماں نہ بود - جب کوئی ضعیف یا کم زور کوئی ایسا کام کرے جو اس کے حوصلہ اور ہمت سے بالاتر ہو تو اس کی نسبت یہ مثل بولتے ہیں -

مارا چہ ازیں قصہ کہ گاو آمد و خر رفت - ہمیں اس بات سے کیا غرض کہ بیل آیا اور گدھا چلا گیا - جب کسی کے آنے جانے پر بے پروائی کا اظہار مقصود ہو تو اس موقع پر یہ مثل بولتے ہیں -

ماو شما - (۱) ہر کس و ناکس - ہر ایک شخص - معمولی لوگ -

ماو من - (۱) خود پسندی - خودستائی - تکبر - (۲) ایرے غیرے

کہتا ہے کون تم سے کہ تم ماو من کو دو - جو کچھ بھی تم کو دینا ہے اس انجمن کو دو (ڈپٹی نذیر احمد)

ما - (ما) ع - حرف و اسم - (ا - حرف) (۱) نافیہ - نہیں - نیست (۲) زائدہ - جیسے فلما
(۳) کلمۂ استفہام - کیا، کیا چیز (ب - اسم) (۴) اسم موصول جو' جیسے ماجرا ماحصل
(۵) اسم موصوف جو کچھ - جس کو - (۶) تعجب و حیرت کے لیے جیسے ماشاء اللہ -
ما اعظم برہانہ (فقرہ) اس کی دلیل کتنی عظیم الشان ہے -
مابعد - صفت - جو کچھ بعد میں آئے - پچھلا - پیچھے آنے والا -
مابقا - صفت - (۱) باقی - بچا ہوا - بقایا -
مابہ الاجتماع - مذ - وجوہ مشترکہ - وہ باتیں جو دو یا کئی مختلف اشیا میں مشترک
ہیں - جو امور فی الواقع دونوں مذہبوں میں مابہ الاجتماع یا مابہ الافتراق ہیں ان کو
اپنی اپنی جگہ صاف طور پر بیان کیا جائے " (حیات جاوید صفحہ ۱۱۳)
مابہ الاحتیاج - مذ - جن چیزوں کی حاجت ہو جن چیزوں کی ضرورت پڑے -
مابہ الاختلاف - مذ - (۱) جن باتوں میں اختلاف ہو - (۲) امور ممیزہ - صوفیا اور
اہل ظاہر کا پہلا مابہ الاختلاف یہ ہے " (سوانح مولانا روم صفحہ ۱۷۹)
مابہ الافتراق - مذ - وجوہ مفارقہ - وہ باتیں جو ایک شے میں ہوں اور دوسری
میں نہ ہوں -
مابہ الامتیاز - باعث امتیاز - مذ - وہ چیز یا سبب جس سے امتیاز ہو سکے -
نشان امتیاز - باعث امتیاز -
مابہ النزاع - مذ - وہ بات یا سبب جس پر جھگڑا اٹھا ہو - فساد کا باعث -
جھگڑے کی بنا -
مابین - تف - (۱) درمیان میں - بیچ میں - وسط میں - (۲) اثنا میں -
(۳) صفت) درمیانی - وسطی - بیچ کا - ۴ - مذ بیچ - درمیان - دوران - وسط -
مابین تحقیقات - تف - تحقیقات کے دوران میں -
مابین فریقین - تف - ہر دو فریق کے درمیان -
ما توفیقی الا باللہ - قرآن پاک کی آیت - نہیں ہے مجھے نیکی کرنے کی توفیق
مگر خدا تعالیٰ سے (وہی میرا کارساز ہے)
ماتحت - صفت - (۱) زیر حکم - تابع فرمان - (۲) مذ - وہ ملازم جو کسی کے

زیرِ حکم کام کرے۔ تابع۔ نائب۔ مددگار۔ منشی

ما ۔

ماتقدم۔ صفت۔ پہلے کا۔ اوّل کا۔ جو پہلے گذر چکا ہو۔ مذکورہ، بالا

ماحصل۔ مذ۔ وہ چیز جو پیدا ہوئی ہو۔ جو نتیجہ نکلا ہو۔ ماحصل۔ مذ (۱) جو کچھ حاصل ہو۔ حاصل شدہ۔ (۲) نتیجہ حصول۔ (۳) پھل۔ ثمرہ۔ (۴) خلاصہ۔ لب لباب۔ (۵) نفع منافع۔ فائدہ۔ (۶) پیداوار۔ غلّہ۔ جنس۔ اناج۔

ماحضر۔ مذ۔ (۱) جو کچھ حاضر ہو یا موجود ہو۔ (۲) جو کھانا موجود ہو۔ (۳) معمولی کھانا۔ دال دینا۔

ماحول۔ مذ۔ گردوپیش

مادام۔ تف۔ (۱) ہمیشہ

مادام لکھنؤ رہے آباد اے منیر
مجمع ہے اس دیار میں اہلِ کمال کا

مادام الحیات۔ تف۔ تمام عمر۔ عمر بھر۔ تازیست

مادام العمر۔ تف۔ دیکھیے مادام الحیات

مادون العرش۔ مذ۔ عرش کے سوا جو کچھ ہے۔ جس نے تیرے ہوتے عرش اور مادون العرش پر خاک نہ ڈالی اس نے تیری قدر نہ پہچانی۔ (مقالات حالی صفحہ ۱)

مازاد۔ مذ۔ وہ چیز جو زیادہ ہو۔ اس نے ڈاڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر مازاد کو چراغ کی لو پر رکھ دیا۔ (اجتہاد۔ نذیر احمد)

مازاغ۔ قرآن شریف کی آیت "مازاغ البصر و ما طغٰی" کی طرف اشارہ ہے یعنی آنحضرت نے معراج کے مقام قریب میں کسی طرف آنکھ نہیں پھیری اور نہ حکم الٰہی سے نافرمانی کی۔

ماسبق۔ صفت۔ جو پہلے گذر چکا ہو۔ گزرا ہوا۔ جس کا ذکر پہلے آ چکا ہو۔

ماسلف۔ صفت۔ گزرا ہوا۔ گزشتہ

ماسوا۔ استثنا۔ (۱) اس کے علاوہ بجز۔ (۲) مذ۔ تصوف کی اصطلاح میں ذات باری تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے اسے ماسوا کہتے ہیں۔ (۳) معشوق مجازی۔

ماسوا اللہ۔ مذ۔ خدا کے سوا ہر چیز۔

ما -

ماشاءاللہ۔ کلمۂ تحسین و آفریں۔ (۱) خدا چشم بد سے محفوظ رکھے۔ (۲) کیا کہنا۔ سبحان اللہ۔ (۳) طنزاً خوب انصاف کیا آپ نے ماشاء اللہ۔ (۴) جو خدا چاہے۔

ماشے اللہ۔ (عو) دیکھیے ماشا اللہ۔

ماصدق۔ مذ۔ (۱) وہ چیز جو صادق ہو۔ (۲) جو چیز ثابت کرے یا تصدیق کرے۔ (۳) (ف) مضمون معنی۔ ماعرفناک۔ اے رب ہم نے تجھ کو نہیں پہنچانا یہاں سب عارفان بزم ادراک۔ نہیں کہتے ہیں غیر از ماعرفناک (اخوان الصفا صہ۲)

مافات۔ صفت۔ جو فوت ہوا ہو۔ جو مر گیا ہو۔ جو گزر گیا۔

مافوق۔ صفت (۱) جو فوقیت رکھتا ہو۔ جو اوپر ہو۔ (۲) اونچا، بلند، (۳) فائق۔ (۴) بزرگ تر۔

مافوق البشر۔ صفت۔ انسان سے بالا تر

مافوق العادت۔ صفت۔ عادت سے بالا۔ خلاف عادت۔

مافوق الفطرت۔ صفت۔ (۱) فطرت سے بالا تر۔ (۲) مث۔ فطرت سے بالاتر چیز

مافی الضمیر۔ مذ۔ جو کچھ دل میں ہو۔ دل کی بات۔ نیت۔ مطلب۔ مقصد۔

مافیہا۔ مذ۔ جو کچھ اس دنیا میں ہے۔

ماقبل۔ مذ۔ (۱) پہلے کا۔ جو پہلے ہو۔ (۲) وہ حرف جو کسی دوسرے حرف سے پہلے ہو۔

ماقبل الذکر۔ مذ۔ جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہو۔ مذکورہ بالا

ماقلّ و دلّ۔ مذ۔ مختصر کلام جس کے معنی بہت سے ہوں

تیری صورت سے کھلے معنی ماقل ودل۔ انبیا شرح مفصل ہیں، تو متن مجمل (محسن)

ماکان و مایکون۔ مذ۔ جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا (ہوتا ہے اسی ضمن میں آگیا) ماضی، حال اور مستقبل جیسے، ماکان و مایکون علم الٰہی میں موجود ہیں۔ (خطوط سرسید صہ)

ماکتب فیہ۔ مذ۔ جو اس میں لکھا گیا۔ مضمون۔ مکتوب یقین ہے کہ انھوں نے پڑھ لیا ہوگا ماکتب فیہ معلوم کیا ہوگا (اردوئے معلی صہ ۱۸۸)

مالاکلام۔ صفت۔ جس میں کسی شبہہ اور اعتراض کی گنجائش نہ ہو۔ جس کے بارے میں کچھ نہ کہا جا سکے۔ مَالَا یُدرَکُ کُلُّہٗ لَا یُترَکُ کُلُّہٗ؛ مثل۔ جو چیز پوری

(یا بھرپور) نہیں ملتی ہو تو پوری کی پوری چھوڑی بھی نہیں جاتی۔ جن لوگوں کو اسلامی ممالک کے معمولی واقعات میں بھی مزہ آتا ہے ان کی دعوت میں یہ ماحضر پیش کیا جاسکتا ہے کہ مالا یدرک کلہ لایترک کلہ۔ (مقدمہ سفرنامہ روم، شام، مصر ص۳)

ما۔ مَالاَیُطاق ۔ مذ۔ وہ کام یا چیز جو کسی کی قدرت اور طاقت سے باہر ہو۔

ع سوجھی نئی مشقت مالا یطاق میں (دبیر)

مالاینحل ۔ صفت۔ جو حل نہ ہوسکے ناقابل حل۔ جیسے عقدۂ مالاینحل۔

مَالَہٗ و مَاعلیہ ۔ جو بات اس کے موافق ہے اور جو اس کے برخلاف ہے۔

ما مضٰے ۔ صفت۔ جو گزر گیا ہو۔ گزشتہ۔ ہوچکا۔

مانحن فیہ ۔ ہمارا مبحث۔ جس میں ہم گفتگو یا بحث کر رہے ہوں۔ یہ ایک جدا بحث ہے جو مانحن فیہ سے متعلق نہیں (تہذیب الاخلاق ج ۲ ص ۲۷۵)

ما وجب ۔ صفت۔ (۱) وہ جس کا کرنا واجب ہو۔ (۲) مذ۔ سلام۔ دعا۔

ما ورا ۔ استثنا۔ سوا۔ بجز۔ اس کے علاوہ

ماوراءالنہر ۔ مذ۔ ملک توران جو ایران سے دریائے جیحون کی دوسری طرف واقع ہے۔

ماہو آت ۔ جو آگے آنے والا ہے۔ جو واقع ہونے والا ہے۔ تلافی مافات پیش بینی ماہو آت (توبۃ النصوح ص۲)

کتابوں کی باتیں

کتاب کا عنوان اس کے مشمولات کی طرف اشارہ ضرور کرتا ہے، لیکن اصل کتاب کے مطالب کا لطف تو اس کے مطالعے کے بعد ہی کھلتا ہے۔ ہماری کتابوں میں کیا ہوتا ہے، اس کے نمونے کے طور پر چند صفحات ہر شمارے میں پیش کیے جائیں گے۔ ہمیں امید ہے کہ نئی اور پرانی کتابوں کے یہ اقتباسات اگر ایک طرف گاہے گاہے بازخواں کی طرح ڈالیں گے تو دوسری طرف جدید ترین کتابوں کے متن سے بھی تھوڑی بہت واقفیت کا سامان (اور شاید پوری کتاب پڑھنے کا شوق بھی) پیدا کریں گے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ سلسلہ پسند کیا جائے گا۔

سید احتشام حسین

زبانوں کا گھر، ہندوستان

ہندوستان ایک لمبا چوڑا دیش ہے جس میں کہیں اونچے پہاڑ اور گہری ندیاں راستہ روکتی ہیں کہیں پھیلے ریگستان ہیں جن میں آبادی کم ہے کہیں زمین سونا اُگلتی ہے، کہیں بنجر ہے اور کچھ پیدا نہیں ہوتا۔ پھر یہاں کے بسنے والوں کو دیکھو تو کالے بھی ہیں اور گورے بھی، خوبصورت بھی ہیں اور بدصورت بھی، لمبے قد والے بھی ہیں اور چھوٹے قد والے بھی، جنگلیوں کی طرح زندگی بسر کرنے والے بھی ہیں اور بڑے بڑے شہروں میں رہنے والے بھی۔ یہاں نہ جانے کتنی طرح کے لوگ ملتے ہیں اور کتنی طرح کی زبانیں اور بولیاں بولتے ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جن کو ہندوستان میں بسے ہوئے پانچ ہزار برس سے بھی زیادہ ہو گئے، کچھ ایسے ہیں جو تھوڑے ہی دنوں سے یہاں آباد ہیں۔ ایسے دیش میں عجیب عجیب ڈھنگ کی قومیں ہوں گی اور عجیب عجیب زبانیں، لیکن اس سے گھبرانا نہیں چاہیے یہ تو اس ملک کے بڑے ہونے کی نشانی ہے کہ اس میں الگ الگ ہونے پر بھی سب کے مل جل کر رہنے کی گنجائش ہے۔

یہ بتانا کٹھن ہے کہ پانچ ہزار برس پہلے یہاں کون لوگ بستے تھے مگر اب بہت سے لوگ یہ بات جانتے ہیں کہ اسی زمانے سے یہاں دور دور کے لوگ آنے لگے۔ اتنا سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں ہے کہ پہلے دنیا کے زیادہ تر لوگ وحشیوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے اور کھانے پینے کی کھوج میں چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں مارے مارے پھرتے تھے۔ جانوروں کا شکار کرتے تھے

یا درختوں کے پھل پتے اور جڑ کھا کر پیٹ بھرتے تھے۔ ان میں کے کچھ لوگ یہاں بھی پہنچے، ان کی نسل کے لوگ اب بھی بنگال، بہار، چھوٹا ناگپور اور وندھیا چل کے پہاڑوں کے قریب پائے جاتے ہیں۔ وہ جو زبان بولتے تھے وہ آج بھی الگ ہے، ان میں سے کول اور منڈا قبیلے مشہور ہیں اور اپنی بولیاں بولتے ہیں (یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں ہے جو کوئی بولی بولتی نہ ہو، یہی بات تمام انسانوں میں ملتی ہے) ان کے ہزار ڈیڑھ ہزار برس کے بعد پچھم کی طرف سے وہ لوگ آئے، جنہیں دراوڑ کہا جاتا ہے یہاں انہوں نے خوب ترقی کی، آج بھی مدراس، میسور، آندھرا پردیش اور کیرل میں بھی لوگ آباد ہیں۔ تم نے تامل تیلگو زبانوں کے نام سُنے ہوں گے یہ انہیں لوگوں کی زبانیں ہیں۔ ان لوگوں نے قریب قریب ساڑھے چار ہزار برس پہلے سندھ اور پنجاب میں بڑے بڑے شہر بسائے اور اچھی اچھی عمارتیں کھڑی کیں۔ بہت دنوں تک ان کے بارے میں کچھ نہیں معلوم تھا مگر کوئی پچاس برس ہوئے کھدائی کر کے ہڑپا اور موہن جداڑو کے شہر نکالے گئے ہیں جن کو دیکھ کر ہم ان پُرانے لوگوں کی زندگی اور رہن سہن کے بارے میں بہت سی باتیں جان سکتے ہیں۔ آج یہ علاقے پاکستان میں ہیں۔

یہ تو تھا ہندوستان کا حال۔ باہر ایران، چین اور ترکستان وغیرہ میں ایک اور قوم جسے عام طور سے تاریخ میں آریہ کہا جاتا ہے۔ ترقی کر رہی تھی۔ یہ لوگ بہادر تھے، اچھی شکل رکھتے تھے گھوڑے سے کام لینا اور کھیتی کرنا جانتے تھے۔ کوئی ساڑھے تین ہزار برس ہوئے یہ لوگ ہندوستان میں آئے اور انہوں نے یہاں کے پُرانے بسنے والوں کو ہرا کر اتری بھارت میں اپنا راج قائم کیا۔ ان لوگوں نے بہت سی نظمیں، بھجن اور گیت لکھے۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ یہ لوگ جو زبان بولتے تھے اسے آریائی زبان کہتے ہیں۔ سنسکرت اسی کی ایک شاخ ہے۔ یونانی، جرمن، پُرانے زمانے کی فارسی اور یورپ کی کئی زبانیں اسی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں اور جب تم آگے بڑھ کر ان زبانوں کو پڑھو گے تو معلوم ہوگا کہ سب ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔ زبانوں کی کہانی بڑی لمبی ہے مزے دار ہے مگر یہاں اس کے بیان کرنے کا موقع نہیں ہے، بس یہ یاد رکھنا چاہئے کہ سنسکرت انہیں ہندوستانی آریوں کی زبان تھی، تمام لوگ سنسکرت نہیں بول سکتے تھے۔ یہاں کے پُرانے بسنے والے یا تو اپنی پُرانی بولیاں بولتے تھے یا ملی جلی زبانیں۔ دھیرے دھیرے یہ ہوا کہ سنسکرت اونچے ذات

کے ہندوؤں کی زبان ہو کر رہ گئی۔ عام لوگ اس سے دُور ہو گئے۔ یہ لوگ جو زبانیں بولتے تھے ان کو پراکرت کہتے ہیں، پراکرت ایک زبان نہیں تھی بلکہ الگ الگ علاقوں کی الگ الگ پراکرتیں تھیں۔

حضرت عیسیٰ کے پیدا ہونے کے لگ بھگ چھ سو برس پہلے ہندوستان میں گوتم بدھ اور مہابیر جیسے دھرماتماؤں کا جنم ہوا۔ ان لوگوں نے بدھ اور جین مت پھیلایا۔ اپنی باتیں کہتے ہوئے انہوں نے یہ بھی کہا کہ مذہب اور دھرم کی ساری باتیں انہیں زبانوں میں ہونگی جو جنتا بولتی اور سمجھتی ہیں۔ یہ دھرم خاص کر بدھ دھرم بڑی تیزی سے پھیلا اور ہندوستان سے نکل کر برما، چین، جاپان، ملایا، انڈونیشیا، ایران اور دوسری جگہوں پر پہنچا جو بات اس وقت یاد رکھنے کی ہے وہ یہ ہے کہ بدھ مت کی وجہ سے سنسکرت کو دھکا لگا اور دوسری بولیاں اور زبانیں ترقی کرنے لگیں۔ ڈیڑھ ہزار برس تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سنسکرت ختم ہو گئی، نہیں بلکہ سنسکرت میں تو اچھے اچھے ناٹک اور اچھی اچھی کتابیں بعد ہی میں لکھی گئیں مگر اتنا ضرور ہوا کہ دوسری زبانیں جو دبی پڑی تھیں، اُبھریں اور لوگ ان سے بھی کام لینے لگے۔

ہندوستان لمبا چوڑا ملک تو ہے ہی، کسی حصّہ میں کوئی پراکرت بولی جاتی تھی کسی میں کوئی۔ اب جو بدھ مت کا مقابلہ کرنے کے لیے سادھو اور سنت پیدا ہوئے تو انہوں نے بھی عام لوگوں پر اپنا اثر ڈالنے کے لیے پراکرتوں ہی میں گیت اور بھجن لکھے اور دھرم کرم کی باتیں کیں۔ اس وقت دوسری پراکرتوں یا زبانوں کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں، اتری بھارت میں جو پراکرت بولی جاتی تھی، ہمیں اسی سے کام ہے اس پراکرت کو شورسینی کہتے تھے اسی کے پیٹ سے وہ بھاشائیں پیدا ہوئیں جن کو ہندوستانی، ہندی اور اردو کہتے ہیں بنگالی، مراٹھی، گجراتی، پنجابی، سندھی، آسامی اور اڑیا بھی نئی آریائی زبانیں ہیں، یہ بھی تاریخ کا ایک دلچسپ اتفاق ہے کہ جب مسلمان ہندوستان میں آئے تو ان زبانوں کی بھی ترقی ہوئی۔

اگر اوپر لکھی ہوئی باتیں یاد رکھی جائیں تو آگے کی کہانی اور زیادہ سمجھ میں آئے گی اور معلوم ہوگا کہ 1000 کے بعد سے جو نئی زبانیں ہندوستان میں بولی جانے لگیں، ان میں ایک اردو زبان بھی ہے، یہ زبان کہیں باہر سے نہیں آئی، یہیں پیدا ہوئی اور یہیں کے

لوگوں نے اسے ترقی دی، اس کی بناوٹ، اس کا رنگ روپ سب ہندوستانی ہے اگر یہ زبان کسی دوسرے ملک میں بھی بولی جانے لگے تو یہ وہاں کی زبان نہیں بن جائے گی ہندوستانی ہی رہے گی۔ (اقتباس "اردو کی کہانی" سے)

ڈاکٹر انیس فاروقی

اجنتا کی تصویروں کے موضوعات

مورخین کا خیال ہے کہ غار نمبر 1 سب سے نیا ہے جو تقریباً پانچویں صدی عیسوی میں بنایا گیا۔ یہ "وہار" ہے۔ اس میں مختلف موضوعات پر تصاویر ملتی ہیں اور نہایت خوبصورت ڈیزائن بنائے گئے ہیں۔ کچھ عجیب قسم کے بونے ایرانی صافے باندھے ہوئے جن میں کچھ ناچتے ہوئے کھیلتے ہوئے اور کچھ بات چیت میں مصروف دکھائے گئے ہیں۔ جانوروں میں ہاتھی، بیل اور بندروں کو مصوّر کیا گیا ہے۔ چڑیوں میں طوطے، ہنس اور بطخوں کو انفرادی طور سے اور جوڑوں کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ کنول کے پھول، مختلف قسم کے پھلوں جن میں آم اور سیب قابلِ ذکر ہیں۔ مصوّروں کے محبوب ترین اور امتیازی موضوع رہے ہیں۔ سقف کو بھی کئی حصّوں میں منقسم کرکے مسجع کیا گیا ہے۔ ایک بریکٹ میں دو بیلوں کو لڑتے ہوئے دکھایا گیا ہے تو دوسری جگہ پیار کرتے ہوئے ایک جوڑے کو دکھایا گیا ہے۔

غار نمبر 1 میں "مہا جانکا جاتک" پر مشتمل تصاویر بنائی گئی ہیں۔ ان تصاویر میں وہ حصّے جس میں ایک رومانی جوڑا، شہزادے اور شہزادی کا تبادلۂ خیالات کرنا۔ شہزادے کا محل چھوڑ کر جانا۔ شہزادے کا مختلف واقعات سے گوش گزار کرانا۔ ایک محل کا منظر۔ ایک شہزادے کا غسل کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ یہ وہ حصّے ہیں جو کسی حد تک اچھی حالت میں ہیں اور ان سے اجنتا کی عظمت کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ ان کے علاوہ ایرانی حلیہ میں ملبوس ایک جماعت ہے جسے ایرانی سفارتی عملہ سے موسوم کیا گیا ہے کیونکہ اس وقت ہندوستان کے نزدیکی ملکوں سے تجارتی تعلقات تھے اور سفیروں کی آمدورفت لگی رہتی تھی۔ فرگوسن کے مطابق یہ تصویر اسلامی روایات

پر ترتیب دی گئی ہے لیکن اسمتھ اس سے متفق نہیں ہیں۔ اسی طرز کی دوسری تصویر میں خسرو اور شیریں اپنے درباری دوشیزاؤں کے ساتھ دکھائے گئے ہیں لیکن ان کی شبیہہ کی صحت کے متعلق وثوق سے نہیں کہا جاسکتا۔

غار نمبر 2 بھی غالباً پانچویں صدی عیسوی میں اختراع کیا گیا۔ یہ بھی "وہار" ہے۔ اس کے سقف میں مختلف قسم کی تصاویر ملتی ہیں مثلاً سجدہ کرتی ہوئی عورت۔ بھوتوں کی شبیہہ، سانپوں کے پھن والے ناگا۔ جھولا جھولتے ہوئے عورت۔ ایک کھڑی ہوئی عورت جس کا بایاں پیر مڑا ہوا دکھایا گیا ہے، قابلِ ذکر ہیں، دیواروں پر جو تصاویر ہیں ان میں بھکشوؤں کی ایک جماعت ہے یہ بھی قد آدم اور تقریباً برہنہ ہیں۔ سفید بطخوں اور کنول کے علاوہ کچھ اور آدمیوں کے نقش ہیں۔ ان میں سفید، گہرا بیجنی، بھورا، گہرا ہرا اور لال رنگ کا استعمال کیا گیا ہے۔

غار نمبر 3۔ پانچویں صدی عیسوی میں بنائی گئی جو "وہار" ہے لیکن اس میں کوئی تصویر نہیں ہے۔

غار نمبر 4 بھی غالباً پانچویں صدی عیسوی میں تیار کی گئی اور "وہار" ہے۔ ڈاکٹر برگس کے بقول اس غار میں تصاویر تھیں لیکن 1870 کے معائنہ کے دوران یہ دکھائی نہیں پڑتی تھیں۔

غار نمبر 5 کی بھی یہی تاریخ بتائی جاتی ہے اور اس میں کوئی تصویر نہیں ملی۔

غار نمبر 6 اور 7 کا دور اختراع 550 - 450 متعین کیا گیا ہے۔ یہ دونوں "وہار" ہیں۔ یہاں چند نشانات ایسے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں تصاویر تھیں لیکن 1879 کے جائزہ میں یہ ملتی نہیں تھیں۔

غار نمبر 8 سب سے پرانی غاروں میں سے ایک ہے۔ یہ 200 - 150 قبل مسیح پرانی تصور کی جاتی ہے اس میں کوئی تصاویر نہیں تھیں۔

غار نمبر 9۔ سب سے پرانی غار ہے جو 200 قبل مسیح میں بنائی گئی اور "چیتیا" ہے اس غار میں کچھ تصاویر ہیں جو سانچی اور برہت کے مجسموں سے بہت مشابہ ہیں۔ لمبی پگڑیاں، بالوں کے گرد لپٹی ہوئی، سڈول جسم والی عورتیں تقریباً برہنہ۔ سہ جہتی انداز لیے ان کی چند خصوصیات میں شامل ہیں۔ گریفتھ نے عہد متاخر کی ایک برباد شدہ تصویر کو علیحدہ کرکے اندرونی تہہ میں ایک تصویر "بیٹھی ہوئی عورت" کی نکالی جس کا انداز اسلوب ہمعصر بت سازی سے ملتا جلتا ہے۔

غار نمبر 10 بھی پرانی غاروں میں شمار کی جاتی ہے۔ یہ 200 - 150 قبل مسیح قدیم اور "چیتیا" ہے۔ اس غار کے دائیں ہاتھ کی دیوار پر جلی خطوط سے ہاتھیوں کو مصور کیا گیا ہے اور

بائیں ہاتھ کی دیوار پر آدمیوں کا ایک جلوس دکھایا گیا ہے جس میں کچھ پیدل اور کچھ مسلح گھوڑ سوار ہیں اور ان کے پیچھے عورتوں کی ایک جماعت ہے لیکن یہ تصویر کافی خراب ہو چکی ہے۔ دوسری تصویر میں ایک راجہ آٹھ عورتوں کے ساتھ مصروف گفتگو دکھایا گیا ہے۔ یہ تنظیم بہت خوبصورت ہے لیکن اس غار کے کھمبوں پر جو تصاویر ہیں وہ بعد کی معلوم ہوتی ہیں ان کی پوشاکیں مسیحی فنی نمونوں سے کافی ملتی جلتی ہیں۔

غار نمبر 11۔ 200 ۔ 150 قبل مسیح پرانی "وہار" ہے اس میں تصاویر تھیں لیکن اب باقی نہیں رہیں۔

غار نمبر 12 بھی 200 ۔ 150 قبل مسیح پرانی "وہار" ہے۔ اس میں کوئی تصویر نہیں ہے۔

غار نمبر 13۔ 200 ۔ قبل مسیح پرانی "وہار" ہے۔ اس میں کوئی تصویر نہیں ہے۔

غار نمبر 14 اور 15 دونوں "وہار" ہیں جن میں تصاویر تو تھیں لیکن اب باقی نہیں ہیں۔ یہ پرانی ہے۔

غار نمبر 16 بھی "وہار" ہے اور 500 پرانی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تصاویر سے پُر تھی لیکن یہ زیادہ تر خراب ہو چکی ہیں۔ اس غار میں ایک شہزادی کے فوت کا منظر ہے۔ گریفتھ کا خیال ہے کہ "جہاں تک پر درد جذبات کے اظہار کا تعلق ہے اس تصویر کا کوئی ثانی نہیں ہے فلورنس کے مصوّر، ہو سکتا ہے کہ بہتر ڈرائنگ کر سکتے ہوں اور وینیشین بہتر رنگ بھر سکتے ہوں لیکن اسلوب بیان ان کے بس کی بات نہیں۔" اس کے علاوہ بدھ کی ایک تین مورتی، ایک سوتی ہوئی عورت اور غار نمبر 1 کی طرح ایک سفارتی عملہ کا منظر بھی دکھایا گیا ہے۔

غار نمبر 17 "وہار" ہے یہ 500 پرانی ہے اور سب سے بڑی ہے اس میں تقریباً 61 تصاویر ہیں جن میں دو بہت بڑی ہیں اور بڑی بھیڑ بھاڑ دکھائی گئی ہے۔ اس کے بائیں برآمدہ میں "بدھ کی زندگی کا چکر" نامی تصویر ہے۔ "سیلون کے راجا وجے" نامی تصویر جسے "سنہالا اور دہانا" بھی کہتے ہیں، بہت بڑی تصویر ہے۔ دوسری تصاویر "سی باجا" جس نے اپنی آنکھیں ایک بھکاری کو دے دی تھیں اور "ماں اور بچّہ" بہت مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ شیر، ہرن اور ہاتھی کے شکار اور ہاتھی کو راجا کے دربار میں سلام کرتے ہوئے جیسے مناظر دکھائے گئے ہیں۔ کچھ رومانی اور عشقیہ مناظر بھی ہیں۔ محل کے مناظر، شاہی جلوس، سنگار کرتے ہوئے رانی، وعظ و سامعین اور فرشی ڈیزائن جو گھوڑے، ہاتھی اور انسانی شکلوں کا استعمال کیا گیا ہے، بہت خوبصورت اور دلفریب ہیں۔

غار نمبر 18 بھی 500 پُرانی " وہار" ہے لیکن اس میں کوئی تصویر نہیں ہے۔

غار نمبر 19 " چیتیا " ہے اور 500 پُرانی ہے۔ اس میں کچھ مہا تما بدھ کی تصاویر ہیں۔ کچھ فرشی ڈیزائن اور کپلوستو کو واپسی نامی تصویر ہے۔ غار نمبر 22 کو چھوڑ کر جو " چیتیا " ہے بقیہ تمام غارین " وہار" ہیں جو 500 کے لگ بھگ کی خیال کی جاتی ہیں۔ لیکن کسی میں بھی تصاویر نہیں ہیں۔

ان تصاویر کی تیکنیک کے بارے میں ماہرین فن کے مختلف خیالات ہیں۔ مثلاً گریفتھ کا کہنا ہے کہ یہ اٹلی کے فرسکو کی طرح " بھیگے فرسکو" ہیں لیکن ہیول کا خیال ہے اس میں کچھ " خشک فرسکو" بھی ہیں۔ بھیگے فرسکو میں پلاسٹر کی سطح جب تھوڑی گیلی رہتی ہے تبھی رنگوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس طرح رنگ اچھی طرح سے پلاسٹر کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں اس تیکنیک میں تصویر کی عمر میں کئی گنے کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ اجنتا کی دیواروں پر مٹی گوبر، پسی ہوئی دکنی پتھریلی مٹی اور چونے کو ملا کر خصوصی قسم کے پلاسٹر کی سطح تیار کی گئی تھی۔ پھر بقول لیڈی ہرنگھم کے لال بھورے اور کالے رنگوں کو خاکے کے لیے استعمال کیا گیا۔ اس کے بعد بقیہ سطح پر ہموار طریقے سے رنگ بھر دیے گئے۔ نیلے اور پیلے رنگوں کا بھی کافی استعمال ملتا ہے۔ رنگوں کو پتھر کے پوڈر اور گڑ میں خوب اچھی طرح ملا کر پائیداری کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

(اقتباس ہندوستانی مصوری ایک خاکہ " سے

ڈاکٹر ایم، آر، ساہنی / ڈاکٹر احسان اللہ

انسانی ارتقا

مادہ اور توانائی ایک ہی چیز ہیں ایک اُلٹے عمل یعنی تعمیر سے جو ہر اور سالمہ دوبارہ پیدا ہوتے ہیں اور مختلف حالات کے لحاظ سے مختلف قسم کے مادے وجود میں آتے ہیں۔ کاربن بعض حالات میں کوئلہ کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے جبکہ دوسرے حالات میں اسی سے ہیرے بن جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ کیمیا دانوں کا خواب بھی سچ ہو گیا ہے کیونکہ بعض تابکار عنصر کو جوہری ردِّ عمل کے ذریعہ ایک دوسرے میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ الغرض مختصر تعمیر اور تخریب کا عمل مسلسل جاری ہے۔ بہرحال یہ تبدیلیاں " ارتقا " نہیں ہیں۔ عالم نامیات میں تبدیلیاں بھی ہوتی ہیں۔ ان کا

سبب جزوی طور سے ماحول کا اثر نیز ایک ہی نوع کے افراد میں مقابلہ کا ہونا ہوتا ہے اور اس طرح ان کے اسباب خارجی ہوتے ہیں۔ تاہم جزوی طور سے یہ تبدیلیاں ان قوتوں کی وجہ سے ہوتی ہیں جو کہ زندہ جسم نامی کے اندر برسرکار ہوتی ہیں۔ مثلاً نسل کو مستقل کرنے کی لگن اور خوراک کی خواہش۔ ان سب کے بارے میں یہ معلوم ہے کہ یہ جسم نامی کی بناوٹ میں متعدد تبدیلیاں پیدا کرتی ہیں جن کا خلاصہ اصطلاح ارتقا کے تحت بیان کیا جاتا ہے۔ یہاں ہمارا بنیادی موضوع ان تبدیلیوں کا فیصلہ یا ارتقا کا فتوی ہے۔

ایک اہم حقیقت جو ہمارے علم میں آئی ہے اور جس کے بارے میں ہمیں امید ہے کہ قارئین اس کی پوری قدر کریں گے وہ یہ کہ مختلف نوع جنسی " خاندان اور دراصل ہزاروں قسم کے حیوانات پر مشتمل گروہ بالکل معدوم ہو گئے ہیں حالانکہ انہوں نے بسا اوقات اپنے خاتمہ کے وقت باقی رہنے کی ایک شاندار مگر بے سود کوشش کی۔ انہوں نے اپنے طور طریقوں کی غلطی کا احساس کیا لیکن وقت گزر جانے کے بعد بلا شبہ یہ بیان دیتے وقت ہماری مراد کسی شعوری دلیل سے نہیں ہے۔ اس طرح سے گریپٹولائٹ[1] (Graptolite.) 18 کروڑ سال زندہ رہنے کے بعد ارضیاتی تاریخ کے سلورین دور کے آخر میں نیست و نابود ہو گئے۔ اسی طور سے ٹرائلو بائٹس (Trilobites) کا عظیم گروہ 30 کروڑ سال کے وقفہ کے بعد پرمیئن دور میں معدوم ہو گیا۔ اسی طرح سے سیفالو پوڈس 35 کروڑ سال کے وقفہ (یا اس سے بھی زیادہ) میں پھلنے پھولنے کے بعد کریٹیشیس کے اختتام پر انجام کو پہنچے۔

دوسری طرف جنس لنگولا (Lingula.) جو سیپ دار سمندری جانوروں میں سے ایک ہے وہ اس کرۂ ارض پر تقریباً زندگی کی صبح سے ہی موجود رہے اور اسے لگ بھگ 50 کروڑ سال کا وقفہ ہو چکا ہے اس کی بناوٹ کی سادگی اور اس کی انکساری اس کی کامیابی کا راز معلوم ہوتی ہے۔ یہ سمندر میں معمولی ریتیلی کیچڑ (Lebensraum) میں رہنے پر قانع رہا جو کہ اسے ہمیشہ ملتی رہی۔ لہٰذا نسل انسانی کو اس گونگے اور عاجز سمندری گھونگے سے بہت کچھ سیکھنا ہے جو کہ بھورے وغیرہ دلچسپ رنگ کا ہے اور صرف سمندر یا اس کے ساحل کی ریت سے واسطہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی انسان نتائج کا اطلاق نسل انسانی پر کرے تو وہ یہ کہے گا کہ مختلف نسلوں، فرقوں

---

[1] یہ غیر ریڑھ داروں کے مختلف گروہ ہیں جنہوں نے اپنے دور کی زندگی میں غالب رول ادا کیا۔

وغیرہ کی کامیابی اکثر بعض ماحول سے فائدہ اٹھانے میں مہارت (Specialisation) کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یہ خوبی مطابقت پذیری میں کافی آگے بڑھ جانے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ لیکن اس کا مطلب لازمی طور سے یہ ہوتا ہے کہ ایسے جسم نامی مختلف ماحول میں زندگی کے لیے غیر موزوں ہو جاتے ہیں۔ اور اس لیے وہ اکثر اپنی ضرورت سے زیادہ مہارت کا شکار ہو جاتے ہیں مگر دوسروں کی بقا کی وجہ طبعی ماحول یعنی اچھے وخراب حالات سے مطابقت پذیری کا برقرار رکھنا ہے۔ یہ خوب معلوم ہے کہ کس طرح کفایت شعار فرقوں کے ارکان یہاں تک کہ کروڑپتی بھی انتہائی مفلس ہو جانے پر محض اپنی مطابقت پذیری کی وجہ سے قسمت کی من موجی کو جھیل جاتے ہیں۔ گذشتہ جنگ میں جرمن فوج محض تعداد میں کم ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ نازی جنگی مشینری اور سیاسی نظام کے مطابقت پذیر نہ ہونے کی وجہ سے برباد ہوئی۔ علاوہ ازیں اگرچہ انتہائی اعلیٰ (Specialised) ایٹمی بموں سے جاپانیوں کی کمر توڑنے میں مدد ملی پھر بھی ہمارے خیال میں یہ محض ایک خام خیالی ہے کہ مہارت والے طریقوں سے پائدار غلبہ حاصل ہو سکتا ہے۔ ان سب کے علاوہ یہ بھی دھیان میں رہے کہ کوئی ایسا ہتھیار نہیں ہے جس کی دو دھاریں نہ ہوں۔ چنانچہ اگر کسی نظام کو کامیاب ہونا اور باقی رہنا ہے تو اسے متحرک، بدلتے ہوئے حالات سے مطابقت پیدا کرنے کے لائق اور آسان ہونا چاہیے۔ ارتقا نے ہمیں بقا کا جو بنیادی خیال وعظیم سبق دیا ہے وہ مہارت نہیں بلکہ عمومیت اور مطابقت پذیری ہے۔

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ریڑھ داروں میں سے میسوزئیک کے ڈائنوسا ٹرشیئری عہد کے مختلف قسم کے ہاتھی جن میں سے بعض چار سونڈوں والے (Tetrabelodon) دیگر چپٹی یا بیلچے جیسی سونڈوں والے (Platybelodon) نیز اس خاندان کے دوسرے بہت سے نمائندے جن کے نام نہیں گنائے جا سکتے، ایک مختصر مگر شاندار روقوموں (Episodes) کے بعد ختم ہو گئے اور صرف موجودہ ہاتھی باقی رہ گئے۔ یہ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ ٹرشیئری کے ریڑھ داروں کے بڑے پیمانے پر استیصال دنیا کے بعض حصوں میں عظیم۔ برفانی زمانہ کی آمد پر سرد حالات کی یورش کی وجہ سے ہوا۔ یہ تبدیلی اس قدر تیزی سے آئی کہ ان میں سے بہت سے جانوروں نے مطابقت پذیری کو ناممکن پایا۔

لیکن نسلِ انسانی کے بارے میں کیا کہا جائے؟ یہ کس سمت میں جاری ہے؟ اگر ہم ارتقا کے فیصلہ کو سُنیں تو ہم صرف یہی اخذ کر سکتے ہیں کہ اگر اسے روکنے کی شعوری کوشش نہیں کی

جاتی تو معدومیت نسلِ انسانی کی آخری منزل ہے۔ سچ مچ کیا متعدد انسانی نسلیں پہلے ہی معدوم نہیں ہو چکی ہیں۔ مثلاً جاوا کے تحتی انسان وہائیڈل برگ انسان کی نسل اور نینڈر تھل نسل۔ کیا اب یہ موجودہ انسان کی نسل کی باری نہیں ہے جو ہمہ دان، ہمہ دانش اور قادر مطلق سا ہے؟
آیئے اب ہم اس سوال کا سامنا کریں۔

۱۔ معدوم نسلوں کے تجربات کو مدنظر رکھتے ہوئے عموی طور سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ فنا جسمانی بناوٹ میں مہارت (Specialisation) اور ماحول کے بالکل ماتحت ہو جانے سے ہوتی ہے جس کی وجہ سے مختلف تبدیلیوں کے بارے میں آسان ردِّ عمل اور مطابقت پذیری میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ ہمارا یہ یقین ہے کہ تمام انسانی پہلوؤں میں سے انسانی دماغ انتہائی مخصوص قسم کا (Highly Specialised) بن چکا ہے اور جب تک ہم اس سے فائدہ نہیں اُٹھاتے تیز موت کا سودا کرنے والی دریافتوں کو خود اپنے ستیاناس کے لیے استعمال نہ کرنے کا شعوری فیصلہ (یہ ایک ایسی صلاحیت ہے جو ریڑھ داروں یا غیر ریڑھ داروں کی معدوم نسلوں میں سے کسی میں بھی نہیں تھی) نہیں کرتے یہ بالآخر نسلِ انسانی کے خاتمہ کا سبب ہو سکتا ہے۔ موجودہ زندگی اور انسانیت کی رفتار کے لحاظ سے یہ امید بظاہر بہت زیادہ زاہدانہ ہے۔ لیکن یہی ہمارا واحد بچاؤ ہے۔ لہٰذا وہی چیز جس کی وجہ سے ہم تقریباً ابدی وجود کے مستحق ہو جاتے ہیں ہمارے خاتمہ کا سبب ہو سکتی ہے جب تک کہ ہم ٹھہریں، سوچیں اور عمل نہ کریں۔

موجودہ زندگی کی ہماہمی میں یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ انسان کے معاملات کون سا راستہ اختیار کریں گے اور کس سمت میں جائیں گے لیکن آثار اچھے نہیں ہیں۔ بمشکل ایک جنگ ختم ہوتی ہے اور برسرِ پیکار قومیں ہم سے یہ کہتی ہیں کہ وہ دنیا کو فرشتوں کے رہنے کے لائق جگہ بنا دیں گی۔ طاقتور قومیں غمزدہ دنیا میں "امن و افراط" کے لیے مزید جنگوں کی باتیں کرتی ہیں۔ افسوس ہر جنگ کے خاتمہ پر فرشتے بھاگتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ زمین کی حرص، فکر کا معیار بلند کیے بغیر معیارِ زندگی بلند کرنے کی مسلسل جستجو، دوسروں کے پاس جو کچھ ہے اسے پا لینے کی خواہش (یہ ایک ایسی خواہش ہے جو عجیب وغریب لوگوں کو ایک دوسرے کا ساتھی بنا دیتی ہے) اکثر اشخاص و قوموں کے ذہنوں میں چھائی ہوئی معلوم ہوتی ہے حالانکہ ان کے دعوے اس کے برعکس ہوتے ہیں۔ اس کا نتیجہ ایک حیرت انگیز شیطانی وحیاتیاتی مظہر یعنی نسلِ انسانی کی جانب سے خود اپنی ہی نوع کی منظم تباہی کی شکل میں ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ ایک ایسا مظہر ہے جو ہمیں محض

اس وجہ سے شیطانی نہیں معلوم ہوتا کہ یہ رہ رہ کر دہرایا جا رہا ہے۔ عالمِ حیوانات کی مختلف نسلوں میں غالباً چیونٹیوں کی بعض قسموں کے علاوہ ایک بھی نوع ایسی نہیں ہے جو کہ خود اپنی ہی قسم کی منظم اور منصوبہ بند تباہی کے خوشگوار شغل کو اختیار کرتی ہو۔ اگر دو کتے لڑتے ہیں تو لڑائی غالباً ایک ہڈی یا ایک پارچہ کے لیے ہوتی ہے۔ اگر دو بندر ہاتھا پائی کریں تو بھی اسباب ایسے ہی ہوتے ہیں۔ لیکن اچھے دوست ہومو سیپئن (Homo Sapiens) یا انسان داناکے معاملے میں ایسا نہیں ہے۔ وہ کسی بھی بہانے لڑے گا۔ نہ صرف مادی اشیاء اور فطری جنسی محرکاتوں پر بلکہ مختلف فلسفوں، تصورات اور نظریات کے لیے بھی لڑے گا۔

جدید زندگی کا تصنع، اس کی پیچیدگیاں، اس کی متنوع ضرورتیں، خواہشات اور اُمنگیں محض ذہنی توازن کو درہم برہم کرتی ہیں نیز ان سے جو خوشی حاصل ہوتی ہے وہ عبوری اور چند روزہ ہے۔ دراصل یہ بھی مشتبہ معلوم ہوتا ہے کہ آیا آج جو ذہنی و اخلاقی انتشار پایا جاتا ہے اس میں انسان سچی خوشی کے وجود کے لیے ضروری بھی سمجھتا ہے یا نہیں کیونکہ وہ زیادہ سے زیادہ جذبات کے پیچھے دوڑ رہا ہے۔ آج ہمیں بنیادی طور سے جس چیز کی ضرورت ہے وہ (نام نہاد) اعلیٰ معیارِ زندگی نہیں بلکہ ایک آسان تر طریقہ زندگی ہے۔ یہ ایک سبق ہے جو ارتقائی مظاہر نے ہمیں سکھایا ہے۔ علاوہ ازیں ہمیں اخلاقی اقدار کی قدردانی کی ضرورت کم نہیں ہے تاکہ ہم انسان کی روحانی اور مادی ضرورتوں کے مابین ایک خوشگوار توازن قائم کر سکیں۔ انسان نے قدرت پر فتح حاصل کرلی ہے۔ اس نے وقت خلا اور مادہ کو ختم کر دیا ہے۔ دنیا اس کے قدموں میں ہے لیکن اگر اسے باقی رہنا ہے تو اسے اپنے آپ کو جیتنا ہوگا۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہم زیادہ ضرورت، زیادہ صنعت زیادہ مقابلہ، زیادہ جلن، زیادہ جنگ، زیادہ تباہی اور بالآخر زیادہ امن (قبرستان جیسا) کے اس برے چکر سے نکلیں جس میں ہم گھوم رہے ہیں۔ ورنہ جلد ہی وقت ہاتھ سے نکل جائے گا۔

آیئے تب ہم توقف کریں اور تھوڑی دیر سوچیں کہ نہ صرف سائنس بلکہ تہذیب جدید کا سیلاب ہمیں بہائے لے جا رہا ہے اور سمندری لہروں کے اوپر ہمیں جھاگ کی طرح اچھال رہا ہے۔ انسان جو اپنی تقدیر کا خود معمار اور قدرت کا رکنِ اعلیٰ و کامل سائنس داں ہے ہو سکتا ہے کہ وہ نشانہ سے آگے بڑھ گیا ہو لیکن اسے ابھی اپنے سے کم تر وجودوں سے بہت کچھ سیکھنا باقی ہے۔ (اقتباس "انسانی ارتقا" سے)

عبدالحلیم ندوی

عربی زبان کی امتیازی خصوصیات

کسی زبان کی اہمیت اور مقبولیت کا پیمانہ صرف یہ نہیں ہے کہ اس کا دائرہ عمل زمین کے کتنے لمبے اور چوڑے رقبے پر پھیلا ہوا ہے یا اسے دنیا کی آبادی میں سے کتنی بڑی اکثریت بولتی اور سمجھتی ہے بلکہ اس کے ساتھ اس کی کسوٹی یہ بھی ہے کہ اس کا دامن کتنا وسیع ہے۔ اس میں کتنی گہرائی اور کتنی گیرائی ہے۔ اس کے نحوی قاعدوں اور گرامر کے اصولوں میں کتنا استحکام، پختگی اور اسی کے ساتھ کتنی وضاحت ہے۔ اس کے الفاظ کتنے شیریں، اس کا پیرایہ بیان کتنا دلکش اور اس کا طریق تلفظ اور صوتی اثرات کتنے موثر اور اس کے سیکھنے سکھانے کے امکانات اور طریقے کتنے سادے اور آسان ہیں۔ جس زبان میں دائرۂ عمل کی وسعت اور کثرتِ استعمال کے ساتھ نحوی قاعدے (گرامر) جتنے سائنٹیفک، واضح اور مستحکم ہوں گے، جس کے الفاظ جتنے شیریں اور طرزِ ادا جتنا دلکش اور اسلوب بیان جتنا موثر اور جس کے معانی جتنے عمیق اور گہرے ہوں گے اسی اعتبار سے زبان کی اہمیت، مقبولیت اور کارفرمائی کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اس نقطۂ نظر سے اگر ہم عربی زبان کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اس میں یہ تمام خوبیاں پوری طرح موجود ہیں اور اس وجہ سے اسے دنیا کی مروجہ زبانوں میں ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ عربی زبان کی یہی بے مثال خوبیاں اور امتیازی خصوصیات تھیں جن کی وجہ سے سردارانِ قریش باہر سے آنے والے عربوں کے کانوں میں قرآن کی بھنک بھی نہ پڑنے دینا چاہتے تھے کہ مبادا اس کی سحر طرازی کی وجہ سے اسلام لے آئیں۔ اس زبان کی یہی خوبیاں اور امتیازی خصوصیات ہیں جنہوں نے ڈیڑھ ہزار سال سے نہ صرف اسے بول چال کی ایک کثیر الاستعمال زبان کی حیثیت سے قائم رکھا ہے بلکہ ایک ترقی پذیر، وسیع اور دلکش ادبی و فنی زبان کے قالب میں زندہ رکھا ہے اور اس کو بدلنے یا کمزور کرنے کی مختلف

کوششوں کے باوجود اس کے اثر و رسوخ اور ہمہ گیری میں کوئی کمی نہیں آئی۔ کیونکہ اس میں زندہ رہنے، ترقی کرنے، زمانے کے ساتھ چلنے اور پھلنے پھولنے کی وہ تمام صلاحیتیں موجود ہیں جو ایک زبان کو زندہ جاوید بنا دیتی ہیں۔

سامی زبانوں کی شاخوں میں عربی زبان سب سے زیادہ سائنٹیفک، مربوط، منضبط اور اصول و قواعد کے اعتبار سے گٹھی اور منظم زبان ہے جس کی وجہ سے اس میں چند ایسی امتیازی خصوصیات پیدا ہو گئیں جو عام طور سے دوسری زبانوں میں کمیاب ہیں۔ ان خصوصیات میں سے چند درج ذیل ہیں۔

عربی زبان کی گرامر

عربی زبان کو لکھنے، بولنے اور اس میں مافی الضمیر کو ادا کرنے کے لیے جو نحوی اور صرفی قاعدے وضع کیے گیے ہیں ان کی بنیاد قرآن و حدیث کے لسانی شواہد خالص عربی قبائل میں مروج طریقوں اور مستند علماء و ادباء کے طریق استعمال پر ہے اور ان کے وضع کرنے میں علمائے لغت نے بڑی کاوش اور دیدہ ریزی سے کام لیا ہے اور مدتوں کی تحقیق و جستجو، جہاں بینی اور غور و فکر کے بعد ان کو آخری شکل دی ہے اسی لیے ان میں ایسا استحکام، ایسی پختگی اور تیقن کی شان پیدا ہو گئی ہے کہ تغیّر و تبدل، حذف اضافہ کی مطلقاً گنجائش نہیں رہ گئی ہے۔ زبان کے قاعدوں کی امتیازی خصوصیت کی وجہ سے اس کے سیکھنے سکھانے میں بڑی آسانی ہو گئی ہے کیونکہ جو قاعدہ ہے وہ اپنی جگہ اٹل ہے اور اگر کہیں استثناء کی شکل ہوتی ہے تو اس کا ذکر بھی اسی جگہ کر دیا جاتا ہے اور اس قسم کی استثنائی صورتیں بہت کم ہوتی ہیں۔ اس صفت کی وجہ سے ان قاعدوں کو یاد کر کے برتنا بہت آسان ہو گیا ہے۔ یوں تو عربی زبان کے قواعد ایک مستقل فن بن گئے ہیں لیکن جہاں تک سیکھنے، اس میں دسترس حاصل کرنے اور مافی الضمیر کو ادا کرانے کی ضرورت ہے اس پورے دفتر کو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ اس میں مہارت تامہ حاصل کرنے کی۔ یہ کام تو ان لوگوں کے لیے ضروری ہے جو "نحو" کو بحیثیت فن سیکھنا چاہتے ہوں اور ایسے لوگوں کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ عربی زبان کے ادیب یا انشا پرداز بن جائیں۔ زبان کو لکھنے بولنے اور سمجھنے کے لیے ان سب قاعدوں کو نوک زبان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کام کے لیے تو چند گنے چنے اور متعین قاعدے یاد کر کے انہیں قلم و زبان پر رواں کر لینا ہی کافی ہے۔ اور تجربہ نے بتایا ہے کہ اس طریقے پر

عمل کر کے بعض علماء ہندوستان میں بھی عربی ادب کے اچھے انشا پرداز اور خطیب بن گئے ہیں۔

عربی زبان کا اعراب

عربی زبان دنیا کی شاید ان چند زبانوں میں سے ایک ہے جن میں الفاظ کی آوازوں کو علامتوں کے ذریعے ظاہر کیا جاتا ہے اور یہ اس زبان کے وسیع، متمدن اور صاف ستھرے ہونے کی دلیل ہے۔ چنانچہ عربی میں الفاظ کے صوتی شکلوں کو لکھ کر نہیں بلکہ چند اشاروں کے ذریعے جنہیں اعراب کہا جاتا ہے، ظاہر کیا جاتا ہے اور اس کے لیے زیر، زبر اور پیش کی علامتیں ایجاد کی گئی ہیں۔ اس طریقہ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ لکھنے کے حروف کم ہو جاتے ہیں اور اس سے وقت کی بچت ہو جانے کے علاوہ ادبی ذوق اور ملکہ کی پوری طرح آبیاری ہوتی ہے کہ اگر گرامر کے قاعدے اور اصول ذہن نشین ہیں تو عبارت کو پڑھنے اور سمجھنے میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔

نزاکت بیان

زبان میں نزاکت کا وجود خواہ وہ لفظی ہو یا معنوی یا ترکیبی، اس کی خوبصورتی اور دلآویزی میں چار چاند لگا دیتی ہے۔ عربی زبان اس نقطۂ نظر سے دنیا کی بڑی سامعہ نواز اور دل آویز زبانوں میں سے ہے۔ اس کے حروفِ تہجی میں ثقیل حروف مثلاً ٹ، بھ، چھ، ڈھ، گھ، ڑھ وغیرہ کے نہ ہونے کی وجہ سے اس کے الفاظ بہت شیریں اور سامعہ نواز ہو گئے ہیں۔ غیر زبانوں کے جو الفاظ اس میں مستعار آئے ہیں انہیں عربی ذوق کا ایسا جامہ پہنا دیا گیا ہے کہ معرب ہو کر وہ بھی عربی زبان کے حسن میں ڈھل کے نکھر گئے ہیں۔ عربی زبان کی نزاکت بیان کا یہ عالم ہے کہ معانی کے جزئیات بھی پوری طرح واضح ہو جاتے ہیں اور کوئی گوشہ تشنہ نہیں رہتا۔ جیسے دن کے ہر گھنٹہ اور پہر کے لیے ایک الگ مخصوص نام کا پایا جانا، یا چاندنی رات کے ہر مرحلہ کا ایک مخصوص نام۔ اسی طرح بالوں، آنکھوں اور ان کے امراض کے اور اونٹ اور گھوڑے کے ذرا سے فرق کے ساتھ الگ نام اور تلوار کے اس کے صفات کے اعتبار سے ایک دوسرے سے بالکل الگ اور امتیازی نام۔ اسی طرح اس زبان میں بعض ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جن کے معانی میں اتنی وسعت اور گہرائی ہے کہ اس کا ترجمہ کئی سطروں میں آتا ہے۔ یہی حال مصادر اور ان کے مشتقات کا ہے کہ ایک ہی مصدر کی جڑ سے مختلف معانی دینے والے مختلف قسم کے افعال مشتق ہوتے ہیں چنانچہ

افعال میں ایک حرف بڑھا دینے سے یا گھٹا دینے سے معانی بالکل بدل جاتے ہیں۔ جیسے "طعم" (کھایا) "اطعم" کھلایا۔ اسی طرح صلات کے بدلنے سے افعال کے معنی بالکل بدل جاتے ہیں جیسے "رغب الی" (کسی کی طرف مائل ہونا) اور "رغب عن" (کسی سے منہ موڑ لینا، نفرت کرنا، عربی ادب میں صلات کے علم کو اتنی اہمیت حاصل ہے کہ بعض علما نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ زبان دانی صرف صلات کا علم ہے۔ انسان کے اوصاف اور اس کے جذبات و احساسات کی ترجمانی کے لیے جو موزوں ترین طریقے اور جو الفاظ عربی زبان میں پائے جاتے ہیں۔ شاید ان کی مثال دوسری زبانوں میں نہ ملے چنانچہ صرف محبت کے جذبات اور اس کے مختلف نازک ترین مراحل کے اظہار کے لیے عربی زبان میں کم سے کم دس الفاظ پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح نفرت و حسد اور بخل و سخاوت اور لالچ اور ان کے مختلف مراحل کے لیے بھی متعدد الفاظ پائے جاتے ہیں۔ جو ان صفات و احساسات کے جزئیات تک کو واضح کر دیتے ہیں۔

اعجاز و ایجاز

عام طور سے دنیا کی ہر زبان میں کم الفاظ کے ذریعے بہت معانی پیدا کرنے کا طریقہ رائج ہے جسے اصطلاح میں "اعجاز" کہا جاتا ہے۔ عربی زبان اعجاز کے معاملہ میں منفرد زبان ہے۔ اس میں بکثرت ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جن کی تشریح کے لیے ایک دفتر چاہیے۔ مثلاً لفظ "الحمد" کو لے لیجیے جس سے قرآن کی سورۂ فاتحہ شروع ہوتی ہے جس کے معانی علما یہ بتاتے ہیں کہ انعامات و احسانات کے اعتراف کے جذبہ کے ساتھ انسان نے شکر ادا کرنے کے جتنے طریقے ایجاد کیے ہیں یا ایجاد کرے گا یا سوچا ہے یا سوچ سکتا ہے وہ سب اس خدائے منعم و محسن کے لیے مخصوص ہیں۔ اس ایک لفظ میں ایسی جامعیت اور شمولیت ہے کہ دفتر کے دفتر اس معنی کو ادا کرنے کے لیے ناکافی ہیں۔ اور الفاظ کی یہ صفت جامعیت عربی زبان میں بہت عام ہے۔ بات کو اشاروں کے ذریعے پُر لطف بنانے کے لیے کنایہ، مجاز اور اسلوب کو دلنشیں اور موثر بنانے کے لیے معانی و بدیع کا استعمال عربی زبان کی ایک امتیازی خصوصیت ہے۔

مترادفات اور اضداد کا وجود

دنیا کی تقریباً تمام زبانوں میں ایک معنی کے ادا کرنے کے لیے کئی لفظ استعمال کرنے کا

طریقہ رائج ہے۔ ان الفاظ کو "مترادفات" یا "مرادف الفاظ" کہا جاتا ہے۔ عربی زبان کا دامن مترادفات کے معاملہ میں بڑا وسیع ہے۔ چنانچہ علمار لغت نے صرف سال کے لیے 24 نام اور روشنی کے لیے 21 تاریکی کے لیے 52 کنویں کے لیے 88 پانی کے لیے 170 شیر کے لیے 350 اور اونٹنی کے لیے 255 نام لکھے ہیں۔ اسی طرح انسانی حلیہ کے لیے اور اوصاف کے لیے بھی متعدد الفاظ آتے ہیں۔ چنانچہ عربی میں درازی قد کے لیے 91 الفاظ، پستہ قدی کے لیے 120 الفاظ آتے ہیں۔ اوصاف میں بخل، سخاوت، شرافت، رذالت وغیرہ کے الفاظ کے لیے بھی مختلف الفاظ آئے ہیں۔

الفاظ کے معانی کے اظہار کے سلسلے میں عربی زبان کو دوسری زبان کے مقابلے میں یہ امتیازی خصوصیت حاصل ہے کہ اس میں بعض الفاظ ایسے ہیں جو متضاد معنی دیتے ہیں جیسے "دون" کا لفظ ہے کہ اس کے معنی کم، زیادہ، قریب، دور اور آگے پیچھے کے بھی آتے ہیں۔

ایک لفظ سے کئی معانی نکالنا

غالباً عربی زبان دنیا کی زبانوں میں اس حیثیت سے بالکل منفرد زبان ہے کہ ایک ہی لفظ بسا اوقات کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ علمار لغت نے دو سو سے زائد الفاظ ایسے جمع کیے ہیں جو تین معنوں میں استعمال ہوتے ہیں اور ایک سو سے زائد الفاظ جو چار اور پانچ معنی دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض الفاظ 25 معنی دینے والے بھی ہیں۔ چنانچہ "فال" کا لفظ 27 معنی کو ظاہر کرتا ہے اور "عین" کا لفظ 35 معنی کو اور "عجوز" کا لفظ 60 معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

حکم و امثال کا وجود

کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ معانی کو دلنشیں انداز میں ظاہر کرنے کا طریقہ کم وبیش ہر زبان میں پایا جاتا ہے جسے مثل یا کہاوت کہتے ہیں۔ مگر عربی زبان میں اس کی بہت کثرت اور اس میں بڑا تنوع ہے۔ عربوں کو اپنے مخصوص طرز زندگی کی وجہ سے عناصر فطرت سے براہِ راست مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔ اس طرز زندگی کے تجربات سے عربوں نے براہِ راست نتائج اخذ کیے۔ ان نتائج کو حکمت وفلسفہ، دانشمندی وجزرسی کی آمیزش سے الفاظ کے ایسے خوبصورت قالب میں ڈھالا گیا جو صوتی اثرات کے حسن وجمال کے علاوہ معنویت میں بھی ایک سحر پیکراں تھے اور یہی قالب "ضرب الامثال" یا کہاوتیں کہلائیں۔

ان اہم اور امتیازی خصوصیات کے علاوہ عربی زبان میں "سجع" یعنی مقفی اور مرصع نثر کا طریقہ بھی رائج تھا جسے عام طور سے اسلام سے پہلے پروہت (کہان) اور مقررین بھی استعمال کرتے تھے۔

الفاظ کے صوتی اثرات کے ذریعے منظر کشی کرنے میں عربی زبان کو امتیازی حیثیت حاصل ہے چنانچہ اس زبان میں بعض ادباٗ ایسے گزرے ہیں جنہوں نے الفاظ کے ذریعے کسی چیز کا ایسا نقشہ کھینچ دیا کہ اس کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔ جیسے ابوزبید الطائی نے حضرت عثمانؓ کے سامنے شیر کا حلیہ اس طرح بیان کیا کہ اس کا مہیب تصور آنکھوں کے سامنے آگیا۔

غرضیکہ عربی زبان ان گوناگوں امتیازی خصوصیات کی وجہ سے مختلف زمانوں کے نشیب و فراز سے گزرتی ہوئی مختلف ملکوں اور قوموں سے تعلق پیدا کرتی ہوئی، کبھی ان سے چھٹتی ہوئی، کبھی ان سے جڑتی ہوئی نہ صرف آج تک باقی ہے بلکہ روز بروز ترقی کر رہی ہے اور اپنا دائرۂ اثر و عمل بڑھا رہی ہے۔ (اقتباس "عربی ادب کی تاریخ" سے)

ہماری مطبوعات : چند تبصرے

رائے شیو موہن لال ماتھر

قدیم ہندی فلسفہ

قیمت 15/50

ہندوستان مختلف مذاہب، تہذیب و تمدن اور روایات و رواج کے علاوہ اَن گنت زبانوں اور بولیوں کا گہوارہ ہے۔ رواداری، تفہیم اور قومی یک جہتی کے لیے ایک دوسرے کے فلسفیانہ افکار کو جاننا ضروری ہے۔ مصنف نے قدیم ہندی فلسفے کو اردو زبان میں منتقل کرکے اردو پبلک کو ہندوستان کے قدیم فکری تصورات سے واقف ہونے کا موقع فراہم کیا ہے۔

مغربی دانشوروں میں بھی لاعلمی کی بنا پر یہ غلط رجحان راہ پا گیا ہے کہ مشرق میں فلسفہ نام کی کوئی چیز نہیں بلکہ جس کو فلسفیانہ افکار سے تعبیر کیا گیا ہے وہ اصل میں ضمیاتی اور اخلاقی مسائل ہیں۔ فرینک تھلی نے لکھا ہے کہ ہندی، چینی اور مصری فلسفے صرف شاعری اور مذہب سے پیدا ہوئے ہیں۔ وہ کامل فلسفیانہ نظام نہیں ہیں۔ رائے شیو موہن لال ماتھر نے اس خیال کی تردید کی ہے اور قدیم ہندو افکار کی اہم خصوصیات سے واقفیت بہم پہنچائی ہے۔ اس لحاظ سے یہ فلسفے کی تاریخ نہیں، ریسرچ بھی ہے۔ مصنف کا ایک بڑا کام یہ بھی ہے کہ مختلف نظریوں کا جائزہ لیا گیا ہے اور نظریۂ علم، علم الوجود اور علمی تربیت کو شامل کرکے نظریۂ علم کے نفسیاتی اور منطقی پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے اور وید، اُپنشد، بھگوت گیتا، بدھ مت، جین مت فلسفہ چارواک، نیائے ویشیشک، سانکھیہ یوگ، میماسا درشن، ویدانت اور ادویت وغیرہ فلسفوں پر تفصیل کے ساتھ سلجھے ہوئے انداز اور قابلِ تفہیم زبان میں لکھا گیا ہے۔

اس تصنیف کے مطالعہ سے فلسفیانہ ادب کی ترقی کا پتہ بھی چلتا ہے۔ روح اور مادے کی دلچسپ بحث بھی سامنے آتی ہے۔ مہاتما بدھ نے روح کی نفی کی ہے۔ اُپنشدوں میں بھی مادہ پرستی کے حوالے ملتے ہیں۔ چارواک تو صرف عناصر اربعہ کو مانتے تھے۔ آجیوک بھی مادہ پرست تھے۔ ان کا قائد مکھالی گوسالہ تھا۔

مصنف کے نزدیک " میماسا درشن " فلسفے کا آئینہ نہیں ہے۔ غرض اس تصنیف میں

وحدت، کثرت، تناسخ، اعمال، زندگی، موت اور فنا کے بعد کی زندگی، جیو، آتما، حقیقت وغیرہ تمام مسائل پر میٹر ملتا ہے۔ شنکر اور رامانج کے تصورات اور توجیہات کو تفصیل سے پیش کیا گیا ہے فلسفے سے دلچسپی رکھنے والے ذہنوں کے لیے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ مذاہب کا تقابلی مطالعہ کرنے کے لیے بھی یہ تصنیف معاون ثابت ہوگی۔ ادیبوں اور شاعروں کو اس سے استفادہ کرنا چاہیے۔ کتاب عمدہ چھپی ہے۔ سرورق علامتی ہے۔

ڈاکٹر سیفی پریمی

ماہنامہ "کتاب نما" نئی دہلی)

ہندوستان میں عورت کی حیثیت

آئی، سی، ایس، ایس، اے، آر۔ ترجمہ: صغرا مہدی

قیمت 9 روپے

انڈین کونسل آف سوشل سائنس اینڈ ریسرچ حکومت ہند کی طرف سے ہندوستان میں عورت کی حیثیت اور درجے کے تعین اور اب تک بھی اس کی پسماندہ اور غیر تعلیم یافتہ پوزیشن کے بارے میں ایک 11 رکنی کمیٹی نے سروے کے بعد ایک جامع اور مبسوط رپورٹ مرتب کی تھی۔ زیر نظر کتاب میں اسی رپورٹ کا عطر کشید کیا گیا ہے۔ اردو ترجمہ صغرا مہدی کا مرہون منت ہے۔

یوں تو ملک میں آئے دن کمیشن بیٹھتے ہیں اور سروے رپورٹیں بھی تیار ہوتی ہیں مگر اہل مسائل دھرے کے دھرے ہی رہ جاتے ہیں۔

آٹھ ابواب پر مشتمل اس رپورٹ میں سماج کا طریقہ کار، تہذیبی اور سماجی صورت حال، عورت اور قانون، اقتصادی چوکھٹے میں عورت کے کردار اور اس کے حقوق، تعلیمی ترقی، سیاسی صورت حال اور خواتین کی فلاح و بہبود کے لیے نئی پالیسیوں اور پروگراموں کو ہوش مندی اور دروں بینی سے ارکین نے محسوس کیا اور رپورٹ قلم بند کردی ہے۔ اس رپورٹ کی وسیع تشہیر کو ملحوظ رکھتے ہوئے ترقی اردو بورڈ نے اسے شائع کیا ہے اور بہت کم قیمت رکھی ہے تاکہ عمومی طور پر اسے خریدا جا سکے۔ کتاب کے چوتھائی حصے میں مختلف چارٹس اور جدولوں کے ذریعے اعداد و شمار بتلائے گئے ہیں جن سے اس کی افادیت بڑھ گئی ہے۔ اردو داں خواتین اور خواتین کے مسائل اور ترقی سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے یہ رپورٹ ایک انسائیکلو پیڈیا کا درجہ رکھتی ہے۔

(وقار خلیل، ماہنامہ "سب رس" حیدرآباد)

ارو باری تنظیم

رزا صغیر احمد

مت 8 روپے

کاروبار چاہے انفرادی سطح پر ہو یا اجتماعی جب تک تنظیمی نہ ہو نفع ونقصان کے اندازے مشکل ی سے ہو پاتے ہیں۔ دوسروں کے تجربات کو عموماً اہمیت دی جاتی ہے جو کسی بھی طرح سائنٹیفک نہیں۔ کسی کاروبار کے لیے اس کی تمام جزویات کا علم ہونا ضروری ہے۔ مرزا صغیر احمد نے کاروباری تنظیم جیسی کتاب لکھ کر اُردو میں تکنیکی کتابوں کی کمی کے احساس کو کسی حد تک کم کر دیا ہے۔

اس کتاب میں کاروبار کی اقسام، اس کی تمام اہم جزویات، داخلی اور خارجی تنظیم اور قدم قدم پر پیش آنے والی ضروری باتوں کو آسان طریقے سے سمجھانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ تجارت میں، کاروبار میں، بیمہ بنک اور تشہیر کے امکانات اور ان کی اہمیت کو نمایاں کیا گیا ہے۔

ترقی اردو بورڈ کی ایک اور کامیاب پیش کش جس کا مطالعہ کم از کم پڑھے لکھے تجارت پیشہ اور کاروبار کرنے والوں کے لیے بے حد سودمند ہوگا۔

(افتخار امام صدیقی: ماہنامہ "شاعر" بمبئی)

وادیٔ سندھ اور اس کے بعد کی تہذیبیں

مصنف، سر مورٹیمر وہیلر ۔ مترجم، زبیر رضوی

قیمت: 8 روپے

مسٹر وہیلر نے وادیٔ سندھ کی تہذیبی تاریخ پر کافی کام کیا ہے۔ ایک انہیں پر موقوف نہیں۔ ہندوستانی، پاکستانی، انگریز، فرانسیسی اور امریکی محققین ان مسائل پر غور وفکر کرتے رہے ہیں۔ وادیٔ سندھ اور اس کے نواح کی تہذیب لگ بھگ ڈھائی ہزار برس پرانی ہے جس کا پھیلاؤ کم از کم بیس لاکھ مربع میل رقبے تک ہے۔

جب میسوپوٹیمیا میں پروان چڑھے، سماجی خیالات کا بیج بلوچستان، سندھ، سرحدی خطّے کے

کچھ پتھر اور دھات دونوں کے اوزاروں والے محدود مگر سرگرم سماجوں پر پڑا۔ اس سے بظاہر ہندوستانی تہذیب اور دور اوّل کی نمود ہوئی جو مخصوص طور پر وادیٔ سندھ کی تہذیب تھی جو تیسرے ہزار سالہ قرن کے اختتام تک سندھ کے شمال میں مکران سے لے کر خلیج کمبات اور مزید جنوب کی طرف نربدا کے دہانوں تک، مغربی ساحل کے علاقوں تک پہنچ چکی تھی۔ یہ عمل یا تو خود بخود پھیلاؤ سے یا تجارتی وسعت سے ظہور پذیر ہوا ہوگا اور اس کام کو شاید ارضیاتی تبدیلیوں اور وقت وقت پر آنے والے سیلابوں نے بڑھایا ہوگا اور اسی کے تحت موہن جوداڑو میں حملہ آوروں کے ہاتھوں تشدانہ انجام کے لیے ماحول تیار ہوا ہوگا۔ بہت ممکن ہے یہ حملہ آور وہی خانہ بدوش آریہ تھے جن کے پنجاب میں گھس آنے کا پتہ ویدوں سے چلتا ہے۔

سندھ میں چاہنو داڑو اور آمری میں اس تہذیب کے بعد کمتر درجے کے تمدن وجود میں آئے جن کا تعلق شمال مغربی ایشیا سے تھا۔ یہیں سندھ میں ہڑپہ کی تہذیب نے ایک نئی شکل اختیار کی اور چھوٹے قصبے کا ایک نیا دور شروع ہوا جس میں پتھر اور دھات دونوں کے اوزار استعمال ہوتے تھے اور جس کا وسطی ہند میں قبل مسیح کی دیہی زندگی کے ساتھ تعلق ظاہر ہوتا ہے اس میں خصوصیت کے ساتھ تانبے کی صنعت کے ثبوت ملے ہیں۔

چھٹی صدی قبل مسیح کے دوسرے نصف حصّے میں فارس کے اکا ٹیمینی بادشاہوں کی سلطنت کی توسیع کے ساتھ نئے تہذیبی اثرات برصغیر کے شمال مغربی سرے تک پہنچے۔ سلطنتِ فارس نے سرحدی علاقوں میں جو بستیاں بسائیں ان سے آس پاس کے تجارتی راستوں کا تحفظ ہوا اور انہیں کے ساتھ ساتھ واقع شہر کابل کے پاس بیگرام، پشاور کے پاس چارسدہ اور راولپنڈی کے پاس ٹیکسیلا خوش حال ہوگئے اور نیا سامان استعمال میں آنے لگا جس میں سکے بھی شامل تھے۔ یہاں پچھلے دور میں عام پائی جانے والی کچی اینٹوں کی تعمیر کی جگہ پکّی اینٹوں نے لے لی لوہے کے سامان پر پائی جانے والی چمک کی نقل میں شمالی سیاہ پالش والے مٹی کے برتنوں کی صنعت وجود میں آئی۔

ہزاروں سال کی پرانی کہانی زمین کی کھدائی اور مختلف آثار کے ذریعے سے پایۂ تکمیل تک پہنچی ہے۔

کتاب میں پانچ ابواب ہیں جن کے بہت سے ذیلی باب بھی ہیں انہیں کے تحت ماخذات پر بات چیت کی گئی ہے۔ بہت سی تصاویر بھی دی گئی ہیں۔ کافی تحقیق کے بعد یہ تاریخ مرتب کی گئی ہے اور پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ ترجمہ سلیس اور رواں ہے۔ (سلمیٰ جاوید، ہفت روزہ عظیم آباد ایکسپریس پٹنہ)

بنیادی متون، ادب اور تنقید پینل کے فیصلے

ترقی اردو بیورو کے، ادب، بنیادی متن اور تنقید و پینل کی ایک میٹنگ کی 28 فروری 1981 کو دفتر ترقی اردو بیورو نئی دہلی میں منعقد ہوئی جس میں پروفیسر آل احمد سرور، پروفیسر گوپی چند نارنگ، جناب جوگندر پال اور جناب این۔ ایس۔ گوریکر نے شرکت کی۔ اس میٹنگ میں جناب میر نصر اللہ ایڈیشنل سکریٹری وزارت تعلیمات کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ ترقی اردو بیورہ کی نمائندگی جناب شمس الرحمن فاروقی، جناب شہباز حسین، ڈاکٹر رام آسرا راز اور جناب فرحت عثمانی نے کی۔ پینل نے ان کتابوں کی تیاری کے سلسلے میں پیش رفت کا جائزہ لیا جن کے بارے میں گزشتہ میٹنگ (منعقدہ 29 جولائی 1981) میں فیصلے کیے گئے تھے۔ واضح رہے کہ صرف اس ایک پینل کی سفارشوں اور فیصلوں کے مطابق ترقی اردو بیورو میں تقریباً اسی کتابوں کی تیاری کا کام جاری ہے

★ پینل نے "انجمن اسلام ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بمبئی" کے دکنی اردو لغت" کی تیاری کے منصوبے کو ابتدائی منظوری دے دی ہے۔ اس لغت میں دکنی الفاظ کے اردو معنی کے ساتھ ساتھ دیوناگری رسم خط میں ان کے تلفظ بھی دیے جائیں گے۔ اس منصوبے کی مالیاتی منظوری کے لیے وزارت تعلیم سے رجوع کیا جارہا ہے۔

★ اردو ادب کی ایک جامع تاریخ کے منصوبے کو بھی منظوری دی جاچکی ہے۔ یہ تاریخ چار جلدوں پر مشتمل ہوگی۔ غیر انگریزی متون کے اس اہم تصنیف کی تیاری بالترتیب پروفیسر گیان چند جین، پروفیسر مسعود حسین خاں، ڈاکٹر نیر مسعود اور پروفیسر گوپی چند نارنگ کو تفویض کی گئی ہے۔ کام شروع ہوگیا ہے۔ امید ہے کہ یہ منصوبہ تین برس میں مکمل ہوجائے گا۔

★ فارسی ادب کی تاریخ کی تیاری کا کام پروفیسر سید امیر حسن عابدی اور ڈاکٹر نذیر احمد کو تفویض

کیا گیا ہے۔ یہ تاریخ دو جلدوں پر مشتمل ہوگی۔

★ مغربی ادب کے تنقیدی متون کے نمائندہ انتخابات کا ایک خاکہ پینل کی ہدایت پر جناب شمس الرحمٰن فاروقی نے تیار کیا تھا۔ ان کی سفارشات پینل نے منظور کر لی ہیں۔ کتاب ایک سال کے اندر تیار ہو جانے کی توقع ہے۔ اس کتاب میں افلاطون سے لے کر رولاں بارت تک مغرب کے تمام اہم ادبی مفکرین کی نمائندہ تحریروں کا مختصر انتخاب و تعارف شامل کیا جائے گا۔

ترجمے بھی حتی الامکان براہ راست ہوں گے، ورنہ انگریزی کے مستند تراجم کو سامنے رکھ کر ان کو بہترین اردو روپ میں پیش کیا جائے گا۔

★ اردو شاعروں کی سوانحی فرہنگ کی تیاری کا کام ڈاکٹر تنویر احمد علوی کو تفویض کیا جا چکا ہے یہ سوانحی فرہنگ تذکروں کی بنیاد پر تیار کی جا رہی ہے۔

★ پینل نے "کلیات میر" (جلد اول: مرتبہ ظل عباس عباسی) کی دوبارہ اشاعت کی تجویز منظور کرتے ہوئے اس کی دوسری جلد کی اشاعت کی بھی سفارش کی ہے۔ "کلیات میر" کی دوسری جلد قصائد، مراثی، رباعیات اور دیگر غیر مطبوعہ کلام پر مشتمل ہوگی۔ یہ کام بھی جناب ظل عباس عباسی کو تفویض کیا گیا ہے۔

★ 'سجاد ظہیر یادگار کمیٹی' کے سکریٹری جناب علی باقر نے سجاد ظہیر کی تین کتابوں (1) روشنائی (2) ذکر حافظ (3) سجاد ظہیر کے علمی اور ادبی مضامین) کی ترقی اردو بیورو سے اشاعت کے لیے ایک تجویز پیش کی تھی۔ یہ تجویز پینل نے منظور کر لی ہے۔

ادب، بنیادی متن اور تنقید پینل نے ترقی اردو بیورو سے ایک تحقیقی مجلّے کی اشاعت کی تجویز بھی ابتدائی طور پر منظور کر لی ہے۔ اس تجویز کا خاکہ ڈائرکٹر ترقی اردو بیورو نے پیش کیا تھا۔ اس تجویز کی مالیاتی منظوری کے لیے وزارت تعلیم سے رجوع کیا جائے گا۔

★ پینل نے یہ سفارش بھی کی ہے کہ علاقائی زبانوں کی ذولسانی لغتوں کی تیاری کے منصوبوں کو اولیت دینا بہتر ہوگا۔ پینل کے ذریعے ترقی اردو بیورو سے اشاعت کے لیے منظور کی جانے والی چند اور کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔

دنیا کی عظیم کتابیں

یہ کتاب چھ جلدوں پر مشتمل ہوگی اور اس میں دنیا کی عظیم کتابوں کے تعارف اور تلخیص شدہ تراجم ہوں گے۔

فسانۂ آزاد (مکمل)

یہ رتن ناتھ سرشار کے 'فسانۂ آزاد' کا مکمل تدوین شدہ ایڈیشن ہوگا۔ اسے جناب امیر حسن نورانی تیار کریں گے۔

انتخاب سخن

مولانا حسرت موہانی کی مرتبہ اس انتہائی کمیاب لیکن بے حد کارآمد کتاب کا بیورو ایڈیشن چار جلدوں میں شائع کیا جائے گا۔ اصل کتاب 12 جلدوں پر مشتمل ہے۔ چوں کہ بعض اصل جلدیں بہت مختصر تھیں، اس لیے کئی جلدوں کو ملا کر ایک جلد بنائی جائے گی۔ اس انتخاب کی اشاعت ہمارے کلاسیکی شعری سرمایے کو سہل الحصول بنا دے گی۔ "انتخاب سخن" کی اشاعت حسرت موہانی صد سالہ تقریبات کے سلسلے میں حسرت موہانی کو بیورو کا خراج عقیدت ہوگی۔

آثار الصنادید

سرسید احمد خاں کی اس تاریخ ساز کتاب کے بیورو ایڈیشن میں "دلی کی شخصیتیں" کے زیر عنوان اس باب کو شامل کرنے کی سفارش کی گئی جو اس کتاب کے پہلے ایڈیشن میں شامل تھا لیکن کسی وجہ سے دوسرے ایڈیشن سے حذف کر دیا گیا تھا۔

نمونۂ منثورات

مولانا احسن مارہروی کی یہ کتاب قدیم زمانے سے لے کر بیسویں صدی کی دوسری دہائی تک کی نثر تنقیدی تاریخ اور انتخاب ہے۔ یہ کتاب ایک عرصے سے نایاب تھی، بہت سعی کے بعد اس کا ایک نسخہ حاصل ہوا جسے دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔

وضاحتی کتابیات 1977 — 78

پروفیسر گوپی چند نارنگ کی مرتبہ یہ کتاب اسی سلسلے کی کڑی ہے جس کے تحت 1976 کی وضاحتی کتابیات ترقی اردو بیورو سے شائع ہو چکی ہے۔

بھوپال میں کتابت اسکول کا قیام

مدھیہ پردیش کے وزیر اعلیٰ نے افتتاح کیا

ترقی اردو بیورو کی جانب سے کتابت سکھانے کے تربیتی مرکز غالب اکیڈمی نئی دہلی، انجمن اسلام ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، بمبئی؛ ادارۂ ادبیات، حیدرآباد، اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، سری نگر اور بہار اردو اکیڈمی، پٹنہ میں کھولے گئے ہیں۔ یہ چھ مراکز کئی برسوں سے تشفی بخش طور پر کام کر رہے ہیں۔ ان اداروں کی افادیت کے پیش نظر ملک کے دوسرے حصوں میں بھی ایسے مرکز کھولے جانے کا فیصلہ کیا گیا ہے اور ۸۱ - ۱۹۸۰ کے مالی سال کے دوران بھوپال میں ایک مرکز قائم کر دیا گیا ہے۔ بھوپال میں قائم کیے گئے اس مرکز نے ۱۵ جنوری ۱۹۸۱ء سے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ 13 جنوری 1981 کو مدھیہ پردیش کے وزیر اعلیٰ شری ارجن سنگھ نے معززین شہر کی ایک بڑی تعداد

حاجی عنایت محمد صاحب وزیر اعلیٰ شری ارجن سنگھ کو ہار پہناتے ہوئے

کی موجودگی میں اس مرکز کا افتتاح کیا۔ وزیر اعلیٰ نے خوشی کا اظہار کیا کہ ترقی اردو بیورو نے بھوپال میں کتابت اسکول قائم کرکے اس شہر کی ایک نہایت اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ انھوں نے یقین دلایا کہ اس اسکول کی بہتر کارکردگی اور ترقی کے لیے مدھیہ پردیش کی حکومت حتی الامکان مدد کرے گی۔ بھوپال میں کتابت کے اس تربیتی مرکز کی نگہبانی کی ذمہ داری مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی کو سونپی گئی ہے۔ وزیر اعلیٰ اکیڈمی کے چیرمین ہیں۔

افتتاح کی رسم اس طرح ادا کی گئی کہ اردو زبان کی اہمیت کے بارے میں ایک عبارت کے نیچے وزیر اعلیٰ نے اردو اور ہندی میں دستخط کیے۔ عبارت پڑھیے۔

"اردو ہماری وراثت کا شاندار حصہ ہے اور ہماری آج کی زندگی کو اس کی سبھی رنگتوں میں ابھاگر کرتی ہے۔

اردو بڑھے، پھلے پھولے اس کے لیے ہم کو پوری کوشش کرنا ہے۔"

ارجن سنگھ

وزیر اعلیٰ مدھیہ پردیش

اس افتتاحی تقریب میں وزیر اعلیٰ کے علاوہ ریاست کے وزیر مملکت برائے اوقاف سیاحت اور اردو اکیڈمی حاجی عنایت محمد اور ترقی اردو بیورو کے ڈائرکٹر جناب شمس الرحمٰن فاروقی بھی شریک تھے۔ اس موقعے پر تقریر کرتے ہوئے فاروقی صاحب نے کتابت تربیتی مرکز کے مقاصد اور کارکردگی
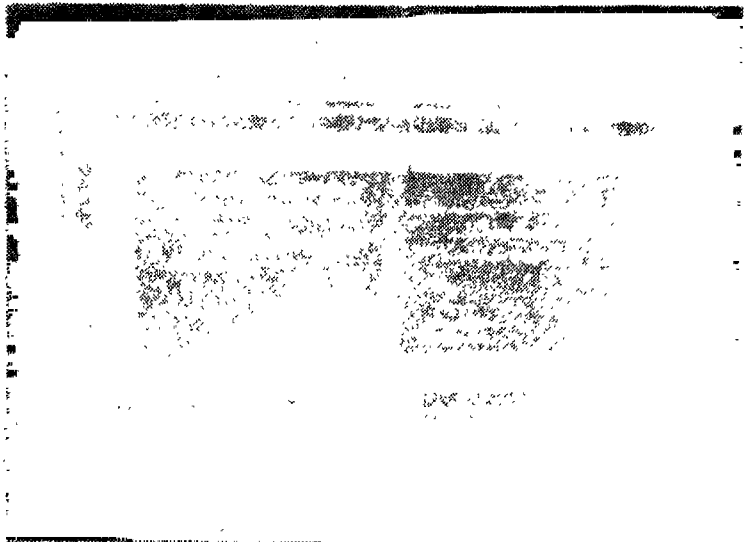
پر اظہار خیال کیا اور بتایا کہ اب کتابت سیکھنے والوں کا ہم نے وظیفہ ۷۵ روپے ماہانہ سے بڑھا کر سو روپے ماہانہ کر دیا ہے۔ فاروقی صاحب نے مزید فرمایا کہ ترقی اردو بیورو کے سامنے ملک بھر میں 22 مزید مراکز قائم کرنے کی تجویز ہے جن میں 3 مدھیہ پردیش میں جبلپور، برہان پور اور اُجین میں قائم کرنے کے بارے میں غور کیا جائے گا۔ فاروقی صاحب نے وزیر اعلیٰ کا شکریہ ادا کیا کہ انھوں نے مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی کو فعال بنایا اور اس کے بجٹ میں خاطر خواہ اضافہ کیا۔ انھوں نے مزید کہا کہ بھوپال میں اردو طباعت کے لیے ایک اعلیٰ قسم کی پریس کی ضرورت ہے، جس کے قیام کے بارے میں اکیڈمی کو غور کرنا چاہیے۔

حاجی عنایت محمد صاحب نے اپنی تقریر میں حکومت ہند کے ترقی اردو بیورو کا بھوپال میں تربیتی مرکز قائم کرنے کے لیے تہ دل سے شکریہ ادا کیا اور اس بات پر بھی مسرت کا اظہار کیا کہ بیورو مدھیہ پردیش میں مزید ۳ سینٹر قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ موصوف نے اپنی اور حکومت کی طرف سے ان اقدامات کے لیے ہر طرح کے تعاون کا یقین دلایا۔

افتتاحی تقریب کے آغاز میں اکیڈمی کے سکریٹری جناب فضل تابش نے اپنی مختصر خیر مقدمی تقریر میں وزیر اعلیٰ، حاجی عنایت محمد صاحب اور جناب شمس الرحمٰن فاروقی صاحب کا خیر مقدم کیا اور مرکز کی بہتر کارکردگی اور روز افزوں ترقی کا یقین دلایا۔

اس تقریب میں بھوپال کے معززین کے علاوہ ترقی اردو بیورو کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر جناب شمیم احمد نے بھی شرکت کی۔

بالغوں کے لیے اردو کی نصابی کتابوں کی تیاری

بالغوں کے لیے اردو کی نصابی کتابوں کی تیاری کی غرض سے قومی تعلیم بالغاں نے ترقی اردو بیورو کے تعاون سے لکھنؤ میں 24 سے 30 مارچ تک ایک ورک شاپ کا انعقاد کیا۔ ورک شاپ اردو اکادمی لکھنو کے دفتر میں منعقد ہوئی اور تعلیم بالغاں کے مسائل پر غور و فکر اور بحث کے بعد مختلف موضوعات پر چند کتابیں تیار کی گئیں۔ اس ورک شاپ میں جناب حیات اللہ انصاری، پروفیسر نورالحسن ہاشمی، پروفیسر شبیہ الحسن، جناب شمس الرحمٰن فاروقی، جناب علی جواد زیدی، جناب شہباز حسین، ڈاکٹر شارب ردولوی، ڈاکٹر صادق، جناب عابد سہیل، جناب مشتاق احمد، ڈاکٹر امیر اللہ شاہین، جناب شوکت عمر اور جناب قطب اللہ نے شرکت کی۔ جناب شارب ردولوی نے ورک شاپ کی نظامت کے فرائض انجام دیے۔

نئے تقررات

● یہ نہایت خوشی آئند بات ہے کہ بیورو فار پروموشن آف اردو میں پرنسپل پبلی کیشن آفیسر کے عہدے پر جناب شہباز حسین کا تقرر ہوا ہے اور آپ نے 23 فروری 1981 سے اس عہدے کا چارج سنبھال لیا ہے۔ شہباز صاحب کی شخصیت بیورو کے لیے نئی نہیں ہے کیونکہ وہ پہلے بھی 1972 سے 1975 تک بیورو میں اسی عہدے پر فائز رہ چکے ہیں۔ ایک طویل عرصے تک آپ حکومت ہند کے ادبی ماہنامے "آجکل" سے بہ حیثیت مدیر وابستہ رہے ہیں۔

● بیورو کے لیے ایک خوشی کی بات یہ ہے کہ ڈاکٹر رام آسرا چینی جو اردو حلقوں میں رام آسرا راز کے نام سے مشہور ہیں، اسسٹنٹ ڈائرکٹر کے عہدے پر فائز ہوئے ہیں۔ آپ نے 16 دسمبر 1980 کو اپنے نئے عہدے کا چارج سنبھالا ہے۔ آپ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے دفتر سے تشریف لائے ہیں۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

ناردن ریلوے کا ٹائم ٹیبل اردو میں شائع ہوگا

پارلیمنٹ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر ریلوے نے بتایا ہے کہ ناردن ریلوے کا ٹائم ٹیبل جلد ہی اردو میں بھی شائع کیا جائے گا۔

مرکزی اردو انسٹی ٹیوٹ کے قیام کی تجویز

مرکزی وزارت تعلیم و ثقافت حکومت ہند اردو کا ایک مرکزی انسٹی ٹیوٹ قائم کرنے کی تجویز پر غور کر رہی ہے۔

اس کے علاوہ مرکزی حکومت کی طرف سے جاری کی جانے والی ایک اسکیم کے تحت 82-1981 کے مالی سال کے دوران ملک کی ان تمام ریاستوں میں، جہاں اردو بولنے والوں کی قابل لحاظ آبادی ہے، اردو اساتذہ مقرر کرنے کی تجویز بھی زیر غور ہے۔

"یوجنا" اردو میں بھی شایع ہوا کرے گا

پلاننگ کمیشن کا ترجمان "یوجنا" جو ہندی اور انگریزی کے علاوہ سات علاقائی زبانوں میں

شایع ہوتا ہے اب اپریل 1981 سے اردو میں بھی شایع ہونے لگا۔ منصوبہ بندی اور ترقیاتی
پروگراموں کی جھلک پیش کرنے والے اس رسالے کی قیمت ایک روپیہ ہوگی۔ ملنے کا پتہ
بزنس منیجر پبلی کیشنز ڈویژن، پٹیالہ ہاؤس، نئی دہلی 110001 ہے۔

حیدرآباد میں فانی صدی کی دو روزہ تقریبات

حیدرآباد میں نظام ٹرسٹ، ادارہ ادبیات اردو، ابوالکلام آزاد اورنیٹل انسٹی ٹیوٹ اور روزنامہ
سیاست کے زیر اہتمام فانی صدی کی دو روزہ تقریبات منعقد کی گئیں۔ اس موقع پر فانی بدایونی کے
مزار پر پھولوں کی چادر چڑھائی گئی اور فاتحہ خوانی کی گئی۔
پروفیسر آل احمد سرور، پروفیسر مسعود حسین خاں، ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ، ڈاکٹر عالم خوند میری، جناب
حسن الدین احمد اور جناب احسن علی مرزا نے اپنے مقالات اور تقریروں کے ذریعے فانی کے فن
اور شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور انھیں خراج عقیدت پیش کیا۔
اردو ٹرسٹ لائبریری حمایت نگر میں "باقیاتِ فانی" کے عنوان سے ایک نمائش کا اہتمام
بھی کیا گیا۔

اردو میلے کے لیے دس ہزار روپے کا عطیہ

آندھرا پردیش کے وزیر اعلا جناب ٹی۔ انجیا نے 7 مارچ 1981 کو جامعہ عثمانیہ کے
شعبۂ اردو کے زیر اہتمام منعقدہ سہ روزہ بین کلیاتی اردو میلے کا افتتاح کرتے ہوئے بتایا کہ
ریاست آندھرا پردیش کے محکمہ پنچایت راج اور عوامی رابطے کے دیگر محکموں میں تلگو کے ساتھ
ساتھ اردو کے استعمال کے لیے راہ ہموار کی جارہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ وہ جلد ہی اپنی
ریاست میں اردو کے مسائل کا جائزہ لے کر ان کے حل کے لیے ممکنہ کوشش کریں گے۔
جناب ٹی۔ انجیا نے اسی جلسے میں اردو میلے کے لیے ریاستی حکومت کی طرف سے دس
ہزار روپے کا عطیہ دیے جانے کا اعلان بھی کیا۔

اوج یعقوبی کو "ملک الشعرا" کا اعزاز

حکومت آندھرا پردیش نے حیدرآباد کے بزرگ اردو شاعر جناب اوج یعقوبی کو ملک الشعرا

مقرر کیا ہے۔ اس سلسلے میں جو سرکاری احکام جاری کیے گئے ہیں ان کے مطابق "ملک الشعرا" کے لیے ایک ہزار روپے ماہوار کا وظیفہ منظور کیا گیا ہے جو پانچ سال تک دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ انھیں ایک کار کی فراہمی کے لیے 65 ہزار روپے، کار خرچ کے لیے ڈھائی سو روپے ماہوار کا مزید الاؤنس، ٹیلی فون کی سہولت اور ایک خدمت گار رکھنے کی منظوری بھی دی گئی۔

اردو میں درخواستیں قبول کی جائیں گی

اتر پردیش کے وزیر اعلا جناب وشوا ناتھ پرتاپ سنگھ نے مہارن پور میں انجمن ترقی اردو کے زیر اہتمام منعقدہ ریاستی اردو کانفرنس میں کہا کہ حکومت کی جانب سے ریاست کے تمام کلکٹروں اور ڈپٹی کلکٹروں کو ہدایت جاری کر دی گئی ہے کہ اردو میں لکھی ہوئی درخواستیں قبول کی جائیں اور ان کے جوابات بھی اردو ہی میں دیے جائیں۔ اس ہدایت پر عمل نہ کرنے والے افسروں کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

اُتر پردیش میں سرکاری ملازموں کو اردو سیکھنے کی سہولتیں

وزیر اعلا اُتر پردیش جناب وشوا ناتھ پرتاپ سنگھ نے اعلان کیا ہے کہ ان کی حکومت پوری ریاست میں اردو کو دوسری سرکاری زبان بنانے کی تجویز پر غور کر رہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ سرکاری ملازمین کو اردو سیکھنے کی سہولتیں فراہم کی جائیں گی اور اردو کے امتحانات میں امتیازی حیثیت سے کامیابی حاصل کرنے والے سرکاری ملازمین کو تین سو روپے سے لے کر پانچ سو روپے تک کے انعامات دیے جائیں گے۔

اتر پردیش اردو اکادمی کی نئی تشکیل

حکومت اتر پردیش نے 18 فروری 1981 کو ریاستی اردو اکادمی کی نئی تشکیل کی ہے۔ اردو اکادمی میں 55 اراکین شامل ہیں۔ جناب علی جواد زیدی اکادمی کے صدر اور پروفیسر محمود الٰہی زخمی اور پروفیسر حکم چند نیر بالترتیب مجلس انتظامیہ کے چیرمین اور نائب چیرمین مقرر کیے گئے ہیں۔ انتظامیہ کے ممبران کی تعداد 15 رکھی گئی ہے اور اس میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے حضرات کو نمائندگی دی گئی ہے۔

اکادمی کی اس نئی تشکیل کے بعد اس کی کارکردگی میں نمایاں اضافے کی امید ہے۔

اردو کی بین الاقوامی کانفرنس

گزشتہ دنوں اتر پردیش کے وزیر ڈاکٹر عمار رضوی کے زیر صدارت منعقدہ ایک جلسے میں اردو کی ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد کیے جانے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ کانفرنس لکھنؤ میں ہوگی۔ اس میں اردو زبان و ادب کے فروغ کے سلسلے میں مختلف ممالک کے درمیان تعاون کو وسیع تر بنانے کے ذرائع اور وسائل پر غور کیا جائے گا۔ اس موقع پر اردو رسائل و جرائد اور کتابوں کی ایک بین الاقوامی نمائش کا اہتمام بھی کیا جائے گا۔ نمائش اور کانفرنس دونوں اتر پردیش اردو اکادمی کے زیر اہتمام منعقد کی جائیں گی۔

اڑیسہ میں اردو تعلیم کے فروغ کے لیے علاحدہ عہدہ قائم ہوگا

اڑیسہ کے وزیر تعلیم جناب گنگا دھر مہاپاترا نے اردو سیکنڈری ٹریننگ اسکول میں منعقدہ ایک تقریب میں بتایا کہ اڑیسہ میں اردو کی تعلیم کے فروغ کے لیے ریاستی حکومت ایک علاحدہ عہدہ قائم کرنے کی تجویز پر غور کر رہی ہے۔ اس خصوص میں جلد ہی عملی اقدام کیے جانے کی توقع ہے۔

مختلف ریاستوں کی اردو اکادمیوں کی رابطہ کمیٹی کا اجلاس

مختلف ریاستوں کی اردو اکادمیوں کی رابطہ کمیٹی کے اجلاس بہار اردو اکیڈمی کے زیر اہتمام پٹنہ میں 9 اور 11 مارچ 1981 کو منعقد ہوئے۔ اجلاسوں کی صدارت عالی جناب اخلاق الرحمن قدوائی (گورنر بہار اور چیرمین اردو اکادمی بہار) نے فرمائی۔ ان جلسوں میں بہار اردو اکادمی، اتر پردیش اردو اکادمی، کرناٹک اردو اکادمی، مغربی بنگال اردو اکادمی، ترقی اردو بیورو حکومت ہند، راجستھان اردو اکادمی، انجمن ترقی اردو (ہند) اور جامعہ اردو علی گڑھ کے نمائندوں نے شرکت کی۔

رابطہ کمیٹی کے اجلاس میں جن مسائل و تجاویز پر غور و خوض کیا گیا ان میں سے چند اہم عنوانات درج ذیل ہیں۔

—— اردو کے اہم اور مستند مصنفین کی نگارشات کے معیاری ایڈیشن کی اشاعت پر غور اور لائحہ عمل کا تعین۔

—— اردو اکادمیوں انجمن ترقی اردو اور ترقی اردو بیورو کی مطبوعات کی فروخت کے سلسلے میں ملک گیر پیمانے پر موثر اقدام کی ضرورت اور طریقہ کار کا تعین۔

—— مختلف اکادمیوں کے ترقیاتی پروگرام کے لیے کل ہند سطح پر ایک خاکہ تیار کرنا نیز ایسے پروگراموں کی نشاندہی کرنا جو تمام اکادمیاں مشترکہ طور پر انجام دیں اور جن کا اثر اردو کی بقا اور ترقی پر پورے ملک میں محسوس کیا جائے۔

—— پچیس ہزار روپے کے مجوزہ قومی انعام کی اجرائی کے سلسلے میں اقدامات۔

—— اردو اکادمیوں کی طرف سے اردو کے ادیبوں اور شاعروں کو دیے جانے والے سالانہ ایوارڈ کے موجودہ طریقہ کار میں تبدیلی۔

—— اردو کتابوں کی اشاعت کے لیے جدید ٹکنالوجی کو استعمال کرنے اور طباعت کے لیے ٹائپ کو رائج کرنے پر غور۔

اردو صحافت پر سیمنار

بہار اردو اکادمی کے زیر اہتمام اردو صحافت پر ایک سیمنار پٹنہ میں منعقد کیا گیا جس میں ملک کے مختلف علاقوں کے ممتاز صحافیوں نے حصہ لیا۔ سیمنار میں ملک کے اہم اردو صحافیوں مثلاً روزنامہ "الجمعیتہ" (دہلی) کے مدیر جناب ناز انصاری، "آزاد ہند" (کلکتہ) کے مدیر جناب احمد سعید ملیح آبادی، "اردو بلٹز" (بمبئی) کے معاون مدیر جناب محمود ایوبی اور "عظیم آباد ایکسپریس" کے مدیر جناب رضوان احمد نے قومی سلامتی اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے فروغ کے سلسلے میں اردو کے نمایاں کارناموں پر روشنی ڈالی۔

بہار اردو اکادمی کے زیر اہتمام دو روزہ فکشن سیمنار

ممتاز افسانہ نگار سہیل عظیم آبادی مرحوم کی یاد میں بہار اردو اکیڈمی نے 10 اور 11 مارچ 1981 کو پٹنہ میں ایک کل ہند اردو فکشن سیمنار کا افتتاح عالی جناب ڈاکٹر اخلاق الرحمن قدوائی گورنر بہار نے فرمایا۔ شرکا میں حسب ذیل قابل ذکر ہیں۔

جوگندر پال، الیاث احمد گدی، پروفیسر کلیم الدین احمد، حیات اللہ انصاری، گوپی چند نارنگ، عصمت چغتائی، حکم چند نیر، رام لال، محمد حسن، ثریا حسین، وہاب اشرفی، قمر التوحید

شکیلہ اختر، لطف الرحمٰن، کلام حیدری، شمس الرحمٰن فاروقی، سید محمد حسنین، صالحہ عابد حسین، قمر رئیس، صدیق الرحمٰن قدوائی، احمد یوسف، شفیع جاوید، الیاس احمد گدی، شفیع مشہدی، شوکت حیات۔

حکومت بہار اردو اکادمی کی عمارت کے لیے زمین دے گی

بہار کے وزیر اعلا ڈاکٹر جگن ناتھ مشرا نے 11 مارچ 1981 کو بہار اردو اکادمی کے افتتاحی اجلاس میں اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا کہ اکادمی نے قلیل عرصے میں ہی کئی اچھے کام سرانجام دیے ہیں۔ اردو کے کہن سال علما و ادبا کی خدمات کا اعتراف کرنا اور انھیں ایوارڈ دینا بھی ایک قابلِ قدر کام ہے، اس سے ادیبوں کا حوصلہ بڑھے گا اور زبان و ادب کی خدمت کا کام کرنے والوں کو تقویت ملے گی۔

اسی اجلاس میں ڈاکٹر جگن ناتھ مشرا نے اعلان کیا کہ بہار اردو اکادمی کی عمارت کے لیے حکومت کی طرف سے زمین دی جائے گی اور اس بات کی پوری امید کی جانی چاہیے کہ اگلے سال تک اکادمی کی عمارت کی تعمیر بھی مکمل ہو جائے گی۔

کل ہند سطح پر یکساں اردو نصاب کی تیاری

بہار اردو اکادمی کے زیر اہتمام ہندوستان کی مختلف یونیورسٹیوں کے شعبہ ہائے اردو کے صدور کا ایک اجلاس پٹنہ میں منعقد کیا گیا۔ اجلاس کی صدارت عالی جناب اخلاق احمد قدوائی (گورنر بہار و چیرمین بہار اردو اکادمی) نے فرمائی۔

اس اجلاس میں بی۔اے اور ایم۔اے کے امتحانوں کے لیے کل ہند سطح پر یکساں اردو نصاب کی تیاری کے مسائل پر غور کیا گیا۔ اس خصوص میں تشکیل شدہ کمیٹیوں کی سفارشات کے مطابق کتابوں کی تیاری کا کام مختلف ریاستوں کی اردو اکادمیوں کے سپرد کیا جائے گا۔

خیال کیا جاتا ہے کہ ملک کی مختلف یونیورسٹیوں میں الگ الگ نصاب ہونے کی وجہ سے ڈگری سطح پر اردو کی نصابی کتابوں کی دستیابی کا جو مسئلہ درپیش ہے وہ ان کتابوں کی تیاری کے بعد بڑی حد تک حل ہو جائے گا۔

اسلوب احمد انصاری کو ساہتیہ اکادمی کا انعام

نئی دہلی۔ ساہتیہ اکادمی نے 1980 کے اکادمی ایوارڈ کے لیے ملک کی مختلف زبانوں کے

مصنفین کو منتخب کیا ہے۔ اس بار اردو کا انعام جناب اسلوب احمد انصاری کو ان کی تنقیدی کتاب "اقبال کی تیرہ نظمیں" پر دیا گیا ہے۔

غالب نامہ کا دوبارہ اجرا

غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی نے چند سال پہلے 'غالب نامہ' نام سے ایک تحقیقی مجلے کا اجرا کیا تھا۔ اس کے دو شمارے منظرِ عام پر آئے تھے لیکن بعض وجوہ سے "غالب نامہ" کی اشاعت رُک گئی تھی۔ اب اس مجلے کی اشاعت دوبارہ شروع کی گئی ہے اور جنوری 1981 کا پہلا شمارہ شائع ہو چکا ہے۔ "غالب نامہ" میں اشاعت کے لیے غالب اور عہدِ غالب سے متعلق مضامین کو ترجیح دی جائے گی۔ علاوہ ازیں اس میں اہم کتابوں پر تبصرے اور نادر و نایاب مخطوطات کا تعارف بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔

خط و کتابت کا پتہ: ایوانِ غالب، ایوانِ غالب مارگ، نئی دہلی 22 00 11 ہے۔

مرزا غالب کے یوم ولادت کی تقریبات

مرزا غالب کے 183 ویں یوم ولادت کے موقع پر غالب اکادمی نئی دہلی میں ایک خصوصی مذاکرے کا اہتمام کیا گیا جس میں پروفیسر آل احمد سرور، پروفیسر سروپ سنگھ، پروفیسر نامور سنگھ، جناب مالک رام، جناب حسن ثانی نظامی اور جناب سید اوصاف علی نے حصہ لیا۔

غالب اکادمی کے صدر جناب حکیم عبدالحمید نے مرزا غالب کے مزار پر پھولوں کی چادر چڑھائی اور چراغ روشن کیے۔ اس رسم میں دہلی کے مشاہیر و ممتاز ادیب اور دانش ور شریک تھے۔

مذاکرے کے بعد جناب ساغر نظامی کی صدارت میں ایک محفلِ مشاعرہ بھی منعقد کی گئی۔

سہ ماہی "نخلستان" کا اجرا

اب سے چند برس پہلے حکومت راجستھان نے اردو میں ایک سہ ماہی رسالہ "نخلستان" نام سے جاری کیا تھا۔ یہ رسالہ کبھی باقاعدگی کے ساتھ شائع نہ ہو سکا اور پھر بند ہو گیا تھا۔

راجستھان اردو اکادمی کے ایک پریس نوٹ کے مطابق اب سہ ماہی "نخلستان" کی اشاعت نئے سرے سے کی جا رہی ہے۔ جناب خداداد مونس اس کے ایڈیٹر مقرر کیے گئے ہیں اور اس کا پہلا شمارہ جلد ہی منظرِ عام پر آنے والا ہے۔ نخلستان کی سالانہ قیمت دس روپے رکھی گئی ہے۔

بطہ کا پتہ ، سکریٹری راجستھان اردو اکادمی 7 جواہر نگر۔ جے پور ہے ۔

اردو روزنامہ "سالار" اب دوبئی سے شایع ہوگا

بنگلور کے مقبول عام اردو روزنامہ " سالار " کے مدیر جناب کے۔ رحمن خاں کی اطلاع کے
طابق روزنامہ سالار " اب دوبئی سے بھی شایع ہوا کرے گا۔ اس کی ابتدائی تیاریاں مکمل کرلی گئی
ں اور اس سلسلے میں متحدہ عرب امارات کی حکومت سے بات چیت جاری ہے۔
واضح رہے کہ متحدہ عرب امارات میں اردو دانوں کی خاصی آبادی ہے اور" سالار" کے
فتہ وار ایڈیشن کی اشاعت وہاں حال ہی میں شروع کی گئی ہے۔

مہاراشٹر اردو اکادمی کی جنرل کونسل کی تشکیل نو

حکومت مہاراشٹر نے ریاستی اردو اکادمی کے لیے نئی جنرل کاؤنسل کی تشکیل کی ہے
ہدیداران اور اراکین کے نام حسب ذیل ہیں ۔
پروفیسر اے۔ اے منشی (چیرمین) جناب خواجہ عبدالغفور (سکریٹری) ڈاکٹر عبدالستار دلوی
جوائنٹ سکریٹری) ۔ جناب علی سردار جعفری، جناب ظ۔ انصاری، محترمہ سلمیٰ صدیقی، جناب سکندر علی
جد، ڈاکٹر سید نعیم الدین، جناب ضیا الدین ڈیسائی، ڈاکٹر نظام الدین گوریکر، جناب خالد انصاری،
اب قاضی سلیم، جناب منشا الرحمن منشا، جناب شیام کشن نگم، جناب عبدالمجید فقیہہ، محترمہ
طمہ انیس، جناب عبدالسمیع بوبیرے، جناب ودیا دھر گوکھلے، جناب سیتو مادھو راؤ پگڑی، جناب
فار مومن، جناب سعید احمد محترمہ عائشہ اقبال، محترمہ فہمیدہ پروین اور جناب علی۔ ایم شمسی (اراکین)

خواجہ احمد عباس کو ۱۱ ہزار روپے کا اعزاز

مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی نے اردو ادب کے تخلیقی فنکاروں کی خدمات کے اعتراف میں
واہم اعزازات کا اعلان کیا ہے۔ ان میں سے ایک اعزاز گیارہ ہزار روپے کا ہر سال اردو
کے ایک ایسے شاعر یا ادیب کو دیا جائے گا جس نے اپنی تخلیقات کے ذریعے اردو ادب کی ترقی
ں نمایاں حصہ لیا ہو، اور جو ملک گیر پیمانے پر اپنی تخلیقی خدمات کے لیے مستند اور معروف ہو۔
8 - 1980 کا یہ اعزاز اردو کے ایک اہم افسانہ نگار اور ناول نگار خواجہ احمد عباس کو دیا گیا ہے۔

دوسرا اعزاز مدھیہ پردیش صوبے کے کسی ادیب یا شاعر کو اس کی کل خدمات کے صلے میں 5000 روپے کا دیا جائے گا۔ 81۔ 1980 کا انعام شعری بھوپالی کو دیا گیا ہے۔ اوّل الذکر اعزاز کو "میر تقی میر ایوارڈ" اور موخر الذکر کو "سراج میر خاں سحر ایوارڈ" کے ناموں سے منسوب کیا گیا ہے۔

مغربی بنگال اردو اکادمی کا سہ روزہ سیمنار

مغربی بنگال کی اردو اکادمی کے زیر اہتمام 7 تا 9 فروری 1981 کو ایک سہ روزہ سیمنار منعقد کیا گیا۔

سیمنار کا پہلا سیشن آغا حشر کاشمیری کی حیات و خدمات سے متعلق تھا۔ اس سیشن کا افتتاح ممتاز ناقد جناب کلیم الدین احمد نے کیا اور صدارت کے فرائض پروفیسر محمد حسن نے انجام دیے۔ ڈاکٹر اسلم پرویز، ڈاکٹر لطف الرحمٰن، ڈاکٹر عطیہ نشاط اور جناب جمیل کاشمیری نے اردو ڈراما کے میدان میں آغا حشر کی خدمات پر اپنے مقالے پیش کیے۔

سیمنار کا دوسرا سیشن پریم چند پر تھا۔ اس کا افتتاح مغربی بنگال کے وزیر اعلا جناب جیوتی باسو نے کیا۔ جناب محمد امین، ڈاکٹر محمد صابر خاں اور جناب سالک لکھنوی نے مقالے پڑھے۔ سیمنار کے بعد محترمہ عصمت چغتائی کی صدارت میں ایک "شب افسانہ" منعقد کی گئی جس میں رام لعل، قاضی عبدالستار، فیروز عابد اور محمد اسرائیل نے اپنے افسانے سنائے۔

مولانا حسرت موہانی سے متعلق سیشن کا افتتاح پروفیسر شمبھو گھوش نے کیا۔ صدارت کے فرائض ڈاکٹر ظ۔ انصاری نے انجام دیے۔ ڈاکٹر خلیق انجم، ڈاکٹر عنوان چشتی اور ڈاکٹر مظفر حنفی نے حسرت موہانی کی شاعری پر مقالے پڑھے۔

رضا علی وحشت کلکتوی پر منعقدہ سیمنار کی صدارت خواجہ احمد فاروقی نے کی۔ ڈاکٹر عنوان چشتی اور ڈاکٹر لطف الرحمٰن نے مقالے پڑھے۔ رات کو ایک کل ہند مشاعرہ بھی منعقد کیا گیا۔

مغربی بنگال میں اُردو دوسری سرکاری زبان

اطلاع ملی ہے کہ مغربی بنگال کے وزیر اعلا اور ریاستی اردو اکادمی کے چیرمین جناب جیوتی باسو نے اردو اکادمی کی ایک خصوصی میٹنگ میں بتایا کہ مغربی بنگال کے جن علاقوں میں ضلع اور سب ڈویزن کی سطح تک اردو بولنے والوں کی آبادی دس فیصدی یا اس سے زائد ہے ان علاقوں

میں اردو کو مخصوص سرکاری مقاصد کے لیے دوسری سرکاری زبان کی حیثیت سے تسلیم کیا جائے گا۔ فی الحال کلکتہ، آسنسول اور اسلام پور جیسے علاقوں میں اردو کو یہ حیثیت دی جائے گی۔ اس کے بعد دوسرے علاقوں کے بارے میں بھی غور کیا جائے گا۔

مدراس میں طباعت واشاعت کا تربیتی کورس

9 فروری سے 20 فروری 81ء تک مدراس میں ٹوکیو کے ایشین کلچرل سنٹر برائے یونیسکو کے زیر اہتمام اور نیشنل بک ٹرسٹ کے تعاون سے کتابوں کی طباعت واشاعت سے متعلق ایک تربیتی کورس کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس کورس میں بیورو کی جانب سے جناب سلیم احمد ریسرچ آفیسر (طباعت) نے اس کورس میں شرکت کی۔

ترقی اردو بیورو کی آٹھ کتابوں کو انعام ملا

ترقی اردو بیورو نے 1980 میں جو کتابیں شایع کیں، ان میں سے آٹھ کتابوں پر اتر پردیش اردو اکادمی کی جانب سے انعامات دیے گئے۔ ان آٹھ کتابوں میں ڈاکٹر تنویر احمد علوی کا مرتب کردہ "کلیات ذوق" بھی شامل ہے، جس پر 3000 روپے کا انعام دیا گیا — کتابوں پر انعامات کا یہ سب سے بڑا انعام ہے۔

ہماری انعام یافتہ کتابیں یہ ہیں

1۔ کلیات ذوق : مرتبہ ڈاکٹر تنویر احمد علوی
2۔ کتاب کی تاریخ : شایاں قدوائی
3۔ دانتے : زیڈ اے عثمانی
۔ ہندوستانی گاؤں : شیاما چرن دوبے / محمد عبدالقادر عمادی
5۔ نورتن کہانیاں : (بازگوئی) شمیم احمد
6۔ تعلیم ہندوستان کے مسلم عہد حکومت میں : ایس ایم جعفر/سعید انصاری
7۔ تیمارداری : حسین فاروقی
8۔ بھارت کی لوک کتھائیں : محمد قاسم صدیقی

اردو دنیا کے بارے میں سرحد پار سے دو خط

"اردو دنیا" کا شمارہ (اکتوبر تا دسمبر 1980) نظر سے گزرا، بلکہ گزرا کیسے کہا جا سکتا ہے کیونکہ یہ تو نظروں میں کھب ہی کے رہ گیا۔ کتابت، طباعت اور مواد کی پیش کش ہر چیز دل کش بلکہ اشتہا انگیز۔ آخری صفحے پر کتابوں کا تصویری تعارف تو بے قراری و بے تابی کو نقطۂ کمال تک پہنچا گیا۔

ہندوستان میں اردو میں کیا کیا شایع ہوتا ہے اور کتنی خوب صورتی، نفاست اور سلیقے سے شایع ہوتا ہے۔ اس کا اندازہ آپ کے "اردو دنیا" سے ہوا۔ منیر شامی، حسن آرا کو دیکھے بغیر اس کا گرویدہ ہوا، مصور بھیجا، تصویر منگوائی — اور تصویر جو دیکھی تو ہوش و خرد، صبر و قرار سب کچھ جاتا رہا۔ ہندوستانی مطبوعات کے حسن و زیبائی کی دھوم سنی تھی۔ تب گرویدگی کی منزل میں تھے اب تصویر دیکھ کے دیوانگی کے مقام تک پہنچ گئے ہیں۔ یہاں ایسا کوئی صحرا نہیں کہ جس میں نکل جائیں تو حاتم طائی کے ملنے سے بیڑا پار ہو جائے۔

حسن آرا بھی آپ کے، بلکہ آپ ہی کے دیس میں ہے اور حاتم طائی بھی، فرمائیے اب ہم دیوانوں کا کیا ہو؟

پروفیسر محمد احسان الحق

سکریٹری جنرل پنجاب ٹیکسٹ بک رائٹرز ایسوسی ایشن

لاہور

ترقی اردو بیورو نئی دہلی کا خوبصورت رسالہ "اُردو دُنیا" وصول ہوا۔ بے حد شکریہ۔ مبارک قبول فرمائیے۔ آپ کا یہ سہ ماہی رسالہ قدرے مختصر ہے اور دل بہت کچھ جاننے کو چاہتا ہے۔ اس کا حجم بڑھائیے تاکہ تشنگی دور ہو۔

آفتاب حسن

قائم مقام صدر نشین مقتدرہ قومی زبان کراچی

ڈائرکٹر ترقی اردو بیورو نے جے کے آفسٹ پرنٹرز جامع مسجد دہلی سے چھپوا کر دفتر ترقی اردو بیورو نئی دہلی سے شایع کیا۔

کلیات قلی قطب شاہ
بیورو کی 250 ویں کتاب

"اُردو دنیا" کے قارئین کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ اب تک ترقی اردو بیورو 224 کتابیں شائع کرچکا ہے۔ بیورو کی مطبوعات میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اور دکنی شاعری کی ایک اہم کتاب "کلیات قلی قطب شاہ" بیورو کے سلسلۂ مطبوعات کی 250 ویں کتاب ہوگی۔ محمد قلی قطب شاہ کی اُردو زبان وادب کی تاریخ میں دو اعتبار سے بڑی اہمیت ہے اوّل یہ کہ اُسے اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر ہونے کا فخر حاصل ہے اور دوسرے اس لئے کہ ہمارے قدیم ترین شعراء میں وہ ایک ایسا شاعر ہے جس نے تقریباً ہر صنف شعر میں طبع آزمائی کی۔ قلی قطب شاہ کی نظمیں قومی اتحاد، جذباتی اور قومی یک جہتی کے جذبات ومحسوسات کی حامل ہیں۔ بلاشبہ اُسے ہمارے قومی ادب میں ایک ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ کلیات کی اشاعت جلد متوقع ہے۔

شمس الرحمٰن فاروقی صاحب، جنھوں نے 14 جنوری 1980 کو ترقی اردو بیورو کے ڈائرکٹر کا عہدہ سنبھالا تھا، 16 مئی 1981 کو اپنے محکمے ڈاک وتار میں واپس چلے گئے ہیں۔
اس تاریخ سے ترقی اردو بیورو کے ڈائرکٹر کی ذمہ داریاں شری کے۔ کے کھلر ڈپٹی سکریٹری (ریگولر) وزارت تعلیم اور کلچر حکومت ہند کو سونپی گئی ہیں۔

بیورو کی چند اہم زیرِ طبع کتابیں

1 — ہمایوں نامہ	گلبدن بیگم
2 — اصولِ تعلیم	خواجہ غلام السیدین
3 — اردو ادب کی تنقیدی تاریخ	پروفیسر احتشام حسین
4 — قدیم لکھنؤ کی آخری بہار	مرزا جعفر حسین
5 — اتر پردیش کے لوک گیت	اظہر علی فاروقی
6 — عام لسانیات	ڈاکٹر گیان چند
7 — نئی اردو قواعد	ڈاکٹر عصمت جاوید
8 — راست اور متبادل کرنٹ	ڈاکٹر عبدالرشید انصاری
9 — سخنورانِ گجرات	ظہیر الدین احمد مدنی
10 — فسانۂ عجائب (بچوں کے لئے)	رجب علی بیگ سرور بازگوئی نورالحسن نقوی
11 — توتا کہانی (بچوں کے لئے)	حیدر بخش حیدری انتخاب و بازگوئی ڈاکٹر قمر رئیس
12 — قدیم ہندوستان کی تاریخ	آر۔ پی۔ ترپاٹھی۔

فرہنگ آصفیہ

مولفہ : سید احمد دہلوی

اردو زبان کی وہ مشہور اور مستند لغت ہے جو برسوں سے نایاب تھی۔ اس لغت میں عربی، فارسی، ترکی
کرت اور انگریزی کے وہ الفاظ شامل ہیں جو اردو زبان کا جزو بن چکے ہیں۔ اس کی کچھ اہم خصوصیات یہ ہیں

دالتی الفاظ	8 - علم زبان کے رموز ونکات
یگماتی محاورات	9 - اردو صرف ونحو کے قاعدے
ل پیشہ واہل حرفہ کی ضروری اصطلاحات	10 - ملک کی متداولہ رسمیں
اصل روزمرہ ضرب الامثال	11 - قدیم وجدید تحقیقات کے اختلافات مع نظائر
شارات وکنایات	12 - نظم ونثر میں لفظوں کے کثیر المعانی استعمال کی مثالیں اور وجہ تسمیہ
ریخی واقعات	13 - تمام اولیا اور فقرائے ہند کے اسمائے گرامی مع حالات
ناسب حال واقعے	14 - علمائے کرام کے نام اور مختصر سوانح حیات

لاوہ ازیں دیگر امور کی تشریحات بھی اس لغت میں درج ہیں۔ چار جلدوں پر مشتمل یہ لغت 55 ہزار
لفاظ کا بے مثال ذخیرہ ہے۔

ٹو آفسٹ سے شائع کردہ اس فرہنگ میں اصلی ایڈیشن کی بعض غلطیوں کا ازالہ کر دیا گیا ہے

20/4 ڈھائی ہزار سے زائد صفحات۔

مت : (مکمل چار جلدیں) 150 روپے

وٹ : سہ ماہی رسالہ اردو دنیا مفت حاصل کریں۔ کتابوں اور دیگر معلومات کے لیے لکھیں

شعبۂ فروخت، ترقی اردو بیورو

ویسٹ بلاک 8، آر۔ کے۔ پورم نئی دہلی 110022

ہماری چند مطبوعات

اردو کی کہانی

بچوں اور نوخواندہ بالغوں کے لیے مختصر لیکن بنیادی تاریخی معلومات پر مبنی پروفیسر احتشام حسین کی یہ کتاب اردو زبان و ادب کے عہد بہ عہد ارتقا کا احاطہ کرتی ہے۔ یہ کتاب 1956 میں پہلی بار شائع ہوئی اور اس قدر مقبول ہوئی کہ چند برسوں ہی میں اس کے آٹھ ایڈیشن شائع ہو گئے۔ بیورو کا یہ ایڈیشن کتاب کے آٹھویں ایڈیشن پر مبنی ہے۔ اس کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ نہ صرف اب تک شائع شدہ تمام ایڈیشنوں کے مقابلے میں کتابت و طباعت کا بہتر معیار پیش کرتا ہے بلکہ اس میں اردو کے 61 مشہور ادیبوں اور شاعروں کی تصاویر بھی شامل ہیں۔

تصویروں سمیت 136 صفحات　　ڈیمائی سائز　　قیمت 6/25 روپے

ننھی جل پری

ہانس کرسچیان اینڈرسن کی یہ تصنیف بچوں کے ادب میں کلاسیک کا درجہ رکھتی ہے۔ اردو کے مشہور افسانہ نگار ہرچرن چاولہ نے اسے براہ راست نارویجین زبان سے ترجمہ کیا ہے۔ اردو میں انگریزی سے ترجموں کی تو ایک لمبی روایت رہی ہے، مگر انگریزی کے علاوہ کسی اور مغربی زبان سے براہ راست اردو میں ترجمے شاذ ہی نظر آتے ہیں۔ اس لحاظ سے بیورو کی یہ کاوش اہم ہے اور یقین ہے کہ بچوں کی دیگر کتابوں کی طرح یہ کتاب بھی پسند کی جائے گی۔

صفحات　　باتصویر۔ ڈیمائی سائز　　قیمت 3/70

کیمیا کی کہانی

اردو میں سائنسی موضوعات پر اعلیٰ اور علمی کتابوں کی یوں ہی کمی ہے بچوں اور عام قاریوں کے لیے آسان اور عام فہم زبان میں سائنسی معلومات پر مبنی کتابیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ سید شہاب الدین دسنوی کی یہ کتاب بڑی حد تک اس کمی کو پورا کرتی ہے۔ کیمیا کے رموز و نکات اور اہم سائنس دانوں سے متعلق مفید معلومات کو اس کتاب میں نہایت آسان اور عام فہم زبان میں پیش کیا گیا ہے۔

صفحات 128　　باتصویر　　ڈیمائی سائز　　قیمت 7/50

نورتن کہانیاں

اردو کی قدیم ادبی نثر کی تاریخ میں محمد بخش مہجور کی "نورتن" (تصنیف 1814) کو ایک اہم اور مرکزی مقام حاصل ہے۔ "فسانۂ عجائب" سے بھی دس سال پہلے کی تصنیف ہونے کے باعث "نورتن" کی تاریخی اہمیت بھی ہے۔ "نورتن" کی کہانیوں میں انسانی زندگی کے مختلف تجربات اور پہلوؤں پر دلچسپ طنزیہ، مزاحیہ اور فکر انگیز انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ اپنے دقیق اور رنگین اسلوب کی بنا پر یہ کتاب عام پڑھنے والوں کی دسترس سے باہر تھی۔ شمیم احمد نے اس کی 37 کہانیوں کو بچوں کے لیے موزوں اور عام فہم زبان میں لکھا ہے۔ یہ کتاب بیورو کی ان 8 کتابوں میں شامل ہے جن کو یوپی اردو اکیڈمی نے انعام دیا ہے۔

صفحات 102　　ڈیمائی سائز　　قیمت 6/[illegible]

ملنے کا پتہ: ترقی اردو بیورو، ویسٹ بلاک 8، آر کے پورم، نئی دہلی 110022
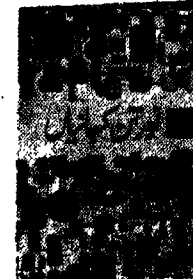
اردو دنیا

1981—82.

اپریل 1981 تا فروری 1982

جلد 2 - 3 ؛ شمارہ 6

اس شمارے میں

اردو انسائیکلوپیڈیا

— کلیدی مضمون : انسائیکلوپیڈیا

— ترقی اردو بیورڈ کا انسائیکلوپیڈیا

کتابوں کی باتیں

— اصطلاح سازی کے سترہ اصول : وحیدالدین سلیم

— سرسید کی والدہ : خواجہ الطاف حسین حالی

— لوک گیت - ایک جائزہ : اظہر علی فاروقی

— لکھنؤ کے ایجادات و اختراعات : مرزا جعفر حسین

— گلابی شعلے کا راز : سید شہاب الدین دسنوی

— ایٹم کے استعمال کے تعمیری طریقے : احمد حسین

ہماری مطبوعات : چند تبصرے

کتابوں کی دنیا : روزنامہ اقبال سری نگر

— اترپردیش کے لوک گیت

— قدیم لکھنؤ کی آخری بہار

— نئی اردو قواعد

— اصول تعلیم اور عمل تعلیم

— راست اور متبادل کرنٹ

کلیاتِ ذوق : سید موسیٰ کاظم / ماہنامہ آندھرا پردیش

قومی تہذیب کا مسئلہ : محمد حمید الظفر / اورینٹیل گریجویٹ

تعلیم ہندوستان کے مسلم عہد حکومت میں : پندرہ روزہ چنگاری

ہمایوں نامہ : علی جاوید / عظیم آباد اکسپریس

اردو کی کہانی : ڈاکٹر اشرف رفیع / اورینٹیل گریجویٹ

کیمیا کی کہانی : علی ظہیر / حسن الخط
اصولِ تعلیم / کتاب نما
ہندوستانی مصوّری ۔ ایک خاکہ / کتاب نما
خلاصۂ تشریح (تشریح الہیکل) / کتاب نما
وضع اصطلاحات / کتاب نما

رفتار و روش

ترقی اردو بیورو

- ترقیِ اردو بورڈ کی تشکیل جدید
- ترقیِ اردو بورڈ کی گیارھویں میٹنگ
- شریمتی شیلا کول کا ممبرانِ ترقی اردو بورڈ سے خطاب
- بیورو کی کتاب دستوئیفسکی پر مغربی بنگال اردو اکیڈمی کا انعام
- اردو میں دستورِ ہند کے ترجمے کی اشاعت
- ہمارا اہم اشاعتی پروگرام
- بنگلور میں کتابت تربیتی مرکز کا قیام
- بمبئی کتابت تربیتی مرکز میں جلسۂ تقسیمِ اسناد
- کتابوں کے پانچویں عالمی میلے میں بیورو کی شرکت
- بیورو کے دو اراکین کو الوداع

مرکزی حکومت

- سماچار بھارتی کی اردو نیوز سروس کا آغاز
- پروفیسر کلیم الدین احمد کو پدم شری کا اعزاز
- اردو اخبارات کو ڈی اے وی پی کے اشتہارات

—— کتابیں محدود طبقے کے لیے نہیں۔۔۔۔ (وزیراعظم ہند)

—— باپو نے اردو پڑھائی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

—— فراق گورکھپوری کو علاج کے لیے ۵۰۰۰ روپے کا نذرانہ

—— عتیق صدیقی کا انتقال

—— غالب انسٹی ٹیوٹ کے انعامات برائے ۱۹۸۰

مغربی بنگال

—— سرکاری دفاتر میں اردو کا استعمال

—— اردو اکیڈمی کی لائبریری کا افتتاح

اُتّر پردیش

—— اردو دوسری سرکاری زبان

—— اردو اکیڈمی کی جانب سے جنگ آزادی پر ادب کی اشاعت کا پروگرام

—— علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی سے "تہذیب الاخلاق" کی اشاعت

—— چنڈی گڑھ میں سہ روزہ عالمی اردو کانفرنس

—— اردو اکیڈمی کی طرف سے حسرت موہانی کو خراجِ عقیدت

—— اردو اکیڈمی کے اردو طلبہ وطالبات کے لیے وظائف

- تمام اردو ادارے توجہ فرمائیں : بیورو کا ایک اہم اعلان
- فہرست مطبوعات ترقی اردو بیورو ۱۹۸۲

ناشر : ڈائرکٹر ترقی اردو بیورو، ویسٹ بلاک 8 آر کے پورم نئی دہلی 110022، طابع جے کے آفسیٹ پرنٹرز جامع مسجد دہلی۔

اداریہ

کتاب پسندی[1]

کتابوں سے شغف اور دلچسپی انسانی سماج کا خاصہ ہے۔ دنیا نے جس میدان میں بھی ترقی کی ہے وہ علم کی بدولت ہی کی ہے اور علم کتابوں سے حاصل ہوتا ہے، لہٰذا تہذیب و ترقی کے لیے کتابوں کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ لیکن جو زبانیں ابھی ترقی کے ابتدائی مراحل میں ہیں ان میں خواندگی کا تناسب کم ہے اور کتابیں بھی محدود موضوعات پر دستیاب ہوتی ہیں۔ اس طرح ایک ایسا چکر چلتا ہے جس میں یہ زبانیں الجھ کر رہ جاتی ہیں۔ اردو کے ساتھ بھی کم و بیش یہی صورت ہے۔ اردو کی معیاری علمی اور ادبی کتابیں ایک ہزار چھپتی ہیں اور دو سے تین سال تک میں بکتی ہیں۔ اردو اکادمیوں کے قیام سے زیادہ کتابیں چھپ رہی ہیں اور بک بھی رہی ہیں مگر ان کی فروخت کو ہم کوئی قابلِ لحاظ فروخت نہیں کہہ سکتے۔

اس صورت حال کی ذمہ داری تمام تر تاریخی اسباب پر نہیں ڈالی جا سکتی۔ مردم شماری کے اعداد و شمار کے ذریعے ہم بارہا یہ ثابت کرتے ہیں کہ اردو پڑھنے والے کروڑوں کی تعداد میں ہیں۔ اردو کی بے شمار انجمنیں ہیں جن کی رپورٹیں اخباروں میں چھپتی رہتی ہیں۔ اردو ذریعہ تعلیم کے بہت سے اسکول ہیں، جامعات اردو کے اساتذہ کی ایک کل ہند

---

[1] انگریزی کی اصطلاح Book Kindedness ایک وسیع اصطلاح ہے جس میں کتابوں سے دلچسپی اور شغف کا ہر پہلو سمویا ہوا ہے۔ اس اصطلاح کو اگر اردو میں کتاب پسندی کہا جائے تو شاید غلط نہیں۔ قارئین بھی کوئی بہتر متبادل تجویز کر سکتے ہیں۔

انجمن ہے اور اب اردو کی عالمی کانفرنسیں ہو رہی ہیں۔ غرضیکہ ہر محاذ پر بڑی سرگرمی نظر آتی ہے مگر اس کے باوجود اردو کے سنجیدہ قاری کی تعداد میں اضافہ نہیں ہو رہا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم میں کتاب پسندی کا جذبہ برائے نام ہے۔ مفت حاصل کی ہوئی کتاب شاید ہم پڑھ لیں مگر کتابوں پر خرچ کو ہم مد فضول سمجھتے ہیں۔

اردو پڑھنے والوں کی آمدنی کا اگر ایک قلیل حصہ بھی اردو کتابوں اور رسائل کی خریداری پر صرف ہو تو صورت حال میں غیر معمولی بہتری آجائے گی۔ مگر آپ اپنے دوستوں اور عزیزوں کے گھروں پر نظر ڈالیں تو زیادہ تر گھرانوں میں صرف انگریزی اخبار اور چند گھرانوں میں اردو اخبارات لیے جاتے ہیں۔ اردو اخبارات ہوٹلوں اور چائے خانوں میں پڑھ لیے جاتے ہیں۔ گھروں میں اردو اخبارات اور سنجیدہ رسائل اس لیے جگہ نہیں پاتے کہ ہماری خواتین کو سنجیدہ رسائل اور مسائل سے بہت کم دلچسپی ہے (آپ نے کبھی خواتین کو اردو اخبار پڑھتے دیکھا ہے؟) فلمی اور جاسوسی مواد یقیناً سبھوں کی دلچسپی کا ہوتا ہے مگر ایسے رسائل اور کتابوں کی اشاعت بھی اردو والوں کی کثیر تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی قابل رشک نہیں ہے۔ اور اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ ہمارے یہاں پڑھنے کی عادت کی بے حد کمی ہے۔ جاگیردارانہ دور میں تفریح کے اَن گنت مشاغل تھے۔ لہٰذا کتب بینی کی عادت بہت مخصوص اور محدود طبقے تک محدود رہی۔ مشاعرے اور داستانیں عوامی تفریح کا ذریعہ تھیں۔ شمالی ہندوستان میں رہس، ڈرامہ اور نوٹنکی کو بھی کوئی خاص عروج حاصل نہیں ہوا۔ اب تفریح کا سب سے مقبول ذریعہ سینما ہے۔ اسکول اور کالج کے طالب علم، گھریلو عورتیں، ملازم پیشہ مرد، سبھی سینما سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور گھریلو بجٹ میں تفریحی مشاغل کے لیے جو رقم رکھی جاتی ہے وہ سینما پر صرف ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد کتابوں اور رسالوں کی خریداری کے لیے کچھ نہیں بچتا۔ شاید اس کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی جاتی۔

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جو خاندان قدرے خوشحال ہیں ان کے بچے انگریزی اسکولوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ لہٰذا بچے انگریزی کومک وغیرہ خریدتے ہیں۔ سالگرہ تحفوں کے طور پر بھی ایسے بچوں کو انگریزی کتابیں دی جاتی ہیں۔ جو کچھ بھی اردو کی خریداری ہوتی ہے وہ عام طور سے متوسط طبقے میں ہوتی ہے اور ان کی تعداد بھی سارے ہندوستان میں دن بدن

سو سے زیادہ نہیں ہے ۔ اردو کے ناشروں سے اگر آپ اردو کتابوں کی خریداری کا رجحان معلوم کریں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ ایک ہزار کتاب جو شائع ہوتی ہے اس میں تقریباً ڈھائی سو کتابیں لائبریریاں خریدتی ہیں اور دو تین سو انفرادی خریدار لیتے ہیں ۔ تقریباً سو کتابیں ریویو اور دوستوں اور بزرگوں کو نذر کرنے میں صرف ہوتی ہیں ۔ بقیہ تین سو کتابیں بتدریج دو سال میں ختم ہوتی ہیں ۔ یعنی پورے ہندوستان میں اردو کتابوں کے صرف تین سو خریدار ہیں ۔ بہت کم ایسی کتابیں ہیں جن کا ایک ہزار کا ایڈیشن ایک سال میں ختم ہوتا ہے ۔ اس صورتِ حال پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے ۔ اردو کی ترقی کا مسئلہ بنیادی طور سے یہی مسئلہ ہے ۔ اگر ہمیں اردو کی کتابیں پسند نہیں ہیں تو اردو کی ترقی ہو ہی نہیں سکتی خواہ اس کے لیے کتنی ہی مراعات حاصل ہو جائیں ۔

اُردو۔اُردو لغت (برائے طلبہ)

ترقی اُردو بیورو اردو زبان کی ہمہ جہتی ترقی کے لیے جو اقدامات کر رہا ہے ان میں چند بنیادی ضرورتوں کی کتابوں کی اشاعت شامل ہے۔ ترقی اُردو بیورو کی جانب سے ۱۲ جلدوں میں انسائیکلوپیڈیا تیار کرایا گیا ہے، جو عنقریب شائع کیا جائے گا۔ اسی طرح پانچ جلدوں میں اُردو۔ اُردو لغت (کلاں) تیاری کے مراحل میں ہے۔ انگریزی۔ اُردو لغت پانچ جلدوں میں تیار ہو چکی ہے اور اب وہ پریس میں ہے۔ اس لغت کا نمونہ اگلے اوراق میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ اردو۔ انگریزی ڈکشنری بھی تیاری کے مراحل میں ہے۔ مزید برآں مختلف علوم کی اصطلاحات کی فرہنگیں بھی تیار کرائی گئی ہیں۔ کچھ تیار ہو چکی ہیں۔ کچھ پر نظر ثانی ہو رہی ہے۔ کیمسٹری اور اکنامکس کی فرہنگیں پریس میں ہیں جبکہ انسانیات کی فرہنگ شائع کی جا چکی ہے۔ اس کا نمونہ بھی ہم 'اُردو دنیا' کے صفحات پر پیش کر رہے ہیں۔

ہندوستان میں اُردو زبان و ادب کی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی ضروریات کے پیش نظر ترقی اردو بیورو نے ایک چھوٹی اُردو۔ اُردو ڈکشنری بھی تیار کرائی ہے۔ یہ ڈکشنری پریس میں ہے اور عنقریب آپ کے ہاتھوں میں پہونچے گی۔ ذیل میں ہم اس ڈکشنری کے چند اندراجات بہ طور نمونہ پیش کر رہے ہیں۔

الف مقصورہ

ا = اُردو، حروفِ تہجی کا پہلا حرف، جُمل (ابجد) میں ایک عدد

اب = اس وقت، فوراً

—— پچھتائے کیا (کا) ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت : مثل ؛ موقع ہاتھ

سے نکل جانے پر کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔

—— تب: ٹال مٹول، حیلے حوالے۔

—— سے دُور: اس بات سے خدا محفوظ رکھے (دعائیہ جملہ؛ ماضی کی کسی بُری بات کے ذکر کے وقت)

—— کے حساب رحسابوں: اس وقت کے اعتبار سے

—— نہ تب: کبھی نہیں، نہ اس وقت نہ پھر کبھی۔

اَبّا مذکر؛

(۱) باپ

(۲) چچا، تایا، دادا، خاندان کے دوسرے بزرگوں کو بھی کہتے ہیں (تعظیم یا پیار سے جی، جان، جانی، میاں کے ساتھ)

اِبا: (ع) مونث؛ اِنکار

ابابیل: (ع) مونث؛ ایک سیاہ رنگ کا چھوٹا سا پرندہ، جس کے سینے کے پر سفید ہوتے ہیں۔

اِباحت: (ع) مونث؛ جایز ہونا، مباح ہونا

اُبال: مذکر۔ کف، آگ پر پکنے سے اوپر آجانے والا پھین، ہانڈی کا جوش۔

اُبالنا: کسی کھانے کی چیز کو پانی میں جوش دے کر کچا پن دور کر دینا۔

اُبالا: (۱) بے چکنائی کا (۲) صرف پانی میں اُبالا ہوا۔ بے مزہ کھانا۔

—— سُبالا (سُبالا تابع مہمل ہے) (عو) بے مسالے اور بے روغن کا، بے مزہ

اِبتدا: (ع) مونث، پہل، شروع، آغاز۔

اِبتدائی: پہلا، شروع کا۔

—— **سماعت:** (ع) مونث؛ (قانونی اصطلاح) مقدمے کی پہلی پیشی۔

اِبتدائیہ: (ف)، مذکر؛ (کتاب کا) تمہیدی مضمون۔

—— **اِبتذال:** (ع) مذکر؛ ہلکا پن، ادنا قسم کی بات،

اَبتر: (ع) پریشان، تتر بتر، بُرا، خراب،

ابتلا (ع) مونث، آزمایش، بلا میں پڑنا، مصیبت میں گرفتار ہونا۔

اُبتہاج : (ع) مذکر ؛ خوشی ، مسرت

اُبٹن : مذکر ؛ بٹنا ، اٹنا ، خوشبودار مرکب جو چہرے یا جسم پر رنگ نکھارنے کے لیے مَلا جاتا ہے۔

—— **اُبٹنا کھیلنا** : دولہا دلھن کے اُبٹنا ملنے کے موقع پر ہم جولیوں کا دل لگی میں ایک دوسرے کے منھ پر یا بدن پر اُبٹنا لگا دینا۔

اَبجَد (ع) مونث ، حروفِ تہجی ، عربی حروفِ تہجی کے ۲۸ حرفوں کو آٹھ لفظوں میں تقسیم کر دیا ہے اور ان حروف کے اعداد مقرر کر دیے ہیں۔ یہ لفظ اور ان کے عدد حسب ذیل ہیں

ابجد				ہوّز			حطی			کلمن			
ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰

سعفص				قرشت				ثخذ			ضظغ		
س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

—— **خواں** : الف بے پڑھنے والا ، (مجازاً) مبتدی ، جو زیادہ پڑھا لکھا نہ ہو۔

ج

ج :- مذکر مونث ؛ حروفِ تہجی کا ایک حرف ، حسابِ جُمل (ابجد) میں اس کے تین عدد ہیں۔

(ج۔۱)

جا :- (ف) ، مونث ؛ (۱) جگہ ، مقام۔ (۲) موقع

—— بہ جا: (ف)، ہر جگہ، جگہ جگہ۔
—— بے جا: (ف)، موقع بے موقع، بُرا بھلا۔
—— بے جا کہنا: بُرا بھلا کہنا۔
—— سے: موقع کی بات، سچ، مناسب۔
—— ضرور: مذکر، (۱) بیت الخلا۔ (۲) پیخانہ
—— ضرور میں پانی نہ رکھواؤں: (حقارت سے)، پیخانے میں پانی رکھنے کی خدمت کے بھی لائق نہ سمجھنا، سخت ناپسند ہونا۔
—— نشین: (ف)، مذکر، قائم مقام، نائب۔
—— نماز: (ف) مونث، نماز پڑھنے کا فرش، مصلّا۔

جا:- جانا سے امر کا صیغہ۔
—— بھڑنا: سامنا کرنا، مقابلہ کرنا۔
—— پڑنا:- یک بارگی کہیں پہونچ جانا، ناگہاں کہیں جانے کا اتفاق ہونا۔
—— دھمکنا:- پہنچ جانا، جا پہنچنا۔

جا لینا:- گرفتار کرنا، پیچھے سے بڑھ کر کسی کو جا پکڑنا۔
—— ملنا: جا کر مل جانا، سازش کر لینا۔
—— نکلنا: اتفاقاً کہیں جا پہنچنا، بے ارادہ کہیں پہنچ جانا۔

جابرؔ: (ع)، جبر کرنے والا، ظالم۔
جاپ: (ہ) مونث، کسی منتر یا دیوتاؤں کے نام کو دل ہی دل میں دہرانا، وظیفہ۔
جاتا رہنا (۱) غائب ہو جانا، بالکل دور ہو جانا، باقی نہ رہنا، گم ہو جانا، مرجانا۔
جاترا:- مونث، (۱) تیرتھ کو جانا، (۲) سفر، کوچ، روانگی۔
جاتری: تیرتھ کو جانے والا۔
جاتیؔ: (ہ) مونث، ذات، قوم، مذہب، فرقہ۔
جاتے جاتے: (۱) رفتہ رفتہ۔ (۲) جاتے ہوئے، رخصت ہوتے ہوئے۔
جاٹ: ہندوؤں میں ایک ذات کا نام۔
—— مرا تب جانیے جب تیرھویں ہو جائے: (مثل) سخت خو آدمی گو معدوم ہو جائے

پھر بھی اس کی شرارت کا اندیشہ رہتا ہے۔
جاٹھ :- مذکر ؛ کولھو کا دھرا جس میں گنا وغیرہ پیلتے ہیں۔
جاجم / جازم : (ترکی)، مونث ؛ چھپا ہوا فرش، ایک قسم کا کپڑا جس پر بیل بوٹے وغیرہ چھاپ کر فرش بناتے ہیں۔

(د-ا)

د : مذکر ؛ مونث ؛ حروفِ تہجی کا ایک حرف۔ دال مہملہ، دال غیر منقوطہ۔ حساب جُمل (ابجد) میں چار عدد۔
داب : مونث ؛ (۱) دباؤ، بوجھ، زور۔ (۲) چھاپنے والی مشین میں کاغذ کا ایک رخ سے ایک مرتبہ چھپنا۔
داب : (ع): مذکر (۱) طور، طریقہ، ڈھنگ (۲) آداب (۳) رعب دبدبہ۔
—— بٹھانا : رعب بٹھانا، بے جا حکومت کرنا۔
—— بیٹھنا : زبردستی قبضہ کر لینا۔
—— بیٹھ جانا : رعب قائم ہو جانا۔ سکہ بیٹھ جانا۔
—— دینا : (۱) دفن کرنا، زمین میں دبا دینا۔ (۲) چھپا دینا۔ مخفی کر دینا۔
—— لینا : (۱) دبوچ لینا، بھینچ لینا، قابو میں لے آنا۔ (۲) زیر کرنا، مغلوب کرنا، مجبور کرنا، عاجز کرنا، (۳) غضب کر لینا، مال مار لینا۔
دابنا : (۱) دبانا۔ (۲) جسم دبانا۔ (۳) گاڑنا، دفن کرنا، (۴) بھینچنا، دبوچنا (۵) روکنا۔
داتا : مذکر، (۱) دینے والا، سخی، فیاض۔ (۲) خدا۔ (۳) کنایتاً درویش فقیر، سائیں۔

—— داتا دے بھنڈاری کا پیٹ پھولے، (مثل)، کوئی دے کوئی جلے۔

داخِل : (ع) ؛ (۱) اندر آنے والا، اندرونی، پہنچنے والا۔ (۲) گھسا ہوا، شامل (۳) مانند، مثل۔

—— حسنات ہونا : کسی کارِ خیر میں شرکت کرکے ثواب حاصِل کرنا

—— خارج : مذکر ؛ ایک شخص کا نام ملکیت سے خارج ہوکر دوسرے کا نام سرکاری دفتر میں چڑھنا، پہلے شخص کی جگہ دوسرا مالک قرار دیا جانا۔

—— دفتر : (اضافت کے ساتھ) شامِل مسل، نامنظور، مقدمہ یا درخواست خارج ہونا۔

—— کرنا : (۱) اندر کرنا۔ (۲) شامل کرنا، ملانا، (۳) سپرد کرنا، سونپنا، حوالہ کرنا (۴) نام لکھوانا، درج کرانا، (۵) نام لکھنا، رجسٹر پر چڑھانا (۶) بھرتی کرنا، نوکر رکھنا۔

—— کُنندہ : (ف) ؛ داخِل کرنے والا۔

داخلہ : مذکر ؛ (۱) سپردگی، حوالگی (۲) تحریر بطور رسید (۳) باریابی، گزر دخل (۴) داخل کرنے کی فیس، سپردگی کی اجرت۔

داخلی : مونث، (۱) باریابی، کسی مقدس جگہ یا مقبرہ میں داخل ہونے کا دن۔ (۲) مشمولہ، ملحقہ، شامل، داخل، اندرونی

س۔۱۰

س = مذکر۔ اُردو حروفِ تہجی کا ایک حرف۔ سین مہملہ، سین غیر منقوطہ، حساب جُمل (ابجد) میں اس کے ساٹھ عدد ہیں۔

سا : (ف) (حرفِ تشبیہ) ؛ (۱) مثل، مانند (۲) گویا۔ (۳) مذکر، پہلے سُر سے نکلنے والی آواز۔ (موسیقی کے سرگم میں)

سابَر / سانبھر : مذکر۔ (۱) بارہ سنگا۔ (۲) ہرن یا بارہ سنگے کی کھال کا چمڑا۔ (۳) نقب زنی کا آلہ۔

سابع : (ع) مذکر ؛ ساتواں، ساتواں حصہ؛ ۱/۷ ۔
ـــ الذکر (ع): اگلا، پہلا، سبقت لے جانے والا۔
الذکر : (سابقُذِکرُہٗ) ؛ (ع) ؛ جس کا ذکر پہلے ہو چکا۔ متذکرہ بالا۔ مذکورۂ بالا
سابقاً : (ع) ؛ پہلے، اوّل دفعہ، قبل ازیں۔
سابق دستور : قدیم دستور کے مطابق۔
سابقہ : مذکر (۱) واسطہ، معاملہ۔ (۲) جان پہچان۔ (۳) اصطلاح قواعد، وہ لفظ جو بعض لفظوں کے پیشتر آکر ایک مرکب لفظ بناتا ہے مثلاً گل ریز میں لفظ گل۔
سابقہ پڑنا : معاملہ پڑنا۔ کام پڑنا، واقفیت ہونا۔
سابقین : (ع) ؛ مذکر۔ اگلے زمانے کے لوگ۔ پرانے آدمی۔
سابودانہ : ؛ مذکر۔ ساگودانہ، ایک قسم کی خوراک
سات : عدد سات۔ ۷۔ مو۔
ـــ اقلیم : ہفت اقلیم۔ پوری دُنیا۔
ـــ پارچے کا خلعت : بادشاہوں کی طرف سے دیا جانے والا بڑا خلعت
سات پانچ کرنا : (۱) جھگڑا نکالنا، حجت کرنا، تکرار کرنا۔ (۲) عذر کرنا۔ حیلہ کرنا
ـــ پردے : (۱) آنکھ کے سات پردے، (۲) سات آسمان، (۳) ساز کے سات پردے۔
ـــ پردے لگنا : (عو)۔ (طنزاً) ؛ بے پردہ عورت کا ذرا خوش حال ہو کر پردے کا خاص اہتمام کرنا۔
ـــ پردوں رقفلوں میں رکھنا : بہت حفاظت کرنا، بہت احتیاط سے رکھنا۔
ـــ پشت : مونث ؛ (۱) سات پیڑھی ؛ (۲) کنایتاً، تمام خاندان، تمام نسل۔
ـــ پشت کی ناک کاٹنا : پورے خاندان کی آبرو جانا۔
ـــ پھیرے : مذکر (۱) ہندو دولہا دلہن کے شادی کے وقت سات پھیروں کی رسم (۲) (کنایتاً) ہندوؤں کی شادی۔
ـــ پیڑھی : مونث ؛ سات پشت۔

سات تووں سے مُنہ کالا کرنا / تووں کی سیاہی سے مُنہ کالا کرنا۔ (عو) بہت ذلیل کرنا۔
بے انتہا نفرت کرنا۔

____ خط : مذکر ؛ خوش نویسوں کے سات مشہور خط : (۱) ثُلث۔ (۲) محقق۔
(۳) توقیع (۴) ریحان (۵) رقاع (۶) نسخ (۷) تعلیق۔

____ دریا : سات سمندر۔

____ دریا درمیان = (عو) ؛ نوج ، خدا نہ کرے۔

____ سُر = مذکر۔ علم موسیقی کے ساتوں سُر = (سا، رے، گا، ما، پا، دھا، نی)

____ سمندر = مذکر۔ (مجازاً) (۱) دنیا کے کل بحرِ اعظم (۲) ایک قسم کا لڑکوں کا
کھیل۔

____ سمندر پار = بہت دُور۔

____ سنگار = مذکر۔ عورتوں کی سات آرائشیں۔

____ سَو چوہے کھا کے بلّی حج کو چلی = (مثل) کثرت سے گناہ کر کے توبہ پر آمادہ ہونا۔

____ سُہاگنوں کا ہاتھ لگوانا / سہاگنوں کو کھلانا۔ سات زندہ خاوند والیوں سے
شگون نیک کی غرض سے بیاہ کا جوڑا سلوانا / انھیں
منت کا کھانا کھلانا۔

____ سہیلیوں کا جُھمکا = مذکر ؛ پروین۔ عقد ثریا۔

____ قرآن درمیان = (عو) ؛ نوج۔ خدا نہ کرے۔

ساتویں آسمان پر مزاج ہونا = (عو ؛ (کنایتاً) ؛ بہت اِترانا۔ بڑا گھمنڈ کرنا۔

ساتِر = (ع) مذکر۔ چھپانے والا۔

ساتھ = مذکر۔ (۱) ہم راہ (۲) ہمراہی، رفاقت، شرکت، ساجھا، میل ملاپ۔

کا کھیلا = مذکر۔ بچپن کا دوست۔

____ لے کر ڈوبنا = (کنایتاً) کسی کو تباہی میں اپنے ساتھ شریک کرنا۔

____ والا = (۱) ہم راہی (۲) سازندہ۔

ساتھی = (۱) ہم راہی۔ مددگار۔ رفیق۔ (۲) ایک ساتھ۔

____ سنگتی = مذکر۔ ہم راہی۔ رفیق۔

ساٹا = (ہ) ؛ مذکر (۱) عوض، معاوضہ، (۲) ہنڈی کا باہمی لین دین۔

-ق-

قاف = مذکر؛ حساب جُمل (ابجد) میں اس کے سو عدد ہیں۔
قا = مونث ؛ کوّے کی آواز۔
قاآن = (ت) مذکر ؛ (۱) شہنشاہ چین کا لقب۔ (۲) ترکستان کے بادشاہ کا لقب۔ (۳) (مجازاً) جلیل القدر بادشاہ، عادل، سخی اور عادل بادشاہ
قاب = (ت) مونث، چینی کی بڑی رکابی۔
قابِضُ = (ع) (۱) قبضہ کرنے والا، دخیل (۲) نکالنے والا۔ (۳) (طب) قبض پیدا کرنے والی غذا یا دوا۔
— ارواح = (اضافت کے ساتھ) روحوں کا جسم سے جدا کرنے والا۔ قضا کا فرشتہ۔
قابِلُ = (ع) پسندیدہ (۲) سزاوار، اہل، (۳) ہوشیار۔ تجربہ کار۔ استعداد رکھنے والا، حیثیت رکھنے والا (۴) عالم، فاضل، (۵) لایق۔
— سماعت = (اضافت کے ساتھ) (مقدمہ) وہ مقدمہ جواز روئے قانون کسی عدالت کے حدودِ اختیار میں ہو، سننے کے لایق۔
— مواخذہ = (اضافت کے ساتھ) بازپرس کا سزاوار۔
قابِلہ = (ع) (۱) قابِل کا مونث (۲) بچہ جنانے والی عورت دائی۔
قابِلیت = (ع) مونث ؛ لیاقت، استعداد، سلیقہ، مناسبت (۲) مادّہ۔
قابُو = (ترکی) مذکر، موقع، بس، اختیار
— پانا = قدرت پانا، موقع پانا، اختیار پانا۔
— میں آنا = بس میں آنا، زیر ہونا، کسی کا کسی کے اختیار میں آجانا۔

قاوچی = (ترکی) مذکر ؛ (۱) دربان۔ (۲) عی (کلمہ تحقیر) سفلہ، کمینہ، مفسد، بدذات
قابیل = (سُریانی) مذکر، حضرت آدمؑ کے بڑے بیٹے ہابیل کے بھائی کا نام۔
قاتِل = (ع) (۱) قتل کرنے والا۔ (۲) ہلاک کرنے والا، مہلک۔(۳) مذکر
(کنایتاً) معشوق۔
قاچاقی = اسمگلر، غیر قانونی طور پر درآمد برآمد کرنے والا سوداگر۔
قادِر = (ع) قدرت والا، اختیار والا، زورآور۔ (۲) قابو رکھنے والا۔
ـــ مُطلَق / علے الاطلاق = (ع) (اضافت کے ساتھ) (۱) ہر کام پر قدرت رکھنے
والا (۲) (کنایتاً) خدا تعالیٰ
قادری = مذکر ؛ صوفیہ کا ایک گروہ جو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مسلک کا پابند
ہے۔
قارورہ = (ع) مذکر ؛ (۱) شیشہ، شیشی، ایک قسم کی شیشی جس میں پیشاب بھر کر
حکیم کو دکھلاتے ہیں۔ (۲) (مجازاً) پیشاب۔
ـــ ملنا = موافقت ہونا، کمال اتحاد ہونا۔
قارون = (ع) مذکر ؛ بنی اسرائیل کے ایک بہت مالدار شخص کا نام جس کے خزانوں
کی کنجیاں چالیس خچروں پر لدتی تھیں۔ (۲) (مجازاً) بخیل مالدار۔
ـــ کا خزانہ = (کنایتاً) بہت بڑا خزانہ، بے انتہا دولت۔
قاری = مذکر ؛ (۱) پڑھنے والا۔ (۲) حروف کے مخارج کے موافق قرآن شریف
پڑھنے والا، علم قرأت سے واقف۔
قاز = (ت) مونث ؛ ایک پرند کا نام، راج ہنس۔
قاسِم = (ع) مذکر، تقسیم کرنے والا۔
قاش = (ت) مونث، پھل کا لمبائی میں تراشا ہوا ٹکڑا۔ پھانک۔
ـــ قاش ہونا = ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔
قاصد = (ع) مذکر (۱) قصد کرنے والا (۲) ایلچی، نامہ بر، پیغام لے جانے والا۔
قاصر = (ع) کوتاہی کرنے والا، مجبور۔
ـــ ہونا = معذور ہونا، مجبور ہونا، فرض ادا کرنے میں کوتاہی کرنا۔

- م -

میم = (ع) مذکر (۱) حروفِ تہجی کا ایک حرف۔ (۲) حسابِ جُمل (ابجد) میں چالیس عدد کے برابر۔

مَآب = (م۔آب) (ع) لوٹنے کی جگہ، ٹھکانا، جائے بازگشت۔ (تنہا مستعمل نہیں ہے بلکہ رسالت مآب، عزت مآب وغیرہ میں ترکیب کے طور پر استعمال ہوتا ہے)

مِآت = (م۔آت) (ں) مذکر؛ کئی سو، صدہا، جمع مائۃ کی۔

مآثر = (مَ۔آ۔ثر) (ع) مذکر؛ (۱) اچھے آثار، اچھے کام۔ (۲) یادگاریں (۳) قدیم مقام جس پر نشان باقی ہوں۔ کھنڈر۔

مآل (مَ۔آل) (ع) مذکر؛ (۱) لوٹنے کی جگہ (۲) نتیجہ، انجام، اخیر، خاتمہ۔

ـــ کار = (ف) مذکر؛ (۱) آخر کار، انجام کار (۲) نتیجہ۔

ما = (ف) ہم۔

ـــ بہ خیر شما بہ سلامت = (۱) ہم خیریت سے تم سلامتی سے (۲) ہمارا تم سے کوئی واسطہ نہیں۔

ـــ بعد الطبیعات = (ما۔بَعْ۔دُط۔طبی۔عات) (ع) فطرت سے سوا غیر مادی حقیقت، ماورائی حقیقت۔

ـــ وشما = (ف) ہر کس و ناکس، معمولی لوگ۔

مابہ الاحتیاج = (ما۔بہل۔اح۔تیاج) (ع) مذکر؛ ضرورت کی چیزیں۔ وہ چیزیں جن کی حاجت ہو۔

مابہ الامتیاز = (ما۔بہل۔اِم۔تیاز) (ع) مذکر؛ شناخت کی چیز، نشانِ امتیاز۔

مابہ النزاع = (ما۔بِہُن۔نزاع) (ع) مذکر؛ جھگڑے کی بنا۔ فساد کا باعث۔

مابین = (ع) مذکر؛ درمیان، بیچ، اثنا، دوران

ماتحت = (ع) (۱) زیرِ فرمان، زیرِ حکم، (۲) تابع، نائب، مددگار، ہاتھ بٹانے والا۔

مَاتَقَدَّمْ = (ع) پہلے کا، وہ چیز جو پہلے گزر چکی ہو۔
ماجَرا = (ع) مذکر، (۱) سرگذشت، (۲) واقعہ، واردات (۳) حالت، کیفیت
ماحَصَل = (ع) مذکر، (۱) نتیجہ، ثمرہ، (۲) خلاصہ، لُب لُباب، (۳) پیداوار (۴) فائدہ نفع۔
مَاحَضَر = (ع) مذکر، جو کچھ حاضر ہو، جو کھانا موجود ہو، موجودہ۔
ماحول = (ع) مذکر، گردوپیش۔
ماخَذ = (ع) مذکر، (۱) اخذ کرنے کی جگہ، وہ چیز جس سے اخذ کیا گیا ہو (۲) اصل، بنیاد، جڑ، (۳) مادّہ، مدار
ماخوذ = (ع) مذکر، (۱) ملوث، گرفتار (۲) لیا گیا، اخذ کیا گیا۔ مبتلا۔ لپٹا ہوا۔
مادام = (ع) (۱) ہمیشہ، جب تک، (۲) فرنچ) بیگم، خاتون۔
مازاغ = (ع) آیت مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی، نہ کسی طرف آنکھ پھیری اور نہ حکم الٰہی کی نافرمانی کی۔

انگریزی' اردو لغت

ترقی اردو بیورو نے 5 جلدوں میں یہ انگریزی' اردو لغت پروفیسر کلیم الدین احمد کی نگرانی و ادارت میں تیار کرایا ہے جس میں ڈیڑھ لاکھ الفاظ شامل ہیں۔ یہ لغت طباعت کے لیے پریس کے حوالے کر دیا گیا ہے' اُمید ہے کہ 1982 میں اس کی اشاعت ممکن ہو سکے گی۔ ذیل میں ہم دو صفحے بہ طور نمونہ پریس سے موصولہ پروف کے پیش کر رہے ہیں۔

A. (ēi) انگریزی حروف تہجی کا پہلا حرف؛ (موسیقی) سرتی اور اسی کے ساتھ کا سرگم؛ (استدلال میں) پہلا مفروضہ شخص یا چیز؛ (جبر و مقابلہ) پہلی مقدار معلومہ؛ (بحری) (Æ) (اے ون) لائڈ کمپنی کے رجسٹر میں اول درجہ کا جہاز؛ (بول چال) اعلی درجہ کا؛ بہترین؛ چوٹی کا؛ بڑھیا؛ (بحری) (Æ) (اے ای) لائڈ کے نزدیک تیسرے درجہ کا جہاز۔

A, an : (a) (toneless a, a ; emph. ēi) (۱) ایک؛ کوئی؛ ایک شخص مثل فلاں کے جیسے، a' Daniel (۲) ایک ہی؛ وہی۔ (۳) فرداً فرداً؛ فی۔

A, : (Prep.) (a) (۱) پر؛ (۲) بہ جانب؛ بہ طرف؛ کو۔ (۳) میں۔

A, à : (Q) =all

A; (Suffix & Prefix) (۱) پر؛ میں؛ حالت میں۔ (۲) نہیں؛ بغیر؛ (۳) بطور لاحقہ مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے، جیسے۔ Diana, Magnesia, Soda, idea

A1 : (=Aone) (تجارت و معاشیات) اے ون، بہترین؛ اعلی ترین۔

Aal : (n) [Hindi] ایک قسم کا لال رنگ جو مشرقی ہندوستان کے ایک، جنگلی پودے کی جڑ سے نکلتا ہے : لال رنگ۔

Aalii : (n) [Hawaiian] ایک چھوٹا درخت جس کی لکڑی سخت اور سیاہ ہوتی ہے

Aam : (n) [Du. 'aam'] [۱] جرمنی اور ہالینڈ میں سیال شئے ناپنے کا ایک پیمانہ جو ۳۷ سے ۴۱ گیلن تک کا ہوتا ہے. [۲] صندوقچہ.

AAR : (تجارت و معاشیات) اے. اے. آر: کل جوکھم: کا بیمہ. Against all risk.

Aard—vark : (n) [Du. 'aarde' (earth)+ 'Vark' (pig.)] جنوبی اور شمال مشرقی افریقہ کا کیڑے مکوڑے کھانے والا ایک جانور جو سیہی اور مور خور جانوروں کے بین بین ہوتا ہے: گرازموش؛ گھونسور؛ زمیخوک: مور خور افریقہ.

Aard—wolf : (n) [Du. 'aarde' (earth)] جنوبی افریقہ کا ایک گوشت خور چوپایہ: زمیگرگ: چرخ (لکڑبگھا) سے مشابہ جانور.

Aaronic,-al : (a) [f. the proper name] هارون سے متعلق

Aaronite: (n) هارون کے پشیوا اخلاف.

Aaron's beard : (n) [Psalm $xxxiii_2$] ایک قسم کا پودا جس کی جڑیں دھاگے کی شکل کی ہوتی ہیں: ریش هارون.

Aaron's rod : (n) (۱) مختلف رنگ کے پودوں بوصیر. کا نام: عصائے هارون: (۲) (تعمیرات) ایک چھڑی جس کے گرد لپٹے ہوئے سانپ، انگوروں کی بیل یا پتیوں کا نقش ہوتا ہے اور اس کا استعمال تعمیراتی آرائش کے لئے ہوتا ہے: عصائے زریں.

Aasvogel : (n) [Fr. 'aas'(carricn)+'vogel' (bird)] افریقہ کا گدھ

Ab: (n) [Heb.) : عبرانی سال کا پانچواں مہینہ حکومت کے مقررہ سال کا گیارھواں مہینہ؛ ملک شام کے سال کا بارھواں مہینہ؛ اگست.

Ab: (prefix)[repre. L. 'ab. 'off,away, from'] سابقہ بمعنی دور: علحدہ: الگ (کسی چیز سے).

Aba : (n)عرض، کا ایجاد کردہ M. d'Abbadie البلد وغیرہ دریافت کرنے کا ایک آلہ

Aba : (n) [Arab. 'abā'] کا عبا: بغیر آستینوں اوپری لباس جو اونٹ یا بکرے کے بالوں یا اون سے تیار ہوتا ہے اور عربوں میں مستعمل ہے.

Ababda : (n) (Arab. 'ababida') عربی بولنے والی مصر کی بدوی قوم.

فرہنگِ انسانیات

ANTHROPOLOGY

(چند نمونے)

ترقی اردو بیورو میں مختلف علوم کی تکنیکی اصطلاحات (انگریزی سے اردو) بھی تیار کرائی جارہی ہیں۔ زیادہ تر اصطلاحات تیار ہوچکی ہیں، چند مضامین کی اصطلاحوں پر نظرثانی کی جارہی ہے۔ معاشیات، ادب اور کیمیا کی فرہنگیں طباعت کی منزل میں ہیں۔

انسانیات (Anthropology) کی فرہنگ اواخر ۱۹۸۱ء میں شائع کی جاچکی ہے۔ ذیل میں اس کے چند نمونے پیش خدمت ہیں۔ یہ فرہنگ ترقی اردو بیورو سے صرف ۵۰/۴ میں حاصل کی جاسکتی ہے۔

A

Abalone shell ابیلونی سیپ/خول
Abandonee تارک
Abandonment ترک
Abbevillian ابیویلی
Abbevillian biface ابیویلی دو رخی
Abbevillian industry ابیویلی صنعت
Abdomen (P) بطن، شکم
Abduction اغوا
Aberration انحراف، کجروی
Abetment اعانت جرم، اخفائے جرم
Abetter معین جرم
Ab-initio ابتدا سے

E

Eanthropus Dawsoni ڈاسونی انسان
Earth lodge بیت خاک
Ear-training تربیت سامعہ، کان تربیت
Ecology ماحولیات
Economic factor معاشی عامل
Ectocanthion بیرون چشمیہ
Ectoderm بیرون ادمہ، بیرونی جلد
Ectomolare بیرون طاحنہ
Effigy پتلا
Egbo اگبو
Egomaniac انا پرست، خود جنونی
Ejective consonant اخراجی مصمتہ
Ekpe اکپے
Elders اکابر/ بزرگ
Element عنصر، جزو
Eliciting استخراج
Elision حذف
Environment ماحول، سیاق اصوات
Environmental range سیاقی حد، ماحولی حد
Elopement فرار
Embryogeny جنینی تکوینیات
Embryology جنینیات
Emigrant تارک وطن
Encampment پڑاو
Endocanthion اندرون چشمیہ
Endocranial درون قحفی
Endoderm درونی جلد، درون آدمہ
Endogamous دوران ازدواج، گوت بیاھتا
Endogamy گوتی بیاہ، اندر بیاہ
دوران ازدواج، داخلی ازداواجیت
Endomolare اندرون طاحنہ
Enigmatical feature ناقابل فہم خدوخال
Eocene آغاز دور جدید، ای اوسین، ھجری دور
Eolith قبل حجری
Eolith tool قبل حجری اوزار
Eolithic Age فجری حجری دور
Eonthropus ابتدائی حجری دور/ایون تھراپس
Epicanthic fold فوق چشمی تہ
Epicanthic fold, marked نمایاں بر چشمی تہ
Epicanthic fold, medium اوسط بر چشمی تہ

F

Face چہرہ ' شکل
Face, elliptical بیضوی چہرہ
Face, oval بیضوی چہرہ
Face, pentagonal پچ کونا چہرہ
Face, rectangular مستطیلی چہرہ
Face, reversed oval منقلب بیضوی چہرہ
Face rhomboid شش پہلوی چہرہ' معین نما چہرہ
Face, rounded گول چہرہ
Face, trapezoid منحرف نما چہرہ
Facial angle وجہی زاویہ' مکھا کون
Facial index چہرہ اشاریہ—وجہی اشاریہ
Factor عامل
Fainting-spell جان جذب
Fallopian tube رحمی نل
Familiarity موانست، انس
Familiarity, privileged خصوصی موانست
Family خاندا ن
Family, complex مرکب خاندا ن
Family, conjugal ازدواجی خاندان
Family, consanguine ہم جد خاندان' ہم خونی خاندان
Family, extended توسیعی خاندان
Family, joint مشترک خاندان
Family, nuclear بنیادی خاندان/نیوکلیر خاندان
Family feud خاندانی جھگڑا
Family escutheon خاندانی نشان
Family-spirit خاندانی روح' کل آتما
Father-hood پدریت
Fatherhood- sociologcial سماجیاتی پدریت
Father right پدری حق
Father sib دادیہالی گوت/خیل
Fauna حیوانیہ' حیوانات، حیوان نامہ
Feast ضیافت، جشن
Feast, religious مذہبی ضیافت
Felting نمدا سازی
Female زنانہ، مادہ
Female infanticide دختر کشی
Female line زنانہ سلسلہ نسب
Female sibmate زنانہ ہم خیل' زنانہ ہم گوت
Femur ران کی ہڈی
Fertile interse باہم بار آور
Fertilisation بار آوری

R

Race نسل
Racial character نسلی خاصہ
Racial type نسلی قسم
Raciology نسلیات
Racism نسلیت
Radiale ساعدیہ
Raft بیڑا
Rampart فصیل
Rapier کٹاری
Realism حقیقت پسندی
Recipient پذیرندہ—پابندہ
Recipient, universal عام پذیرندہ—عام پابندہ
Recessive character گریزان خاصہ—رجعی خاصہ—مغلوب خاصہ
Recombination باز ترکیب
Recording صوت بندی
Recording disc قرصی صوت بندی
Recording tape خیطی صوت بندی
Recording wire سلکی صوت بندی
Red pigment سرخ لون—سرخ مادہ رنگ
Reduction division تخفیفی تقسیم
Reduplication. تکرار—باز نقل
Regalia تزک و احتشام
Regression, law of قانون رجعت—قانون ارتداد
Reincarnation تناسخ
Relative, affinal ازدواجی رشتہ دار
Relative, genetic تولیدی رشتہ دار
Religion مذہب، دھرم
Residence رہائش
Residence, matrilocal مادرمقامی رہائش
Residence, patrilocal پدرمقامی رہائش
Resultant ماحصل
Resurrection حشر
Retroflex معکوسی
Reversion مراجعت
R.H-factor
آر، ایچ عامل (رھس بندر کا خون جسے معیار مان کر دوسری قسم کے بندر یا انسان کے خون کی تردیب کی آزمایش کی جاتی ہے)

Rhinion انفی عظمیہ

T

Taboo تحریم/ٹیبو
Taboo, death تحریم موت
Tabu ٹیبو/تحریم
Tale کہانی
Talisman تعویز، طلسمہ
Tambourine طنبورہ
Tapa تاپا –(پولشیائی لوگوں کا چھالی کا کپڑہ)
Tardenoisian(تارد نوؤشی –(فرانس مین وسط ھجری دور)
Tarq (تارو–(بحرالکاھل کے علاقے میں پیدا ہونے والا پودا)
Tarsoidea تحتہ پا بندر کی نوع
Taxation محصول بندی
Technology ٹکنالوجی – فنیات
Teeth دانت
Teeth, Bicuspid دوانیا–دونوکا دانت
Teeth, canine کچلیاں
Teeth, Incisor پیش دانت
Teeth, Molar طاحن
Teeth, Pre-Molar قبل طواحن
Teeth, Tubercie of دانت گانٹھ
Teknonymy اسمی تحریم
Teleolith ساختۃ حجری اوزار
Temple معبد، مندر
Tenet عقیدہ، اصول
Terrestrial ارضی
Territorial rights علاقائی حقوق
Testamentary وصیتی/خدائی منشور
Thelion حلمائیہ
Theocracy دینی حکومت
Thong-Drill تسمہ دار برما
Thorax صدر–سینہ
Thumb انگوٹھا
Tibiale قصبہ
Till, glacial برفانی تودہ
Timocracy امراشاھی
Tissue بافت، نسیج، ریشہ
Tissue, mummified مومیائی بافت
Titular chief نام نہاد سردار
Toe انگشت پا
Tone-Language تلفظی زبان
Toneme تلفظ–تانیہ

لیدی مضمون

انسائیکلوپیڈیا

مرکزی حکومت نے ۱۹۶۹ میں اردو زبان کی ہمہ جہتی ترقی اور فروغ کے لیے ترقی اردو بورڈ قائم کیا تھا۔ یہ ادارہ ان مقاصد کی تکمیل کے لیے تن دہی سے مصروفِ کار ہے۔ ترقی اردو بورڈ کے چند اہم کاموں میں یہ کام بھی شامل تھا کہ اردو زبان میں ایک وقیع اور جامع انسائیکلوپیڈیا تیار کراکے شایع کیا جائے۔ انسائیکلوپیڈیا کی تیاری کا کام ابوالکلام آزاد اورینٹیل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ حیدرآباد کو تفویض کیا گیا تھا۔

ہمیں یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی ہے کہ انسائیکلوپیڈیا کا کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے۔ اردو انسائیکلوپیڈیا 12 جلدوں میں تیار کیا گیا ہے۔ اوّلین چار جلدیں کلیدی مضامین پر مبنی ہیں اور آٹھ جلدوں میں تمام موضوعات پر مبنی مختصر اندراجات ہیں۔ ترقی اردو بیورو کی جانب سے انسائیکلوپیڈیا بہت جلد شایع کیا جائے گا۔

ذیل میں اردو انسائیکلوپیڈیا کا ایک اہم کلیدی مضمون شایع کیا جارہا ہے جو "انسائیکلوپیڈیا" کے علم' اس کی تدوین کے اصولوں اور اس علم کی تاریخ پر مبنی ہے۔ (ادارہ)

انسائیکلوپیڈیا یونانی زبان کا لفظ ہے۔ شروع میں یہ علوم کی ایک مکمل شاخ یا لام کے متعلق استعمال ہوتا تھا۔ مکمل تعلیم کے لیے بھی یہ لفظ استعمال کیا جاتا تھا۔ سنہ ۱۵۵۹

میں پہلی مرتبہ ایک جرمن عالم پال اسکالخ (Paul Scalch) نے اپنی تصنیف کا نام "انسائیکلوپیڈیا دنیا کے علوم کا علم" رکھا۔ اس سے پہلے اس قسم کی تالیفات کو یا تو لغت کہا جاتا تھا یا انھیں دلچسپ نام دیے جاتے تھے مثلاً "باغ فرط و مسرت" وغیرہ انسائیکلوپیڈیا کیا ہے اور اس کے مرتب کرنے کا مقصد کیا ہے اس کے متعلق تصورات برابر بدلتے رہے ہیں۔

مثلاً قدیم یونان میں افلاطون اور اس کے پیروؤں کا عام نظریہ یہ تھا کہ آدمی اگر اپنے غور و خوض میں گہرائی پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسے زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنا چاہیے اور رومن دور میں بھی یہ خیال عام تھا کہ اپنے کام کو اچھی طرح انجام دینے کے لیے ضروری ہے کہ زیادہ سے زیادہ علم حاصل کیا جائے اور اس زمانے میں جو انسائیکلوپیڈیا مرتب ہوئے ان کے پیچھے یہی ذہن کام کر رہا تھا۔ اس کے بعد کے دور میں خاص طور پر یورپ میں انسائیکلوپیڈیا کا مقصد علم کا فروغ رہا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا کا مقصد تمام علوم کے بارے میں بنیادی معلومات فراہم کرنا اور حوالے کا ایک معتبر ذریعہ فراہم کرنا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا ہمیشہ نثر میں لکھے گئے ہیں۔ اگرچہ فرانس اور دوسرے چند ممالک میں منظوم انسائیکلوپیڈیا مرتب کرنے کی بھی کوشش کی گئی۔ مثلاً ۱۶۶۳ میں ژان ڈی ما (Jean do Maynon) نے "علوم عالم" (Science Universally) کو

انسائیکلوپیڈیا کو ابجد واری مرتب کرنے کی رسم تقریباً ایک ہزار سال پرانی ہے۔ یورپ میں طباعت کے رواج پانے سے پہلے زیادہ تر انسائیکلوپیڈیا علوم کے لحاظ سے مرتب کیے جاتے تھے اور ان کی ترتیب میں کوئی خاص اصول نہیں برتا جاتا تھا مثلاً رومن دور میں روزمرہ کے لیے اہم چیزیں پہلے آتی تھیں اور کم اہم بعد میں جغرافیہ اور علم ہیئت پہلے نمبر پر رکھے جاتے تو فنون لطیفہ سب سے آخر میں۔ عیسائیوں کے یہاں مذہبی مسائل کو سبقت حاصل ہوتی۔ قدیم عربی انسائیکلوپیڈیا کی روایات ان سب سے الگ تھیں۔

دو لاکھ اشعار میں مرتب کرنے کا منصوبہ بنایا تھا گو وہ مکمل نہ کر سکا۔

ابن قتیبہ کی پہلی جلد 'طاقت'، جنگ اور امرا سے شروع ہوتی ہے اور آخری کھانوں اور عورتوں پر ختم ہوتی ہے۔

انسائیکلوپیڈیا کی ترتیب میں فرانسس بیکن (سترھویں صدی عیسوی) نے انقلاب پیدا کیا اور اس نے ایسی ترتیب پیش کی کہ جس سے انسانی علم کی کوئی شاخ چھوٹ نہ جائے اور ہر موضوع پر بنیادی معلومات مل جائیں۔ اس نے تمام مضامین کو تین شعبوں میں تقسیم کیا یعنی۔ ۱۔ بیرونی دنیا (علم ہیئت، علم جمادات حیوانات وغیرہ) ۲۔ انسان (طب، تشریح ابدان وغیرہ) ۳۔ نیچر پر انسان کا عمل (دماغی کام، زراعت، ریاضی وغیرہ) اٹھارویں صدی میں کالرج نے اسی بنیاد پر اسے نئی شکل دی۔ ان ہی تصورات نے ارتقائی منزلیں طے کر کے موجودہ شکل اختیار کی جس میں انسائیکلوپیڈیا تمام علوم کا ایک مبسوط خزانہ ہوتا ہے۔ ہر مضمون آزاد ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا تعلق دوسرے مضامین سے بھی ہوتا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا کی خصوصیات

موجودہ دور میں حوالے کی بے شمار کتابیں تیار ہو رہی ہیں۔ مثلاً لغت، ڈائرکٹری، اٹلس، گزیٹیر وغیرہ۔ ان میں سے ہر ایک معلومات کا خزانہ ہوتی ہے لیکن ان میں ایک تو عنوانات محدود ہوتے ہیں دوسرے معلومات بھی مختصر ہوتی ہیں۔ صرف انسائیکلوپیڈیا ہی میں ہر قسم کے معلومات تفصیل کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ان معلومات کی وضاحت کے لیے نقشوں، تصویروں، اعداد و شمار وغیرہ سے کام لیا جاتا ہے۔ وسط اٹھارویں صدی سے جتنے بھی انسائیکلوپیڈیا تیار ہوئے ہیں ان میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی شخصیتوں کی سوانح عمریاں ضرور شریک کی جاتی رہی ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ کچھ تو عام ہوتے ہیں جو تمام علوم کا احاطہ کرتے ہیں کچھ صرف کسی ایک علم مثلاً سماجیات، طبعیات، تعلیمات یا مذہب تک محدود ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ ضخیم اور مختصر بھی ہوتے ہیں اور پھر پڑھنے والوں کی علمی سطح کے مطابق بھی۔

انسائیکلوپیڈیا کی ترتیب میں پڑھنے والوں کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ جن لوگوں کے لیے وہ تیار کیا جاتا ہے اسی معیار کے مضامین شامل کیے جاتے ہیں عام انسائیکلوپیڈیا کے مقابلے میں طالب علموں کے لیے تیار کیے ہوئے اڈیشن میں مضامین بہت عام فہم اور سادہ زبان میں مختصر طور پر پیش کیے جاتے ہیں۔ ایک عرصہ سے یہ طریقہ چلا آرہا ہے

کہ انسائیکلوپیڈیا میں مضامین کے مصنفین کا نام نہیں دیا جاتا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا اپنے دَور کی تہذیب، تمدن اور علمی ترقی کی عکاسی کرتا ہے اور اس لیے اس میں جو مضامین شریک کیے جاتے ہیں ان میں واقعات کی صحت پر بہت زور دیا جاتا ہے، تاکہ ہر پہلو اور ہر نقطۂ نظر ٹھیک ٹھیک طرح پیش کیا جائے۔ جب لوگ کسی موضوع سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے انسائیکلوپیڈیا کے صفحات کھولتے ہیں تو وہ اس موضوع پر ہر چیز، اس کا ہر پہلو اور اس کے متعلق ہر نقطۂ نظر بے کم و کاست جاننا چاہتے ہیں اور وہی انسائیکلوپیڈیا اعلیٰ پایہ کا ہوگا جو اس ضرورت کو اچھی طرح پورا کر سکے۔

انسائیکلوپیڈیا کی تاریخ

سب سے قدیم انسائیکلوپیڈیا، جس کے کچھ اوراق باقی رہے" وہ یونانی حکیم افلاطون کے بھتیجے اسپل سی پس (Spellsipous) (فوت ۳۳۸ یا ۳۳۹ ق۔م) کی مرتب کی ہوئی تالیف ہے۔ اس نے اس میں سائنس، ریاضی، فلسفہ وغیرہ پر افلاطون کے خیالات کو مضامین کی شکل میں اکٹھا کر دیا تھا۔

یونان میں یہ رواج تھا کہ علما کی بات چیت، تقریروں وغیرہ کو حرف بہ حرف لکھ لیا جاتا تھا۔ اس کے برعکس رومن ان کا خلاصہ آسان و عام فہم انداز میں پیش کرنے پر زور دیتے تھے۔ اس قسم کی پہلی تالیف جس کا علم ہے اور جواب ناپید ہے وہ رومن کونسلر کیٹو (Cato) کے خطوط ہیں جو اس نے اپنے لڑکے سنسر کو لکھے تھے۔ اس میں اس نے زندگی کے مختلف مسائل کو سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

رومن عہد کی اس قسم کی سب سے اہم تصنیف کیسی ڈورس کی ہے جو اس نے چھ سو سنہ عیسوی میں مرتب کی تھی۔ یہ عیسائیت پر پہلا انسائیکلوپیڈیا ہے جو ہسپانیہ کے ان باشندوں کے لیے مرتب کیا گیا تھا جو نئے نئے عیسائی بنتے تھے۔ اس کے بعد کے پانچ سال تک اس صنعت میں کوئی خاص اضافہ نہیں ہوا۔

پہلا انسائیکلوپیڈیا جو کسی خاتون نے مرتب کیا تھا وہ ہیراڈ کا تھا جو اس نے ننوں کے لیے مرتب کیا تھا۔

جارج ریش (ف ۱۵۲۵) نے ایک بہت دلچسپ انسائیکلوپیڈیا مرتب کیا تھا
دو سو صفحات میں اس نے اپنے طالب علموں کے لیے ان تمام علوم پر مضامین جمع کر دے
تھے جو اس وقت نصاب میں شامل تھے۔

مغرب میں انسائیکلوپیڈیا کا جدید دَور

مغرب میں انسائیکلوپیڈیا کا جدید دور سترھویں صدی سے شروع ہوتا ہے۔ اس
دَور کی سب سے اہم تالیف فرانسس بیکن کی INSTAURATIO MAGNA ہے
اس نے اپنی اس تالیف کا مقصد یہ قرار دیا تھا کہ "آرٹ، سائنس اور تمام انسانی علوم
نئی بنیادوں پر تنظیم کی جائے"۔ اس نے اس کے لیے بہت بڑا منصوبہ بنایا تھا۔ پوری
تالیف کو تین بنیادی شعبوں ۱۔ بیرونی دنیا، ۲۔ انسان، ۳۔ نیچر پر انسان کا عمل میں
تقسیم کیا تھا اور ان شعبوں میں ۱۳۰ ذیلی شعبے یا حصے قائم کیے تھے وہ بالکل نئی اور
سائنٹیفک بنیاد پر اسے مرتب کرنا چاہتا تھا لیکن وہ اس کا بہت تھوڑا حصہ ہی مکمل کر سکا
اس کے بعد یورپ میں کئی انسائیکلوپیڈیا تیار ہوئے۔ سنہ ۱۷۲۸ میں چیمبرس
انسائیکلوپیڈیا شائع ہوا جو عہد جدید کے انسائیکلوپیڈیا میں اہم مقام رکھتا ہے۔ انگریزی
میں شائع ہونے کے چند سال ہی بعد فرانسیسی میں اس کا ترجمہ شائع ہوا۔

اس دور کا ایک تاریخی انسائیکلوپیڈیا دیدے رو (DIDEROT) نے شائع کیا
جس کا نام تھا، لَ انسائیکلوپیڈی (LA-ENCYCLOPAEDIE) (سنہ ۶۵ — ۱۷۵۱)
تقریباً دو ہزار دانشوروں نے اس میں طویل فلسفیانہ مضامین
لکھے تھے جس پر سارے فرانس میں سخت بحثیں شروع ہو گئیں۔ چرچ نے اس کے
خلاف مہم شروع کر دی حکومت نے بھی سخت ناراضگی کا اظہار کیا لیکن اس نے
فرانس کی علمی زندگی میں زبردست ہیجان پیدا کر دیا۔ والٹیر نے اسے ایک لافانی
کارنامہ قرار دیا۔ اسی دور میں انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (ENCYCLOPAEDIA
BRITANNICA) کا پہلا اڈیشن شائع ہوا جس میں فرانسیسی انسائیکلوپیڈیا کے
برعکس طویل مضامین کی جگہ علوم کے ہر شعبہ کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی! اس
دور میں جرمنی میں پہلی مرتبہ ترجموں کے علاوہ خود اپنی جرمن زبان کا انسائیکلوپیڈیا

مرتب ہوا۔ چیمبرس انسائیکلوپیڈیا کی زبردست مقبولیت کے بعد ابراہام ریس نے دی نیو انسائیکلوپیڈیا (THE NEW ENCYCLOPAEDIA) (۱۸۱۷-۴۵) شائع کیا جس میں بے شمار تصویریں نقشے وغیرہ شریک کیے گئے تھے اور جو انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا ہم پایہ تھا۔

اس دور کے بیکن، دیدرو اور انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مولفوں کے ساتھ پیرلاروز (PIERLAROUSSE) کا ذکر کرنا ضروری ہے جس نے فرانس میں انسائیکلوپیڈیا کی ترتیب میں انقلاب پیدا کر دیا اور آج تک اس کے نام سے لغت اور انسائیکلوپیڈیا تیار ہوتے اور چھپتے ہیں۔

لاروز کی طرح امریکہ میں ویبسٹر (WEBSTER) نے بڑی شہرت حاصل کی۔ لغت کے علاوہ اس نے انسائیکلوپیڈیا بھی تیار کیے۔ لاروز کے برعکس وہ طویل مضامین کی جگہ مختصر نوشتوں کا حامی تھا لاروز کے جواب میں فرڈینینڈ کامیل ڈرے فس (FERDINAND CAMILLE DREYFUSS) نے لاگراں انسائیکلوپیڈی (LA-GRAND ENCYCLOPAEDIE) شائع کیا جو بڑا ہی مبسوط اور اعلیٰ پایہ کا تھا اور یہ آج تک استعمال ہوتا ہے۔

بیسویں صدی کے شروع میں روسی زبان میں بھی ایک مبسوط انسائیکلوپیڈیا شائع ہوا۔ امریکہ میں مشہور عالم نیو انٹرنیشنل انسائیکلوپیڈیا (NEW INTERNATIONAL ENCYCLOPAEDIA) کا پہلا اڈیشن ۱۹۰۲ اور ۱۹۰۴ کے درمیان شائع ہوا اس کے بعد یورپ (EUROPE) کی تقریباً ہر زبان میں بے شمار بڑے چھوٹے عام اور مخصوص انسائیکلوپیڈیا شائع ہوتے رہے ہیں۔

موجودہ دور میں انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کی طرح کے انسائیکلوپیڈیا ہی نہیں شائع ہوتے۔ سائنس کے مختلف شعبوں اور فنون لطیفہ، معاشیات اور دوسرے سماجی علوم کے الگ انسائیکلوپیڈیا تیار ہو چکے ہیں۔ یونیورسٹیوں کے طالب علموں اور اسکول کے بچوں کے لیے بھی انسائیکلوپیڈیا موجود ہیں۔ ان کو رنگین تصویروں نقشوں وغیرہ کی مدد سے بہت دلچسپ بنا دیا جاتا ہے۔ اس وقت یورپ کا کوئی ملک اور کوئی زبان ایسی نہیں ہے جس میں مختلف اقسام کے اور کئی انسائیکلوپیڈیا نہ شائع ہوئے ہوں۔ انسائیکلوپیڈیا کی ترتیب اور تدوین کی یہ ترقی مغربی ممالک کی بڑھتی ہوئی علمی،

صنعتی اور معاشی ترقی کا نتیجہ ہے۔

عربی زبان کا دور

انسائیکلوپیڈیا نے عربوں کے عہد حکومت میں بھی بہت ترقی کی۔ ابتدائی دور میں یہ دو طرح کے ہوتے تھے ایک تو وہ جو ان لوگوں کے لیے لکھے جاتے تھے جو اپنے تہذیبی ورثہ سے واقف اور مستفید ہونا چاہتے تھے اور دوسرے سرکاری افسروں کے لیے جن کی تعداد سلطنت کی وسعت کے ساتھ بڑھتی جاتی تھی۔

پہلا انسائیکلوپیڈیا یا قاموس جو صحیح معنوں میں اس نام کا مستحق تھا ابن قطیبہ (۸۲۸ تا ۸۸۹) نے تیار کیا تھا۔ یہ ایک استاد اور ماہر علم زبان تھے۔ ان کی تالیف "کتاب عیون الاخبار" کے نمونے پر آئندہ چل کر دوسرے قاموس مرتب ہونے لگے۔ یہ انسائیکلوپیڈیا دس جلدوں پر مشتمل تھا اور ان کے عنوانات تھے طاقت، جنگ، شرافت، سیرت، علم، فصاحت، زہد، دوستی، عبادت، غذا اور صنف نازک۔ ان کے بعد قرطبہ کے ابن عبد ربہ نے "عقدہ" شائع کی جو زیادہ جامع تھی اور اس میں عنوانات بھی زیادہ تھے۔

عربی قاموسوں میں "مفتاح العلوم" کو خاص شہرت حاصل ہے۔ اسے مشہور ایرانی دانشور اور سیاست داں الخوارزمی نے ۹۷۵ اور سنہ ۹۹۷ کے درمیان مرتب کیا تھا۔ وہ قدیم یونانی ادب سے بھی کافی واقف تھا۔ اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ عربی کا پہلا قاموس ہے لیکن یہ درست نہیں ہے جیساکہ اوپر ذکر آچکا ہے۔ اس نے اپنے انسائیکلوپیڈیا کو دو حصوں میں تقسیم کیا تھا۔ ایک دیسی علوم (مثلاً علم قانون، فلسفہ، تصوف، صرف و نحو، دفتری کام، علم عروض، موسیقی، شاعری اور تاریخ) اور بدیسی علوم (مثلاً فلسفہ، منطق، طب، ریاضی، علم ہندسہ، علم ہیئت، موسیقی، میکانیات اور کیمیا) دسویں صدی عیسوی میں "اخوان الصفا" نامی ایک سیاسی و مذہبی جماعت نے ایک معرکتہ الارا تالیف رسائل اخوان الصفا شائع کی۔ یہ ۵۲ رسالوں پر مشتمل تھی جو پانچ مصنفوں نے لکھے تھے۔ اس زمانے کے رائج تمام علوم اس میں شامل تھے۔ ۱۔ ریاضی، جغرافیہ، موسیقی، منطق اور اخلاقیات۔

۲۔ سائنسی علوم اور فلسفہ
۳۔ علم مابعد الطبیعات
۴۔ مذہب علم ہئیت اور جادو ٹونے کا علم

________اس کا ایک مکمل ایڈیشن ۸۹-۱۸۸۷ میں شائع کیا گیا تھا۔

مصری مورخ انویری نے سنہ ۱۲۷۲ اور سنہ ۱۳۳۲ء کے درمیان عہد ملوک میں ایک انسائیکلوپیڈیا مرتب کیا تھا۔ جس نے بہت شہرت پائی اس کا نام تھا "غائت العرب فی فنون الدنیا" اور اس کے نو ہزار صفحات تھے۔ اس میں ۱۔ جغرافیہ، علم ہئیت، موسمیات، علم تاریخ اور ارضیات۔ ۲۔ انسان، علم تشریح، لوک کتھائیں، عادات و اطوار، سیاست وغیرہ۔ ۳۔ حیوانیات، ۴۔ نباتات، ۵۔ نباتیات وغیرہ شامل ہیں۔ اس کا ایک مکمل ایڈیشن ۱۹۲۳ میں شائع ہوا۔ ایک اور تالیف العمری "مالک الاخبار" (۴۸-۱۳۰۱) بھی مشہور ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی انسائیکلوپیڈیا تالیف کیے گئے۔

ایک ایرانی دکیل الدوانی (۱۴۲۷ تا ۱۵۰۱) نے "انموزج العلوم" کے نام سے کئی جلدوں میں ایک کتاب شائع کی جس میں کئی علوم پر سوال و جواب کی شکل میں معلومات درج تھیں اور اس کے جواب میں الشیرازی نے "المقالات الرد علی انموزج العلوم الجلالیہ" شائع کی۔

چین

عرب ممالک کی طرح ایشیا کے دوسرے ملکوں میں بھی انسائیکلوپیڈیا تیار ہوئے ہیں۔ اس میں چین کو اہم مقام حاصل ہے۔ چین میں تقریباً دو ہزار سال سے انسائیکلوپیڈیا مرتب کیے جا رہے ہیں لیکن ان کی نوعیت اور ملکوں سے ذرا مختلف رہی ہے۔ ان میں سے اکثر منتخبہ ادب کا مجموعہ ہوا کرتے تھے جن میں لغت کا بھی ایک حصہ ہوتا تھا۔ یہ بڑے بڑے دانشور مل کر مرتب کرتے تھے۔ سال بہ سال ان پر نظر ثانی کی جاتی اور ترمیم اضافہ کیا جاتا لیکن ترتیب وہی باقی رہتی سب سے قدیم چینی انسائیکلوپیڈیا، جس کا علم ہے، سنہ ۲۲۰ء میں شہنشاہ کے حکم سے تیار کیا گیا تھا جس کا نام تھا ہوانگ__لانگ

(شہنشاہ کا آئینہ) لیکن یہ بالکل نایاب ہے۔

ایک اور انسائیکلوپیڈیا ہین-چو (ادبی موتیوں کی لڑیاں) سنہ ۶۰۰ میں تیار ہوا تھا اس کے کچھ حصے اب بھی موجود ہیں۔ ۶۲۰ کے لگ بھگ ویانگ سن نے آئی ون لی چو (گلدستہ علم و ادب) کے نام سے ایک انسائیکلوپیڈیا مرتب کیا تھا جس میں ایک سو ابواب اور ۴۷ شعبے تھے۔

اس کے بعد اور کئی لوگوں نے ان میں اضافہ کیا۔ ان میں سے توپوکا "تنگ نیان" بہت مشہور ہے۔ جو سنہ ۸۰۱ میں مکمل ہوا تھا۔ اس میں ۹ شعبے ہیں یعنی معاشیات، امتحانات و اسناد، حکومت، رسوم، موسیقی، فوج، قانون، سیاسی جغرافیہ، قومی دفاع۔ ترمیم و اضافے کے ساتھ اس کے کئی ایڈیشن سترھویں، اٹھارھویں اور بیسویں صدی میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان کے علاوہ پچھلی صدیوں میں اور بھی بہت بڑے انسائیکلوپیڈیا تیار ہوئے۔ ان میں سب سے مشہور اور اعلیٰ پائے کا "یوہائی" نامی انسائیکلوپیڈیا ہے جو سنہ ۱۸۶۷ میں تیار کیا گیا تھا۔ سنہ ۱۷۶۸ میں اس کا نیا ایڈیشن ترمیم و اضافے کے بعد ۲۴۰ جلدوں میں شائع ہوا۔ اٹھارھویں اور انیسویں صدی میں کئی اور بڑے اور معرکتہ الآرا انسائیکلوپیڈیا مرتب اور شائع ہوئے۔ پہلا جدید طرز کا سنہ ۱۹۳۱ میں شائع ہوا۔

جاپان میں پہلا بڑا انسائیکلوپیڈیا سنہ ۱۸۷۹ اور ۱۹۱۴ کے درمیان ۵۱ جلدوں میں مرتب ہوا اور اس کے بعد کئی نئے شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ انڈونیشیا، ملیشیا وغیرہ میں بھی ان کی اپنی زبانوں میں انسائیکلوپیڈیا شائع ہو چکے ہیں۔

ہندوستان

جہاں تک لغت نویسی کا تعلق ہے اس کی روایت ہندوستان میں بہت قدیم ہے لیکن اس قسم کی تالیف جسے موجودہ دور میں انسائیکلوپیڈیا کا نام دیا جاتا ہے ایک بالکل جدید چیز ہے۔ اس قسم کا پہلا انسائیکلوپیڈیا سنہ ۱۹۱۱ میں بنگلہ زبان میں شائع ہوا۔ اسے نگندر بوس نے مرتب کیا تھا اور بائیس جلدوں میں یہ شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد شری بوس ہی نے ہندی کے دوسرے عالموں کی مدد سے سنہ ۱۹۱۶ سے سنہ ۱۹۳۲ء تک ایک ہندی انسائیکلوپیڈیا مرتب کرنے کا کام انجام دیا۔ اس کی بنیاد ان ہی

کے بنگلہ انسائیکلوپیڈیا پرتھی ۔ یہ ۲۵ جلدوں میں مرتب کیا گیا تھا۔

پہلا مراٹھی انسائیکلوپیڈیا شری دھر وینکٹیش کیتکر نے ۱۹ ویں صدی میں ۲۳ جلدوں میں مرتب کیا۔ اس کی پہلی چھ جلدیں ایک طرح کی گزیٹیر تھیں ۔ وہ اس کا ہندی ایڈیشن بھی نکالنا چاہتے تھے لیکن ایک یا دو ہی جلدیں نکال سکے ۔

ملک کی آزادی کے ساتھ ہندوستان کی تمام زبانوں کو بھی آزادی ملی اور صوبائی اور مرکزی حکومتوں نے ملک کی مختلف زبانوں کے لیے بڑے بڑے منصوبے بنائے ان میں انسائیکلوپیڈیا کی تیاری کو بھی اہم مقام دیا گیا اور اب تمام اہم زبانوں یعنی ہندی، گجراتی ، بنگالی، مراٹھی ، تلگو ، ملیالم وغیرہ میں انسائیکلوپیڈیا مرتب ہو چکے ہیں۔

اردو زبان میں کوشش

ہندوستان کی دوسری زبانوں کی طرح اردو زبان میں بھی انسائیکلوپیڈیا کی کوئی روایت نہیں ہے اگرچہ کئی مبسوط لغت ضرور تیار کیے گئے ہیں سنہ ۱۹۰۴ میں مولانا ابوالکلام آزاد نے " لسان الصدق " کے ذریعہ یہ تحریک پیش کی تھی کہ اردو زبان میں انسائیکلوپیڈیا تیار ہونا چاہیے ۔ اس کے بعد سنہ ۱۹۰۷ میں مہدی حسن افادی نے بھی یہ کوشش کی تھی کہ مولانا شبلی نعمانی کی مدد سے اس تحریک کو عملی جامہ پہنایا جائے لیکن ان کوششوں کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد نے پروفیسر محی الدین قادری زور کی سرکردگی میں اردو انسائیکلوپیڈیا کی ترتیب کے لیے بہت کوشش کی ۔ انھوں نے کافی مواد جمع کرلیا تھا ۔ ۴۲ ۔ ۱۹۴۱ میں تقریباً ستر صفحات نمونے کے طور پر شائع بھی کروائے تھے لیکن مالی اور دوسری مشکلات کی وجہ سے یہ کوشش بھی بارآور نہیں ہوئی ۔

ملک کی آزادی کے بعد ہندوستان اور پاکستان دونوں جگہ اس خواب کو عملی شکل دینے کا امکان پیدا ہو گیا۔ پاکستان میں اردو کا ایک مبسوط انسائیکلوپیڈیا مرتب ہو رہا ہے اور اس کی چند جلدیں تیار بھی ہو چکی ہیں ۔ اس کے علاوہ انگریزی کے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام " کا ترجمہ کئی جلدوں میں " اردو دائرۃ المعارف اسلامیہ " کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے۔ اس میں صرف انگریزی سے ترجمے ہی نہیں بلکہ کئی عنوانات پر تحقیقی مضامین

علیحدہ لکھوا کر بھی شامل کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ فیروز اینڈ سنز نے لاہور سے " اردو انسائیکلوپیڈیا" شایع کیا ہے یہ ایک جلد پر مشتمل مختصر سا انسائیکلوپیڈیا ہے۔

ہندوستان میں ترقی اردو بورڈ نے اپنی دیگر تالیفات کے ساتھ بارہ جلدوں میں ایک اردو انسائیکلوپیڈیا " مخزن علوم " بھی تیار کروانے کا کام ابوالکلام آزاد انسٹی ٹیوٹ کے سپرد کیا جو پایہ تکمیل کو پہنچا۔ یہ اردو زبان میں اپنی قسم کا پہلا انسائیکلوپیڈیا ہے۔

اردو انسائیکلوپیڈیا

تعارفی نوٹ سے اقتباس

محمد فضل الرحمٰن

حکومت ہند کے قائم کردہ ترقی اردو بورڈ کی سرپرستی اور مالی امداد سے حیدر آباد میں ابوالکلام آزاد ریسرچ انسٹی ٹیوٹ سے ملحقہ ایک مختص ادارے نے انسائیکلوپیڈیا کی ترتیب کے فرائض انجام دیئے۔ انتظامی امور کی نگرانی ایک ایکزیکیٹو کمیٹی کے ذمے تھی۔ ایڈیٹوریل بورڈ عام پالیسی کی تعین کرتا تھا اور ماہرین کی کئی کمیٹیاں فنی مشورے دیتی تھیں۔ یہ انسائیکلوپیڈیا گریجویٹ سطح کے قارئین کے لیے مرتب کیا گیا ہے۔ زبان و بیان، تشریح و توضیح نیز علمی اور فنی اصطلاحات کے استعمال میں افراط و تفریط سے دامن بچاتے ہوئے درمیانی راستہ اختیار کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اصطلاحات کے ترجموں میں بڑی حد تک اردو بورڈ کی منظورہ فرہنگوں پر تکیہ کیا گیا ہے۔

ایک زمانے میں جب حکمت و دانش کا میدان تنگ تھا اور انسائیکلوپیڈیا کا دائرہ محدود اس قبیل کی تالیف ایک عالم تن تنہا پایۂ تکمیل کو پہنچا سکتا تھا لیکن آج جب کہ علوم وفنون اور اختراعات و ایجادات کی دنیا میں نت نئے دھماکے ہو رہے ہیں۔ کئی سو افراد کے تعاون کے بغیر کوئی ادارہ ایک قدم آگے نہیں بڑھا سکتا۔ ہم ان تمام قلمی معاونین کی وجہ اور امداد کے معترف ہیں جن کے اشتراک سے یہ جلدیں ہدیہ ناظرین کی جارہی ہیں۔ اس سلسلے کی پہلی چار جلدوں میں مختلف شعبوں کے متعلق مفصل مضامین شامل ہیں۔ باقی آٹھ جلدوں

میں متعدد عنوانات پر مختصر معلوماتی نوشتے درج ہیں۔ اس طرح مکمل سٹ بارہ جلدوں پر مشتمل ہے
ان تمام جلدوں میں عنوانات کے اندراج کے لیے حروف تہجی کا روایتی طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔
فرق صرف یہ ہے کہ پہلی چار جلدوں میں نسبتاً کم عنوانات پر تمام علوم وفنون سے متعلق طویل و
بسیط مضامین شامل ہیں۔ اس کے برعکس باقی آٹھ جلدوں میں زیادہ عنوانات کے تحت
مختصر معلوماتی نوٹ تحریر کیے گئے ہیں۔ اگر کسی کے لیے بارہ جلدوں کے سٹ کی خریداری بار ہو
تو وہ پہلی چار جلدوں کے ذریعہ مطلوبہ معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ ترتیب کا یہ طریقہ مروجہ طریقوں
سے کسی قدر مختلف ہے اور اردو داں طبقے کی مخصوص ضروریات کے مدنظر اختیار کیا گیا ہے۔ یہ امر
محتاج بیان نہیں کہ اردو میں عام فہم علمی ادب خاص کر سائنسی ادب کی کس قدر کمی ہے اور یہ
کمی کس شدت سے محسوس کی جا رہی ہے۔ اردو انسائیکلو پیڈیا کی تیاری کا اصل مقصد اسی کمی
کو پورا کرنا ہے۔ ظاہر ہے کہ مختصر سٹ کی نکاسی مکمل سٹ کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ ہوگی
اور اس طرح زیادہ سے زیادہ خریدار اس سے مستفید ہو سکیں گے۔ مکمل سٹ صرف چند متمول
افراد خرید سکیں گے یا کالجوں اور یونیورسٹیوں کے کتب خانے یا پبلک لائبریریوں کے اردو شعبے
گو ان کی تعداد بھی ملک میں کافی ہے لیکن ہمارا مطمع نظر تو عام قارئین تک اپنی نگارشات
پہونچانا ہے جس کے لیے یہ تقسیم کارآمد ثابت ہوگی۔ کسی زبان میں بھی عام فہم علمی مضامین لکھنا
آسان نہیں۔ اردو میں جہاں اس کی کوئی روایت ہے نہ نمونہ یہ اور بھی مشکل ہے۔ اس بات سے
قطع نظر کسی ایسی تالیف میں جو مختلف مضمون نگاروں کی مرتبہ ہو۔ طرز بیان کا فرق ناگزیر ہے۔
اس کے علاوہ معروضی انداز فکر کی پُرخلوص کوشش کے باوجود مضمون نگار کے رجحان اور فکری خطوط
کی کچھ نہ کچھ جھلک تحریر میں آ ہی جاتی ہے جس سے مفر نہیں۔

اس اشاعت کی بارہ جلدوں میں ہر جلد کے پانچ سو صفحے ہیں اور ہر صفحہ میں چھ سو الفاظ
اس طرح جملہ چھتیس لاکھ الفاظ ہیں۔ یہ ایک اوسط درجہ کا انسائیکلو پیڈیا ہے جو یونیورسٹی کے
تعلیم یافتہ قارئین کے لیے مرتب کیا گیا ہے۔ اس نوع کی دیگر اشاعتوں کی طرح اس میں اختصار
کے ساتھ مشرق و مغرب کے قدیم وجدید علوم دنیا کے مختلف ممالک کی تاریخ، جغرافیہ، زبان و
ادب، فلسفے اور مذاہب، آرٹ، موسیقی اور فن تعمیر پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ نظری علوم اور فنون
لطیفہ کے پہلو بہ پہلو طب انجینیرنگ، زراعت اور معدنیات جیسے کارآمد شعبوں کے بارے میں
بھی دلچسپ اور مفید معلومات شامل ہیں۔ ظاہر ہے کہ چند جلدوں میں تمام مسائل پر بحث ناممکن

ہے۔ اس لیے ہر شعبہ میں چند اہم موضوعات کا انتخاب کیا گیا ہے جو موضوعات پہلی چار جلدوں میں شریک نہیں ہیں۔ انہیں بقیہ آٹھ جلدوں میں شامل کیا گیا ہے۔ تمام سائنسی اور فلسفیانہ موضوعات سے شفقت رکھنے والوں کی ذہنی ضیافت کے لیے ان صفحات میں کافی سامان موجود ہے زمین کی کروڑوں سال کی کہانی، فضاؤں کے ناقابل قیاس فاصلے اجرام فلک کی ہیبت ناک شعلہ سامانیاں زندگی کی ابتدا اور ارتقا کا اعجاز ذہن انسانی کے ہوش ربا کارنامے، زمان و مکان کے عقدے، ذات و صفات کے مسئلے جنہیں سائنس اور فلسفے کے رواج دیئے ہوئے بہ ظاہر خشک عنوانات کے تحت تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ سارے مسائل اور ان سے پیدا ہونے والے ہزاروں ذیلی مسئلے، ریاضی ہیئت، طبیعات کیمیا حیاتیات، سماجیات یا نفسیات کی اصطلاحوں میں زیر بحث آئے ہیں۔ ان مضامین کو آسان اور دلچسپ بنانے کی مقدور بھر کوشش کی گئی ہے اس مقصد میں ہمیں کہاں تک کامیابی ہوئی ہے اس کا اندازہ قارئین خود فرما سکتے ہیں۔ دانش و حکمت کی ترویج کے لیے انسائیکلو پیڈیا کی تدوین موثر ترین طریقہ ثابت ہوا ہے جس میں ہر مضمون ایک کتاب کا نچوڑ اور ہر جلد ایک مضمون کا خلاصہ ہوتا ہے۔

اس قسم کی جامع و مانع تحریر کا ملک کسی ملک میں بھی کم یاب ہے۔ ہمیں مسرت ہے کہ ادیبوں، مصنفوں اور ماہروں میں ادارے کو کئی ایسے معاون مل گئے ہیں جن کی مدد سے ملک کا سب سے پہلا انسائیکلوپیڈیا مرتب کیا جا سکا۔

ہم اپنے تمام قلمی معاونین کے احسان مند ہیں جن کی مدد سے ہم اپنی اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکے۔ نیز ترقی اردو بورڈ اور اس کے حال و سابق صدر، ایڈیٹوریل بورڈ اور اس کے حال و سابق چیرمین اور مشاورتی کمیٹیوں کے تمام ممبروں کا شکریہ ادا کرنا ہمارا خوشگوار فریضہ ہے۔

آخر میں ابوالکلام آزاد اورینٹیل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے صدر اور نائب صدر اور دیگر اراکین ادارہ کے گراں قدر تعاون کا اعتراف ضروری ہے۔ دراصل اس اسکیم کی تدوین اور تکمیل آزاد انسٹی ٹیوٹ کی رہین منت ہے جس کے تفویض یہ کام کیا گیا ہے۔ نہ صرف انسائیکلوپیڈیا کی انتظامی کمیٹی کے تعلق سے بلکہ دیگر ذرائع سے بھی ہر مرحلہ پر ابوالکلام آزاد انسٹی ٹیوٹ کے سربراہوں نے ایڈیٹوریل اور انتظامی امور میں ہماری مدد فرمائی ہے جس کے لیے انسائیکلوپیڈیا کے کارکن تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔

کتابوں کی باتیں

کتاب کا عنوان اس کے مشمولات کی طرف اشارہ ضرور کرتا ہے، لیکن اصل کتاب کے مطالب کا نفس تو اس کے مطالعے کے بعد ہی کھلتا ہے۔ ہماری کتابوں میں کیا ہوتا ہے، اس کے نمونے کے طور پر چند صفحات ہر شمارے میں پیش کیے جائیں گے ہمیں امید ہے کہ نئی اور پرانی کتابوں سے یہ اقتباسات اگر ایک طرف گاہے گاہے بازخواں کی طرح ڈالیں گے تو دوسری طرف جدید ترین کتابوں کے متن سے بھی تھوڑی بہت واقفیت کا سامان (اور شاید پوری کتاب پڑھنے کا شوق بھی) پیدا کریں گے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ سلسلہ پسند کیا جائے گا۔

وحید الدین سلیم

اصطلاح سازی کے سترہ اصول

واضح ہو کہ دنیا کی ہر ایک علمی اور ترقی یافتہ زبان میں دو قسم کے الفاظ پائے جاتے ہیں جو اصطلاحات کے نام سے موسوم کیے جاتے ہیں۔

(اوّل) مفرد الفاظ، یا مفرد اصطلاحیں۔

(دوم) مرکب الفاظ یا مرکب اصطلاحیں۔

اگرچہ مرکب الفاظ علمی زبانوں میں زیادہ اہم ہوتے ہیں اور ان کی تعداد بھی زیادہ ہے تاہم مفرد الفاظ کی ایک بڑی تعداد ہر علمی زبان میں پائی جاتی ہے۔ یہ مفردات یا تو ایسے ہیں جن پر مرکب الفاظ کی بنیاد ہے یا ایسے ہیں جن سے ترکیب الفاظ کے وقت کام نہیں لیا گیا اور وہ مفرد ہونے کی حالت میں بدستور باقی ہیں۔ علمی زبان میں مرکب اصطلاحیں بلاشبہ زیادہ اہم ہیں۔ تاہم مفردات ہماری بحث سے خارج نہیں ہو سکتے، اس لیے ہم اوّل مفردات پر نظر ڈالتے ہیں۔

مفرد اصطلاحیں وضع کرنے کے اصول

پہلا اصول: مفرد اصطلاحوں کے لیے ہم ان تمام زبانوں سے الفاظ لے سکتے ہیں

جو ہماری زبان میں بطور قدرتی عنصر کے شامل ہیں۔ یعنی ہندی، فارسی اور عربی سے۔ کبھی کبھی ترکی زبان کے الفاظ بھی لیے جاسکتے ہیں۔ انگریزی کے صرف وہ الفاظ لینے چاہئیں جو ہماری زبان میں بہت زیادہ رائج اور مشہور ہو چکے ہیں جیسے گیس، مشین، کونین، انجن وغیرہ۔

دوسرا اصول :۔ حتی الوسع ان زبانوں سے، جو ہماری زبان میں بطور قدرتی عنصر کے شامل ہیں، وہ الفاظ لینے چاہئیں جو مستعمل اور رائج ہیں۔ ضرورت کے وقت ان زبانوں کے غیر مستعمل الفاظ نہ لیے جائیں۔

اس اصول کے متعلق یہ اعتراض کیا جائے گا کہ عام اور رائج الفاظ بذات خود کچھ معنی رکھتے ہیں۔ اگر ہم ان کو نئے اصطلاحی معنے پہنائیں تو سننے والے کا ذہن ان الفاظ کے اصلی معنوں کی طرف جائے گا۔ اصطلاحی معنوں کی طرف اس کا ذہن منتقل نہیں ہوگا۔ الفاظ جب باہم مرکب ہوتے ہیں تو خود ترکیب ایک اجنبیت پیدا کر دیتی ہے اور اس اجنبیت کے سبب سننے والے کا ذہن منتقل ہوتا ہے۔ مگر مفردات کا یہ حال نہیں ہے۔ مثلاً شیر برگ اگر ایک ایسے پھول کا نام رکھا جائے جس کے پتے دودھ جیسے سفید ہوں تو سننے والے کا ذہن شیر اور برگ کے اصلی معنوں کی طرف کم منتقل ہوگا۔ اس ترکیب کی اجنبیت ہی اس کے ذہن کو کسی ایسی چیز کی طرف منتقل کر دے گی، جس سے ان دونوں لفظوں کا متعلق ہونا ممکن ہو۔ برخلاف اس کے اگر شیر کسی اور چیز کا نام رکھا جائے تو سننے والا اس کے اصطلاحی معنوں کو نہیں سمجھے گا بلکہ اس کا ذہن شیر کے اصلی معنوں کی طرف فوراً منتقل ہوگا۔

مگر یہ اعتراض صحیح نہیں ہے۔ ہر زبان میں ایسے الفاظ کثرت سے پائے جاتے ہیں، جن کے معنی دو یا دو سے زیادہ ہیں۔ ان الفاظ کو مشترک کہتے ہیں۔ مشترک الفاظ کے تمام معانی بولنے اور لکھنے کے وقت قرینے سے سمجھے جاتے ہیں۔

عام زبان میں ایسے الفاظ جن کے معنی دو یا دو سے زیادہ ہوں قرینہ سے بے تکلف سمجھے گئے ہیں اور سمجھے جاتے ہیں پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ جب علمی اصطلاحات ایسے رائج اور مستعمل الفاظ سے بنائی جائیں گی جن کے کچھ معنی پہلے سے موجود ہیں، تو ان الفاظ کے عام اور اصطلاحی معنوں میں مشترک ہونے کے سبب کوئی دقت پیش آئے گی۔ ہر موقعہ پر قرینہ بتا دے گا کہ یہ لفظ عام معنوں میں لیا گیا ہے یا اصطلاحی معنوں میں بولنے اور لکھنے کے قرائن کے علاوہ مشترک الفاظ کے اصلی معنوں اور دیگر معنوں میں اکثر تشبیہ یا مجاز کا تعلق

ہوتا ہے۔

اس تعلق کے سبب ذہن انسانی ایک معنی سے دوسرے معنی کی طرف آسانی سے منتقل ہوتا ہے۔کسی لفظ کو جو پہلے سے کچھ معنی رکھتا ہے، نئے اصطلاحی معنے پہنانے کے وقت بھی اس تعلق کا خیال رکھنا پڑتا ہے مگر تماشا یہ ہے کہ فارسی زبان میں کم اور عربی میں بہت سے ایسے مشترک الفاظ بھی ہیں جن کے معنی باہم متضاد ہیں۔تاہم کوئی دشواری ان کے مختلف معنوں کے سمجھنے میں نہیں ہوتی! ایسے موقع پر دو مختلف معنوں میں بلاشبہ کوئی مجازی تعلق نہیں ہوتا۔تاہم بولنے یا لکھنے کا قرینہ اس مشکل کو حل کر دیتا ہے پس ہماری رائے میں جہاں تک ممکن ہو، مفرد اصطلاحیں وضع کرنے میں، ان عام مفرد الفاظ سے کام لینا چاہیے جو ہماری زبان میں پہلے سے مستعمل ہیں تاہم اگر کسی موقع پر ایسا عام مفرد لفظ نہ مل سکے جو رائج اور مستعمل ہو، یا لفظ تو مل سکتا ہے مگر وہ ایسا لفظ ہے جس سے آیندہ ترکیب کے وقت دقت پیش آئے گی، برخلاف اس کے کسی عنصری زبان کا ایک اور لفظ جو کم مشہور رہے، بہ نسبت اس کے چھوٹا اور ہلکا اور مرکبات میں آسانی سے کھپ جانے والا ہے، تو ایسی حالتوں میں ضرورتاً عنصری زبانوں کے غیر مستعمل الفاظ سے بھی کام لیا جا سکتا ہے۔

تیسرا اصول:۔ کسی اصطلاحی لفظ سے پورے اصطلاحی معنے ظاہر نہیں ہوتے۔ ہر ایسے لفظ میں اصطلاحی معنے کی ایک جھلک ہوتی ہے اور یہی جھلک کافی سمجھی جاتی ہے۔ مثلاً" گرامر میں ضمیر ان لفظوں کو کہتے ہیں، جو بجائے اسمائے مذکورہ استعمال کیے جاتے ہیں، جس کا فائدہ یہ ہے کہ بار بار انہیں اسما کو جن کا ذکر گذر چکا ہے، دہرانا نہیں پڑتا، ضمیر کے اصلی معنی ہیں پوشیدہ۔ یہ نام اس لیے دیا گیا کہ ضمیریں پوشیدہ یا غائب اسماکی قائم مقامی کرتی ہیں۔ بلاغت میں مجاز اس لفظ کو کہتے ہیں جو اپنے اصلی معنوں کو چھوڑ کر نئے معنوں میں استعمال کیا جائے۔ مثلاً قارورہ کے اصلی معنے شیشہ کے ہیں۔ مجازی معنی ہیں بیمار کا پیشاب جو شیشہ میں ڈال کر تشخیص مرض کے لیے حکیم کے پاس لے جائیں۔ مجاز کا لفظ جواز سے نکلا ہے، جس کے معنی ہیں گزرنا۔ چونکہ اس میں اصلی اور حقیقی معنوں سے گزر جانا پڑتا ہے، اس لیے یہ نام دیا گیا ہے۔ منطق میں دور اس کو کہتے ہیں کہ مثلاً" ا کا وجود ب پر موقوف ہو، ب کا وجود ج پر، ج کا د پر پھر د کا وجود ا پر موقوف ہو۔ دور کے معنے ہیر پھیر کے ہیں۔ چونکہ اس سلسلہ میں ہر پھیر کر وہی پہلی چیز آجاتی ہے، اس لیے دور نام رکھا گیا۔ طب میں جمرہ ایک مرض کا نام

ہے، جس میں درد کے ساتھ سوزش بے حد ہوتی ہے۔ جمرہ کے اصلی معنی عربی میں چنگاری کے ہیں۔

معنی کا یہ حصہ جو جھلک کہلاتا ہے، اگر اس معنی کا نمایاں اور ممتاز حصہ ہو تو بہتر ہے۔ ہر مفرد اصطلاح کے وضع کرنے کے وقت حتی الامکان کوشش کرنی چاہیے کہ اصطلاحی معنی کا نمایاں اور ممتاز حصہ اصطلاحی لفظ سے ظاہر ہو۔ اگرچہ اس بات سے کسی طرح انکار نہیں ہو سکتا کہ زمانہ سابق میں جو اصطلاحات عربی اور انگریزی وغیرہ زبانوں میں وضع کی گئی ہیں، ان میں ہمیشہ اور بالالتزام اس بات کی کوشش نہیں کی گئی کہ اصطلاحی الفاظ سے اصطلاحی معنوں کا نمایاں اور ممتاز حصہ ظاہر ہو تاہم اس اصول پر عمل کرنے سے ہم زیادہ مناسب اور موزوں اصطلاحیں تجویز کر سکتے ہیں۔ انگریزی میں جو مفرد اصطلاحیں ہیں، اگر ان کے اصطلاحی معنوں کا نمایاں اور ممتاز حصہ ان سے ظاہر نہیں ہوتا تو ہمارے لیے تقلید کی ضرورت نہیں ہے، ہم معنے کے نمایاں حصہ کو نگاہ میں رکھ کر چوتھے اصول کے مطابق نئی اصطلاحات بنا سکتے ہیں۔

چوتھا اصول:۔ دوسرے اصول میں ہم نے قرار دیا ہے کہ حتی الامکان عنصری زبانوں کے مشہور اور رائج الفاظ سے وضع اصطلاحات میں کام لیا جائے۔ پس ضروری ہے کہ ہم موجودہ الفاظ کو نئے نئے معنے پہنائیں۔ اس حالت میں جو تعلق اصلی معنوں اور نئے معنوں میں ہوگا، وہ یا تو تشبیہہ کا تعلق ہوگا یا کنایہ کا یا مجاز کا۔ تیسری صورت کی بہت سی شکلیں ہیں، مثلاً مہب سے مسہب مظروف سے ظرف۔ یا ظرف سے مظروف عام سے خاص یا خاص سے عام۔ جزء سے کل یا کل سے جزء مراد لی جائے۔ یہ تمام طریقے بلاغت میں تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں، انھی طریقوں کی بنا پر ہمیں نئی اصطلاحیں وضع کرنی چاہئیں۔

پانچواں اصول:۔ عربی زبان کی قدیم مفرد علمی اصطلاحیں قائم رکھنی چاہئیں۔ (ان میں معرب الفاظ بھی شامل ہیں) کیونکہ وہ ہمارے اسلاف کی یادگار ہیں۔ اگر ہم نے ان مفرد اصطلاحوں سے اپنے خاص طریقۂ ترکیب کے مطابق اصطلاحیں تیار کیں تو اس صورت میں بھی وہ یادگار قائم رہے گی گو کہ اس حالت میں ان کی وہ ترکیبی شکل باقی نہ رہے، جو عربی زبان کے طریقۂ ترکیب کے مطابق ہو سکتی تھی۔

عربی زبان کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مفرد الفاظ نہایت کثرت سے ہیں اس بات میں شاید دنیا کی کوئی زبان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس کے علاوہ اس زمانہ میں ایک

مفردِ مادہ سے بہت سے مفرد الفاظ نکالنے کا جو قاعدہ موجود ہے وہ بے نظیر ہے۔ ہمیں اس قاعدہ سے مفرد الفاظ بنانے میں بڑی مدد مل سکتی ہے اور مفرد الفاظ کا بہت بڑا ذخیرہ ہمارے ہاتھ آسکتا ہے۔

ترکیب کے ایسے قاعدے البتہ عربی اور دیگر سامی زبانوں میں نہیں ہیں، جیسے کہ آریائی زبانوں میں ہیں، اسی بنا پر ہم نے قرار دیا ہے کہ مفردِ علمی اصطلاحیں بنانے کے وقت ان مفرد عربی الفاظ سے کام لینا چاہیے، جو ہماری زبان میں رائج اور مستعمل ہیں اور اگر ضرورت پیش آئے تو عربی زبان کے ان مفرد الفاظ سے بھی کام لے سکتے ہیں جو اب تک ہماری زبان میں رائج نہیں ہیں مگر ترکیب الفاظ کے لیے ہمیں ان آریائی طریقوں کو کام میں لانا چاہیے جن سے مرکب اصطلاحیں نہایت سہولت سے اور بے تکلف تیار ہو سکتی ہیں۔

چھٹا اصول :۔ اگر کسی علم میں اصطلاحیں پہلے عربی سے لی گئی ہوں تو اس علم میں آیندہ اصطلاحیں بھی عربی سے لینی چاہئیں یا نہیں ؟ اس سوال کا جواب بعض حضرات کے نزدیک مطلقاً اثبات میں ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ ایسا کرنے سے یکسانیت پیدا ہو گی۔ ہم بھی اس کا جواب اس خاص حد تک اثبات میں دیتے ہیں جو پانچویں اصول میں بیان کی گئی ہے۔ یعنی مفرد اصطلاحیں عربی کے ان رائج اور مستعمل الفاظ سے بنا سکتے ہیں، جو ہماری زبان میں موجود ہیں اور بشرط ضرورت ان مفرد الفاظ کو بھی کام میں لا سکتے ہیں جو اب تک ہماری زبان میں رائج نہیں ہوئے مگر دو پہلو سے ہماری رائے ان حضرات سے مختلف ہے۔ (اوّل) یہ کہ بالالتزام اور ہمیشہ عربی الفاظ ہی سے اصطلاحیں نہیں بنانی چاہئیں کیونکہ بہت سے موقعوں پر فارسی، ہندی سے بھی ہمیں ایسے الفاظ مل سکتے ہیں جو بمقابلہ عربی الفاظ کے زیادہ سریع الفہم او زبان پر آسانی سے رواں ہونے والے اور اردو زبان کی بناوٹ کے لحاظ سے زیادہ موزوں اور مناسب ہوں۔ عربی الفاظ کی قید لگانے اور اس قاعدہ کا ہمیشہ التزام کرنے سے ہم اپنے تئیں خواہ مخواہ مجبور کرلیں گے اور اس سے ہم بعض اوقات دقت میں پھنس جائینگے (دوم) یہ کہ جو حضرات اس یکسانیت پر زور دیتے ہیں۔ وہ مفرد اصطلاحات ہی پر بس نہیں کرتے بلکہ مرکب اصطلاحیں بھی عربی زبان ہی کے طریقہ کی تیار کرتے ہیں۔ ان مرکب اصطلاحوں میں دو دقتیں اکثر پیش آتی ہیں۔ پہلی یہ کہ اصطلاحیں آسانی سے زبان پر رواں نہیں ہوتیں اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ واضع نے ان اصطلاحات کو ان قوموں کے لیے

بنایا ہے۔ جن کی مادری زبان عربی ہے یا جن کا ذریعہ تعلیم اردو زبان نہیں بلکہ عربی زبان ہے حالانکہ ہم جو اصطلاحیں تیار کرنا چاہتے ہیں ان کا مقصد ان باشندوں کو تعلیم دینا ہے جن کی زبان اردو ہے دوسری دقت یہ پیش آتی ہے کہ وہ مرکب اصطلاحیں جو عربی طریقہ ترکیب کے مطابق تیار کی جاتی ہیں۔ اپنی جگہ جامد ہو کر رہ جاتی ہیں اور ان سے آیندہ اور الفاظ نہیں بن سکتے۔ برخلاف اس کے اگر مفرد الفاظ عربی سے لیے جائیں اور آریائی طریقہ ترکیب کے مطابق ان سے مرکب اصطلاحیں بنائی جائیں تو یہ دونوں دشواریاں پیش نہ آئیں۔

بہر حال ہماری رائے یہ ہے کہ ہمیں یکسانیت کے خبط پر اپنی زبان کی خوشنمائی اور سادگی کو قربان نہیں کرنا چاہیے۔ عربی زبان سے ہمیں اسی قدر کام لینا چاہیے جہاں تک کہ ہماری زبان کی آریائی فطرت تباہ نہ ہو اور مرکب اصطلاحیں تیار کرنے کی جو آسانیاں ہمیں اس فطرت کے سبب میسر ہیں، وہ برباد نہ ہونے پائیں اور آیندہ ایسی مرکب اصطلاحیں تیار نہ ہوں جن کا بولنا اردو زبان بولنے والوں کے لیے مشکل ہو اور ان سے پھر نئے مشتقات نہ بن سکیں۔ مادری زبان تعلیم کا ایک قدرتی ذریعہ ہے اور کسی غیر زبان میں علم حاصل کرنا ایک مصنوعی ذریعہ ہے۔ یہ یکسانیت کا اصول ہمارے لیے اسی وقت موزوں تھا جبکہ ہماری تعلیم کا قدرتی اور مصنوعی ذریعہ ایک تھا یعنی جبکہ ہمارے آبا و اجداد علمی زبان بولتے اور عربی ہی میں تعلیم پاتے تھے یا کم سے کم اس وقت کے لیے موزوں تھا، جبکہ تعلیم کا نا قدرتی ذریعہ تو بدل گیا تھا یعنی ہماری مادری زبان فارسی یا اردو ہو گئی تھی مگر مصنوعی ذریعہ باقی تھا، یعنی ہم عربی زبان میں تمام علوم کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ مگر جب کہ ہمارا قدرتی ذریعہ تعلیم اور مصنوعی طریقہ تعلیم دونوں بدل گئے ہیں تو یکسانیت کے اس طریقہ پر زور دینا خبط کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جن مشکلات سے آزاد ہونے کے لیے ہم اردو زبان کو تعلیم کا ذریعہ قرار دے رہے ہیں، انہیں مشکلات میں ہر پھر کر اپنے تئیں پھر پھنسانا چاہتے ہیں۔

ساتواں اصول :- انگریزی، فرانسیسی، جرمنی اور یورپ کی دیگر زبانوں میں بہت سے الفاظ غیر زبانوں سے آئے ہیں اور ان زبانوں کے بولنے والوں نے ان الفاظ میں تصرف کرکے ان کو اپنا بنا لیا ہے۔ عربوں نے بھی بہت سے علمی مفرد الفاظ اپنی زبان کی خراد پر چڑھا لیے تھے۔ طب اور علم الادویہ وغیرہ میں بہت سے یونانی مفرد الفاظ ہیں (بلکہ مرکب بھی) جو معرب کر لیے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر ذیل میں چھ الفاظ درج کیے جاتے ہیں جن میں مفرد و

مرکب دونوں قسم کے الفاظ ہیں۔

غاریقون، سقونیا، اوذیما، ذیابطیس، درہم، دینار، قولون، دیافرغا اور طی کیلوس کیموس، مانیا، مالیخولیا، باسلیق، قیفال، اثیر، منجنیق، قاثاطیر، صافن، قرینہ، ایلاؤس، دوسنطاریا فلغموتی، بولیموس، قاطوخس، قوما، ابلیمیا وغیرہ۔

اب سوال یہ ہے کہ آیا ہمیں بھی انگریزی زبان کے بہت سے مفرد الفاظ کو تصرف کر کے مہند کر لینا چاہیے؟ اگر اس کا جواب اثبات میں ہو تو اس باب میں ہمیں کس اصول پر عمل کرنا چاہیے اور اس کی حد بندی کیونکر ہو سکتی ہے؟۔

ہماری رائے اس باب میں حسب ذیل ہے، جس کو ہم نے ساتواں اصول قرار دیا ہے۔

(ا) انگریزی کے اکثر الفاظ جو مشہور اور رائج ہو چکے ہیں (خواہ وہ اصلی حالت میں ہیں یا ان میں تصرف کیا گیا ہے) اور عوام کی زبان پر بھی رواں ہو چکے ہیں اپنے حال پر قائم رکھے جائیں. جیسا کہ ہم پہلے اصول میں بیان کر چکے ہیں۔

(ب) وہ تمام مفرد الفاظ جو معرب ہو کر عربی زبان کی علمی اصطلاحات میں شامل ہو چکے ہیں۔ ان میں بھی کوئی نہ تبدیلی کی جائے۔ سب بدستور باقی رکھے جائیں جیسا کہ ہم پانچویں اصول میں اشارہ کر چکے ہیں۔

(ج) حیوانات و نباتات کے وہ نام جن کا اشتقاق مشکوک ہے، یا جو امریکہ افریقہ اور شینیا وغیرہ. براعظموں کے کسی ملک کی زبان سے ماخوذ ہیں، ان میں بشرط ضرورت تصرف کر لیا جائے یا ان کو بدستور رہنے دیا جائے۔

(د) اشیا کے جو نام عربی، فارسی یا ہندوستان کی کسی زبان سے یورپ میں گئے ہیں اور انہوں نے اپنی شکل تبدیل کر لی ہے، ان کو بجنسہٖ انگریزی زبان سے نہیں لینا چاہیے بلکہ ان کو اس شکل کے بدلے آنا چاہیے جس پر کہ وہ اصل زبان میں تھے۔

(ہ) سائنس کی اشیا کے وہ نام جو موجدوں یا دریافت کنندوں کے نام پر رکھے گئے ہیں ان کو بھی بدستور قائم رکھنا اور اپنی زبان کی خراد پر چڑھا لینا چاہیے۔ اگر ہم ایسا نہ کرینگے تو علمی دنیا میں احسان فراموش کہلائیں گے۔

آٹھواں اصول:۔ سائنس کی ان اشیا کے علاوہ جن کا ذکر ساتویں اصول میں ہو چکا ہے، باقی تمام اشیا جن کے ناموں کا اشتقاق معلوم ہے، ان کے لیے اپنی زبان میں مفرد

الفاظ وضع کر لینے چاہئیں۔ اس میں کیمیا کے عناصر دوائیں حیوانی، نباتی اور جمادی سب اشیا شامل ہیں۔

شاید اس موقع پر اعتراض کیا جائے کہ وہ چیزیں جو تجارت کی ذیل میں داخل ہیں یا اپنے نام اپنے ساتھ ان ملکوں سے لائی ہیں جہاں سے کہ وہ تجارت کے لیے روانہ کی گئی ہیں۔ اس صورت میں وہ چیزیں اپنے مشہور ناموں سے ملیں گی۔ ہمارے وضع کیے ہوئے ناموں سے نہیں ملیں گی۔

مگر یہ اعتراض صحیح نہیں ہے۔ آخر بہت سی تجارتی چیزیں ایسی بھی ہیں، جن کے نام پہلے سے ہماری زبان میں موجود ہیں۔ مثلاً تھائی مول کو ہم اجوائن کا ست کہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص انگریزی دواؤں کی دکان پر جا کر اجوائن کا ست طلب کرے تو دوا فروش یا تو پہلے سے جانتا ہوگا کہ اجوائن کا ست وہی ہے جسے ڈاکٹری میں تھائی مول کہتے ہیں یا اگر نہ جانتا ہوگا تو کوشش کرے گا کہ اس نام کی حقیقت معلوم کرے۔ چونکہ خریدار اور فروشندہ دونوں ایک دوسرے کی بات سمجھنے کے محتاج ہیں اور فروشندہ نسبتاً زیادہ محتاج ہے اس لیے کہ خریدار اس فروشندہ کو چھوڑ کر جو اس کی بات نہیں سمجھتا، دوسرے فروشندہ کے پاس چلا جائے گا جو اس کی بات سمجھتا ہے اس بنا پر ہمیشہ دکانداروں کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ خریداروں کی بات سمجھیں اور ان کی مطلوب اشیا کے دیسی ناموں سے واقف ہوں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دکان دار علی العموم ان ناموں سے آگاہ ہوجاتے ہیں، جن کا رواج ملک میں ہے۔ نئے نام جو ہم وضع کر رہے ہیں، ان کا بھی یہی حال ہوگا مثلاً جب ہم کسی انگریزی دوا فروش سے بنفشیں طلب کریں گے تو وہ اوّل تو حیرت زدہ ہوگا کہ یہ کیا چیز ہے۔ پھر جب اس سے کوئی سبزین طلب کرے گا اور کوئی عفنین، تو خود حیرت ہی جس کو فلاسفہ نے علم کا دروازہ بتایا ہے اس کو اس بات پر آمادہ کر دے گی کہ وہ ان ناموں سے خبردار ہو۔ پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ ان سب ناموں کی حقیقت سے واقف ہوجائیگا اور آیندہ ان ناموں کو اپنے حافظہ میں محفوظ رکھے گا تاکہ ان چیزوں کا کوئی گاہک اس کی دکان سے واپس نہ جانے پائے۔ پس جس طرح تجارتی چیزوں کے وہ دیسی نام جو پہلے سے موجود اور رائج ہیں، لین دین میں حارج نہیں ہوتے بالکل اسی طرح نئے نام بھی آگے چل کر تجارت میں خلل انداز نہ ہوں گے۔

نواں اصول ۔ انگریزی کی بعض مفرد اصطلاحیں روم و یونان یا دیگر ملکوں کی میتھالوجی

یعنی دیوتاؤں کے قصوں کہانیوں سے لی گئی ہیں۔ مثلاً امونیا AMMONIA نمفا NYMPHA کوبالٹ COBALT وغیرہ میتھالوجی (خرافیات) یورپ کے ادب کا اہم عنصر ہے اس لیے ان ممالک کا بچہ بچہ ان اشاروں کو خوب سمجھتا ہے۔ مگر ہندوستان کے باشندے ان سے بالکل نابلد ہیں۔ ہمیں ایسے لفظوں کو بدستور باقی رکھنا نہیں چاہیے بلکہ جن اشیاء کے لیے ایسے نام تجویز کیے گئے ہیں، ان کے صفات وخواص معلوم کرکے نئی اصطلاحیں وضع کرلینی چاہئیں۔

دسواں اصول:۔ اگر انگریزی کی کوئی اصطلاح اس شئے کی غلط خاصیت ظاہر کرتی ہو جس کے لیے وہ اصطلاح وضع کی گئی ہے، تو اس غلط خاصیت کی بنا پر ہمیں اپنی اصطلاح نہیں بنانی چاہیے بلکہ اس کے صحیح خواص معلوم کرکے ان کی بنا پر اصطلاح وضع کرنی چاہیے۔

گیارھواں اصول:۔ اگر ایک علم کی کسی انگریزی اصطلاح کے مقابل کوئی ایسی اصطلاح تجویز کی جائے جو پہلے سے کسی اور علم میں مستعمل ہو تو اس کا کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ انگریزی اور عربی میں ایسی بہت سی اصطلاحیں ہیں جو مختلف علوم میں یکساں مستعمل ہیں اور ہر علم میں ان کے جداگانہ معنے لیے جاتے ہیں۔ جس طرح ایک اصطلاح مختلف معنوں کے لحاظ سے مختلف علوم میں مستعمل ہوسکتی ہے، اسی طرح کئی مختلف اصطلاحیں ایسی ہوسکتی ہیں، جن کے معنے ایک ہوں۔ پہلی قسم کی اصطلاحوں کو مشترک اصطلاحین اور دوسری قسم کی اصطلاحوں کو مرادف اصطلاحین کہتے ہیں۔

بارھواں اصول:۔ اگر انگریزی میں کوئی اصطلاح مشترک ہو اور مختلف علوم میں اس کے معنے جداگانہ لیے ہوں تو اردو میں ایسا لفظ تلاش کرنا نہیں چاہیے جو انگریزی لفظ کی طرح کئی معنوں کے لیے کافی اور کئی علوم میں مشترک ہوسکے۔ کیونکہ شاذونادر ہی ایسا لفظ مل سکتا ہے، اس صورت میں ہر اصطلاحی معنی کے لیے جداگانہ لفظ تجویز کرنا زیادہ موزوں ہوگا۔

تیرھواں اصول:۔ جہاں تک ممکن ہو، انگریزی زبان کی مفرد اصطلاح کے لیے اردو اصطلاح بھی مفرد ہی تجویز کرنی چاہیے لیکن اگر مفرد اصطلاح کے مقابل مفرد اصطلاح نہ مل سکے تو مرکب اصطلاح بنالینی چاہیے کیونکہ یہ بات ضروری نہیں ہے کہ ایک زبان کے مفردات کے لیے ہمیشہ دوسری زبان میں بھی بالمقابل مفردات مل سکیں۔

چودھواں اصول:۔ دوسرے اصول میں قرار دیا گیا ہے کہ مفرد اصطلاحیں اردو زبان کی عنصری زبانوں سے لینی چاہئیں اور یہ بات واضح طور پر بتائی جاچکی ہے کہ ہندی فارسی اور

عربی ہی وہ عنصر ہیں جن سے ہماری زبان مرکب ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ نکلا کہ ہماری نئی اصطلاحیں تینوں زبانوں یعنی عربی، فارسی اور ہندی کے الفاظ سے بلا تکلف ماخوذ ہونی چاہئیں مگر جو حضرات وضع اصطلاحات میں عربیت کے حامی ہیں، وہ تو فارسی زبان سے بھی اصطلاحیں بنانے کے روادار نہیں ہیں، ہندی کا تو کیا ذکر ہے۔ پھر ایک اور گروہ ہے جو اصطلاحات میں فارسی کی آمیزش کو تو جائز رکھتا ہے لیکن ہندی میل سے نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ غرضیکہ یہ دونوں گروہ علمی اصطلاحات میں ہندی کی مداخلت کو پسند نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک وہ اصطلاحیں جو ہندی الفاظ سے بنائی جائیں اور جن میں ہندی کے مخصوص حروف (ٹ۔ ڈ۔ ڑ) اور مخلوط الہا حروف (بھ۔ پھ۔ تھ۔ ٹھ۔ دھ۔ ڈھ۔ کھ۔ گھ۔ لھ۔ مھ۔ نھ) شامل ہوں، محض بازاری اور مبتذل الفاظ ہوں گے۔

ہمارے نزدیک یہ خیال سخت غلطی پر مبنی ہے۔ ہندی ہماری محبوب زبان اردو کے لیے جس کو ہم رات دن گھروں میں، بازاروں میں، محفلوں اور مجلسوں میں، مدرسوں اور کارخانوں میں اور ہر مقام میں اور ہر حالت میں بولتے ہیں اور اسی کو ہمیشہ لکھتے اور پڑھتے ہیں۔ بمنزلہ زمین کے ہے۔ اسی زمین پر فارسی اور عربی کے پودے لگائے گئے ہیں۔ اسی تختہ پر غیر زبانوں نے آکر گلکاری کی ہے۔ اگر یہ زمین نکال دی جائے تو پھر اردو زبان کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہے گا۔ ہندی کو ہم اپنی زبان کے لیے ام اللسان اور ہیولائے اول کہہ سکتے ہیں اس کے بغیر ہماری زبان کی کوئی ہستی نہیں ہے۔ اس کی مدد کے بغیر ہم ایک جملہ بھی نہیں بول سکتے۔ جو لوگ ہندی سے محبت نہیں رکھتے، وہ اردو زبان کے حامی نہیں ہیں۔ فارسی، عربی یا کسی دوسری زبان کے حامی ہوں تو ہوں۔ کیا وہ ہندی اسما و افعال جن کو ہم رات دن چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے اور سوتے جاگتے استعمال کرتے ہیں، مبتذل اور بازاری ہو سکتے ہیں؟ کیا ہمارے علما اور خواص و اشراف ان اسما افعال کو بے تکلف اپنی زبانوں پر نہیں لاتے؟ پھر یہ کیا ہے کہ جو الفاظ ادنیٰ و اعلیٰ عام و خاص جاہل و عالم سب کی زبانوں پر ہیں، وہ ہر قسم کی گفتگو اور خط و کتابت کے وقت تو مبتذل اور بازاری نہیں ہوتے، مگر علمی اصطلاحات بناتے وقت ان کو مبتذل اور بازاری کہا جاتا ہے۔ کیا اردو زبان میں سب زبانوں سے زیادہ کثیر التعداد ہندی کے الفاظ نہیں ہیں؟ کیا ہندی کے خاص حروف ٹ۔ ڈ۔ ڑ اور مخلوط الہا حروف ہم بے تکلف ادا نہیں کرتے؟ کیا ہم ایسے

الفاظ جن میں یہ حروف ہوں، اپنی زبان سے چھیل کر دور کر سکتے ہیں؟ کیا ان حروف کے بولنے
سے ہم ہمیشہ کے لیے توبہ کر سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو کیا پھر ہر موقع پر ان الفاظ اور ان حروف
کو استعمال کرنا اور ہر فصیح سے فصیح تقریر اور تحریر میں ان کو دخل دینا اور ایک خاص موقعہ
یعنی وضع اصطلاحات کے وقت ان الفاظ و حروف کو ان کے شاندار درجہ سے گرا دینا اور متبذل
اور بازاری کی پھبتی ان پر چسپاں کرنا سراسر مہمل اور بے معنی نہیں ہے؟۔

آخر ہندی الفاظ کو ضعیف و مبتذل سمجھنے کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے ج
قوم اپنے درجہ سے گر جاتی ہے اور حریت کا تاج سر سے اتار کر غلامی کا طوق پہن لیتی ہے، و
اپنی ہر چیز کو پست و ذلیل سمجھنے لگتی ہے۔ اپنا مذہب دوسروں کے مذہبوں کے مقابلہ میں
انہیں ادنیٰ اور کمزور نظر آتا ہے۔ غیروں کے اخلاق اور آداب و رسوم اپنے اخلاق اور آدا
رسوم سے اچھے دکھائی دیتے ہیں۔ اسی طرح اپنی زبان بھی انہیں غیروں کے زبانوں کی نسبت
ناشائستہ اور کم مایہ معلوم ہوتی ہے۔ غیر زبانوں کے الفاظ ان کی نظر میں نہایت شاندار او
ارفع ہو جاتے ہیں اور اپنی زبان کے الفاظ حقیر اور مبتذل معلوم ہوتے ہیں۔ یہ میلان گری ہوئی
قوم کے تمام معاملات و حالات پر یکساں طور سے حاوی ہو جاتا ہے۔

ہم کو اس دھوکے سے بچانا بچنا چاہیے اور ہندی زبان کے الفاظ و حروف سے جو ہمارے
زبان کی فطرت میں داخل ہیں، ناک بھوں چڑھانی نہیں چاہیے۔ ہم جس طرح عربی اور فارسی
اصطلاحات لیتے ہیں، اسی طرح ہندی سے بھی بے تکلف وضع اصطلاحات میں کام لین
چاہیے اور ہندی الفاظ کو جو ہماری زبان کے مانوس و محبوب الفاظ ہیں، بازاری اور مبتذ
سمجھ کر دنیا کی نظر میں اپنے تئیں غیر مہذب اور تنزل یافتہ ثابت کرنا نہیں چاہیے۔ اس اصو
سے صرف اس صورت میں ہٹنا چاہیے جبکہ ہندی کے اختیار کردہ مقررہ الفاظ سے مرکب
اصطلاحات تیار کرنے میں کوئی دشواری پیش آئے۔

پندرھواں اصول:- جو اصطلاح ہم اصول متذکرہ بالا پر حتی الامکان عمل کر کے وضع
کریں، اگر وہ اصطلاح اور اس کے مقابل کی انگریزی اصطلاح دونوں یکساں طور پر دھندلی او
مبہم ہوں اور اپنا مطلب صاف طور سے ظاہر کرتی ہوں تو اپنی اصطلاح پر انگریزی اصطلا
کو ترجیح دینی نہیں چاہیے بلکہ انگریزی اصطلاح کو ترک کر کے اپنی اصطلاح قائم رکھنی چاہ
کیونکہ ہماری وضع کردہ اصطلاح کا تلفظ اکثر بمقابلہ انگریزی لفظ کے مادہ کے اکثر گوش

آشنا ہوگا۔

سولھواں اصول:۔ عام طور پر انگریزی مفرد اصطلاحات کا لفظی ترجمہ ہی کافی ہوگا اس طریقہ سے ہٹنا وہاں پڑے گا، جہاں (ا) اصل انگریزی لفظ میں معنی کی نمایاں جھلک نہ ہو۔ (ب) اس شے کی غلط خاصیت ظاہر کی گئی ہو جس کے لیے وہ لفظ انگریزی میں وضع کیا گیا ہے یا (ج) وہ لفظ میتھالوجی (خرافیات) سے ماخوذ ہو یا جہاں (د) انگریزی کی مفرد اصطلاح کے مقابل اردو میں کوئی مفرد اصطلاح نہ بن سکے۔

سترھواں اصول:۔ اصول ہائے مذکورہ بالا پر عمل کرنے کے ساتھ بہ قدر امکان اس بات کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے کہ جو لفظ بنے، وہ خوبصورت ہو اور زبان پر آسانی سے رواں ہو سکے۔

——— اقتباس کتاب "وضع اصطلاحات" سے

خواجہ الطاف حسین حالؔی

سرسیّد کی والدہ

سرسیّد کی والدہ کا حال جو سیرت فریدیہ میں لکھا ہے یا ہم نے دلّی میں سرسیّد کے رشتہ داروں سے اور خود سرسیّد سے سنا ہے چونکہ اس کو سرسیّد کی تربیت اور ان کے اخلاق و عادات بلکہ ان کے تمام واقعات زندگی میں بہت بڑا دخل ہے، اس لیے ہم اس کو کسی قدر تفصیل سے بیان کرنا چاہتے ہیں۔ سرسید کے والد میر متقی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، ایک نہایت آزاد منش آدمی تھے۔ خصوصاً جب سے شاہ غلام علی صاحب کے مرید ہو گئے تھے انکی طبیعت میں اور بھی زیادہ بے تعلقی پیدا ہو گئی تھی۔ اس لیے اولاد کی تعلیم و تربیت کا مدار زیادہ تر بلکہ بالکل سرسید کی والدہ پر تھا۔ سرسیّد سے ایک دفعہ ان کے بچپن کے حالات پوچھے گئے تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ میری تمام سرگذشت کے بیان کو یہ ایک شعر کافی ہے ؂

طفلی و دامان مادر خوش بہشتے بودہ است   چوں بپائے خود رواں گشتیم سرگرداں شدیم

سرسید کی والدہ خواجہ فرید کی تینوں بیٹیوں میں سب سے بڑی تھیں۔ ان میں قدرتی قابلیت معمولی عورتوں سے بہت زیادہ تھی، وہ صرف قرآن مجید پڑھی ہوئی تھیں اور ابتدا میں کچھ فارسی کی ابتدائی کتابیں بھی پڑھی تھیں مگر اولاد کی تربیت کا ان میں خداداد ملکہ تھا۔ سرسیّد

کہتے تھے کہ" جب میں ان کو سبق سناتا یا نئے سبق کا مطالعہ ان کے پاس بیٹھ کر دیکھتا تو وہ ایک لکڑی جس میں سوت کی گندھی ہوئی تین لڑیں باندھ رکھی تھیں، اپنے پاس رکھ لیتیں۔ وہ خفا تو اکثر ہوتی تھیں مگر ان سوت کی لڑوں سے کبھی مجھے مارا نہیں۔"

سرسید لکھتے ہیں کہ" جس زمانے میں میری عمر گیارہ برس کی تھی میں نے ایک نوکر کو جو بہت پرانا اور بڈھا تھا کسی بات پر تھپڑ مارا۔ والدہ کو بھی خبر ہوگئی۔ تھوڑی دیر بعد جب میں گھر میں آیا تو انہوں نے نہایت ناراض ہو کر کہا کہ اس کو گھر سے نکال دو، جہاں اس کا جی چاہے چلا جائے، یہ گھر میں رہنے کے لائق نہیں رہا۔ چنانچہ ایک ماما میرا ہاتھ پکڑ کر گھر سے باہر لے گئی اور سڑک پر لا کر چھوڑ دیا۔ اسی وقت میری خالہ کے گھر سے جو بہت قریب تھا، دوسری ماما نکلی اور خالہ کے پاس لے گئی۔ انہوں نے کہا" :۔" دیکھو آپا جی تم سے بہت ناراض ہیں ایں تم کو کوٹھے پر ایک مکان میں چھپا دیتی ہوں وہاں سے باہر نہ نکلنا ورنہ وہ ہم سے بھی ناراض ہو جائیں گی۔" میں تین دن تک وہاں چھپا رہا تیسرے دن خالہ صاحبہ مجھے والدہ کے پاس لے گئیں تاکہ قصور معاف کرائیں۔ انہوں نے کہا اگر اس نوکر سے قصور معاف کرائے گا تو میں بھی معاف کر دوں گی جب میں نے ڈیوڑھی میں جا کر نوکر کے آگے ہاتھ جوڑے تب قصور معاف ہوا۔

سرسید کی والدہ کی دانشمندی اور دور اندیشی ذیل کی حکایت سے بخوبی ثابت ہوتی ہے۔

سرسید کہتے تھے کہ" جب دبیر الدولہ نے وزارت سے دوسری بار استعفیٰ دے دیا تو کچھ دنوں بعد مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اپنا معتمد اور ایک معقول رقم سفر خرچ کے لیے ان کے پاس بھیجی اور لاہور بلایا سارا کنبہ چاہتا تھا کہ وہ منظور کر لیں مگر ان کی بڑی بیٹی یعنی میری والدہ نے کہا کہ خدا نے آپ کو اس قدر دیا ہے کہ جس طرح چاہیں آپ آرام سے بسر کر سکتے ہیں اور اس سے کچھ اور زیادہ ہو جائے تو بھی آپ کے آرام و آسائش میں کچھ زیادتی نہیں ہو سکتی۔ آپ کا مہاراجہ رنجیت سنگھ کی عملداری میں جانا اور اس سلطنت کے اختیارات لینے اور ہم سب کا انگریزی عملداری میں رہنا اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ میں تو ہرگز صلاح نہیں دیتی کہ اس ضعیفی کے زمانے میں کہ آپ کی طبیعت بھی اکثر علیل رہتی ہے، آپ لاہور کا ارادہ کریں۔" دبیر الدولہ کے دل پر ان کے کہنے کا ایسا اثر ہوا کہ لاہور جانے سے انکار اور سفر خرچ واپس کر دیا اور پھر کبھی کوئی تعلق اختیار نہیں کیا۔

سرسید کا بیان ہے کہ" میرے بڑے بھائی کے مرض الموت میں والدہ ہر وقت انکے پاس

بیٹھی رہتی تھیں۔ ایک مہینے تک یہی حال رہا جب انتقال ہوگیا تو سب لوگ گریہ وزاری کرنے لگے والدہ کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری تھے۔ اتنے میں صبح کی نماز کا وقت ہوگیا۔ انہوں نے وضو کر کے نماز پڑھی اور اشراق تک مصلے ہی پر بیٹھی رہیں۔ انہیں دنوں میں ایک رشتہ دار کی بیٹی کی شادی ہونے والی تھی۔ تمام سامان شادی کا ہو چکا تھا۔ صرف چار دن تاریخ عقد میں باقی رہے تھے، جب یہ حادثہ ہم پر گذرا تو ان لوگوں نے دستور کے موافق شادی ملتوی کرنی چاہی۔ میری والدہ نے جب یہ سنا تو اس واقعہ کے تیسرے دن ان کے گھر گئیں اور کہا میں شادی میں آئی ہوں۔ ماتم تین دن سے زیادہ نہیں ہوتا اور شادی کے ملتوی کرنے سے تمہارا بڑا نقصان ہوگا، جو خدا کو منظور تھا وہ ہو چکا، تم شادی کو ہرگز ملتوی مت کرو۔ جب کہ میں خود تمہارے گھر آئی ہوں اور شادی کی اجازت دیتی ہوں تو اور کوئی کیا کہہ سکتا ہے۔

سرسید کہتے تھے کہ" جو کچھ آمدنی ہوتی تھی اس میں سے پانچ فی صدی کے حساب سے میری والدہ ہمیشہ الگ رکھتی جاتی تھیں اور اس سرمایہ کو حسن انتظام کے ساتھ نیک کاموں میں صرف کرتی تھیں۔ کئی جوان لڑکیوں کا ان کی امداد سے نکاح ہوا۔ اکثر پردہ نشین عورتیں جو معاش سے ان کی پوشیدہ خبر گیری کرتیں۔ غریب خاندانوں کی جوان لڑکیاں جو بیوہ ہو جاتیں ان کو دوسرا نکاح کرنے کی نصیحت کرتیں اور دوسرے نکاح کو برا سمجھنے والوں سے نفرت کرتیں، غریب رشتہ داروں کے گھر جاتیں اور خفیہ یا کسی حیلہ سے ان کی امداد کرتیں بعض رشتہ داروں نے ایسی عورتوں سے نکاح کر لیا تھا جن سے ملنا معیوب سمجھا جاتا تھا مگر وہ ان کے گھر برابر جاتیں اور ان کی اولاد کے ساتھ شفقت سے پیش آتیں۔

سرسید کہتے تھے کہ" میری تمام ننھیال کو شاہ عبدالعزیز اور ان کے خاندان سے عقیدت تھی مگر میری والدہ کو شاہ غلام علی صاحب سے بیعت اور عقیدت تھی۔ شاہ صاحب کے ہاں منت اور نذر و نیاز کا کہیں پتہ نہ تھا۔ ان کی عادت تھی کہ جب کوئی اپنی حاجت لے جاتا تو سب حاضرین سے کہتے کہ دعا کرو خدا اس کی حاجت پوری کرے۔ یہی عقیدہ میری والدہ کا تھا۔ انہوں نے خود کوئی منت یا نذر و نیاز کبھی نہیں مانی، تعویذ یا گنڈے پر اور تاریخوں یا دنوں کی شہادت و نحوست پر ان کو مطلق اعتقاد نہ تھا لیکن اگر کوئی کرتا اس کو منع بھی نہ کرتیں اور یہ کہتیں کہ اگر ان کو منع کیا جائے اور اتفاق سے وہی امر پیش آجائے جس کے خوف سے وہ ایسا کرتے ہیں تو ان کو یقین ہو جائے گا کہ ایسا نہ کرنے سے یہ ہوا اگر ایسا کیا

جاتا تو نہ ہوتا۔" سرسید کا بیان ہے کہ "میری ننھیال والے اگرچہ عام توہمات میں مبتلا نہ تھے مگر شاہ عبدالعزیز کے ہاں جو کچھ ہوتا تھا اس پر سب اعتقاد رکھتے تھے۔ شاہ عبدالعزیز اور ان کے ہاں کے اور بزرگ بچوں کو ایک گنڈا دیا کرتے تھے اور اس کے ساتھ ایک تعویذ ہوتا تھا جس میں ایک ہندسہ یا حرف سفید مرغ کے خون سے لکھا جاتا تھا اور جس بچہ کو دیا جاتا اس کو بارہ برس کی عمر تک انڈا یا مرغی کھانے کی ممانعت ہوتی تھی۔ سید حامد اور سید محمود کو بھی ان کی ننھیال والوں نے وہ گنڈے پہنائے تھے، باوجود اس کے میری والدہ جب کبھی وہ ان کے ساتھ کھانا کھاتے اور کھانے میں انڈا یا مرغی ہوتی تو وہ بے تامل ان کو کھلا دیتیں۔" سرسید کہتے تھے کہ "اس زمانہ میں جبکہ میری مذہبی خیالات اپنی ذاتی تحقیق پر مبنی ہیں۔ اب بھی میں اپنی والدہ کے عقائد میں کوئی ایسا عقیدہ جس پر شرک یا بدعت کا اطلاق ہو سکے نہیں پاتا، البتہ وہ یہ سمجھتی تھیں کہ قرآن پڑھ کر بخشنے کا یا فاتحہ دلا کر کھانا تقسیم کرنے کا ثواب مردہ کو پہنچتا ہے مگر میں ان دونوں باتوں کا قائل نہیں ہوں۔ عبادت بدنی میں تو میں نیابت کا مطلق قائل نہیں اور عبادت مالی میں بھی سوا اس کے کہ متوفی اپنی زندگی میں کچھ مال کسی کار خیر کے لیے کسی کے سپرد کر جائے اور کسی صورت میں نیابت کا قائل نہیں ہوں۔"

سرسید کا بیان ہے کہ "جب میں دلی میں منصف تھا تو میری والدہ کی یہ نصیحت تھی کہ جہاں تم کو ہمیشہ جانا ضرور ہے وہاں کبھی سواری پر جایا کرو اور کبھی پیادہ پا جایا کرو۔ زمانہ کا کچھ اعتبار نہیں۔ کبھی کچھ ہے اور کبھی کچھ۔ پس ایسی عادت رکھو کہ ہمیشہ اس کو نباہ سکو۔ چنانچہ میں نے جامع مسجد اور خانقاہ میں جانے کا یہی طریقہ رکھا تھا کہ اکثر پیدل اور کبھی کبھی سواری پر جاتا تھا۔"

سرسید کی والدہ جیسی سمجھ دار اور دانش مند تھیں اس سے زیادہ نیک دل اور پاک سرشت تھیں۔ سرسید کا بیان ہے کہ مسماۃ زینبن ایک لاوارث بڑھیا تھی۔ میری والدہ اس کی خبر گیری کرتی تھیں۔ جب دلی میں منصف تھا اتفاق سے میری والدہ اور زینبن دونوں ایک ساتھ بیمار ہوئیں اور دونوں کی بیماری بھی ایک ہی سی تھی۔ حکیم نے والدہ کے لیے کسی قدر افاقہ کے بعد ایک معجون کا نسخہ جو قیمتی تھا تجویز کیا۔ مگر جس قدر تیار ہوا تھا وہ مقدار میں ایک ہی بیمار کی چند روزہ خوراک تھی۔ میں اس معجون کو تیار کروا کے والدہ کے پاس لے گیا اور ان سے کہہ دیا کہ اتنے دنوں کی خوراک ہے۔ انہوں نے لے لی مگر اس خیال سے کہ یہ زینبن کو بھی مفید ہوگی

لیکن اس کو کون بنوا کے دے گا، انہوں نے خود اس معجون کو نہیں کھایا اور برابر زینبن کو کھلاتی رہیں۔ زینبن کو اس سے بہت فائدہ ہوا، مگر والدہ بھی بغیر اس معجون کے استعمال کے اچھی ہوگئیں، چند روز بعد میں نے کہا کہ معجون نے آپ کو بہت فائدہ کیا۔ وہ ہنسیں اور کہا کیا بغیر دوا کے خدا صحت نہیں دے سکتا؟ آخر معلوم ہوا کہ وہ ساری معجون زینبن ہی نے کھائی مگر خدا نے دونوں کو صحت عنایت کی۔"

سرسید کہتے تھے کہ" میرے بھائی سید محمد خاں اور حکیم غلام نجف خاں میں بہت دوستی تھی۔ ایک دوسرے کو بھائی بھائی کہتے تھے۔ میں بھی حکیم صاحب کو بڑے بھائی کے برابر سمجھتا تھا۔ مگر بھائی کے انتقال کے بعد ایک دفعہ حکیم صاحب کچھ مجھ سے ناراض ہوگئے اور ہمارے ہاں آنا چھوڑ دیا۔ مگر میں بدستور ان کے ہاں جاتا رہا اور مدت تک میں نے کچھ خیال نہ کیا لیکن آخر کو میں نے بھی ان کے ہاں جانا بہت کم کر دیا۔ جب والدہ کو اس بات کی خبر ہوئی، تو افسوس کیا اور مجھ سے کہا کہ جس بات کو تم خود اچھا نہیں سمجھتے وہی بات آپ کرتے ہو۔ اگر وہ نہیں ملتے تو نہ ملیں مگر تم بدستور ملتے رہو۔"

سرسید نے ایک شخص کا ہم سے ذکر کیا کہ" جب میں صدر امین تھا تو اس کے ساتھ میں نے کچھ سلوک کیا تھا اور اس کو ایک سخت مواخذہ سے بچایا تھا مگر ایک مدت کے بعد اس نے درپردہ میرے ساتھ برائی کرنی شروع کی اور مدت تک میری شکایت کی گمنام عرضیاں صدر میں بھیجتا رہا۔ آخر تمام وجہ ثبوت جس سے اس کو کافی سزا مل سکتی تھی، میرے ہاتھ آگئی اور اتفاق سے اس وقت مجسٹریٹ بھی وہ شخص تھا جو اس کے پھانسنے کی فکر میں تھا۔ میرے نفس نے مجھ کو انتقام لینے پر آمادہ کیا۔ میری والدہ کو جب میرا یہ ارادہ معلوم ہوا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ" سب سے بہتر تو یہ ہے کہ درگذر کرو اور اگر بدلا ہی لینا چاہتے ہو تو اس زبردست حاکم کے انصاف پر چھوڑ دو جو ہر بدی کی پوری سزا دینے والا ہے۔ اپنے دشمنوں کو دنیا کے کمزور حاکموں سے بدلا دلوانا بڑی نادانی کی بات ہے۔" ان کے اس کہنے کا مجھ پر ایسا اثر ہوا کہ اس دن سے آج تک مجھ کو کبھی کسی اپنے دشمن یا بدخواہ سے انتقام لینے کا خیال نہیں آیا اور امید ہے کہ کبھی نہ آئے گا بلکہ انہیں کی نصیحت کی بدولت میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ آخرت میں خدا اس سے میرا بدلا لے۔"

اقتباس کتاب" حیاتِ جاوید" سے

رعلی فاروقی

ک گیت ۔ ایک جائزہ

امتیازی اوصاف

لوک گیتوں کا مطالعہ کرنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ ان کو بنانے والے لوگوں کا
نہیں معلوم ہوتا اور تخلص قسم کی کوئی چیز نہیں ہوتی ۔ یہ بڑی حد تک صحیح ہے کہ تقریباً
نوں میں ایسا ہے، مگر بعض گیت جیسے خیال، لاؤنی، چادر، گاگر وغیرہ کے گیتوں
، جو شاعری کی نقل کرتے ہوئے لکھے گئے اور گائے جاتے ہیں، ان میں بنانے
لے کا نام ہوتا ہے اور تخلص کو چھاپا کہا جاتا ہے۔

لوک گیت غیر شخصی اور گمنام ہوتے ہیں ۔ انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی ہوتے ہیں۔
ں کی کوئی تحریری سند نہیں ہوتی بلکہ پشت در پشت یادداشتوں میں محفوظ رہتے ہیں۔
الفاظ کے ادنیٰ تفاوت سے پورے علاقے میں یکساں طور پر گائے جاتے ہیں
ریری سند نہ ہونے کی غالباً یہ وجہ ہونی چاہیے کہ لوک گیت جب تحریری صورت
ختیار کر لیتے ہیں تو وہ اس ڈائمنشن سے محروم ہو جاتے ہیں جو لحن کے اتار چڑھاؤ اور
نص کے ٹھہراؤ سے پیدا ہوتا ہے ۔ ان کا لطف اور جاذبیت پڑھنے سے زیادہ
گانے پر منحصر ہے۔

لوک گیتوں میں حزن و یاس کی بڑی دردناک تصویریں نظر آتی ہیں ۔صرف اس
لیے کہ ہمارا صوبہ کاشتکاروں اور کسانوں اور مزدوروں کا دیش ہے اور کسان اور
محنت کش طبقہ بہت پریشان حال سا رہا ہے ۔ آزادی کے بعد اس طبقے کی طرف
خصوصیت سے توجہ کی گئی اور بدحالی دور کرنے کی کوشش ہوئی ورنہ ان کی حالت ہمیشہ خراب
ہی رہی اور دکھ درد کا شکار رہے۔

خانگی زندگی میں ساس، نند کا برا برتاؤ، رخصتی کے گیت جن کو بابل کہا جاتا ہے۔ پردیس گئے ہوئے تجارت کرنے والے شوہروں کی جدائی، ساون میں میکے سے کسی کے نہ آنے کی دردانگیز شکایت، بانجھ کے غم آگیں جذبات کی ترجمانی کرنے والے گیت غم و درد اور حزن و یاس کی تصویر ہوتے ہیں۔

نیچر اور قدرتی چیزوں سے محبت لوک گیتوں کا ایک امتیازی وصف ہے دروازے پر املی کا گھنا درخت ہے۔ آم کے باغ میں باراتی ٹھہرے ہیں۔ لیموں اور نارنگی کے جھاڑ دار درخت ہیں، لونگ کی خوشبو ہے۔ اودے اودے بادل، چھٹکے ہوئے تارے، چاند، کوندے کی لپک، بجلی کی چمک، موسلا دھار بارش میں لال چندریا بھیگی جا رہی ہے۔ جیٹھ بیساکھ کی چلچلاتی دھوپ، جاڑوں کی بہاریں کیا کچھ نہیں ہے اور لوک گیت بنانے والے کس چیز کے دلدادہ نہیں ہیں۔

گیتوں کی دنیا میں کوا خط لے جاتا ہے چیل پیام پہنچاتی ہے، مینا سندیس لے جاتی ہے شاعر کبوتر کو نامہ بر بناتا ہے مگر بام یار پر قینچیاں لگی ہونے سے وہ ڈر جاتا ہے، ایک دیہاتی ہجر زدہ نوجوان عورت سندیس پہنچانے میں کس کا سہارا لیتی ہے جہاں نہ ریل ہے اور نہ تار وہ سوچتی ہے۔

کاہے سئیاں گون لئی آئے تم تو چلے پردیس
کہی کے ہاتھ چٹھی لکھ بھیجوں کہی کے ہاتھ سندیس

اور اسے خیال آجاتا ہے۔

کاگا ہاتھ چٹھی لکھ بھیجوں پنچھی ہاتھ سندیس

لوک گیتوں کی زبان

لوک گیت زیادہ تر مقامی بولی میں پائے جاتے ہیں اور ایک پردیش میں کئی کئی بولیاں علاقائی ہوتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ایک پردیش میں بھی بولی اور لب و لہجے کے لحاظ سے گیت یکساں نہیں ہوتے۔ اتنی بات ضرور ہے کہ مضامین میں جذبات میں پوری یکسانیت اور یگانگت ہوتی ہے۔

گیتوں کی زبان علاقائی اور مقامی ہوا کرتی ہے۔ الفاظ کے تلفظ اور لب و لہجے

کٹوری آئی اور چندا ماما آئے دوڑ

لوک گیتوں کے الفاظ سادہ، لوچدار اور نرم و نازک ہونے کے باوجود لوک گیت کار کے خیال میں ترسیل جذبات میں جب کبھی کمی کرتے دکھائی دیتے ہیں تو وہ عام شاعری کے مثل تشبیہوں اور استعاروں سے بھی کام لیتا ہے اور وہ ترسیل جذبات میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ ایسی تشبیہیں اور استعارے روز مرہ کی زندگی میں دیکھی بھالی چیزوں سے لیے جاتے ہیں جو واقفیت اور حقیقت سے نہ صرف بہت قریب بلکہ حقیقی ہوا کرتے ہیں۔ ان میں ماورائیت کم اور مادیت اور حقیقت زیادہ ہوتی ہے۔

لوک گیت کار کا انداز فکر تجریدیت سے زیادہ تجسیم کی طرف رجوع کرتا ہے اور اسی لیے گیتوں کی تشبیہیں اور استعارے مجرد سے زیادہ مجسم ہوتے ہیں کنواری لڑکی کو گائے اور کلی سے، جنگل میں پھیلی ہوئی بیل سے۔ خوب صورت چہرے کو چاند سورج سے، خوب صورت اور سفید دانتوں کو چاولوں سے گھنی اور پھیلی ہوئی داڑھی کو سوپ سے بڑی بڑی آنکھوں کو بیل کے دیدوں اور آم کی کیریوں اور پھانکوں سے، ماں کو گنگا سے، بھریا (پشت پناہ) بہن کو پگڑی، بھائی کو بُجھا (بازو) محبت کو رس، بوڑھے شوہر کو اجگر، بھووں کو کمان، اتحاد دل کو دودھ اور پانی کے ملنے سے، دکھوں اور مصیبتوں میں ہونے کو لوہے کی بھٹی سے، مصیبتیں سہتے سہتے جسم خراب ہوجانے کو کوئلے سے، سسرال کو لوہار کی دکان سے، ریل گاڑی کو سوتن سے، موٹر کو بن دھواں کی گاڑی، بیوی کو پیروں کی خاک سے۔

لوک گیت اور شہری گیت

جب ہم لوک گیت کہتے ہیں تو سننے والا گاؤں کے گیت سمجھتا ہے اور ہندی میں گرام گیت کے لفظ نے اس کی تائید اور بھی زیادہ کردی۔ اس میں شک نہیں کہ لوک گیت دیہی سماج کے ترجمان ہیں لیکن اگر غور کیا جائے تو لوک گیتوں اور کتابی گیتوں یا شہری گیتوں کو پوری طرح الگ الگ رکھنا دشوار سا ہو جاتا ہے بجز اس کے کہ لوک گیتوں کی زبان ماہی گیتوں کی زبان سے بہت کچھ مختلف اور جدا ہوتی ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ شہر کو دیہات سے یا دیہات کو شہر سے بالکل جدا کر دینا ناممکن سا ہے شہر اور دیہات میں ہمیشہ لین دین رہا ہے شہریت نہ تو کسی چہار دیواری میں محدود ہے اور نہ دیہاتی زندگی پر کوئی ایسی پابندی ہے کہ وہ شہر کی طرف نہ دیکھے۔

پر بھی مقامی اثرات پائے جاتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ گیتوں کی زبان تھوڑے سے بہت تفاوت سے جدا جدا ہوتی ہے۔ گیتوں کی زبان کا ایک امتیازی وصف یہ ہے کہ جو الفاظ لوک گیت کاروں اور ان کے بھائی بندوں کی زبانوں پر چڑھ گئے وہ انھیں الفاظ کو استعمال کرتے ہیں خواہ وہ کسی زبان کے ہوں ۔ وہ نہ تو متروکات کے قائل ہیں اور نہ مختارات کے نہ وہ وضع اصطلاحات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور نہ ان کے ماخذوں کا دھیان کرتے ہیں وہ شہر نہیں سہرا استعمال کریں گے ۔ انھیں نگر کی پروا نہیں نگر توڑ موڑ کر نگری ، نگریا بھی بول لیں گے ۔ ان کے وہاں محل اپنی جگہ برقرار رہے گا بھون کی پروا نہیں یہ بات دوسری ہے کہ وہ محل کو محلا ، دو محلا سے بدل دیں ۔ چٹھی ، چٹھیا تو ہو سکتی ہے مگر خط نہیں پتر ، پاتی ، پتر پتیا کی صورت اختیار کر سکتا ہے ۔ حال ، احوال ہی رہے گا سماچار نہیں ۔ پنچھی ، پچھی بے تکان استعمال کر لیں گے مگر کشتی نہیں ۔ وہ رستم افراسیاب کی داستانیں نہیں گاتا بلکہ کنہیا لال ہی کی جے بولتا ہے (خواہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو) عورتیں گاتے وقت ہو مورے رام ، راما ہو کی ٹیک لگاتی ہیں ۔

مختصر یہ کہ گیتوں کے الفاظ نہایت صاف ، سادہ اور زبانوں پر منجھے ہوئے ہوا کرتے ہیں خواہ ان کے حرفوں میں تبدیلی ہی کیوں نہ ہو گئی ہو اور بیمار برام ، تصفیہ ، تفصیر یا تپسیہ ہی کیوں نہ بن گیا ہو۔

بعض بعض گیت تو اتنے صاف اور سادہ الفاظ میں ہیں کہ شاید سارے ملک میں سمجھ لیے جائیں ۔

اللہ میاں ہمیں نہ دل سے بھول

سب پھولوں میں پھول بڑا ہے   سب سے بڑا گلاب
سب کپڑوں میں کپڑا بڑا ہے   سب سے بڑا رومال

اللہ میاں ہمیں نہ دل سے بھول

سادگی الفاظ کا بہترین نمونہ لوریاں ہیں جو ماں ، دادی ، نانی اور دوسری خاندانی عورتوں کے دلوں سے ماںتا اور محبت سے بھرپور نکلتی ہیں۔

اللہ اللہ لوریاں   دودھ بھری کٹوریاں
کٹوری گئی پھوٹ   چندا ماما گئے روٹھ

کجری یا کجلی، لاؤنی اور خیال کا شمار لوک گیتوں میں ہے آج سے کوئی ۴۰ سال پیشتر جب میں بنارس میں تھا تو دیکھتا تھا کہ جہاں کہیں اور جب کبھی ان گیتوں کا اکھاڑا جمتا تو اچھے خاصے پڑھے لکھے شہری لوگ اس جشن میں شرکت کرتے کجری گانے والیوں کی برجستہ گوئی، ان کے طنز (پھبتی بازی) دیہی الفاظ کی رنگارنگی مزاحیہ طرزِ ادا، فقرے بازی، چٹکلے اور ان سب سے زیادہ گانے والوں کے تاؤ بھاؤ، گانے والیوں کے ناز و انداز شہریوں کو اپنی طرف کھینچے بغیر نہیں رہ سکتے۔

لوک گیت دیہی سماج سے رشتہ رکھنے کے باوجود شہری گیت کاروں کو بھی متاثر کیے بغیر نہ رہ سکے اور ترسیل جذبات اور کیفیات کی ترجمانی میں اردو گیت کار لوک گیتوں کے طرزِ ادا کی پیروی کر رہا ہے اور وہ تشبیہات اور استعاروں سے کام لیتا ہے جو گرد و پیش کی زندگی سے مستعار ہیں۔ یہ انداز فکر سید مقبول حسین احمد پوری، اندرجیت شرما، فرید مطلبی، آرزو لکھنوی، میرا جی، زبیر رضوی وغیرہ کے گیتوں میں بڑی آسانی سے پہچانا جاسکتا ہے۔ بات صرف ہمارے گیتوں کے ساتھ ہی مخصوص نہیں ہے۔ آپ بنگلا گیتوں کا مطالعہ کیجیے تو اندازہ ہوگا کہ دشرتھ رائے کی پانچالی اور کسی گان پر لوک گیت کار کے انداز فکر کا کتنا گہرا اثر ہے۔

صرف یہی نہیں بلکہ زبان میں الفاظ اور افعال وغیرہ بھی وہی لیے جا رہے ہیں جو لوک گیتوں میں استعمال ہو رہے ہیں۔

زبان کا مسئلہ اگرچہ نازک ہے لیکن اگر آپ اس میں تھوڑی سی لچک پیدا کرنے کے لیے تیار ہو جائیں تو یہ مسئلہ بڑی سہولت سے حل ہو سکتا ہے۔ آپ غور فرمایئے کہ آپ کے سامنے دکن کی اردو ہے۔ میر اور سودا کی اردو، ناسخ اور آتش کی اردو، انیس اور دبیر کی اردو، سرسید اور محمد حسین آزاد کی اردو، ڈاکٹر اقبال اور مرزا غالب اور عہد حاضر کی اردو، ساتھ ہی ساتھ متروکات کی ایک طویل فہرست اور ان کے اصول بھی ہیں۔ ہم اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ اردو زبان کے مختلف ادوار کے الفاظ، افعال اور لب و لہجے میں ایک نمایاں فرق رہا ہے اور یہ فرق تو آج بھی محسوس کیا جاسکتا ہے۔ بہار، پنجاب، دکن، راجستھان، اودھ، یوپی وغیرہ کی اردو کا لب و لہجہ ان کے علاقوں کی غمازی کرتا ہے۔ ہم کو اور آپ کو اس کا بھی احساس ہے کہ اردو کے شاعروں، ادیبوں اور زبان دانوں نے

بہت سے الفاظ بازاری اور ثقیل قرار دے کر معیاری اردو زبان کے دائرے سے خارج کر دیئے ہیں مگر لوک گیتوں کی زبان چونکہ علاقائی اور مقامی ہوتی ہے ان میں اس قسم کے الفاظ برابر موجود ہیں اور غالباً موجود رہیں گے۔

اردو والوں نے کھڑی بولی کے علاوہ دوسری بھاتی بولیوں اور تحتانی زبانوں کو کبھی منہ نہیں لگایا اور شعروادب میں جگہ نہیں دی البتہ گیت ضرور لکھے حضرت امیر خسرو دلمیر، خادم وغیرہ کے گیت اس کی شہادت دے رہے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ برج بولی سنگیت کی زبان رہی ہے اور اسی لحاظ سے انھوں نے اسے اختیار کیا۔

اپنے صوبے کی تحتانی بولیوں میں اسماء، صفات، ضمائر اور افعال کی مروجہ صورتوں میں سے صرف کھڑی بولی کے اسماء، صفات، ضمائر اور افعال کو اختیار کیا گیا مثلاً

(۱)	(۲)	(۳)	
ساجن	سجنا	سجنوا	
ندی	ندیا	ندیوا	
بادر	بدرا	بدروا	
چھوٹا	چھٹکا	چھٹکوا	
بڑا	بڑکا	بڑکوا	بڑوار
لال	للکا	للکوا	
گیا	گوا	گئو، گئل، گیلا	
آتا ہے	آیت	آوتے	آوت
آوے گا	آئب	ائی ہتی	
میں	موں	موں	
میرا	مورا	مہارا	

آج کے اردو گیت کاروں کی ذہنیت کا اندازہ کیجیے کہ وہ نمبر ۲ کے اسماء اور کبھی کبھی اور کہیں کہیں نمبر ۳ کے اسماء بے تکان استعمال کر رہے ہیں۔ اس لیے کہ انھیں اس کا احساس ہے کہ سنگیت پر نمبر ۲ اور ۳ کے اسماء کھڑی بولی کے اسماء اور صفات کی بہ نسبت آسانی سے رکھے جا سکتے ہیں اور یہ وہ لوچ اور نزاکت پیدا کر سکتے

جو موسیقی کے سرگم اور گیتوں کا تقاضا ہے۔
بدریا، گگریا، نندیا، سنوریا، بجنوا، ندیا وغیرہ بلکہ بعض گیتوں میں افعال
تحتانی زبانوں کے مل جاتے ہیں، جو لوک گیتوں میں آتے ہیں۔

میت موہے ناہی ملن میلا میں

کتابی اردو گیتوں کے ساتھ ساتھ لوک گیت فلمی گیتوں پر بھی اثر انداز ہو رہے ہیں۔

میں میکے چلی جاؤں گی تم دیکھتے رہیو

سنوریا سے موسے ناہیں بنی رے بلاؤ ڈولیا میں تو میکے چلی رے

ہم دونوں کی تکرار میں جھمکا گرو رے

بریلی کے بازار مورا جھمکا گرو رے

ساون بیتا جائے پیا نہیں آئے

تری دو ٹکیوں کی نوکری مرا لاکھوں کا ساون بیتا جائے

در بہتیرے ایسے فلمی گیتوں اور لوک گیتوں کو سامنے رکھیے تو اندازہ ہوگا کہ لوک گیت
یہی سماج سے رشتہ رکھنے کے باوجود شہری سماج میں رہنے سہنے والے گیت کاروں کو
متاثر کر رہے ہیں اور وہ لوک گیتوں کی زبان اور انداز فکر اپنا رہے ہیں۔
اقتباس: "اترپردیش کے لوک گیت"

مرزا جعفر حسین

لکھنؤ کے ایجادات و اختراعات

مشرقی تہذیب و تمدن کا آخری اور حسین ترین نمونہ وہ لکھنؤ تھا جس کو فرمانروایان اودھ کی سرپرستی میں پھولنے پھلنے کا موقع ملا تھا، جہاں سو برس تک باوجود سیاسی بدحالی کے ثقافتی روایات برقرار رکھی گئی تھیں اور جو علم و ادب سے مالا مال اور جمالیاتی ذوق میں اپنی مثل و نظیر نہیں رکھتا تھا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ لکھنؤ کا عروج اور دلی کا زوال تقریباً ایک ہی وقت میں ہوا تھا۔ اودھ کا دار السلطنت ابھی فیض آباد ہی تھا کہ دولت اور معاشں کی فراوانی کے سبب سے ڈھاکہ، بنگال، گجرات، مالوہ، حیدرآباد، دلّی، لاہور، پشاور، کابل، کشمیر اور ملتان سے علما، ادیب، اطبا، اہلِ حرفت، سپاہی رقاص و موسیقار اور اسی قبیلے کے فن کار وہاں کھنچ کر آ گئے تھے۔ ان فن کاروں کی بدولت شجاع الدولہ کے نو سالہ عہد میں فیض آباد کی تہذیبی اور تمدنی زندگی معراجِ کمال پر پہنچ گئی تھی۔ پھر ان کے صاحبزادے آصف الدولہ نے جب لکھنؤ کو دار السلطنت قرار دیا تو تہذیب و تمدن کی یہ بیش بہا مسند بالکل اپنی اصلی حالت میں یہاں منتقل ہو گئی اب دلی پر زوال آیا اور وہاں کا قریب قریب سارا ثقافتی سرمایہ لکھنؤ چلا آیا لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ لکھنؤ نے جو کچھ پایا اس کو بجنسہ اسی طرح قبول و منظور نہیں کیا بلکہ اپنے مزاج و مذاق کی کسوٹی پر پرکھ کے اصلی حالت میں یا حسبِ منشا تغیر و تبدل کر کے اپنایا۔ رد و قبول کا یہ عمل پورے انہماک کے ساتھ آصف الدولہ کے دور ہی میں شروع ہو گیا تھا۔

آصف الدولہ کے عہد ہی سے سیاسی زوال شروع ہو گیا تھا اور مادی وسائل کمزور ہونے لگے تھے لیکن لکھنؤ بستا جا رہا تھا۔ اس کی تہذیب و تمدن کو ایسا فروغ ہوا جو اپنی آپ مثال تھا۔ ہر طرف چہل پہل، خوشحالی اور رونق نظر آتی تھی۔ بازار گرم رہتے اور مجلسی ادارے ترقی پذیر تھے۔ مولانا عبدالحلیم شرر اس دور کے حالات سے متعلق رقمطراز ہیں: "شہر ایسی رونق پر تھا کہ ہندوستان ہی نہیں شاید دنیا کا کوئی شہر لکھنؤ کے اوج و عروج کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ شجاع الدولہ جو روپیہ فوج اور جنگی تیاریوں میں صرف کرتے تھے اسے آصف الدولہ نے اپنی عیش طلبی کے ذوق اور شہر کی آرائش

و خوشحالی میں صرف کرنا شروع کر دیا تھا اور چھ ہی روز کے اندر ساری دنیا کی دھوم دھام اپنے یہاں جمع کر لی تھی۔ اس ترقی پذیری کی بدولت اس شہر کا ماحول ایک منفرد رنگ اور چمک دار رنگ اختیار کر گیا تھا۔ ایسا ہونا ہی ناگزیر تھا کیونکہ مجموعی حیثیت سے اودھ کی تہذیب ہندوستان کی اس عظیم تہذیب کا عکس تھی جس نے دلی میں کبھی عروج پایا تھا اور اب وہی قدیم تہذیب مقامی معاشرتی اور نفسیاتی اثرات کی وجہ نکھر گئی تھی۔ یہ نکھار صرف اس وجہ سے پیدا ہوا تھا کہ لکھنؤ والوں نے ہر اس چیز کو جو دلّی والے اپنے ساتھ لائے من وعن قبول نہیں کیا بلکہ اپنے مذاق اور مزاج کے سانچے میں ڈھال کر سنوار دیا۔ ان کے مذاق و مزاج میں جمالیاتی ذوق پوری طرح ابھر چکا تھا اور جدت طرازی ان کا شعار بن چکا تھا اس لیے جو چیز ان کو پسند آئی اس میں بھی انہوں نے ایجادات و اختراعات کر ڈالے۔ یہی وجہ ہے کہ دلی اور لکھنؤ کی تہذیب میں باوجود بنیادی یگانگت کے اتنا شدید ظاہری فرق نمودار ہوا جس نے ہماری معاشرت کو انفرادیت کا شرف بخش دیا تھا۔

لکھنؤ نے دلی کی تہذیب میں کتنے ایجادات و اختراعات کیے ان سب کی تفصیل پیش کرنا امر محال ہے کیوں کہ زندگی کے ہر شعبہ میں اس عمل کی کارفرمائی ہوئی تھی لیکن بالاختصار لباس و طعام اور زبان کے بارے میں حالات بیان کر دینا دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا۔ دلّی والے زوال سلطنت مغلیہ کے وقت سر پر پگڑی، بدن میں نیم جامہ، ٹانگوں میں ٹخنوں سے اوپر تنگ مہری کا پائجامہ پاؤں میں اونچی ایڑی کا کفش نما جوتا اور کمر میں جامہ کے اوپر پٹکا استعمال کرتے تھے۔ لکھنؤ والوں نے پگڑی کو سر کا بوجھ، نیم جامہ کو نیم عریانی، آئنگے پائجامے کو علامت برہنگی، کفش کو علما کی زیر پائیاں اور کمر میں جامہ کو مد فضول قرار دیا۔ انہوں نے ہر لباس میں قطع و برید کر کے اپنے لیے سر سے پاؤں تک ایک علیحدہ لباس بنا لیا۔ دلی کے آخری دور میں انگرکھا رائج ہو گیا تھا۔ انگرکھے کی ایجاد بالا بر سے جو ایرانی طرز کا لباس تھا، عمل میں آئی تھی۔ انگرکھے کو لکھنؤ والوں نے قبول ضرور کیا لیکن اس میں چستی اور خوش وضعگی کو شامل کر کے ایک انتہائی حسین و جمیل پوشاک بنا دیا تھا۔ دلی میں بھی لباس کے طرز اور قطع و برید میں برابر تبدیلیاں ہوتی رہی تھیں، لکھنؤ میں بھی ایسا ہی ہوا۔ بالا بر کے بجائے چپکن پھر اچکن بنی اور بالآخر بیسویں صدی کے اوائل میں حیدر آباد کی ایجاد شیروانی قبول کر لی گئی جو اب تک رائج ہے کیونکہ تنوع ذوق بڑی حد تک ختم ہو چکا ہے۔

غذاؤں میں بھی اسی طرح زبردست ترمیم و تنسیخ ہوئی جس کی وجہ بھی وہی تھی جو لباس

کے سلسلہ میں کارفرما تھی۔ یعنی یہ کہ دلی والوں کا ماخذ سا تی کلچر تھا لیکن اودھ کے فرمانروا ایرانی النسل تھے۔ انہوں نے مقامی تہذیب یعنی ہندو کلچر میں اصفہانی اور شیرازی رنگ شامل کر کے ایک ایسی معاشرت کو پروان چڑھایا جس کو ہم خالص لکھنؤ کلچر کہنے پر مجبور ہیں۔ دلی کی تہذیب پر بھی قدیم ہندو تہذیب کا عکس پڑا تھا، لیکن وہاں یہ صورت حال کبھی رونما نہیں ہوئی کہ دربار میں ہولی کھیلی گئی ہو اور بسنت منایا گیا ہو۔ دلی کے حکمرانوں نے بھی عیش پرستی میں کمی نہیں کی لیکن طوائف کو بھی وہ مرتبہ نہیں ملا جو لکھنؤ میں حاصل ہوا اور یہ مرتبت صرف اس لیے طوائف کو مرحمت ہوئی کیوں کہ یہاں کے باشندوں نے رومانی ذوق ہندو تہذیب سے سیکھا تھا۔ غذاؤں کے سلسلہ میں ہندو مذاق لکھنؤ والوں کو متاثر نہیں کر سکا۔ اس لیے کہ فرمانروا بہرحال مسلمان تھے لیکن انہوں نے دلّی والوں سے علیحدہ ہو کر ایرانی ذائقہ کے تحت اپنی غذاؤں میں ایجادات و اختراعات کیے جو کھانے دلّی سے سیکھے ان کو بھی اپنا نیا رنگ اور نیا ذائقہ دے کر اپنے کام و دہن کی آسودگی کے لیے اپنا لیا۔ دلّی والوں کے لیے کچی بریانی بہترین نعمت تھی، لکھنؤ والوں نے اس میں مال مسالے شامل کر کے پلاؤ تیار کیا۔ پھر اس پلاؤ میں بھی متعدد قسمیں پیدا کر کے وہ تنوع بخشا جس کی مثال ہندوستان بھر میں کہیں ملتی نہیں۔ اسی طرح ہر غذا میں کچھ نہ کچھ فرق پیدا کر دیا گیا تھا اور وہی ہمارا مخصوص لکھنوی طرز تھا۔

زبان کے بارے میں بھی لکھنؤ کو ایک گراں قدر شرف حاصل ہے۔ اردو زبان دلی میں اپنا عہد طفولیت طے کر کے جوان ہوئی تو اس نے لکھنؤ کا رُخ کیا۔ اس شہر نے اس زبان کی جوانی کو ایسا نکھارا کہ اس کی رعنائی و برنائی نے سارے ملک کی نظریں اپنی طرف جذب کرلیں۔ اردو کی خدمت کے لیے دلّی کو یقیناً مرتبہ حاصل ہے اور دلی کا زبان کے سلسلے میں اپنا ایک خاص مکتب خیال تھا لیکن لکھنؤ نے اردو کو اس طرح اپنایا کہ دبستان لکھنؤ کے نام سے اس کو ایک علیحدہ اور بلند مقام حاصل ہوا۔ اردو شاعری نے اسی دبستان میں طرح طرح کے رنگ بدلے اور عروج و زوال کے مدارج سے گزر کر نشاۃ ثانیہ کے کمال تک پہنچی تھی۔ ابتدا میں میرؔ و سوداؔ کی دل کھول کر قدردانی ہوئی تھی پھر شعر و سخن کا چرچا بڑھتا ہی گیا۔ یہاں تک کہ دور واجد علی شاہ میں اتنے شاعر موجود تھے کہ بقول عبدالحلیم شررؔ "اگر سارے ہندوستان کے شعرا جمع کیے جاتے تو ان کی تعداد لکھنؤ کے شاعروں سے نہ بڑھ سکتی" اور یہ بات بھی کہنے میں آتی ہے کہ دربار کی عیش پرستی سے متاثر اگر ایک طرف میر اور سودا کا طرز تقدیم پارینہ بن گیا تھا اور

و صبا کا رندانہ کلام زبان زد تھا اور نواب مرزا شوق کی مثنویاں جن میں جنسی رجحانات کی
بے جان نجس ترجمانی تھی، پسند کی جانے لگی تھیں تو دوسری طرف لکھنؤ ہی میں ناسخ نے زبان
جلادی اور آتش نے بلندی خیالات کے نادر المثال نمونے پیش کیے تھے۔ انتزاع سلطنت
زوال پذیر ماحول کچھ مدت تک شانہ کاکل اور وصال و ہجر کی داستانوں کو ضرور برقرار رکھے
تھا لیکن آخر میں اسی شہر میں دائرہ ادبیہ کی بنیاد پڑی اور اردو شاعری کو وہ فروغ حاصل
جو اس زبان کی تاریخ میں یادگار رہے گا۔ زبان کے سلسلہ میں انجمن معیار ادب اور انجمن
راج ادب وغیرہ کے کارنامے اردو ادب میں ایجادات و اختراعات کی بہترین مثالیں ہیں
رہ ادبیہ کی بنیاد انیسویں صدی کے اواخر میں پڑی تھی جس کے روح رواں مولانا صفی مرحوم
تے اور انہیں کی سرکردگی میں ایک کثیر تعداد مصلحین زبان اردو کی پیدا ہوگئی تھی۔ مشاعروں
بہاریں ۱۹۳۰ء میں ختم ہوگئی تھیں لیکن جو روایات ان بزرگوں نے قائم کی تھیں وہ برقرار
ں، مستند ہیں اور گراں قدر ہیں۔ جدید طرز اور نئے رجحانات کی مقبولیت کتنی ہی بڑھتی رہے
ہ بڑھ جائے لیکن ہماری پرانی کلاسیکل شاعری کی عظمت برقرار رہے گی۔

لکھنؤ کے ایجادات و اختراعات کا عمل صرف انہیں چیزوں تک محدود نہیں تھا، جو اس شہر
و دلی سے ملی تھیں۔ ایک طویل فہرست ایسی بھی پیش کی جا سکتی ہے جس میں ہر چیز نئی ہوگی
ر جس کی تخلیق کا سہرا لکھنؤ ہی کے سر تھا۔ شعر و سخن کے تذکرہ ہی میں مرثیہ کا مقام ہے۔ وہ
ثیہ جو اپنے موجودہ رنگ میں اس وقت ہمارے پاس ہے، لکھنؤ کی خالص ایجاد ہے مرثیے
ہلے بھی کہے جاتے تھے لیکن بتیوں میں، چار چار مصرعوں میں یا نظم کی شکل میں کہے جاتے تھے۔
مدس کی شکل میں بھی جعفر علی فصیح وغیرہم کے مرثیے موجود تھے لیکن مرثیہ میں باغ و بہار،
سم کی کیفیت، رزم و بزم، تلوار کی تعریف، گھوڑے کی تعریف، لڑائی کا طرز، سیرت نگاری مرثیہ
کے ہیرو کا سراپا، اس کی اہل حرم سے رخصت اور اس کی شہادت پر عورتوں کے بین، یہ تمام
مقام ان ایجادات میں آتے ہیں جن کا شرف لکھنؤ کو حاصل ہے۔ انیس نے ان تمام مقامات
کو کچھ اسطرح نظم کر کے پیش کیا تھا جسکی نظیر اب تک مفقود ہے۔ دبیر نے علمی قابلیت کو مرثیہ میں شامل کرکے
ایسے ادبی شاہکار جمع کر دیئے تھے جنکو ہم بلاغت کی جان کہنے پر مجبور ہیں اسی کے ساتھ مرثیہ پڑھنے کا طرز بھی لکھنؤ
ہی نے ایجاد کیا۔ پہلے سیدھے سادا مرثیہ رلانے کیلیے پڑھا جاتا تھا مجلس میں آہ کے علاوہ واہ کا نام بھی نہیں
تھا۔ انیس نے ایک نیا طرز پیش کر کے مجلس مرثیہ خوانی کو ایک نیا روپ مرحمت کر دیا تھا کہا جاتا تھا کہ وہ مرثیہ

نہیں پڑھتے تھے بلکہ اپنی آواز کے چڑھاؤ اتار اور اپنے چشم و ابرو کے اشاروں میں جادو کرتے تھے۔ مختصر یہ کہ مرثیہ گوئی اور فن مرثیہ خوانی دونوں ہی کی تخلیق کا شرف لکھنؤ کو حاصل تھا۔

فنون لطیفہ میں شاعری کے علاوہ رقص و موسیقی اور خطاطی و مصوری بھی شامل ہیں رقص و موسیقی کو حکمرانوں کی سرپرستی حاصل تھی۔ شوری وغیرہم اسی سرزمین سے پیدا ہوئے جنہوں نے راگنیوں میں بڑی بڑی دلفریب ایجادیں کیں اور نئے نئے طرز نکالے۔ واجد علی شاہ بذات خود رقص و موسیقی میں کمال رکھتے تھے۔ رہس یعنی ڈراما خود انہیں کی ایجاد تھی۔ بیسویں صدی کے اوائل تک روسا و عمائدین رقص و موسیقی کے دل دادہ ہی نہیں بلکہ ان فنون میں کافی سوجھ بوجھ رکھتے تھے۔ مصوری میں بھی اچھے اچھے فنکار تھے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ انہوں نے اس فن میں کیا کیا اختراعات کیے تھے۔ البتہ خطاطی میں خط معکوس لکھنؤ ہی کی ایجاد ہے۔ اسکے علاوہ ناخن سے لکھنے اور تصویر بنانے نیز چاول کے دانے اور چنے کی دال پر بڑی بڑی عبارتیں لکھنے کی ایجاد بھی لکھنؤ میں ہوئی تھی۔ راقم نے چاول کے دانے پر پورا سورۂ قل ہواللہ لکھا ہوا دیکھا تھا جسکو صرف خوردبین کے ذریعے پڑھا جا سکا۔ بہت صاف اور خوشخط لکھا ہوا تھا لیکن اتنا نہیں تھا کہ بغیر سہارے کے پڑھا ہی نہیں جا سکتا تھا

اسی طرح لباس و طعام میں بھی ایجادیں ہوئی تھیں۔ لباس میں چپکن، اچکن، پائجامہ گھٹنہ دوپلی، کشتی نما اور گول ٹوپیاں، زنانے ملبوس میں بڑے پائچوں کا پائجامہ اور انگیا کرتی اسی شہر کے ایجادات تھے۔ ان کے علاوہ مری تیجی کے کام کی دوپلی ٹوپیاں کرتے انگرکھے نیز لحاف اور رضائی کی فردیں لکھنؤ ہی میں سب سے پہلے تیار ہوکر رائج ہوئی تھیں۔ یہ تمام چیزیں لکھنؤ کا مخصوص لباس تھیں جن کے لکھنؤ والے دلدادہ تھے۔ ان میں بیشتر اب تک پسندیدگی کے ساتھ استعمال ہوتی تھیں۔ طعام پر بھی فطری طور سے پوری توجہ تھی۔ غذاؤں میں آب و رنگ اور ان کا خوش ذائقہ اور خوش رائحہ ہونا ضروری تھا۔ اس لیے پخت و پز کے طریقوں میں بے شمار جدت آرائیاں ہوئی تھیں۔ ان ایجادات کا یہ عالم تھا کہ ہر رئیس کے دسترخوان سے کوئی نہ کوئی غذا وابستہ ہوگئی تھی اور اس کا مثالاً ذکر ہوتا تھا۔ ان خوبیوں کے علاوہ بعض غذائیں ایسی تھیں جن کو ایجاد کرنے کا شرف لکھنؤ ہی کو تھا۔ ان کے نام اور صورت اور ذائقہ سے دنیا ناآشنا تھی۔ مثال کے طور پر شیرمال، باقرخانی مختلف قسم کی نان روٹیوں کے ذیل میں پیش کیے جا سکتے ہیں۔ تیار شدہ کھانوں میں شب دیگ خاص لکھنؤ کی ایجاد تھی جس کو پکوانے پر بڑی بڑی ریاضتیں ہوتی تھیں۔ کہنے کو یہ غذا شلغم کی ترکاری سے پکتی

تھی لیکن طرح طرح کے مسالوں اور بہتر سے بہتر گوشت میں رات بھر پکنا، اس غذا کی منزلت کو دوبالا کر دیتا تھا۔ بازار کی اشیا میں جو پکوان کی حیثیت رکھتی تھیں۔ سہال اور شاخیں بھی لکھنؤ کی ایجاد تھیں اور مٹھائیوں کی صنعت میں لذیذ ترین شیرینی یعنی امرتیاں لکھنؤ ہی میں سب سے پہلے معرض وجود میں آئی تھیں۔ بیسویں صدی کے اوائل تک لکھنؤ کے بازار میں بہترین اور بڑی بڑی امرتیاں بنتی اور فروخت ہوتی تھیں۔ ایک ایک امرتی ایک متوسط قد کی کابی کو ڈھک لیتی تھی۔

لکھنؤ کی مٹھائیوں کے سلسلہ میں ایک امر خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے۔ یہاں کی کھنڈیاں ہمیشہ مشہور رہی ہیں اور اب تک ان کو بڑی شہرت حاصل ہے۔ دور دور سے لوگ آتے اور کھنڈیاں خرید کرلے جاتے ہیں بعض مقامات سے فرمائشیں کر کر کے لوگ یہ مٹھائی منگاتے ہیں لیکن لکھنؤ کے امرا و شرفا کو اس شیریں غذا سے کبھی کوئی خاص رغبت نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ ان کے بچے بھی یہ کہتے ہوئے سنے گئے ہیں کہ "چپ چپ کرتی ہے"۔ اور اس کو دانت کے نیچے دبانا گوارا نہیں کرتے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ ناپسندیدگی یہاں کے لوگوں میں لطافت و نزاکت مزاج کا نتیجہ ہو۔

آرائش و زیبائش کی اشیا اور متفرق استعمالی چیزوں میں اتنے زیادہ ایجادات ہوئے تھے کہ ان کی فہرست پیش کرنا بھی محال ہے۔ مثال کے طور پر حقہ میں مدریہ اور جلیبی عطر میں حنا اور شمامۃ العنبر، ہاروں میں سنہرے اور پیلے تار والے، گوٹے اور زردوزی والے نیز پھولوں کا سارا گہنا، پوت کے گہنے، شہانی چوڑیاں، دانے دار اور قوام کا تمباکو، لکڑی کے چھاپے، سینگ کی کنگھیاں وغیرہ وغیرہ کے نام پیش کیے جاسکتے ہیں۔ ان میں کی بیشتر چیزیں اب تک بنتی اور استعمال ہوتی ہیں۔ لیکن عام حالات کے تحت ہر چیز پہلی سی گراں قدر نہیں رہی بعض اشیا تو صرف نام گنانے کو باقی رہ گئی ہیں۔ ان کی ہیئت و نوعیت بالکل مسخ ہو کر رہ گئی ہے۔ بہرحال یہ حقیقت اپنی جگہ پر مسلم الثبوت ہے کہ لکھنؤ نے ہر شعبۂ حیات سے متعلق چیزوں کو اصلاح ایجاد اور اختراع کا حسین لباس پہنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔

اقتباس: "قدیم لکھنؤ کی آخری بہار" سے

سید شہاب الدین دسنوی

گلابی شعلے کا راز

وولٹا کے مینار اور بجلی کی طاقت میں دلچسپی پیدا ہوئی تو ہمفری ڈیوی کا یہ مشغلہ ہوگیا
بعض معمولی اور روزمرہ کی چیزوں کو بجلی کی مدد سے تقسیم کرکے دیکھا جائے کہ ان کے اجزا کس
طرح باہر نکل آتے ہیں۔ مثلاً بیٹری میں جب بعض فالتو ذرات جمع ہو جاتے ہیں تو بجلی انہیں
توڑ کر ان کے اجزا کو علاحدہ کر دیتی ہے۔ اس نے سوچا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ اور بہت سی چیزیں
جن کو ہم اب تک عنصر مانتے آئے ہیں، بجلی کی طاقت کی تاب نہ لاکر ٹوٹ جائیں؟ اس سوال
جواب حاصل کرنے کے لیے اس نے گندھک، فاسفورس، کاربن، القلی، میگنیشیا، چونا اور مٹی پر تجربے
شروع کیے۔ کیا یہ سب واقعی عنصر ہیں؟ اگر بجلی کے گزارنے سے یہ ٹوٹ جائیں اور ان کے اج
علاحدہ ہو جائیں تو وہ اجزا کیا ہوں گے؟ کس قسم کے ہوں گے؟

یہ سوال بڑے دلچسپ تھے اور اس قابل تھے کہ ان کا جواب معلوم کرنے کے لیے
تجربے کیے جائیں اور کوشش کی جائے۔ سب سے پہلے اس نے کھار القلی کا انتخاب کیا!
کے کئی وجوہ تھے۔ ایک تو یہی کہ بہت سی خاصیتیں القلی میں ایسی ہیں جو مرکب ہی میں پا
جاتی ہیں۔ تو کیا القلی، عنصر کے بجائے مرکب ہے؟ اسے لے وائسر LAVOISIER کی پیش گوئی
آئی کہ بہت سی چیزیں عنصر مانی جاتی ہیں لیکن اصل میں وہ مرکب ہیں۔ لے وائسر بے چار
اپنی بات کو ثابت نہ کر سکا اور دوسرے کیمیا دانوں نے اس سے اتفاق نہیں کیا لیکن القلی
کے بارے میں اگر لے وائسر جیسے باریک بین کیمیا داں کو شبہ ہوا تھا کہ یہ عنصر کے بجائے مر
ہو سکتا ہے تو پھر کیوں نہ اسی مسئلے سے کام شروع کیا جائے۔

شروع میں جب ڈیوی نے پوٹاش کھار سے تجربہ کرنا چاہا تو پانی میں گھول کر محلول
کیا۔ لیبارٹری میں اس کا چچیرا بھائی ایڈمنڈ تھا وہ اس کے مددگار کی حیثیت سے کام کرتا تھ
اس کام میں بعض اوقات بڑی دقتیں پیش آتی تھیں۔ چوبیس سیٹ، جن میں ایک ایک مر
فٹ کی جست اور تانبے کی پلیٹیں، ایک سو سیٹ چھے مربع انچ پلیٹ والے، چار مر

اینچ پلیٹ والے۔ ان سب کو جوڑ کر رایل انسٹی ٹیوشن میں بجلی کی اچھی خاصی طاقت پیدا کی جاتی تھی اور اس طاقت کی مدد سے ڈیوی پوٹاش کھار کو اس کے اجزا میں توڑنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس نے پوٹاش کھار کا القلی محلول ایک برتن میں رکھ کر اس میں بجلی کے دو تار ڈال دیئے۔ ان دو تاروں کے درمیان بجلی گزارتے ہی تاروں کے اردگرد گیس کے بلبلے دکھائی دینے لگے، ذرا سی دیر میں محلول گرم ہونے لگا۔ بلبلے تیزی کے ساتھ اوپر اٹھنے لگے۔ یہ دیکھ کر ڈیوی کو مایوسی ہوئی۔ وہ بولا :۔" یہ تو پانی ہے جو ٹوٹ رہا ہے اور ہائڈروجن اور آکسیجن گیسیں نکل رہی ہیں۔ دیکھیں اس کے بعد کیا ہوتا ہے ؟ مگر اس کے بعد کچھ بھی نہ ہوا۔ پانی تو سارے کا سارا تقسیم ہو کر نکل گیا مگر جو پوٹاش کھار باقی رہ گیا اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس مشاہدے کے بعد بھی ڈیوی آسانی سے شکست ماننے والا نہ تھا۔ اس نے سوچا اگر پوٹاش کھار پر پانی کی موجودگی سے کوئی اثر نہیں ہوتا ہے تو کیوں نہ بغیر پانی کے اسے آزمایا جائے ؟۔

اب اس نے پلیٹینم کے بنے ہوئے چھوٹے سے چمچے میں پوٹاش کھار کو بڑی حکمت سے پگھلایا کیوں کہ اس کے لیے بہت اونچے درجۂ حرارت کی ضرورت تھی اور یہ درجۂ حرارت اس نے شعلے کو آکسیجن دے کر حاصل کیا۔ پوٹاش کھار پگھل گیا۔ اس میں کچھ دھواں سا اٹھا اور پھر اس کے فوراً بعد تیز تیز چنگاریاں نکلنے لگیں۔ ڈیوی یہ دیکھ کر اتنا خوش ہوا کہ اسے یہ بھی محسوس نہ ہوا تھا۔" اس مرتبہ تو پانی کا ایک قطرہ بھی موجود نہیں ہے، کیا اب پوٹاش کھار ٹوٹ جائے گا ؟ اگر یہ کوئی سادہ شے نہیں ہے، اگر یہ عنصر نہیں ہے تو پھر اسے اپنا رنگ دکھانا چاہیئے مگر یہ بھی تو ممکن ہے کہ برقی رو پگھلے ہوئے القلی سے گزر ہی نہ سکے ؟"

یہ کیا ؟ برقی رو پگھلے ہوئے القلی سے گزر گئی !!۔

" ایڈمنڈ دوڑنا، دیکھو آ کر میں شرطیہ کہتا ہوں۔ یہ شے منقسم ہو رہی ہے"۔ ڈیوی نے انتہائی گھبراہٹ اور خوشی میں چیختے ہوئے کہا۔

ایڈمنڈ اس کا مددگار ایک ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھے ہوئے قریب آیا کہ چنگاریوں سے محفوظ رہ سکے، اس وقت تک ڈیوی اپنے مشاہدے میں اتنا محو ہو چکا تھا کہ اس کی ناک تقریباً اس چمچے کو چھونے لگی تھی۔ برقی رو کا واقعی القلی پر اثر ہو رہا تھا۔ ایک غیر معمولی طور پر خوب صورت گلابی رنگ کی لو پگھلی ہوئی القلی کے اس مقام سے اٹھ رہی تھی جہاں پلاٹینم کا تار اس چمچے میں بجلی پہنچا رہا تھا۔ یہ لو اس وقت تک اٹھتی رہی جب تک بجلی

گزرتی رہی۔ جیسے ہی بجلی کا گزرنا بند ہوا، گلابی شعلے کا اٹھنا بھی رک گیا۔ ایڈمنڈ نے یہ سب کچھ ڈیوی کے ساتھ انتہائی استعجاب اور حیرت سے دیکھا اور پوچھا: "ان باتوں کا آخر مطلب کیا ہے؟"

"بھائی جان، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے ایک "قریبی عنصر" کی حقیقت دریافت کرلی ہے۔ بجلی نے القلی میں سے کسی انجانی شے کو علیحدہ کر دیا۔ اسی شے کی وجہ سے تار کے کنارے پر وہ عنابی شعلہ بلند ہوا۔ اس کے علاوہ اور کوئی مطلب اس تجربے سے نہیں نکلتا ہے۔ مگر میں اسے حاصل کروں گا۔"

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ کام آسان نہیں ہے۔ ایک انجانی شے کا پکڑ لینا، پھر سوال یہ بھی تھا کہ وہاں واقعی کوئی نئی چیز تھی یا ڈیوی اس عنابی شعلے کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دے رہا تھا۔ ایک مشہور اطالوی سائنس داں گیل ونی نے ایک موقع پر کہا تھا:۔

"بڑے انہماک سے تجربہ کرنے والوں کو کبھی کبھی ایسا مشاہدہ بھی ہوتا ہے جیسا کہ وہ چاہتے ہیں لیکن اصل میں وہ بے حقیقت ہوتا ہے۔" شاید ڈیوی بھی اسی طرح چمچے میں وہ چیز دیکھ رہا تھا جو وہ دیکھنا چاہتا تھا۔

بیٹری کے (+) مثبت سرے پر جو تار لگا تھا اس کے دوسرے کنارے پر پلاٹینم کا وہ چمچا تھا جس میں رکھے ہوئے کاسٹک پوٹاش پر تجربہ ہو رہا تھا۔ جونہی بیٹری کے (−) منفی سرے سے لگا ہوا تار اس چمچے سے چھو جاتا، پھر وہی عنابی شعلہ بلند ہوتا۔ یہ تجربہ بار بار دہرایا گیا اور ہر مرتبہ وہی نتیجہ ظاہر ہوا لیکن جب کبھی یہ عمل الٹایا جاتا یعنی (+) مثبت والے تار کو بیٹری کے (−) منفی سرے سے جوڑ دیا جاتا تو شعلہ دکھائی نہ دیتا مگر القلی کے ٹوٹ جانے سے کچھ دوسرے قسم کے آثار دکھائی دینے لگے۔ چمچے میں سے کسی گیس کے بلبلے جیسے اٹھتے ہوئے نظر آتے جو اوپر پہنچتے ہی بھڑک اٹھتے تھے۔ گیس تو بظاہر ہائڈروجن معلوم ہوتی تھی لیکن اس کے ساتھ وہ شے کون سی تھی جو جلتے وقت عنابی شعلہ پیدا کرتی تھی؟ اس کا پتہ نہیں چل رہا تھا۔

اقتباس: "کیمیا کی کہانی" سے

احمد حسین

ایٹم کے استعمال کے تعمیری طریقے

ایٹم بم کی ایجاد اور ہیروشیما و ناگاساکی پر اس کے بھیانک تجربات کے بعد عام طور پر لوگ یہی سوچنے لگے تھے کہ ایٹم ایک خطرناک شے ہے اور اس کا استعمال صرف تباہی اور بربادی کے لیے ہی کیا جا سکتا ہے لیکن درحقیقت یہ ایٹمی طاقت کا صرف ایک پہلو ہے ایٹم کا استعمال صرف تخریب ہی کے لیے نہیں بلکہ تعمیری مقاصد کے لیے بھی کیا جاتا ہے ایٹم کو عالم انسانیت کی خدمت کے کام میں لگانے کا جو ذکر ہوتا ہے اس کا مطلب ہی یہ ہے کہ اس میں توانائی یا طاقت مستور ہے جس کا کسی نہ کسی طریقے سے اخراج کیا جا سکتا ہے۔ اب یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ لوگ جن جن طریقوں سے بھی مشینوں کا استعمال کرتے ہیں ان سب کی نوعیت اصل میں یہ ہے کہ ایسے کچھ کیا جائے کہ حرارت پیدا ہو جو مشین چلائے۔ بنیادی طور سے معاملہ یہ ہوتا ہے کہ حرارت کو حرکت میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ اب ایٹم سے یہ بات کیوں کر کرائی جائے۔

پہلی بات یہ سمجھنی چاہیے کہ تمام ایٹمی تبدیلیاں چاہے وہ ایٹم سے الیکٹرون نکلنے کے قسم کی سادہ تبدیلیاں ہوں، چاہے وہ ایٹم بم کے قسم کی استماری تبدیلیاں ہوں، سب ہی ایسی ہیں کہ حرارت پیدا کرتی ہیں بلکہ ایٹم بم سے تو اتنی شدید حرارت پیدا ہوئی کہ اس نے میلوں کے فاصلے پر چیزوں کو جھلسا دیا لیکن اتنی شدید حرارت مشین چلانے یا کوئی تعمیری کام کرنے میں مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ اس لیے ایٹمی توانائی سے مشین چلانے کے لیے اس توانائی یا طاقت کو کنٹرول میں رکھنا ضروری ہے تاکہ طاقت پیدا ہو تو لیکن ایک وقت میں بہت زیادہ نہ ہو جائے اس شدت کا انسداد اس لیے بھی ضروری ہے کہ ایٹم کے شق ہونے کے سلسلے میں جو مختلف عمل رونما ہوتے ہیں ان کی بدولت ٹوٹ ٹوٹ کر نکلنے والے برق بردار ذرات زندگی کے لیے نقصان دہ ہوتے ہیں۔

۱۹۵۴ء کی بات ہے امریکی حکومت نے تجربے کی خاطر بحرالکاہل میں بہت ہی زیادہ

اقت دریم پھوڑا تھا۔ بعد میں جب اس کے اثرات کا جائزہ لیا گیا تو پتہ چلا کہ ان گنت
اپانی مچھیرے جو میلوں کے طویل فاصلے پر تھے، بیمار پڑ گئے بلکہ مر بھی گئے کیونکہ بم کے دھماکے
، وجہ سے تابکار دھول ان پر آسمان سے آ کر گری۔ ان مچھیروں نے جو مچھلیاں پکڑیں ان کو
ی اس تابکار دھول نے زہریلا بنا دیا۔ اس لیے یہ انتظار کرنا ضروری ہے کہ برق بردار ذرات
ہر نہ نکلنے پائیں۔ اگر یہ احتیاط رکھی جائے اور استماری عمل کو کنٹرول میں رکھ کر قابو سے
اہر اتنی شدت نہ اختیار کرنے دی جائے کہ دھماکے کی نوبت آجائے تو ایٹم میں مستور
وانائی یا طاقت کو کام میں لایا جا سکتا ہے۔

ایٹمی طاقت کے اسی وسیلے سے صنعت چلانے کے لیے ۴۷۔۱۹۴۶ء کے زمانے میں
سب سے پہلے برطانیہ میں ایٹمی طاقت کے اسٹیشن کا قیام عمل میں لایا گیا۔ یہ اسٹیشن برک
شائر کے شہر ہارویل میں قائم کیا گیا تھا۔ اس اسٹیشن کو سر جان کوک روفٹ کی نگرانی میں رکھا
گیا تھا جو لارڈ رور فورڈ کے انتہائی چابک دست معاونوں میں سے تھے۔ اسی کے ساتھ لنکا
شائر میں لیزلے کے مقام پر ایٹمی انجینئری اور اس کے آلات وغیرہ کے ڈیزائن اختراع کرنے
کا ہیڈ کوارٹر قائم کیا گیا۔ اس ہیڈ کوارٹر کے سربراہ سر کرسٹوفر ہنٹن مقرر کیے گئے جو
۴۵-۱۹۳۹ء کے زمانے میں آتشی اسلحہ کی ساخت و پیداوار کے انتہائی کامیاب افسر رہ
چکے تھے۔ ہیڈ کوارٹر کے قیام کے تھوڑے ہی عرصے بعد فیکٹریاں کھول دی گئیں تاکہ ایٹمی طاقت
کے صنعتی مصرفوں کے طریقے وضع اور اختراع کیے جا سکیں۔ حفاظت و سلامتی کی بدیہی ضرورت
کے تحت ان میں سے بیشتر فیکٹریاں غیر آباد مقامات پر قائم کی گئیں۔ اخبارات میں ایٹمی
طاقت کے بارے میں جو مضامین شائع ہوتے ہیں ان کو پڑھ کر بعض اوقات یہ خیال ہوتا
ہے کہ کاریں اور لاریاں اس طاقت سے بس چلنے والی ہیں لیکن یہ بات ذرا بعید معلوم ہوتی ہے
اور کسی سبب سے نہ سہی تو کم سے کم اسی وجہ سے کہ جو گاڑی بھی ایٹمی طاقت صرف کرے گی
اس کے لیے لازمی ہوگا کہ کنکریٹ یا سیسے کے بہت موٹے اور بھاری پردے کے اندر ملفوف
رہے تاکہ ایٹم کے شق ہونے پر جو انتہائی خطرناک اور دور تک در آنے والی تاب کاری
ہوتی ہے اس سے گاڑی چلانے والے اور اس کے مسافر محفوظ رہیں۔ البتہ سمندری
جہازوں کی صورت اس سے ذرا مختلف ہے۔ اب ایسے جہاز (جن میں آبدوز کشتیاں بھی ہیں)
جن کے انجن ایٹمی طاقت سے چلتے ہیں، دنیا کے بہت سے حصوں میں چلائے جا رہے ہیں۔

اور ایٹمی بجلی گھر تو خیر اب بہت سے ملکوں میں نہایت کامیابی کے ساتھ چلائے جا رہے ہیں، ان ملکوں میں برطانیہ بھی شامل ہے۔ ان بجلی گھروں میں ایٹمی تبدیلیوں سے پیدا ہونے والی حرارت کو استعمال کیا جاتا ہے اور اس حرارت کو اسی وضع پر برقی طاقت میں تبدیل کیا جاتا ہے جس طرح ہم اپنے عام بجلی گھروں میں کوئلہ جلانے سے پیدا ہونے والی حرارت سے بھاپ بنا کر اس سے بڑی بڑی چرخیاں چلاتے اور چرخیوں کی میکانکی حرکت کو بجلی میں تبدیل کرتے ہیں۔ پورے طور پر ایٹمی طاقت کا پہلا بجلی گھر برطانیہ میں کمبرلینڈ میں ۱۹۵۶ء میں کلیڈر ہال کے مقام پر شروع ہوا۔ اب اس سے کہیں بڑا اسکاٹ لینڈ میں چیپل کے مقام پر بن گیا ہے اور اس کے بعد اور کئی یا تو زیر تعمیر ہیں یا تیار ہو کر بجلی بنا رہے ہیں۔

اقتباس: ''ایٹم کیا ہے؟'' سے

ہماری مطبوعات — چند تبصرے

سری نگر کے ایک موقر روز نامے "اقبال" نے اپنی ۴ر جنوری ۱۹۸۲ء کی اشاعت میں ترقی اُردو بیورو سے حال ہی میں شائع ہونے والی چند کتابوں "اتر پردیش کے لوک گیت"۔ "قدیم لکھنؤ کی آخری بہار" "نئی اُردو قواعد" "اصولِ تعلیم اور عملِ تعلیم" اور "راست اور متبادل کرنٹ" پر کتابوں کی دُنیا کے زیرِ عنوان تبصرے شائع کیے ہیں۔ روز نامہ "اقبال" میں شائع شدہ ان تبصروں کو ہم یہاں نقل کر رہے ہیں تاکہ اردو دُنیا کا ایک بڑا حلقہ ترقی اُردو بیورو کی مطبوعات اور ان کی علمی دُنیا میں افادیت سے روشناس ہو سکے۔

مذکرہ بالا تبصروں کے علاوہ دیگر چند مطبوعات پر مختلف جرائد میں کیے گئے تبصرے بھی یہاں پیش کیے جا رہے ہیں۔

کتابوں کی دُنیا

اُردو زبان کو ایک علمی زبان بنانے کے لیے جو مستحسن کوششیں ترقی اُردو بیورو دہلی انجام دے رہا ہے وہ کوششیں آہستہ آہستہ رنگ لا رہی ہیں اردو کے علمی خزانے میں ان کوششوں کی بدولت ایک قابلِ قدر اضافہ ہو رہا ہے۔ ترقی اُردو بیورو دہلی مختلف علمی موضوعات پر ایسی مطبوعات برابر شائع کر رہا ہے۔ جن کا تعلق عمرانیات، سیاسیات، تواریخ، تنقید، تحقیق اور لسانیات وغیرہ شعبوں سے ہے۔ یہ مطبوعات کسی بھی زبان کے لیے باعثِ افتخار ثابت ہو سکتی ہیں۔ مطبوعات جس نفاست اور نزاکت کے ساتھ شائع کی جا رہی ہیں اس کی بدولت اُردو دنیا میں اشاعت کا ایک قابلِ قدر معیار قائم ہو گیا ہے۔ اب وہ دن دور نہیں جب اُردو میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا یقینی بن جائے گا۔

حال ہی میں ترقی اُردو بیورو دہلی نے چند نفیس اور قابلِ توجہ کتابیں شائع کی ہیں۔ یہ کتابیں

اُردو زبان کی تاریخ میں سنگِ میل سی حیثیت رکھتی ہیں۔ یورو کی جانب سے شائع کی گئی۔ چند ایک
کتابوں پر تبصرہ پیش خدمت ہے۔

کتاب کا نام ..... اُتر پردیش کے لوک گیت

مصنف .... اظہر علی فاروقی

قیمت .... ۱۹.۲۵ پیسے

ضخامت .... ۶۳۲ صفحات

سائز ..... $\frac{23 \times 36}{16}$

زیرِنظر کتاب موضوع اور مواد کے اعتبار سے اُردو میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے۔ لوک ادب کا مطالعہ نہ صرف لسانی اور ادبی نقطۂ نظر سے خاص اہمیت کا حامل ہے بلکہ نسلیات اور سماجیات کے میدانوں میں کام کرنے والے محققین کو بھی لوک ادب کا مطالعہ کرنے سے انسانی تہذیب کی پیچیدہ گرہیں وا کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اظہر فاروقی صاحب نے کتاب کی ترتیب و تہذیب میں جس کدو کاوش سے کام لیا ہے وہ خاصی توجہ چاہتا ہے۔ فاضل مصنف نے لوک روایات، لوک گیتوں اور لوک عقائد کو جس سائنسی نقطہ نظر سے پرکھنے کی کوشش کی ہے اس کی بدولت لوک ادب کی افادیت اور اہمیت زیادہ واضح ہوگئی ہے۔ یہ کتاب ملک کے دوسرے حصوں میں لوک ادب پر کام کرنے والوں کے لیے رہنما ثابت ہوسکتی ہے۔ کتاب کے مطالعے سے اتر پردیش کی تہذیبی رنگارنگی اور وہاں کے لوک مزاج کی ایک بھرپور تصویر ابھر کر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے مجھے ذاتی طور پر اس کتاب کے مطالعے سے کشمیری لوک گیت کی کچھ گرہیں سلجھانے میں رہنمائی حاصل ہوئی۔

کتاب کی زبان عام فہم اور سلیس ہے اس لیے عام قاری کو کتاب کا متن سمجھنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔

اس کتاب کی بدولت ایک اور بات بھی ثابت ہوجاتی ہے کہ اُردو زبان کی جڑیں ہندوستانی تہذیب میں کس قدر مضبوطی سے پیوست ہیں۔

کتاب کی کتابت اور چھپائی عمدہ ہے۔ اس کا ملک کی ہر ایک کتب خانے میں ہونا ضروری ہے۔ لوک ادب اور لوک روایات سے دلچسپی رکھنے والے لوگوں کے علاوہ یہ کتاب لسانیات اور تہذیبی شعبوں میں تحقیق کرنے والوں کے لیے بہت اہم ہے عام قاری بھی اس کتاب کے مطالعے

سے لطف اندوز ہوکر اپنی علمی استعداد میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

کتاب کا نام . . . . قدیم لکھنؤ کی آخری بہار
مُصنف . . . . . مرزا جعفر حسین
قیمت . . . . ۲۷ روپے
حجم . . . . . ۵۰۰ صفحات
سائز . . . . . $\frac{23 \times 36}{16}$
ناشر . . . . . . ترقی اُردو بیورو نئی دہلی۔

مرزا جعفر حسین مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے لکھنؤ کی گنگا جمنی تہذیب کو کتاب کے شیشے میں کامیابی کے ساتھ اُتارا ہے۔ زیرِ نظر کتاب لکھنؤ کی تہذیبی تاریخ ہے۔ فاضل مصنف نے اپنے عمر بھر کے مطالعے اور مشاہدے کو کتاب میں سمو دیا ہے۔ لکھنؤ کی طرح دار تہذیب کو اپنی کتاب کا موضوع بنا کر مصنف نے آنے والی نسلوں پر یہ احسان کیا ہے کہ جس زنگا رنگ اور قوس قزاح کی طرح خوبصورت نئے لکھنؤ کو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکیں وہ تہذیب ان کو اس کتاب کے اندر دیکھنے اور سمجھنے کو ملے گی "قدیم لکھنؤ کی آخری بہار" نام کی یہ کتاب ایک ایسی دستاویز ہے جو ایک خوبصورت مرقعے کا درجہ رکھتی ہے۔ فاضل مُصنف نے کتاب میں لکھنؤ کی آبادی سے لے کر انگریزی تہذیب کے غلبے تک کے تمام موضوعات کو زیرِ بحث لاکر ایک مرتی ہوئی تہذیب کو نئی زندگی عطا کی ہے۔ لکھنؤ کی زندگی کا کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں ہے جس کو کتاب میں جگہ نہ ملی ہو۔

میرے خیال میں یہ کتاب اُردو میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے جس میں ایک شہر کی بھرپور زندگی کی روئداد پوری تفصیل کے ساتھ درج ہے۔

اس کتاب کے کچھ حصے اگرچہ 'نیا دور' اور 'آج کل' وغیرہ میں پہلے بھی شائع ہو چکے ہیں مگر پورے تہذیبی پس منظر کو سمجھنے کے لیے کتاب کا مُطالعہ ہر کس و ناکس کے لیے ضروری ہے۔ مُلک کے دوسرے شہروں کے بارے میں اس قسم کی کتابیں لکھنا اور شائع کرنا وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔

کتاب کی زبان بہت دلکش اور دل نشین ہے۔ فاضل مُصنف نے کتاب میں ابتدا سے لے کر آخر تک قاری کی دل چسپی کا اہتمام کیا ہے۔ کتاب مُلک کی تمام لائبریریوں میں جگہ پانے

کی مستحق ہے اُردو بورڈ اس طرح کی کتابیں شائع کرنے کے لیے ستائش کا حقدار ہے۔

کتاب کا نام . . . . نئی اُردو قواعد
مصنف . . . . . . عصمت جاوید
قیمت . . . . . . ۱۷ روپے
صفحات ۳۲۴
سائز . . . . . . $\frac{23 \times 36}{16}$
ناشر . . . . . . ترقی اُردو بیورو نئی دہلی۔

مختلف علوم کو سائنسی وقار عطا کرنے کے سلسلے میں تحقیق و تجسس کا عمل برابر جاری ہے۔ نئی اُردو قواعد نام کی زیر نظر کتاب اس لحاظ سے خاص توجہ چاہتی ہے۔ کیونکہ اس کتاب میں "گرامر" کے خارزار کو عام قاری طالب علم کے لیے دل چسپ اور گراں قدر بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ عربی قواعد کے گھسے پٹے طریقے کو نظرانداز کر کے فاضل مصنف نے اس قواعد میں جدا نقطہ نظر کو اپنا کر اس خشک موضوع کو لطیف اور دل کش موڑ دیا ہے۔ مصنف نے کتاب میں تغیر پذیر اُردو زبان کی مختلف جہتوں کو موضوع بنا کر معیاری اور غیر معیاری زبان کے قضیے کو حل کرنے کی کوشش کی ہے۔

کتاب کی تحریر میں عصمت جاوید نے وہی طریقہ اپنانے کی کوشش کی ہے جو طریقہ مستند انگریزی قواعد نویسوں نے اپنالیا ہے۔ 'صرف و نحو' کے علاوہ کتاب میں مصنف نے اردو صوتیات نے بھی بحث کی ہے۔ اس قسم کی ایک مستند کتاب کی ضرورت۔ برسوں سے محسوس کی جا رہی تھی۔ کتاب میں درج انگریزی اصطلاحات کے اُردو متبادل ضمیمے کے طور پر شامل ہونے نے کتاب کی افادیت کو اور بڑھا دیا ہے۔ اسی طرح ایک الگ باب میں اُردو اصطلاحات کے انگریزی متبادل درج کر کے مصنف نے عام قاری اور قواعد سے دل چسپی رکھنے والوں کے لیے آرام و آسائش کا اہتمام کیا ہے۔

کتاب کی طباعت اور کتابت معیاری ہے۔ جن اسکولوں میں اُردو ذریعہ تعلیم ہے وہاں پر اس کتاب کو نصاب میں شامل کرنا اساتذہ کی مشکلات کو دور کرنے میں ممد و معاون ثابت

ہو سکتا ہے۔ ایک معیاری قواعد ہونے کی وجہ سے اس کتاب کو تمام لائبریری کی زینت بنایا جانا چاہیے تاکہ اُردو کے رسیا اس کے مطالعے سے فیض یاب ہو سکیں۔ یہاں پر اس بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ عام کتابوں کے مقابلے میں ترقی اُردو بیورو کی شائع کردہ کتابوں کی قیمت بہت ہی کم ہے۔ اس کساد بازاری کے دور میں ضخیم سے ضخیم تر کتابیں کم قیمت پر شائع کرنا حکومتِ ہند کی اُردو نوازی کی دلیل ہے۔

کتاب کا نام . . . . . اصول تعلیم اور عمل تعلیم
مُصنف . . . . ڈی۔ ایس گورڈن
مترجم . . . . ڈاکٹر خلیل الرحمان سیفی
قیمت . . . . ۱۶.۷۵ روپے
حجم . . . . ۳۳۶ صفحات
ناشر . . . . ترقی اُردو بیورو نئی دہلی

تعلیم کے موضوع پر ہماری علاقائی زبانوں میں اچھی اور معیاری کتابوں کی کمی ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے عہد برآ ہونا وقت کا اہم تقاضا ہے۔ خوش قسمتی سے ترقی اُردو بیورو نے اُردو میں تعلیم کے موضوعات پر مستند اور معیاری کتابیں شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ زیر نظر کتاب بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

اس کتاب کی انفرادیت اس بات میں مضمر ہے کہ کتاب کو ہند اور یہاں کے تعلیمی ماحول کے پس منظر میں تحریر کیا گیا ہے۔ فاضل مصنف نے ہندوستان کے تعلیمی مسائل کا مشاہدہ اور مطالعہ کر کے کتاب سپرد قلم کی ہے۔ اور یہی چیز اس کتاب کو تعلیم کے موضوع پر بازار میں دستیاب دوسری کتابوں سے ممتاز کرتی ہے۔ مصنف نے ہندوستان کے شہروں تک ہی اپنے مطالعہ کو محدود نہیں رکھا ہے بلکہ ہند کے پانچ لاکھ دیہاتوں میں رہنے والے لوگوں کو بھی اپنے مطالعہ کا موضوع بنا کر کچھ تعلیمی قواعد اور ضوابط مرتب کر کے تعلیم کو جدید لائنوں پر منظم کرنے کا راستہ نکالا ہے۔

فاضل مصنف نے تعلیم کے الگ الگ نظریات کو بھی بحث کا موضوع بنایا ہے اور تعلیم کے تمام

گوشوں سے نقاب کشائی کرنے کی کوشش کی ہے۔ کتاب کا مطالعہ مصنف کے وسیع مطالعے اور اس کی وسیع نظری سے قاری کو روشناس کراتا ہے۔ قاری کو بیک وقت ہندوستانی نظریہ سے واقفیت کے ساتھ ساتھ یونانی، رومی، بودھ اور دیگر تعلیمی نظریات سے آگاہی ہو جاتی ہے۔

تعلیم میں سائنسی طرز نظر کی اہمیت پر مصنف نے کافی محنت کی ہے۔ یہ کتاب تعلیم کے بارے میں ایک چھوٹا موٹا انسائیکلو پیڈیا ہے جس میں افلاطون سے لے کر آج کے زمانے تک کے ماہرین تعلیم کے نظریات سے بحث کی گئی ہے ترجمہ نگار نے اپنا فرض کامیابی کے ساتھ نبھایا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ اساتذہ کے لیے لازمی قرار دیا جانا چاہیے۔ اور کتاب کو اساتذہ کے تربیتی اداروں کے نصاب میں شامل کیا جانا چاہیے اور اس کو لائبریریوں میں جگہ دینا اس لیے ضروری ہے کہ عام قاری کے لیے بھی کتاب کا مطالعہ خاصا دلچسپ، سبق آموز اور ذہن کے دریچے کھول دینے کا باعث ہو سکتا ہے۔

کتاب کا نام . . . . راست اور متبادل کرنٹ
مصنف . . . . ڈاکٹر عبدالرشید انصاری
قیمت . . . . ۱۵ روپے
حجم . . . . ۲۹۶ صفحات
سائز . . . . $\frac{23 \times 36}{16}$
ناشر . . . . ترقی اردو بیورو نئی دہلی۔

جدید ترین سائنسی علوم کو اردو کے شیشے میں اتارنا بچوں کا کھیل نہیں مگر خوش قسمتی سے ہمارے یہاں ایسے لوگ موجود ہیں جو مشکل سے مشکل سائنسی موضوعات پر اردو میں کتابیں لکھنے کے اہل ہیں۔

ڈاکٹر عبدالرشید انصاری اسی قبیل کے لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں جنہوں نے 'راست اور متبادل کرنٹ' نام کی اس گراں قدر کتاب کو عام قاری کے لیے اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ پڑھنے والے کو موضوع کے بارے میں کوئی تشنگی باقی نہیں رہتی۔

جو لوگ انگریزی اور دوسری یورپی زبانوں کا علم نہیں رکھتے وہ برقی رووں سے ایٹم

اور دوسرے موضوعات کے بارے میں اس کتاب کے مطالعے سے خاصی جانکاری حاصل کر سکتے ہیں۔

کتاب کے موضوعات اگرچہ سائنسی ہونے کی وجہ سے خشک ہیں۔ پھر بھی فاضل مصنف نے عبارت کو لچک دار اور عام فہم بنانے کی کوشش اور کامیاب کوشش کی ہے ہاں یہ بات ضرور ہے کہ سائنس کی زبان افسانے اور ناول کی زبان نہیں بن سکتی۔

اس قسم کی کتابیں اُردو کے خزانے میں اضافے کا درجہ رکھتی ہیں۔ ایسی کتابوں کی اشاعت کے لیے ترقی اُردو بورڈ کی سراہنا کی جانی چاہیئے اُردو کو اگر ذریعہ تعلیم بنایا جاتا ہے تو اس قسم کی نصابی کتابیں ضروریات کو پورا کر سکتی ہیں۔

اس کتاب کو لائبریریوں میں لازمی طور پر جگہ دینی چاہیئے تاکہ عام قاری بھی سائنسی علوم سے استفادہ کر سکیں۔ ترقی اُردو بیورو کی شائع کردہ کتابوں کے سر ورق کافی خوبصورت اور دیدہ زیب ہیں۔ کتابت اور طباعت بھی اچھی ہے اُردو زبان سے محبت رکھنے والے تمام حضرات کو یہ کتابیں خرید کر اردو نوازی کا ثبوت دینا چاہیئے۔

روزنامہ "اقبال" سری نگر مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۸۲

کلیاتِ ذوق

مرتبہ : ڈاکٹر تنویر احمد علوی
ناشر : ترقی اُردو بیورو نئی دہلی
ملنے کا پتہ : ڈائرکٹر ترقی اردو بیورو۔
ویسٹ بلاک ۸ آر کے پورم نئی دہلی ۱۱۰۰۲۳

ذوقؔ اُردو کے قدیم شعرا میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ اُستاد ذوقؔ کے بے شمار شاگرد تھے خود بادشاہ وقت بہادر شاہ ظفر کو بھی ان کی شاگردگی کا شرف حاصل تھا۔ دربار سے اس تعلق نے ان کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے تھے۔ یہ وہ دور تھا کہ جب اُستاد ذوقؔ کو غالبؔ پر ترجیح دی جاتی

تھی۔ لیکن آج غالب ذوق سے بہت بہت آگے نکل گئے ہیں۔ تاہم

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

اور

لائی حیات، آئے، قضا، لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے، نہ اپنی خوشی چلے

اور

اے ذوق اتنا دختر رز کو نہ منہ لگا
چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

جیسے مقبول عام شعر کہنے والے ذوق کو اُردو ادب کا قاری کبھی بھلا نہیں سکے گا۔ ذوق جیسے شاعر کم ہی ہوتے ہیں انہوں نے زندگی بھر مشق سخن جاری رکھی۔ ان کی شاعری "ایک قابل قدر فنی روایت کی امین" ہے۔ ذوق نے اس شعری روایت کی نزاکتوں لطافتوں کو بڑے دل آویز طریقے سے پیش کر کے اپنا ایک الگ مقام بنایا ہے۔

مختلف وجوہات کی بنا پر ذوق کا دیوان ان کی زندگی میں مرتب نہ ہو سکا، بہت سا کلام شاگردوں کی نذر ہو جاتا تھا۔ اور پھر

ذوق کیوں کر ہو اپنا دیوان جمع
کہ نہیں خاطر پریشان جمع

کے مصداق انہیں کسی قدیم غزل کے ڈھونڈنے کی مہلت نہ ملتی تھی، تو دیوان کس طرح مرتب ہو سکتا تھا؟ کہتے ہیں کسی قدیم غزل کی فرمائش پر کہ تلاش کرنے کی بجائے وہ نئی غزل کہنے کو بہتر سمجھتے تھے ــــ غرض ان کا کلام "انبار در انبار" تھا۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں بہت سا کلام ضائع ہو جانے کے باوجود اب بھی اتنا کچھ مل جاتا ہے کہ بڑے سائز کی کتاب کے کوئی ۴۵۰ صفحات پُر ہو گئے ہیں۔

ڈاکٹر تنویر احمد علوی نے ذوق کے کلام کو بڑی کدو کاوش سے مرتب کیا ہے۔ اس کلیات

کے ترتیب دینے کی وجہ جو انہوں نے بیان کی ہے وہ بھی نہایت معقول ہے۔

"ذوق کا کوئی مجموعہ کلام ان کی زندگی میں مرتب نہیں ہوا نسخہ دیوان اگرچہ اپنے درجہ استناد کے لحاظ سے بہت اہم ہے لیکن یہ ان کے کلام کے نسبتاً ایک تھوڑے حصے پر مشتمل ہے نگارستان سخن بعض نئی روایتوں کے باوصف ایک انتخاب ہی ہے"

دیوانِ ذوق مرتبہ آزاد ان دونوں روایتوں کے مقابلہ میں زیادہ مکمل ہے لیکن اس میں مولنا کی طرف سے تبدیلیوں، اضافوں اور اصلاحوں کی جو صورتیں داخل متن ہوگئی ہیں ان کی وجہ سے اس نسخہ کی استنادی حیثیت مشکوک قرار پاتی ہے۔ یہ صورت حال کلامِ ذوق کے ماخذ کی از سرِ نو چھان بین اور تدوین کا تقاضا کرتی ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے سودات ذوق۔ بیاض قلمی مولوی محمد باقر۔ دیگر قلمی ماخذ، مختلف تذکروں اور بیاضوں کے علاوہ نسخہ دیوان مرتبہ حافظ دیران ظہیر وانور دہلوی نگارستانِ سخن مرتبہ ظہیر دہلوی۔ دیوانِ ذوق مرتبہ مولنا محمد حسین آزاد کے علاوہ وہ تمام اخبارات ورسائل جن میں ذوق کا کلام شائع ہوا ہے کی مدد سے یہ کلیات، جدید تحقیق وتدوین کے اصولوں کے تحت ترتیب دیا ہے، جو یقیناً لائق ستائش کارنامہ ہے۔ قابل مرتب نے بعض قدیم املا کو جدید سے بدل دیا ہے۔ تجھے مجھے، اون، ادس کو تو بآسانی بدل کر تجھے مجھے، ان، اس کیا جاسکتا ہے لیکن شعری ضرورت کے تحت یہاں کو یاں اور واں کو وہاں سے نہیں بدلا جاسکتا۔ اور یہاں بھی ایسا ہی ہوا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے حصہ اول میں اس روائتی متن کو شامل کیا ہے جس کی تصدیق مولانا آزاد کے علاوہ دوسرے کسی معتبر ذریعے سے ہوگئی۔ حصہ دوم میں پیش کی گئی غزلیں قصیدے بھی مولانا آزاد کی روایت کے مطابق دی ہیں ابتدا میں غزلوں کو اور پھر قصیدوں کو جگہ دی ہے۔

بہرحال ذوق جیسے پر گو شاعر کا دیوان مرتب کرنا اور وہ بھی جدید تحقیقی اصولوں کی روشنی میں، وقت طلب اور بے حد عرق ریزی کا کام ہے جسے ڈاکٹر تنویر احمد علوی نے بحسن وخوبی پورا

کیا ہے

"کلیات ذوقی" کو نہایت اہتمام کے ساتھ ترقی اُردو بیورو نئی دہلی نے شائع کیا ہے مختلف موضوعات پر معیاری کتابوں کی اشاعت اس ادارے کا اپنا مسلک ہے، اُردو زبان کی ترقی و ترویج کے لیے یقیناً یہ ایک اہم کارنامہ ہے اور یہ کام ترقی اُردو بیورو جس خوش اسلوبی سے انجام دے رہا ہے اس کے لیے عہدہ داران ترقی اُردو بیورو قابل مبارکباد ہیں۔

کتابت نہایت عمدہ اور طباعت آفسیٹ پر ہوئی ہے۔ چند صفحات پر سطر کی لکیریں ابھر آئی ہیں جو بہرحال اس حسین کتاب کے لیئے کالک کے دھبے" کا کام دے رہی ہے تاکہ اسے نظر نہ لگے۔

۵۰۰ (ٹائٹل کے صفحات ملاکر) صفحات کی اس کتاب کی قیمت صرف ۲۰/۲۵ روپے ہے جو اس دور کی سستی کتابوں میں گنی جانی چاہیئے۔

سید موسیٰ کاظمی   ماہنامہ 'آندھرا پردیش فروری ۱۹۸۲ء)

"قومی تہذیب کا مسئلہ"

سید عابد حسین

ترقی اُردو بیورو نئی دہلی نے حال ہی میں کتاب "قومی تہذیب کا مسئلہ" شائع کی ہے۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۵۵ء میں مسلم یونیورسٹی پریس علی گڑھ نے شائع کیا تھا۔

اس کتاب کی اہمیت اور مقصد کے بارے میں مصنف نے خود اپنے مقدمے میں لکھا ہے کہ اس کتاب کو لکھنے کا مقصد اس مسئلہ (قومی تہذیب) پر جو آزاد ہند کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے معروضی علمی نقطہ نظر سے بحث کرنا ہے اور ہندوستانی قومیت اور قومی تہذیب کی تاریخی نشوو نما اور موجودہ صورت حال کا جائزہ لینا ہے تاکہ اس کے بقاء و استحکام کی تدبیروں پر غور کیا جائے چنانچہ اس نقطہ نظر کو واضح طور پر سمجھانے کے لیے عابد صاحب مرحوم نے کافی موثر پیرائے میں بحث کی ہے۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے اس کتاب میں تاریخی پس منظر روایات سماجی زندگی کے نظریات

جغرافیہ ماحول کا تجزیہ مختلف تمدنوں، مذاہب کا تقابلی جائزہ اوران کے تاثرات کا بڑی حد تک جائزہ لیا گیا ہے۔ کبھی کبھی مصنف نے ہندوستانی تہذیب و تمدن کے مرکب طرز حیات کو ایک ایسی تہذیبی وحدت قرار دیا جس پر ایک ہندوستانی پرسماج کو تشکیل دیا جا سکتا ہے۔

بقول رادھاکرشنن مرحوم سابق صدر جمہوریہ ہند" عابد حسین صاحب کے خیالات اور نظریات سے اختلاف بھی کیا جا سکتا ہے کوئی ضروری نہیں کہ کتاب میں جن تجاویز اور تدابیر کو اختیار کرنے کا شورہ دیا گیا ہے وہ حرف آخر ہوں۔

یہ کتاب تاریخ اور ادب بالخصوص ہندوستانی ثقافت کے طالب علموں کے لیے اہم مواد فراہم کرتی ہے۔ اوراس میں ابتدا سے اب تک ہندوستانی سماج کے ارتقار اور ثقافتی ماحول کی تاریخ کا اچھا خاصا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جس میں مختلف عقائد مذاہب زبانوں اور نظریات کے لوگ بہتے بستے ہیں۔ تاریخ کے ان ہم آہنگی کے رشتوں اوران کے سماجی رویہ کی عابد صاحب نے بھر پور عکاسی کی ہے۔ بھگتی تحریک اور صوفی ازم دراصل دو علیٰحدہ علیٰحدہ مکاتیب فکر کی نمائندگی کرتے ہیں۔

عابد صاحب نے ان تحریکات کے اچھے پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ تہذیبی رشتہ کو ہم آہنگ بنانے اور قومی وحدت اور ایکتا کے تصور کو پروان چڑھانے ں ان تحریکات نے موثر رول ادا کیا ہے۔

کتاب کے گیارھوں ابواب میں قوم، قومیت، تہذیب اور سیاسی وحدت کے مور کو پیش کرنے اور مختلف تاریخی حوالوں سے قومی تہذیب کے مفہوم کو واضح کرنے اور قومی تہذیب ے اثرات کو ظاہر کرنے کے لیے ابتدار سے اب تک ہندوستانی سماج کی انسانی تاریخ کے وشن و تاریک دونوں واقعات و حالات و ماحول سے پوری تصویر کو اجاگر کرنے کے لیے کوشش س کتاب میں ملتی ہے۔

ہندوستان کی قدیم تہذیب طرز معاشرت ویدک سماج، آریہ سماج، اسلامی ثقافت سلم دور حکومت مغربی طرز حکومت اور جمہوری طرز حکومت میں قومی تہذیب کے مسئلہ کو پیش یا گیا ہے۔ دراصل اس کتاب کے ذریعہ ایک ایسے مسئلے کو پیش کیا گیا ہے جس سے ہندوستانی اج میں ایکتا و ہم آہنگی اور قومی یکجہتی کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔

مختصر یہ کہ عابد حسین صاحب نے قومی وحدت اور قومی تہذیب کے رشتے کو مضبوط کرنے کے لیے جن امور کی نشاندہی کی ہے اور جن تجاویز اور تدابیر اختیار کرنے کا کتاب میں مشورہ دیا گیا ہے وہ آج کے ماحول میں بھی لمحہ فکر مہر در ہیں اور یہ کتاب بہر حال پڑھنے کے لائق ہے۔ طرز تحریر کا انداز بہت انوکھا ہے۔ اور بہت اچھے انداز سے اس مسئلہ کو سمجھانے کے لیے مصنف نے پوری پوری کوشش کی ہے۔

محمد حمید الظفر اورینٹل گریجویٹ) ۱۴ر جنوری ۱۹۸۲ء۔

نام کتاب :۔ تعلیم ہندوستان کے مسلم عہد حکومت میں

مصنف :۔ ایس۔ ایم جعفرؔ

مترجم :۔ سعید انصاری

صفحات :۔ ۱۷۶۔ قیمت ۸/۲۵ روپے

ناشر :۔ بیورو فار پروموشن آف اُردو ویسٹ بلاک ۸ آر۔ کے پورم نئی دہلی۔

مصنف کا خیال ہے کہ سمجھا جاتا ہے کہ ہندوستان کے مسلم عہد حکومت میں تعلیم کو نظر انداز کیا گیا ہے مگر ایسا نہیں ہے اس عہد میں تعلیم کا کافی لحاظ رکھا گیا ہے یہاں تک کہ ہندوستان کا اس زمانے میں دنیا کے کسی ملک سے تعلیم کے معاملہ میں بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور اکثر صورتوں میں وہ اس سے آگے بھی نکل سکتا ہے مثال کے طور پر ایک طرف تو اس زمانے میں مطبعوں کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ دوسری جانب ہزاروں کتب خانے موجود تھے جن میں بے شمار مخطوطات اکٹھا کئے گئے تھے۔ پھر اس زمانے میں آمد و رفت کے جو ذرائع تھے انھیں خیال میں رکھیے اور ان کے ساتھ ذہن میں رکھیے طلبا کے قافلے جوق در جوق کس طرح دور دراز ملکوں سے تعلیم کے بڑے بڑے مرکزوں پر جمع ہوتے تھے۔

قابل احترام مورخ ہارون خان شیروانی نے اپنے پیش لفظ میں لکھا ہے "ایس۔ ایم جعفر نے یہ کتاب لکھ کر تعلیم کے میدان میں بالعموم اور ہندوستانی تہذیب کے معاملے میں بالخصوص ایک بڑی خدمت انجام دی ہے۔"

مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب تاریخ ہند کے طالب علموں کے علاوہ عام قارئین کے لیے بھی مفید ثابت ہوگی۔ اور لوگ اسے اسی قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے جس کی یہ بدرجہ اتم مستحق

ہے۔
اگر اس کتاب کے ترجمہ پر اور ذرا توجہ دی جاتی اور جملوں کی ساخت غیر مانوس نہ ہوتی تو کتاب کے حسن میں چار چاند لگ جاتے۔ کتابت طباعت کاغذ سرورق بورڈ کی دوسری کتابوں کی طرح معیاری اور عمدہ ہے۔

(پندرہ روزہ "چنگاری" دہلی)

ہمایوں نامہ

از : گلبدن بیگم
مترجم: عثمان حیدر مرزا
سائز: ڈمائی
صفحات: ۹۶
سنہ اشاعت: ۱۹۸۱ء
قیمت: ۶/۲۵ روپے
ناشر: ڈائرکٹر بیورو فار پروموشن آف اُردو، ویسٹ بلاک ۸ آر. کے پورم، نئی دہلی ۲۲...۱۱

نوٹ (یہ کتاب علی گڑھ مسلم یونیورسٹی پریس کے شائع شدہ ایڈیشن ۱۹۳۵ء کی طباعت ثانی ہے جس کا راست فارسی زبان سے ترجمہ کیا گیا ہے)

شہنشاہ بابر کی بیٹی اور بادشاہ ہمایوں کی بہن گل بدن بیگم کو تمام اہلِ علم ان کی نادر تصنیف "ہمایوں نامہ" کی وجہ سے جانتے ہیں۔ یہ کتاب برطانوی عجائب خانہ لندن میں موجود ہے۔ اس کتاب کے ایک ورق پر شہنشاہ شاہ جہاں کی مہر موجود ہے۔ یہ کتاب (نسخہ) ایک طرح سے نامکمل ہے کیوں کہ اس کے آخری صفحات غائب ہیں اس کا انگریزی میں ترجمہ ایک انگریز فاضلہ خاتون (مسز) اینٹ ایس بیورج نے کیا ہے اور یہ ترجمہ ادبی تخلیق میں ایک بلند مقام رکھتا ہے۔

"ہمایوں نامہ" دراصل شہنشاہ اکبر نے اپنی پھوپی گل بدن سے اصرار کر کے لکھوایا تھا چوں کہ وہ اپنے بھائی ہمایوں سے کافی قریب رہی تھیں اس وجہ سے انھیں تمام حالات کا تفصیلی طور سے علم تھا۔ اسی لیے شہنشاہ اکبر نے یہ خدمت انھیں کے سپرد کی اور انھوں نے اس خدمت کو بوجوہ احسن انجام دیا۔ اور بعض

حالات و مقامات کی بڑی تفصیلی تصویر کشی انھوں نے کی ہے اور حالات کے پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ انھوں نے بے کم و کاست ہر واقع کو صحیح طور سے تحریر کیا ہے پہلے اپنے والد شہنشاہ بابر کا حال لکھا ہے۔ اس کے بعد ہمایوں کی زندگی کی عکاسی کی ہے۔ بادشاہ کو کن کن مقامات پر کیا کیا پریشانیاں اُٹھانی پڑیں اور کس دل گردہ سے انھوں نے ان کا مقابلہ کیا۔ خود اپنے بھائیوں سے کس قدر ایذائیں برداشت کیں۔ اور انھیں کے باعث فتح شدہ قلعے اور علاقے ہاتھ سے نکل نکل جاتے تھے اور بادشاہ کی جان کے لالے پڑ جاتے تھے۔ مگر ہمایوں ان کو برابر طرح دیتے رہتے تھے۔ آخر میں امرائے سلطنت کے بے حد زور ڈالنے پر مرزا کامران جس نے ہمایوں کو ہر طرح سے ختم کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا تھا، محض اندھا کر دیا گیا۔ اس کتاب کے مطالعے سے اس عہد کے سماجی، تہذیبی، ثقافتی، اور رسم و رواج کا بھی علم ہوتا ہے اس سے اس بات کی بھی واقفیت ہو جاتی ہے کہ مغل بادشاہ اور رؤسا اپنی بیٹیوں اور بہنوں کی شادیاں بھی کیا کرتے تھے۔ ورنہ عام طور پر تو یہ بات کہی جاتی رہی ہے کہ مغل بادشاہوں نے اپنی اولاد اناث کی ازدواجی زندگی کا کوئی لحاظ پاس نہیں کیا۔ جن لوگوں نے مرحوم سہیل عظیم آبادی کا ایک مشہور ڈراما "جہاں آرا" سنا یا پڑھا ہوگا انھیں تو سخت مغالطہ ہوا ہوگا۔ حالاں کہ ایسا نہیں ہے۔

گل بدن بیگم نے ترکی کے کافی الفاظ استعمال کیے ہیں۔ ایسے الفاظ کی آخر میں فرہنگ دے دی گئی ہے۔ ترجمہ بہت سلیس اور عمدہ ہے۔ کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

کتابت، طباعت اور کاغذ سبھی بہت نفیس ہیں۔

سلمیٰ جاوید (عظیم آباد ایکسپریس مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۸۲ء)

اُردو کی کہانی

پروفیسر احتشام حسین کی شخصیت مختلف حیثیتوں کی حامل تھی۔ وہ محقق بھی تھے، نقاد بھی۔ ماہر لسانیات بھی تھے، انشا پرداز بھی۔ شاعر بھی تھے۔ افسانہ نگار بھی۔ وہ یہ سب اس لیے تھے کہ وہ ایک اچھے استاد تھے۔ اچھا استاد وہی ہو سکتا ہے جو اچھا انسان بھی ہو۔

ترقی یافتہ ممالک میں بچوں کی تعلیم کے لیے اچھے اور اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کو مقرر کیا جاتا ہے تاکہ قوم کے ننھے معماروں کی تعلیم و تربیت میں کہیں کوئی کسر نہ رہ جائے۔ ان ممالک میں بچوں کو نصابی کتابوں کے ساتھ ساتھ غیر شعوری طور پر اپنی زبان ادب اور کلچر سے بھی واقف کرایا جاتا ہے۔ اس مقصد سے لکھی جانے والی کتابوں پر کثیر رقم صرف کی جاتی ہے تاکہ بچوں کے لیے اس میں دل چسپی اور دل کشی برقرار رہے۔ اُردو زبان میں ہندوستان کی دوسری زبانوں کے مقابلے میں علم و ادب کے بے شمار خزانے موجود ہیں لیکن جب بچوں کا ادب تلاش کیا جائے تو بڑی مایوسی ہوتی ہے اس کی بڑی وجہ غالباً یہ ہے کہ ہمارے اہل قلم بچوں کے لیے لکھنا معمولی درجہ کی چیز سمجھتے ہیں۔ اُردو کی کہانی لکھ کر پروفیسر احتشام حسین نے یہ ثابت کر دیا کہ ہے کہ صفِ اول کا ادیب بھی بچوں کے لیے اعلیٰ درجہ کی کتابیں لکھ سکتا ہے اُردو کی کہانی زبان و ادب کی ملی جلی کہانی ہے۔ لسانیات جیسے خشک اور ٹیکنیکل موضوع کو احتشام صاحب نے بچوں کے محدود ذخیرہ الفاظ اور ان کی نفسیات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہلکے پھلکے انداز میں لکھا ہے۔

یہ کہانی اُردو زبان کے ارتقا کی ہر منزل اور اردو ادب کے ہر گوشہ پر حاوی ہے۔ کہانی کی اہم خصوصیت یعنی تسلسل کو بڑی مہارت کے ساتھ باقی رکھا گیا ہے۔ اندازِ بیان قصہ کہانیوں کے لب و لہجہ کی یاد دلاتا ہے۔

اس کہانی کے تیسرے باب "گھر سے دور دکنی ہندوستان میں" کے اختتام پر یہاں تک کی کہانی کو چند جملوں میں اس طرح سمیٹ لیا ہے کہ پورے باب کا اعادہ ہو جاتا ہے۔ اب تک کی کہانی کو سمجھ لینے کے لیے یاد رکھنا چاہیے کہ اُردو نے بڑی ترقی کر لی ہے اس میں مثنوی، غزل، قصیدے، مرثیے نثر کی کتابیں۔ مذہبی مسئلے۔ قصے کہانیاں ہر طرح کی چیزیں ملتی ہیں۔" اس زبان میں ایسی لچک آگئی تھی کہ اس میں ہر طرح کا خیال بیان کیا جا سکتا تھا۔ وہی زبان جو اُتری ہندوستان سے ایک پردیسی کی طرح یہاں (دکن) پہونچی تھی۔ اپنے اس نئے گھر میں بال بچوں والی ماں بن گئی۔ اس کی گود بھر گئی۔" اس طرح ہر باب کے آخر میں پوری کہانی کو مختصراً دہرایا ہے۔

اُردو کی یہ کہانی اُردو ادب کی تاریخوں میں کئی جلدوں پر مشتمل ہے۔ لیکن احتشام صاحب نے اسے صرف ۹۲ صفحات میں سمیٹ لیا ہے۔ حضرت امیر خسرو سے عصرِ جدید تک کوئی اہم شاعر، ادیب اور ادبی تحریک چھوٹنے نہ پائی۔ ہر دور کے سیاسی و سماجی پس منظر

کو پیش نظر رکھا ہے ۔ ساتھ ہی ساتھ اُردو ادب کی تہذیبی خصوصیات، ہندوستان کی جنگ آزادی میں اُردو کے حصے ۔ قومی کردار کی تعمیر و تشکیل میں اُردو کی جد و جہد کی بھی بچوں کے فکر و فہم کے مطابق نشاندہی کی گئی ہے ۔

ماضی و حال کی کہانی کے بعد اس گتھی کو کہ مستقبل میں اس زبان اور اس کے ادب کی کیا حیثیت ہوگی بڑی خوبی اور دوراندیشی سے سلجھایا ہے ۔ اردو پر کیے جانے والے اعتراضات اور الزامات کا جواب دیتے ہوئے نہ صرف بچوں بلکہ اردو سے محبت کرنے والوں کو ان کی ذمہ داری کا احساس دلایا ہے ۔ آدھے صفحے کے اس اختتامیہ میں بڑی سحرالبیانی سے کام لیا گیا ہے ۔ جس سے پڑھنے والے میں ایک امنگ جوش اور جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ بھی اردو کے لیے کچھ کرے ۔

پروفیسر احتشام حسین کی اُردو کی کہانی پہلی بار ۱۹۵۶ء میں شائع ہوئی اور اس قدر مقبول ہوئی کہ ۱۹۶۶ء تک اس کے ۷ ایڈیشن شائع ہو گئے ۔

۱۹۶۷ء میں آٹھواں ایڈیشن شائع ہوا اور یہ نواں ایڈیشن ہے ۔ جسے ترقی اردو بیورو نے بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے ۔

ترقی اردو بیورو سے شائع ہونے والی کتابیں حسنِ طباعت کا معیار رکھتی ہیں جس کے مقابلے میں قیمت نسبتاً کم ہوتی ہے ۔ اُردو کی کہانی میں بچوں کے تسکین ذوق کے تمام سامان موجود ہیں ۔

۶۱ شاعروں اور ادیبوں کی تصاویر بھی شامل ہیں جن میں سے بہت کم دیکھنے میں آتی ہیں زبان و بیان و موضوع کی وسعت کے اعتبار سے بچوں کے علاوہ زبان و ادب کے ابتدائی طالب علموں کے لیے بھی یہ کہانی بنیادی معلوم فراہم کرتی ہے ۔ یہ کہانی نہیں، بلکہ اُردو زبان ادب، تہذیب و ثقافت کا گنج گراں مایہ ہے ۔

(اشرف رفیع اورینٹل گریجویٹ ۔ مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۸۱ء)

کیمیا کی کہانی

زیر نظر کتاب بنیادی طور پر عام قاری اور ایسے پڑھے لکھے بچوں کے لیے لکھی گئی ہے جو کورس کی کتابوں کے علاوہ عام دل چسپی کی کتابیں بھی پڑھنے کا شوق اور وقت رکھتے ہیں۔

چوں کہ کتاب کیمیا کی کہانی ٹھیٹ سائنسی کتاب نہیں ہے اس لیے اس کے بارے میں علم کیمیا کی رو سے روشنی ڈالنا مناسب بات نہ ہوگی۔ لیکن نیم سائنسی انداز میں ضرور اس بات پر غور کیا جاسکتا ہے۔ میرے خیال میں سائنس کی کتابیں جو عام دل چسپی کے لیے لکھی جاتی ہیں وہ یہ تین خصوصیات کی حامل ضرور ہوں۔

۱۔ سائنسی علوم کا تاریخی شعور

۲۔ سائنسی انداز فکر میں غیر جذباتی رویہ کا اظہار

۳۔ سائنسی علوم کے حدود کا اندازہ

سائنس اور سائنسی تحقیق کے تعلق سے مرعوبانہ رویہ آج کی دنیا میں بے وقعت ہوچکا ہے۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ سر سید احمد خاں کے زمانے میں سائنسی تحقیقات پر جس طرح سر دھنتے تھے اسی طرح آج دھنتے ہیں۔ لیکن سائنس پر ایقان نہ جب ہم رکھتے تھے اور نہ آج ہم رکھتے ہیں کتاب کیمیا کی کہانی کے عنوان سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں ضرور علم کیمیا کا تاریخی پس منظر ہوگا۔

سید شہاب الدین نے بہت ہی سادہ اور دل چسپ انداز اپنایا ہے یقیناً جس مخصوص دور کا ذکر انھوں نے کیا ہے اس میں کیمیا کی دنیا میں اور دوسرے سائنسی شعبوں کی طرح سے غیر معولی کامیابیاں حاصل ہوئی تھیں رائل سائنٹفک انسٹی ٹیوشن کے مشہور و معروف بیکری آن (BAKERIAN) لیکچرس کا جو شہرہ تھا اس کا بڑا ہی خوبصورت انداز میں شہاب الدین صاحب نے ذکر فرمایا ہے لیکن جس مقصد کے لیے یہ کتاب لکھی گئی ہے یعنی نوجوانوں میں سائنس کا شوق پیدا کرنا وہ میرے خیال میں اس وقت تک ممکن نہیں ہے۔ جب تک کہ ہم انھیں ہمارے ان علوم میں سے ایک نہ سمجھیں جن پر ماضی میں ہمارے ہم تہذیب بزرگوں نے غور و فکر کیا ہے اور غیر معمولی کام انجام دیا ہے۔

بہرحال اُردو زبان میں اس طرح کی نیم علمی کتابوں کا جوں کہ فقدان ہے اس لیے یقیناً ترقی اُردو بیورو کی یہ کوشش قابلِ ستائش اور ہمت افزائی کی مستحق ہے کتابت کافی صاف اور چھپائی اچھی ہے قیمت بھی واجبی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کتابیں صرف قیمت دیکھ کر ہی خریدی جاتی ہیں میرے خیال میں شوق بھی کوئی چیز ہے۔ اور شوق کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔

قیمت : ۵۰/۷ روپے
ناشر : ترقی اُردو بیورو
وزارت تعلیم
حکومت ہند

علی ظہیر حسن الخط مورخہ ۱۰/ دسمبر ۱۹۸۱ء)

اصولِ تعلیم

مصنف : خواجہ غلام السدین
ناشر : ترقی اردو بیورو، نئی دہلی
دوسرا ایڈیشن : ۱۹۸۱ء
قیمت ۔ ۲۲ روپے

یہ کتاب پہلی بار ۱۹۳۵ء میں ، ہندوستانی اکیڈمی الہ آباد نے شائع کی۔ اس کا مقدمہ، سر راس مسعود کا تحریر کردہ ہے ۔ ان کا ارشاد ہے :
"یہ ایک نہایت دل خوش کن شگون ہے کہ ہمارے ملک میں ایسے ہونہار نوجوانوں کی ایک جماعت پیدا ہوگئی ہے جنھوں نے مغرب میں تعلیم پانے کے بعد اردو زبان کی کم مائگی کو دور کرنے کا تہیہ کرلیا ہے اور جن کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ اب اردو میں بھی اس قسم کی کتابیں تصنیف ہورہی ہیں جن پر ہر ملک فخر کر سکتا ہے۔ میں بلا خوفِ تردید کہہ سکتا ہوں کہ تعلیم اور اصولِ تعلیم پر خواجہ غلام السیدین صاحب کی اس کتاب سے بہتر آج تک کوئی کتاب اردو زبان میں نہیں

لکھی گئی۔

اور مصنف کا "دیباچہ" اس طور سے شروع ہوتا ہے :

"اردو زبان میں فنِ تعلیم پر کتاب لکھنے کے لیے کسی معذرت کی ضرورت نہیں
یہ ان علوم میں سے ہے جن پر ہماری زبان میں بہت ہی کم کتابیں لکھی گئی ہیں
حالانکہ نظری اور علمی اہمیت کے اعتبار سے اس کو انسانی علوم کی صفِ اوّل میں جگہ
دینی چاہیئے۔"

آج ۴۵ برس کا عرصہ گزر جانے کے بعد اس دوسری اشاعت کے موقعے پر بھی حالی مرتبت
ضانہ نگار کی کتاب کے بارے میں رائے اور اردو زبان میں درس و تدریس سے متعلق کتب کے
سلسلے میں فاضل مصنف کا اظہار خیال دونوں بدستور درست اور برمحل نظر آتے ہیں۔

ایسا نہیں ہے کہ اس دوران اردو کے عام علمی ادب میں اضافہ نہ ہوا ہو اور خاص طور
اصولِ تعلیم اور طریقۂ تعلیم سے متعلق کتب شائع نہ ہوئی ہوں۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ سیدین صاحب
کتاب "اصولِ تعلیم" اپنے موضوع پر نہ صرف تقدیم کے لحاظ سے بلکہ توقیر کے لحاظ سے بھی بدستور
رفِ اوّلیت رکھتی ہے۔ اس کے تین حصے ہیں۔ (۱) تعلیم و تمدن (۲) درسی تعلیم (۳) اخلاقی
ر معاشی تربیت۔ میرے نزدیک یہ تیسرا حصہ خاص طور پر اہمیت رکھتا ہے اور امتدادِ زمانہ کی
ر د بھی اسے ابھی تک ذرا نہ دھندلا سکی ہے۔ جس طور ہم نے سیدین صاحب کو دیکھا
ہے اور ان کے افکار سے ہمیں آگاہی نصیب ہے اس کے اوّلین نقوش نہایت سادگی اور
ی کے ساتھ یہاں موجود ہیں اور جیسا کچھ دانشور اور عالم ابھر کر وہ ہمارے سامنے آئے وہ گویا
ں کتاب کے مصنف کو ہونا ہی چاہیئے تھا۔

اس سے قطع نظر کہ کہیں کہیں بعض علمی اور تعلیمی اصطلاحات کا فرق ملتا ہے جو کہ ناگزیر ہے
کیونکہ اس دوران زبان میں توسیع ہوئی ہے اور علم میں اضافہ ہوا ہے، اس کتاب کی زبان
ھاؤ اور ابہام سے پاک ہے۔ بات کو مدلل اور مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے پھر جو کچھ کہا گیا ہے
ں سے علم و فضل اور بالغ نظری کا اظہار ہوتا ہے انہوں نے مدرسے کی تعلیم سے متعلق اپنے عہد
ل کی مغرب کی تقریباً جملہ تعلیمی بحثوں کا احاطہ کر لیا ہے اور ان کے بیان و فکر پر مشرق کے
ل و آہنگ کا پرتو بھی ہے۔ یہاں محض اکتساب علم کی بات ہی نہیں آئی ہے بلکہ ارتفاعِ نفس

کی ترغیب بھی موجود ہے ۔ وہ صرف اچھا استاد بننے کے گر نہیں سکھاتی ہے بلکہ اچھا انسان بننے اور بنانے کا ہنر بھی پیش کرتی ہے ۔

ذرا غور فرمائیے کہ سیدین صاحب نے اب سے تقریباً نصف صدی قبل مذہبی تعلیم کے بارے میں یوں فرمایا تھا :

موجودہ ہندوستانی تعلیم کا ایک بڑا نقص یہ ہے کہ وہ مذہب سے بالکل بے تعلق ہوگئی ہے اور طلبہ میں مذہبی روح کو بیدار نہیں کرتی ...... ہمیں صاف صاف اس بات کا اعتراف کرنا چاہیے کہ مختلف فرقوں کے مطالبات کو ہم آہنگ کرنا ایک بہت کٹھن کام ہے جس کے لیے نہ صرف قانونی فیصلے اور تصفیہ کی ضرورت ہے بلکہ لوگوں کی ذہنیت کو بدلنا ہے ...... اگر مدرسے کی تعلیم ، نوجوان طلبہ میں ہمدردی رواداری اور احترام حیات کے جذبات پیدا کرے ، جو مذہبی سیرت کے اہم اجزا ہیں تو وہ ان اختلافی مسائل کے حل کرنے میں معقولیت شائستگی اور حسن مراعات کو ہاتھ سے نہ جانے دیں گے ، بحث ومباحثہ میں وہ تلخی اور ناگواری پیدا نہیں ہوگی جو ہماری موجودہ سیاسی زندگی کا جزو لازم ہوگئی ہے ۔ اس طریقے پر مذہبی تعلیم دینے سے نہ صرف مذہب کے دامن سے یہ شرمناک دھبہ دھل جائے گا بلکہ اس تعلیم سے ہمارے ملکی اور سیاسی معاملات کے سلجھانے میں بھی بہت مدد ملے گی اور لوگوں میں فصل پیدا کرنے کے بجائے وصل کا جاں فزاں پیغام سُنائے گی ۔"

کیا اب تک ہمارے مدارس کی فضا میں خوش گوار تبدیلی آئی ہے ؟ کیا آج تک ہم نے اپنے عہد کے اس ممتاز دانش ور اور معلّم کی آواز پر کان دھرے ہیں ؟ ہمارے سماج میں اقدار کی خواری ہمیں جتاتی ہے کہ تعلیم اپنا منصب بخوبی ادا نہیں کر سکی ہے اور اس ناکامی کے مضر اثرات سے ہم سب متاثر ہیں ۔ اس لیے اس کتاب کو ہر زیر تربیت اُستاد اور تعلیم کے طالب علم کو ضرور پڑھنا اور سمجھنا چاہیے ۔ نیز نوخیز ذہنوں کی تربیت کی ذمہ داری صرف ایک استاد ہی پر نہیں عائد ہوتی ہے بلکہ والدین اور پورا معاشرہ بھی اپنے فرائض رکھتا ہے لہٰذا اس کتاب سے واقفیت انھیں بھی تعلیم کے رول سے آگاہی حاصل ہونے کا موجب ہوگی اور

کما حقہ ایک باشعور شہری کہلانے کا مستحق بنائے گی۔

اس کتاب کی ضخامت کے پیش نظر اس کی قیمت کم ہے کیونکہ طباعت کے لیے حکومت ہند نے رعایتی قیمت پر کاغذ فراہم کیا ہے، کتاب فوٹو آفسیٹ پر صاف ستھری چھپی ہے۔

عبداللہ ولی بخش قادری

کتاب نما: نومبر ۱۹۸۱ء

ہندوستانی مصوّری - ایک خاکہ

مصنف : ڈاکٹر انیس فاروقی
ناشر: ترقی اردو بیورو نئی دہلی ۱۱۰۰۲۲
قیمت : دس روپے

ڈاکٹر انیس فاروقی ایک نوجوان مصور ہیں اور ان دنوں نیشنل گیلری آف ماڈرن آرٹ نئی دہلی سے وابستہ ہیں ان کی بنائی ہوئی مختلف تصویروں پر قومی نوعیت کے انعامات مل چکے ہیں اور اردو انگریزی کے مشہور رسالوں میں ان کے مضامین برابر شائع ہوتے رہے ہیں۔ ہندوستانی مصوری پر لکھی گئی ان کی یہ کتاب " ہندوستانی مصوری۔ ایک خاکہ" ان کی پرخلوص محنت اور موضوع سے بے انتہا لگن کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ کتاب بڑی محنت سے لکھی گئی ہے۔

جیسا کہ مصنف نے اپنے مختصر سے دیباچے میں خود ہی اعتراف کیا ہے، یہ کتاب تین ابواب میں تقسیم کردی گئی ہے۔ پہلا باب قرونِ اولیٰ سے متعلق ہے، دوسرا قرونِ وسطیٰ سے، اور تیسرے میں قرون جدید کی ہندوستانی مصوری کو موضوع بحث بنایا گیا ہے پہلے حصہ میں جو صرف پچیس صفحات پر مشتمل ہے ہندوستانی مصوری کے فنی نظریوں، ہندوستان میں مصوری کی ابتدا سے متعلق روایتوں، ہندوستانی مصوری کے بنیادی

ارکان اور اس کے سب سے بڑے جمالیاتی رکن "رس" اور قدیم فنِ مصوری کے مختلف نمونوں مثلاً جوگی مارا اجنتا باگھ، ستنا وسل، اور ایلورا وغیرہ کے غاروں کا دلچسپ بیان ملتا ہے۔ قرونِ اولیٰ کی تصویروں سے وابستہ بعض دلچسپ اور حیرت انگیز روایتوں اور کہانیوں کا بھی ذکر ہے۔ بہر حال مختلف شہادتوں کی بنیاد پر مصنف نے یہ نظریہ قائم کیا ہے کہ ہندوستانی مصوری کی ابتدا کے سلسلے میں (۳۰۰) تین سو سال قبل مسیح کے پہلے کی کوئی عینی شہادت ابھی تک نہیں ملی ہے۔

دوسرے باب میں قرونِ وسطیٰ کی مصوری کو موضوع بنایا گیا ہے۔ یہ باب تقریباً پچاس صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں مختلف مصوروں کے نمونوں کے ذکر اور ابتدائی نسخوں کی تلاش کے بعد مغلوں اور پٹھانوں کی حکومتوں کے زیرِ سایہ پروان چڑھنے والی کاوشوں کا ذکر ہے۔ ویسے تو تقریباً تمام مغل شہنشاہ دوسرے فنونِ لطیفہ کے علاوہ مصوری سے بھی خاص دلچسپی رکھتے تھے مگر شہنشاہ اکبر کا نام ان سب میں نمایاں ہے۔ اس کتاب میں ہر بادشاہ کے عہد کا الگ الگ بیان ہے اور دورِ اکبری کا بیان سب سے تفصیلی ہے۔

تیسرا باب کل چالیس صفحات پر مشتمل ہے جس میں قرونِ جدید کی مصوری پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہندوستان میں فرنگیوں کی آمد کے بعد مصوری کے فن میں ایک نیا انداز پیدا ہوا ہے۔ انگریزوں نے پہلے تو تقریباً ساٹھ انگریزی مصوروں کو دعوت دے کر ہندوستان بلایا، جن کے نام مع سنہ اس کتاب میں درج ہیں۔ اس کے بعد ہندوستانی مصوّر بھی انگریزی اندازِ مصوری سے متاثر ہونے لگے۔ اس کتاب میں انگریزی مصوری کے مختلف رجحانات اور نمونوں کا ذکر کرنے کے بعد رابندر ناتھ ٹیگور اور ان کے ہم عصروں کا بیان ہے جس سے جدید ہندوستانی مصوری کا آغاز ہوتا ہے۔ اس کے بعد جامنی رائے اور امرتا شیر گل سے گزرتا ہوا ہندوستان کی جدید مصوری کا بیان اس صدی کی چھٹی اور ساتویں دہائی تک آکر ختم ہو جاتا ہے آخری دور کے مختلف مصوّروں کو ملنے والے انعامات اور ان کے شاہکاروں کا بھی ذکر ہے۔

آخر میں دورِ اوّل سے لے کر دورِ جدید تک کے مشہور و معروف ہندوستانی مصوّروں کی بنائی ہوئی ایک ایک تصویر بطورِ نمونہ پیش کی گئی ہے۔

مجموعی طور پر کتاب کا اندازِ بیان سادہ اور مدلل، زبان عام فہم اور موضوعات

دل چسپ ہیں اس کے باوجود فنِ مصوری میں دلچسپی رکھنے والے حضرات ہی اس سے زیادہ لطف اور فائدہ اٹھا سکتے ہیں، چونکہ کتاب میں ہونے والی بعض تاریخی و تحقیقی بحثوں کے سبب عام لوگوں کی دلچسپی اس میں کم ہو جانے کا امکان ہے۔ ویسے کتاب بڑی خوبصورت چھپی ہے۔ کتابت و طباعت عمدہ ہے اور کاغذ نفیس۔ قیمت بھی بہت کم ہے اس لیے معلومات میں اضافہ کے لیے اس کا مطالعہ ہر باذوق شخص کے لیے مفید ہو سکتا ہے۔

خلاصۂ تشریح حصّہ اوّل تشریح الہیکل

مصنف : ڈاکٹر حکیم سید محمد کمال الدین حسین ہمدانی
ناشر : ترقی اردو بیورو۔ ویسٹ بلاک ۸ آر۔ کے پورم نئی دہلی ۲۲ ۱۱۰۰
قیمت : گیارہ روپے

اردو زبان کے شعری اور افسانوی سرمائے کے مقابلے میں اس کا علمی سرمایہ اتنا مختصر ہے کہ اسے دیکھ کر شرم آتی ہے۔ اس کمی کے لیے اُردو مصنفین کے ساتھ ساتھ اردو کے قارئین بھی ذمہ دار ہیں۔ پچھلے دس بیس برسوں کا ہی جائزہ لیجیے جب کسی علمی یا سائنسی موضوع پر اُردو میں کوئی کتاب لکھی گئی تو یہ سوال اٹھا کہ اسے پڑھے گا کون؟ انگریزی زبان میں مطالعہ کرنے کے عادی حضرات تو اسے پڑھنے سے رہے۔ اردو میڈیم کے ذریعہ سائنس یا طب کی تعلیم حاصل کرنے والوں نے بھی ان کتابوں کی طرف توجہ نہ دی۔ شاید اس لیے کہ اردو کے ذریعہ سائنسی علوم کا مطالعہ کرتے وقت وہ احساس کمتری کا شکار ہو جاتے تھے یا شاید اس لیے کہ وہ نئی اصطلاحات یاد کرنے کی زحمت سے بچنا چاہتے تھے غالباً اسی لیے اس زبان میں تصنیف و تالیف کے بڑھتے ہوئے سلسلوں کے باوجود اب بھی زیادہ تر پبلشر اور مصنف افسانوی مجموعوں اور ناولوں پر دھیان دے رہے ہیں اور کچھ شعری مجموعوں اور دوسری اصنافِ ادب پر۔ ایسی مایوس کن صورت حال میں اگر اردو میں علمی اور سائنسی موضوع پر لکھی گئی کوئی کتاب شائع ہوتی ہے تو اسے

دیکھ کر شرمندگی کا احساس تھوڑا کم ہو جاتا ہے۔ ترقی اُردو بیورو کے زیرِ اہتمام علمی موضوعات پر شائع ہونے والی دوسری کتابوں کی طرح "تشریح الہیکل" بھی ایک ایسی ہی کتاب ہے جو اردو کے علمی سرمائے میں اضافہ قرار دی جاسکتی ہے۔

یہ کتاب جو ہڈیوں، جوڑوں اور عضلات کے بارے میں اچھی خاصی معلومات فراہم کرتی ہے، خاص طور پر طبیہ کالج کے طالب علموں کے لیے لکھی گئی ہے۔ اس کے مصنف ڈاکٹر حسین ہمدآنی خود بھی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ طبیہ کالج میں ریڈر ہیں اور اس طرح کے کالجوں میں پڑھنے والے طلبہ کی ضروریات اور دشواریوں سے بخوبی واقف ہیں اس لیے انھوں نے کتاب کو جامع بنانے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا ہے۔ علم تشریح پر لکھی گئی ان کی کتاب "اشراح" بھی ملک کے طبیہ کالجوں میں بے حد مقبول ہوئی ہے۔ اس کتاب سے طبیہ کالج کے طالب علموں کی ایک بڑی درسی ضرورت پوری ہوگی ایسا مجھے یقین ہے۔ اس کے علاوہ اسکولوں اور کالجوں میں پڑھنے والی ہوم سائنس کی طالبات بھی اس سے کافی فائدہ اٹھا سکتی ہیں جہاں تک عام آدمی کا سوال ہے، وہ بھی اگر چاہے تو اس کے بہ غور مطالعہ پر کچھ وقت صرف کرکے اپنے جسم کے عظام (BONES) مفاصل (JOINTS) اور عضلات (MUSCLES) کے بارے میں دلچسپ اور کارآمد معلومات حاصل کر سکتا ہے۔

کتاب کا موضوع وہ صنفِ تشریح ہے جسے انگریزی میں SYSTEMATIC ANATOMY کہتے ہیں۔ اس کا تقریباً آدھا حصہ ہڈیوں کے بیان میں ہے۔ بقیہ آدھی کتاب کے ایک تہائی حصے میں JOINTS اور دو تہائی میں MUSCLES کا تذکرہ ہے۔ کتاب کی مندرجہ ذیل خصوصیات اس کے مطالعہ کی خاص طور پر دعوت دیتی ہیں۔

(الف) اکثر عربی اصطلاحات کے ساتھ ساتھ لاطینی اور یونانی اصطلاحات بھی لکھ دی گئی ہیں تاکہ طلبہ قدیم طبی کتابوں سے بھی استفادہ کرسکیں اور نئی کتابوں کو بھی آسانی سے سمجھ سکیں۔

(ب) کتاب کا مصنف چوں کہ واقفِ حال ہے اور پچھلے برسوں سے برابر اُردو میں سائنسی و طبی موضوعات پر مضامین لکھ رہا ہے اس لیے کتاب کی زبان ایسی رکھی گئی ہے جسے عام اردو طلبہ آسانی سے سمجھ سکیں۔ کتاب کا طرزِ بیان علمی ہونے کے باوجود خشک

ہیں ہے۔

(ج) کتاب بالکل جامع ہے اس میں نہ تو کسی موضوع کے بیان میں غیر ضروری طوالت اور عبارت آرائی سے کام لیا گیا ہے، نہ بے حد اختصار ہے۔

(د) ضرورت کے مطابق تشریح کے لیے تصاویر بھی شامل کر دی گئی ہیں جن کی وجہ سے تشریحی مضامین کا سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔

(د) کتابت صاف ستھری ہے، طباعت آفسیٹ پر کی گئی ہے اس لیے تصویریں بھی نمایاں ہیں۔ قیمت کم ہے۔ مجموعی طور پر یہ کتاب طبیہ کالج کے طالب علموں کے لیے ایک گراں قدر تحفہ ہے۔ ملک بھر میں کم از کم ہزاروں طالب علم ایسے ہوں گے جنھیں اس کتاب سے خاطر خواہ مدد مل سکتی ہے۔ انھیں اس کتاب کو خرید کر پڑھنا چاہیے تا کہ مصنف آئندہ بھی ایسی کتابیں لکھنے کا حوصلہ کر سکے، اور پبلشر شائع کر سکے۔

ڈاکٹر اعجاز علی ارشد

(کتاب نما اکتوبر ۱۹۸۱ء)

وضع اصطلاحات

مصنف: سید وحید الدین سلیم

ناشر: ترقی اُردو بیورو نئی دہلی

قیمت: بارہ روپے اسی پیسے

وضع اصطلاحات کا کام جتنا اہم ہے اتنا ہی نازک و پیچیدہ بھی ہے۔ اُردو کے معاملے میں یہ متنازعہ فیہ بھی ہے۔ اُردو میں مستعمل کوئی بھی اصطلاح بنیادی طور پر اُردو اصطلاح نہیں۔ اصطلاحات یا تو ایسی زبانوں جنھیں اردو زبان کے عناصرِ ترکیبی کی حیثیت حاصل ہے یا پھر وہ بعد میں دیگر زبانوں کے ساتھ ارتباط کے نتیجے میں شامل ہو گئی ہیں۔ اگرچہ بیشتر اصطلاحات کو اُردو کے مزاج کے مطابق تراشنے اور سنوارنے کی کوشش کی گئی ہے اس کے باوجود متعدد اصطلاحات کی موزونیت آج بھی ایک امر متنازعہ ہے۔ دوسری جانب یہ بات ابھی تک بحث طلب ہے کہ اصطلاحات وضع کرتے وقت کس زبان کی اصطلاحات کو کہاں تک اور کن ضوابط کے تحت ترجیح دی جائے یا انھیں اردو کے مطابق ڈھالنے کے لیے کس قسم کے سانچے استعمال کیے جائیں۔

کتاب زیرِ تبصرہ (وضع اصطلاحات) کے مصنف سید وحید الدین سلیم (مرحوم) کو شعر و ادب اور تنقید و تحقیق میں ایک اہم اور ممتاز مقام حاصل ہے۔ وہ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد میں اُردو کے معلّم ہونے کے علاوہ دار الترجمہ سے بھی وابستہ رہے۔ ترجمے کے سلسلے میں اصطلاحات کی جو دشواریاں پیش آتی ہیں اُن سے وہ بخوبی آگاہ تھے۔ کتاب زیرِ تبصرہ ان کی برسہا برس کی عرق ریزی کا نتیجہ ہے۔ اُردو میں وضع اصطلاحات کے موضوع پر یہ کتاب حرفِ آغاز کی حیثیت رکھتی ہے اور اس لحاظ سے حرفِ آخر بھی کہ اس کے بعد اس موضوع پر اور کوئی کتاب منظرِ عام پر نہیں آئی۔

یہ کتاب ۱۹۲۱ء میں حیدر آباد سے شایع ہوئی تھی اب ساٹھ برس بعد ترقی اُردو بیورو نئی دہلی نے اس کتاب کو بجنسہٖ فوٹو آفسیٹ کے ذریعے شائع کیا ہے

فاضل مصنف نے اس کتاب میں وضع اصطلاحات کے مختلف پہلوؤں سے بحث کی ہے اور متعلقہ مسائل اور دشواریوں کا تجزیہ کیا ہے۔ کتاب عملاً دو حصوں میں منقسم ہے۔ ابتدائی حصّے میں وضع اصطلاحات سے متعلق مختلف مکاتیبِ خیال کی آرا پیش کر کے ان کے عملی پہلوؤں کا جائزہ لیا ہے۔ موصوف نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ہند ایرانی خاندان السنہ میں اُردو کی پیدائش کے سبب اُردو کی اصطلاحات وضع کرنے کے لیے اسی خاندان السنہ کے وضع اصطلاحات کے اصول زیادہ موزوں اور قابلِ عمل ہیں۔ ثبوت کے طور پر اُردو تراکیب و اصطلاحات میں مستعمل سابقوں اور لاحقوں کی ایک طویل فہرست پیش کرتے ہوئے فاضل مصنف نے بتایا کہ سابقوں اور لاحقوں کے ذریعے اصطلاح سازی کا جو طریقہ اُردو میں رائج ہے وہ انڈو یوروپین (اور ہند ایرانی) خاندان السنہ کے اصطلاح سازی کے طریقوں پر مبنی ہے، جب کہ سامی خاندان السنہ میں، جس میں عربی زبان بھی شامل ہے "سابقوں اور لاحقوں کا وجود نہیں پایا جاتا"۔

کتاب کے نصف آخر میں اصل موضوع یعنی وضع اصطلاحات کے اصولوں اور ضابطوں پر تفصیلی بحث کی گئی ہے اور اصطلاحات وضع کرنے کے مختلف طریقے پیش کرتے ہوئے متعدد اہم تجاویز سامنے رکھی گئی ہیں۔

کتاب کی افادیت و اہمیت سے انکار ممکن نہیں لیکن جیسا کہ اُوپر کہا گیا ہے کہ یہ کتاب بیسویں صدی کے دوسرے عشرے میں لکھی گئی اور ۱۹۲۱ء میں شایع ہوئی تب سے اب تک حالات بہت بدل چکے ہیں۔ ۱۹۲۱ء میں سائنسی اکتشافات و ایجادات محض انگلیوں پر شمار کی جا سکتی تھیں، آج یہ لاتعداد ہیں۔ دوسری عالمگیر جنگ کے دوران متعدد نئی اصطلاحات سامنے آئیں۔ مزید برآں، زمانہ مابعد جنگ میں سائنس

اورٹکنا لوجی کی حیرت انگیز رفتار ترقی نے ان گنت اصطلاحات کے معنی ومفہوم میں اہم اضافے کیے ہیں۔ ان حالات کے سبب سید وحیدالدین سلیم کی یہ گراں مایہ تصنیف، فاضل مصنف کی تمام ترکاوش کے باوصف اُردو کلاسکس میں شامل کی جائے گی اور اس کی حیثیت افادی سے زیادہ تاریخی ہو جائے گی اس لیے اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ وضع اصطلاحات کے مسئلے پر نئے سرے سے غور کیا جائے اور اس سلسلے میں کام کرتے ہوئے اُردو میڈیم کے طلبہ کی دشواریوں کو مدنظر رکھا جائے تاکہ یہ طلبہ انگلش میڈیم والے کالجوں میں پہنچنے کے بعد اصطلاحات کے معاملے میں غیر معمولی مشکلات کا سامنا کرنے سے محفوظ رہیں۔

راشد سہسوانی
کتاب نما اکتوبر ۱۹۸۱ء)

ترقی اردو بورڈ کی تشکیل جدید

اردو زبان و ادب کی ترقی کے لیے حکومت ہند نے ۱۹۶۹ میں ترقی اردو بورڈ قائم کیا تھا۔ اس بورڈ کا اہم مقصد اردو زبان و ادب کی ترقی کے بارے میں حکومت کو مشورے دینا اور نصابی اور علمی کتابیں شائع کرنا ہے تاکہ اردو اعلا تعلیم کی زبان بن سکے مرکزی وزیر تعلیم ثقافت و سماجی بہبود ترقی اردو بورڈ کی چیرمین ہیں۔

ترقی اردو بورڈ مندرجہ ذیل اراکین پر مشتمل ہے، جن کی مدت کار دو سال ہے۔

۱۔ وزیر تعلیم شریمتی شیلا کول (چیرمین)

۲۔ شری سکندر علی وجد (وائس چیرمین)
پن چکی روڈ، اورنگ آباد ۴۳۱۰۰۱ مہاراشٹر

۳۔ شری قاضی سلیم (ممبر لوک سبھا)
۸۷، ساؤتھ ایونیو، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

۴۔ مس قرۃ العین حیدر
۵ ہزاری باغ، ٹینتھ روڈ، جوہو وِتے پارلے اسکیم۔ بمبئی ۴۰۰۰۴۹

۵۔ ڈاکٹر مسعود حسین خاں
وزیٹنگ پروفیسر اقبال انسٹی ٹیوٹ، کشمیر یونیورسٹی۔ سری نگر ۱۹۰۰۰۶

۶۔ پروفیسر جوگندر پال
ای ۵۸۷، گریٹر کیلاش II ۔ نئی دہلی ۱۱۰۰۴۸

۱۔ ڈاکٹر ارشد حسین
گورو گوبند سنگھ ، ڈیپارٹمنٹ آف ریلیجس اسٹڈیز ۔ پنجابی یونیورسٹی پٹیالہ ۱۴۷۰۰۲

۱۔ شری ایس حامد
وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ، علی گڑھ

۔ شری مہیشور دیال
۹۶ بابر روڈ ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

۱۔ پروفیسر حامدی کاشمیری
پوسٹ گریجویٹ ڈیپارٹمنٹ آف اردو ، کشمیر یونیورسٹی، سری نگر (جموں وکشمیر)

۱۔ شری مہندر سنگھ بیدی
ڈبلیو ۵۷ ، گریٹر کیلاش I ، نئی دہلی

۱۔ شری سید بشیر احمد
نمبر ۳۸۹/۸۴ VII کراس روڈ ، جے نگر ، بنگلور ۱۱

۱۔ ڈاکٹر عبدالقدوس منشی
مہاراشٹر کالج ۲۴۶ اے بلاسس روڈ بمبئی ۴۰۰۰۰۸

۱۔ شری میر نصر اللہ
ایڈیشنل سکریٹری وزارت تعلیم و ثقافت حکومت ہند

۱۔ شری اے رحمان
چیف ڈپلاننگ، کونسل آف سائنٹفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ ، نئی دہلی

۱۔ شری اے۔ ایس۔ گپتا (ڈی ، ایس)
یونیورسٹی گرانٹس کمیشن ، نئی دہلی

۱۔ شری ایس۔ کے۔ مترا
ڈائرکٹر این سی ای آر ٹی ۔ سری اروبندو مارگ ، نئی دہلی ۱۱۰۰۱۶

۱۔ ڈاکٹر (شریمتی) کپیلا واتسائن
چیرمین سی۔ ایس۔ ٹی۔ ٹی
نئی دہلی

۱۹۔ شری جے۔ اے۔ کلیان کرشن
کنسلٹنٹ ایڈوائزر۔ وزارت تعلیم و ثقافت

۲۰۔ ڈاکٹر ڈی۔ پی۔ پٹنائک
ڈائرکٹر سنٹرل انسٹی ٹیوٹ آف انڈین لینگویجز۔ ماناسا گنگوتری۔ میسور

۲۱۔ ڈاکٹر آر۔ سی۔ رانگڑا
ڈائرکٹر سنٹرل ہندی ڈائرکٹوریٹ۔ وزارت تعلیم و ثقافت

۲۲۔ شری کے کے کھنّر
ڈائرکٹر بیورو فار پروموشن آف اردو (ممبر۔سکریٹری)

ترقی اردو بورڈ کی اسٹینڈنگ کمیٹی کے اراکین

۱۔ شری سکندر علی وجد : چیرمین
۲۔ شری قاضی سلیم : ممبر
۳۔ ڈاکٹر مسعود حسین خاں : ״
۴۔ پروفیسر جوگندر پال : ״
۵۔ ڈاکٹر ارشد حسین : ممبر
۶۔ شری مہیشور دیال : ״
۷۔ شری کے' مہندر سنگھ بیدی : ״
۸۔ شری اے رحمان : ״

ڈائرکٹر ترقی اردو بیورو اسٹینڈنگ کمیٹی کے ممبر سکریٹری ہوں گے

ترقی اردو بورڈ کی گیارھویں میٹنگ

۱۹ دسمبر ۱۹۸۱ کو شاستری بھون نئی دہلی میں ترقی اردو بورڈ کی گیارھویں میٹنگ منعقد ہوئی جس کی صدارت وزیر تعلیم و ثقافت اور چیرمین ترقی اردو بورڈ شریمتی شیلا کول نے فرمائی۔

بورڈ کے نئے ممبروں کا استقبال کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ترقی اردو بورڈ کا خاص کام اردو کو فروغ دینا ہے کیونکہ یہ وہ زبان ہے جو ہندوستان بھر میں بولی اور

سمجھی جاتی ہے اور پوری قوم کی مشترکہ وراثت ہے۔ شریمتی شیلا کول نے بورڈ کے ممبروں سے خطاب کرتے ہوئے مزید فرمایا کہ اردو زبان نے قومی یک جہتی کے تصورات کو عام کرنے اور سیکولر اقدار کو مستحکم بنانے کے سلسلے میں قابلِ قدر کردار ادا کیا ہے۔ اپنی جامع تقریر میں چیرمین ترقیِ اردو بورڈ شریمتی شیلا کول نے ترقیِ اردو بورڈ کی کارکردگی کا جائزہ لیتے ہوئے اس اُمید کا اظہار کیا کہ نئے ممبران اردو زبان کے فروغ و ترقی کے لیے بورڈ کے ساتھ تعاون فرمائیں گے اور اس کے اشاعتی پروگرام کو مزید معیاری بنانے کے لیے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازیں گے۔ وزیرِ تعلیم اور چیرمین ترقیِ اردو بورڈ کی تقریر کا مکمل متن ہم اسی شمارے میں علیحدہ سے شائع کر رہے ہیں۔

بورڈ نے اپنے اجلاس میں جو اہم تجاویز منظور کیں وہ درج ذیل ہیں۔

اردو ٹائپ رائٹر کی تیاری

بورڈ نے اس بات کو شدّت کے ساتھ محسوس کیا کہ اردو زبان کی ترقی اور فروغ کے لیے اردو میں ٹائپ رائٹروں کی تیاری نہایت ضروری ہے۔ 'قارئین اردو دنیا' کو اس سے قبل یہ اطلاع دی جا چکی ہے کہ ترقیِ اردو بورڈ اردو ٹائپ رائٹر کی کلید تیار کر چکا ہے اور اس کی تیاری کے لیے میسرز ریمنگٹن رینڈ آف انڈیا سے بات چیت بھی چل رہی ہے۔ ٹائپ رائٹرس تیار کرنے والی یہ کمپنی چاہتی ہے کہ اردو ٹائپ رائٹروں کے لیے قابلِ لحاظ تعداد میں خریدار موجود ہوں تو کمپنی مشینوں کی تیاری کا کام ہاتھ میں لے سکتی ہے اس اجلاس نے یہ تجویز منظور کی کہ یہ مسئلہ ان تمام اداروں کے سامنے لایا جائے جنھیں اردو ٹائپ رائٹروں کی ضرورت ہے اور ان سے درخواست کی جائے کہ وہ مشینوں کی خرید کے لیے ترقیِ اردو بیورو سے رابطہ قائم کریں۔ ایسے اداروں میں بالخصوص جموں کشمیر، آندھرا اور بہار کی حکومتوں، تمام ریاستی اردو اکیڈمیوں، مرکزی اور ریاستی وقف بورڈوں، اردو رسائل اور اخبارات اور ان تمام تعلیمی اداروں سے، جن میں اردو پڑھائی جاتی ہے، رابطہ قائم کیا جائے اور ان سے درخواست کی جائے کہ وہ اردو ٹائپ رائٹرس خریدیں۔ اس سلسلے میں جلد ہی ترقیِ اردو بیورو کی جانب سے متذکرہ تمام اداروں کو ایک سرکلر روانہ کیا جائے گا۔ سردست

ہم اردو دنیا کے صفحات پر اعلان کر رہے ہیں کہ جن اداروں اور جن افراد کو اردو ٹائپ رائٹروں کی ضرورت ہو وہ ترقی اردو بیورو کے پاس جلد از جلد اپنی ضروریات روانہ کریں تاکہ بیورو اس معاملے میں ریمنگٹن رینڈ کمپنی سے مزید پیش رفت کر سکے۔

ریاستی اردو اکیڈمیوں کے ساتھ بیورو کا رابطہ

بورڈ کی اس میٹنگ میں یہ بھی طے کیا گیا کہ ترقی اردو بیورو کو تمام ریاستی اردو اکیڈمیوں کے اشتراک سے ایک رابطہ کمیٹی قایم کرنی چاہیے تاکہ مختلف اکاڈمیوں کے کاموں میں تال میل پیدا ہو ان کے کاموں میں یکسانیت کی بجائے تنوع پیدا ہو اور ان کے وسائل مختلف النوع سرگرمیوں میں صرف ہوں،

کتابت کے چھ تربیتی مرکزوں کا قیام

"سردست ہندوستان بھر میں ترقی اردو بیورو کی جانب سے کتابت سکھانے کے دو مرکز دہلی میں، ایک بھوپال میں، ایک بمبئی میں، ایک حیدرآباد میں، ایک بنگلور میں قایم ہیں اور ان سب کو بیورو کی جانب سے سو فیصدی مالی امداد دی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں پٹنہ اور سری نگر کے مرکزوں کو ۵۰ فیصدی مالی امداد دی جاتی ہے۔ ترقی اردو بورڈ کی حالیہ میٹنگ میں یہ تجویز منظور کی گئی ہے کہ آئندہ مالی سال میں ایسے چھ مرکز الہ آباد، ناگپور، مدراس، پٹیالہ، جے پور اور لکھنؤ میں کھولے جائیں گے۔ ان کے علاوہ چھٹے پنج سالہ پلان کے دوران ۱۴ مزید مرکز مختلف مقامات پر کھولے جانے کی تجویز بھی ہے۔

بیورو کی جانب سے ایک ریسرچ جرنل کے اجرا کی تجویز

ترقی اردو بیورو کی جانب سے بورڈ کے اجلاس میں ایک تجویز پیش کی گئی تھی کہ اردو میں تحقیقی کام کرنے والوں کی ضروریات کے پیش نظر ایک اعلیٰ معیاری تحقیقی مجلہ جاری کیا جائے۔ ترقی اردو بورڈ کے اجلاس نے اصولی طور پر اس تجویز کو منظور کر لیا ہے لیکن اس کام کی تفصیلات اور خاکہ تیار کرنے کے لیے یہ تجویز بورڈ کی اسٹینڈنگ کمیٹی کو سپرد کی گئی ہے۔

ترقی اُردو بورڈ کے جلسے سے وزیرِ تعلیم کا خطاب

نو تشکیل شدہ ترقی اردو بورڈ کا ایک اجلاس بتاریخ ۱۹ر دسمبر ۱۹۸۱ کو شاستری بھون نئی دہلی میں منعقد ہوا۔ مرکزی وزیر تعلیم، ثقافت اور سماجی بہبود اور ترقی اردو بورڈ کی چیرمین محترمہ شیلا کول نے بورڈ کے نئے ممبروں سے خطاب فرمایا۔ ذیل میں وزیر تعلیم کی تقریر کا متن درج ہے۔

معزز خواتین و حضرات

آج مجھے ترقی اُردو بورڈ کے نئے ممبروں اور وزارتِ تعلیم اور ترقی اُردو بیورو کے عہدیداروں کا خیر مقدم کرتے ہوئے بڑی خوشی ہو رہی ہے۔ ترقی اُردو بورڈ ۱۹۶۹ء میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کے قائم کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اُردو جو ہندوستان کے مختلف فرقوں کی زبان ہے اور جو ہم سب کا تہذیبی ورثہ ہے پھلے پھولے اور ترقی کرے۔ قومی اتحاد، سیکولر اقدار اور تہذیبی روایات کو فروغ دینے میں اردو نے نمایاں حصہ لیا ہے۔ جدید ہندوستانی زبانوں میں اُردو کی سب سے کم عمر ہے، مگر بولنے والوں کی تعداد کے لحاظ سے یہ چھٹے نمبر پر ہے۔

ترقی اُردو بورڈ کا بنیادی مقصد علمی کتابیں شائع کرنا ہے۔ پچھلے گیارہ برسوں میں ہم نے ۳۲۰ کتابیں شائع کی ہیں، جن میں یونیورسٹی سطح کی کتابیں، اسکول کی درسی کتابیں، آسان زبان میں سائنس کی کتابیں، بچوں کا ادب، عام آدمیوں کی دلچسپی کی کتابیں اور حوالے کی کتابیں شامل ہیں۔ ان میں این۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی کے لیے تیار کردہ ۷۱ کتابیں بھی شامل ہیں جو اُردو ذریعہ تعلیم کے اسکولوں کے لیے ہیں۔ چھ سو سے زیادہ کتابیں لکھی جا رہی ہیں یا ترجمہ کرائی جا رہی ہیں۔ آئندہ کے اشاعتی پروگرام کی ذمہ داری اب آپ لوگوں پر آگئی ہے گذارش ہے کہ اس معاملے میں بھی اپنی قیمتی رائے سے نوازیئے۔

آپ کی جانکاری کے لیے یہ بتانا ضروری ہے کہ بیورو نے دو اہم منصوبے، بارہ جلدوں میں انسائیکلوپیڈیا اور پانچ جلدوں میں انگریزی۔ اُردو ڈکشنری مکمل کر لیے ہیں۔ ڈکشنری

چھپ رہی ہے اور انسائیکلو پیڈیا بھی جلد چھپنا شروع ہو جائے گی۔ ان دونوں کی اشاعت سے وہ کمی دُور ہو جائے گی جو بہت دنوں سے محسوس کی جارہی تھی۔ اردو لغت اور اُردو انگریزی لغت، پانچ پانچ جلدوں میں تیار ہو رہے ہیں۔ یہ کام بھی جلد پورا ہو جائے گا۔

اس وقت کتابت کے سات مرکز قائم ہیں جن میں پانچ کا پورا خرچ حکومتِ ہند برداشت کرتی ہے۔ ایسے مرکز بھوپال، بمبئی، بنگلور، حیدرآباد اور نئی دہلی میں ہیں۔ پٹنہ اور سری نگر کے دو مرکزوں کے نصف اخراجات حکومتِ ہند پورا کرتی ہے۔ حال میں ۲ مرکز کھولنے کی منظوری دی گئی ہے۔ اس کا ذکر آپ کو ایجنڈے کے کاغذات میں ملے گا یہ نئے مرکز کہاں کھولے جائیں۔ اس کے بارے میں آپ کے مشورے کی ضرورت ہے۔

جو لوگ حالات سے پوری طرح باخبر نہیں ہیں ان کے دلوں میں یہ اندیشہ ہے کہ ہندوستان میں اُردو کو نظر انداز کیا جارہا ہے۔ یہ خیال بالکل بے بنیاد ہے۔ اس کے برعکس حکومتِ ہند تمام زبانوں کی ہمت افزائی کر رہی ہے جس میں اُردو بھی شامل ہے۔

مرکز میں ترقی اُردو بورڈ کا قیام، این۔سی۔ای۔آر۔ٹی (N.C.E.R.T.) کے ذریعے اسکولوں کے لیے کتابوں کی اشاعت، یونین پبلک سروس کمیشن (U.P.S.C.) کے امتحانوں میں اُردو کے لیے استعمال کی اجازت، سنٹرل انسٹی ٹیوٹ آف انڈین لینگویجز CENTRAL INSTITUTE OF INDIAN LANGUAGES کے ماتحت سولن اور پٹیالہ میں اُردو ٹیچروں کی ٹریننگ کے انتظام سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بھارت سرکار اردو کی ترقی میں کس حد تک دلچسپی لے رہی ہے۔ سکنڈری اسکولوں کے لیے ۵۳۹ اُستادوں کو ٹریننگ دی جاچکی ہے۔ اس سال ۱۰۱ ٹیچر، ۵۶ پٹیالہ میں اور ۴۵ سولن میں ٹریننگ پا رہے ہیں۔

تین زبانوں کے فارمولا کے تحت آندھرا پردیش، بہار، ہریانہ، ہماچل پردیش، جموں اور کشمیر، کیرالا، راجستھان، اترپردیش، مغربی بنگال، مہاراشٹر اور دہلی، گوا، دمن اور دیو کے مرکزی علاقوں میں اردو پڑھائی جارہی ہے۔ یونیورسٹی سطح پر ہندوستان کی ۵۲ یونیورسٹیوں میں اردو کی تعلیم کا انتظام ہے۔

مجھے آپ کو یہ اطلاع دیتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ بورڈ کی اُردو کی کتابوں کی بکری ' ان بخش ہے۔ اب تک ۸ لاکھ ۹۰ ہزار روپے کی کتابیں بک چکی ہیں۔ ہم نے کتابوں کی مختلف نمائشوں میں حصہ لیا ہے۔ جہاں ہماری کتابوں کو بہت پسند کیا گیا ہے۔ آئندہ

ـسوں میں کتابوں کی فروخت میں مزید اضافہ ہوگا۔

بیورو نے جن نئے کاموں کا منصوبہ بنایا ہے ان میں خط و کتابت کے ذریعہ اُردو سکھانے کا کام خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔ اُردو زبان و ادب کے مختلف پہلوؤں سے متعلق تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے ایک تحقیقی رسالہ نکالنے کی بھی تجویز پیش کی گئی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ آپ کے تعاون سے اور آپ کی رہنمائی میں ترقی اُردو بیورو اپنے اشاعتی پروگرام میں مزید بہتری لا سکے گا اور اُردو پڑھنے والوں کے لیے جدید علوم کی زیادہ سے زیادہ کتابیں شائع کر سکے گا۔

ـرقی اردو بیورو

ـروکی کتاب "دستوئیفسکی" پر مغربی بنگال اردو اکیڈمی کا سب سے بڑا انعام

ہم گزشتہ شمارے میں ان آٹھ کتابوں کے نام دیے جا چکے ہیں جن کے مصنفوں کو اتر پردیش اردو اکیڈمی نے ۱۹۸۰ کے انعامات سے نوازا تھا۔ ۱۹۸۰ ہی میں بیورو نے ڈاکٹر ظ انصاری کی تحریر کردہ کتاب "دوستوئیفسکی" شایع کی تھی۔ اس کتاب میں مصنف نے مشہور و معروف روسی ادیب دستوئیفسکی کے فن و شخصیت کا سیر حاصل جائزہ لیا ہے۔ ہمیں یہ خبر شائع کرتے ہوئے مسرت ہے کہ

جناب ظ انصاری کو مغربی بنگال اردو اکیڈمی نے ۱۹۸۰ کا ۲۰۰۰ روپے کا سب سے بڑا انعام دیا ہے۔

اردو میں دستورِ ہند کے ترجمے کی اشاعت

ہمیں یہ خبر دیتے ہوئے خوشی ہے کہ وزارت قانون کے سرکاری زبان کمیشن نے دستور ہند کا اردو ترجمہ تیار کرایا ہے۔ اس اردو ترجمے کو ترقی اردو بیورو کی جانب سے عن قریب شایع کیا جارہا ہے۔

ہمارا اشاعتی پروگرام

اردو انسائیکلوپیڈیا

۱۲ جلدوں میں انسائیکلوپیڈیا کی تیاری کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ اس کام کا آغاز مئی ۱۹۷۳ میں کیا گیا تھا۔ اپریل ۱۹۸۱ میں یہ کام مکمل ہوگیا۔ انسائیکلوپیڈیا کے پروجیکٹ پر تقریباً ساڑھے دس لاکھ روپے کے مصارف آئے ہیں۔

انسائیکلوپیڈیا کی تیاری کا کام مولانا آزاد اورینٹیل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ حیدر آباد کو سونپا گیا تھا۔ انسائیکلوپیڈیا کی ۱۲ جلدوں میں سے اوّلین چار جلدیں اہم موضوعات کے کلیدی مضامین پر مشتمل ہیں جبکہ مابعد ۸ جلدیں تمام موضوعات کے مختصر لیکن ضروری اندراجات پر مبنی ہیں۔

ترقی اردو بیورو میں انسائیکلوپیڈیا کی اشاعت کے لیے تیزی سے کام کیا جارہا ہے اور توقع ہے کہ فروری کے وسط تک کلیدی مضامین کی جلدیں طباعت کے لیے پریس کے حوالے کردی جائیں گی۔

انگریزی اردو لغت

پروفیسر کلیم الدین احمد کی نگرانی میں ترقی اردو بیورو نے ایک جامع انگریزی اردو لغت بھی پانچ جلدوں میں تیار کرایا ہے جس میں ۵۰۰۰ ,۱ اندراجات ہیں۔ یہ لغت ویبسٹر انگریزی لغت کی وضع پر تیار کرایا گیا ہے۔

اب یہ لغت طباعت کے لیے پریس کے حوالے کیا جاچکا ہے۔ اسی شمارے میں آپ اس کی طباعت کا ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیں گے۔

اردو اردو لغت برائے طلبہ

ترقی اردو بیورو ایک جامع اردو اردو لغت بھی پانچ جلدوں میں تیار کرارہا ہے۔

اس کے اندراجات کے چند نمونے ہم اردو دنیا کے گزشتہ شمارے میں پیش کر چکے ہیں لغت کا کام بہ سرعت تیاری کے مراحل میں ہے۔

بڑی لغت کے علاوہ اردو زبان کے طلبہ کی خصوصی ضروریات کو ذہن میں رکھتے ہوئے ترقی اردو بیورو نے ایک چھوٹی لغت بھی، جو چالیس ہزار الفاظ پر مشتمل ہے، تیار کرایا ہے۔ یہ لغت انجمن اسلام ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بمبئی کے اشتراک سے تیار ہوا ہے۔

ان دنوں اردو اردو لغت برائے طلبہ طباعت کے مرحلے میں ہے اور توقع ہے کہ مارچ کے وسط تک یہ شایع کر دیا جائے گا۔ اس لغت کے چند نمونے آپ اردو دنیا کے اسی شمارے میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

اصطلاحات کی فرہنگیں

ترقی اردو بیورو نے مختلف علوم کی تیکنکی اصطلاحات کی تیاری کا ذمہ بھی لے رکھا ہے۔ آٹھ مضامین کی اصطلاحات کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ ان میں سے کچھ پر نظر ثانی کی جا رہی ہے۔ معاشیات، کیمیا اور ادب کی فرہنگیں طباعت کے لیے پریس کے حوالے کی جا چکی ہیں۔ توقع ہے کہ عن قریب یہ تینوں فرہنگیں منظرِ عام پر آجائیں گی۔

"انسانیات" کی فرہنگ شایع ہو چکی ہے جو ۲۰ / ۴ روپے میں ترقیِ اردو بیورو کے دفتر سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

بنگلور میں کتابت تربیتی مرکز کا قیام

گزشتہ سال ترقی اردو بیورو کی جانب سے دو نئے کتابت تربیتی مرکز بھوپال اور بنگلور میں قایم کیے گئے۔ بھوپال کے مرکز نے ۱۵ جنوری ۱۹۸۱ سے کام شروع کر دیا ہے جس کی تفصیلی رپورٹ ہم اردو دنیا کے گزشتہ شمارے میں شایع کر چکے ہیں۔

بنگلور کے کتابت تربیتی مرکز نے ۲۷ اکتوبر ۱۹۸۱ سے کام شروع کر دیا ہے۔ اس مرکز کا افتتاح کرناٹک اردو اکیڈمی کی صدر محترمہ فہمیدہ بیگم نے کیا۔ بنگلور میں یہ مرکز کرناٹک اردو اکیڈمی کے اشتراک سے قایم کیا گیا ہے جسے بیورو کی جانب سے سو فیصدی مالی امداد دی جائے گی۔

کتابت مرکز کے آغاز کار سے قبل ۱۹ جولائی ۱۹۸۱ کو ایک انتخابی کمیٹی نے مرکز میں تربیت حاصل کرنے والے طلبہ اور طالبات کے علاوہ کتابت کی تربیت دینے کے لیے ایک ہیڈ کاتب اور ایک نائب کاتب اور نگرانی کے لیے ایک سپروائزر کا انتخاب کیا۔

انتخابی کمیٹی میں جناب کے کے کھلّر ڈائرکٹر ترقی اردو بیورو اور محترمہ فہمیدہ بیگم صدر کرناٹک اردو اکیڈمی شامل تھے۔

کتابت تربیتی مرکز بمبئی میں تربیت یافتہ طلبہ کو اسناد تقسیم کی گئیں

ڈائرکٹر ترقی اردو بیورو جناب کے کے کھلّر نے یکم جولائی ۱۹۸۱ کو کتابت تربیتی مرکز بمبئی کے تربیت یافتہ طلبہ کو اسناد تقسیم کیں۔ سال اوّل میں تربیت پانے والے طلبہ کا امتحان مارچ ۱۹۸۱ میں ہوا تھا جس میں ۱۴ طلبہ نے شرکت کی۔ ان میں سے ۷ نے فرسٹ کلاس، ۵ نے سیکنڈ کلاس اور ۲ نے پاس کلاس میں کامیابی حاصل کی۔

بمبئی کا یہ کتابت تربیتی مرکز انجمن اسلام ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے زیر اہتمام چلایا جارہا ہے جس کو ترقی اردو بیورو کی جانب سے سو فی صد مالی امداد دی جاتی ہے۔

تقسیم اسناد کے اس جلسے کا آغاز قرآنِ پاک کی آیات کی تلاوت سے ہوا۔ جناب معین الدین حارث صدر انجمنِ اسلام نے مہمانِ خصوصی جناب کے کے کھلّر کا حاضرین سے تعارف کرایا جبکہ جناب اے مجید ای پٹیکا اعزازی جنرل سکریٹری انجمن اسلام نے مہمانِ خصوصی کا استقبال کیا۔

اسناد کی تقسیم سے قبل جناب کے کے کھلّر نے سامعین اور تربیت یافتگان سے خطاب فرمایا۔ کامیاب ہونے والے طلبہ کو آپ نے مبارکباد دی اور ان کے خوش آئند مستقبل کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

اسناد کی تقسیم کے بعد انجمن اسلام ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے اعزازی ڈائرکٹر ڈاکٹر این ایس گوریکر نے تمام شرکارِ جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔

کتابوں کے پانچویں عالمی میلے میں بیورو کی شرکت

ہر دو سال بعد نئی دہلی میں کتابوں کا ایک عالمی میلہ منعقد کیا جاتا ہے جس کا اہتمام

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کے ذریعے ہوتا ہے۔ حسبِ سابق اس سال بھی دہلی کے پرگتی میدان میں کتابوں کا یہ عالمی میلہ ۵ تا ۱۵ فروری منعقد کیا گیا۔ دہلی میں منعقد ہونے والے عالمی میلوں میں یہ پانچواں میلہ تھا جس میں دنیا بھر کے بہت سے ممالک اپنی مطبوعات لے کر آئے تھے۔

کتابوں کے اس عالمی میلے میں حسبِ روایت ترقیِ اردو بیورو بھی اپنی تمام مطبوعات کے ساتھ شریک ہوا۔ بیورو کی کارکردگی اور کتابوں کی فروخت بہت اطمینان بخش رہی۔

بیورو کے دو اراکین کو الوداع

- ڈاکٹر صادق جو ۱۹۷۸ میں ترقیِ اردو بیورو میں ریسرچ اسسٹنٹ کی حیثیت سے آئے تھے، دہلی یونی ورسٹی کے شعبۂ اردو میں لکچرر ہو گئے ہیں۔
- بیورو کے ایک اور رکن شری عابد زین العابدین بھی، جو یہاں ریسرچ اسسٹنٹ تھے، مرکزی وزارت اطلاعات و نشریات کے پریس انفارمیشن محکمہ حیدر آباد میں اسسٹنٹ انفارمیشن آفیسر ہو گئے ہیں۔

مرکزی حکومت

سماچار بھارتی کی اردو نیوز سروس شروع ہو گئی

بھارت کی خبر رساں ایجنسی "سماچار بھارتی" نے اردو اخبارات کے لیے اپنی اردو سروس شروع کر دی ہے۔ سماچار بھارتی کی اردو سروس کا افتتاح ۳۱ دسمبر ۱۹۸۱ کو نائب صدر جمہوریہ ہند جناب ہدایت اللہ نے کیا۔ اس موقعے پر تقریر کرتے ہوئے انھوں نے فرمایا کہ ہندوستان میں اردو صحافت کے فروغ کے لیے یہ ایک نیک فال ہے۔ اس سے اردو اخبارات یقیناً مستفید ہوں گے۔ مجھے امید ہے کہ اردو ٹیلی پرنٹر کے فراہم ہو جانے کے بعد اردو صحافت کا معیار بھی مزید بڑھے گا۔

مرکزی حکومت

پروفیسر کلیم الدین احمد کو پدم شری کا اعزاز

اس سال یوم جمہوریہ کے موقعے پر صدر جمہوریہ ہند نے اردو کے مشہور ناقد پروفیسر

کلیم الدین احمد کو پدم شری کا اعزاز دیا ہے۔ پروفیسر احمد ترقی اردو بورڈ اور اس کے مختلف کاموں سے وابستہ رہے ہیں۔

اردو اخبارات کو ۲۱ لاکھ روپے کے اشتہارات

۳۰ نومبر ۱۹۸۱ کو مرکزی وزیر اطلاعات و نشریات جناب وسنت ساٹھے نے راجیہ سبھا کو مطلع کیا کہ ۸۱-۱۹۸۰ میں ڈی اے وی پی کی جانب سے اردو اخبارات کو ۲۱ لاکھ روپے کی مالیت کے اشتہارات جاری کیے گئے۔

کیرالا میں اردو اکیڈمی کا قیام

مسلم ایجوکیشن سوسائٹی کے زیر اہتمام کالی کٹ (کیرالا) میں اردو اکیڈمی قائم کی گئی ہے جس کے چیف پیٹرن ڈاکٹر پی۔ کے۔ عبدالغفور، چیرمین ڈاکٹر محمد کٹی اور سکریٹری پی۔ اے۔ کریم ہیں۔

کتابیں صرف محدود طبقے کے لیے نہیں بلکہ سبھی کے لیے ہوں

شریمتی اندرا گاندھی

کتابوں کی اشاعت کے لحاظ سے ہندوستان دنیا کا دسواں ملک ہے

شریمتی شیلا کول

۴؍فروری ۱۹۸۲ء کو کتابوں کی پانچویں عالمی نمائش کا افتتاح کرتے ہوئے وزیر اعظم ہند شریمتی اندرا گاندھی نے کہا کہ ایسی کوششیں کرنی چاہئیں کہ کتابیں صرف مخصوص طبقے تک محدود نہ رہیں بلکہ عام آدمی، گھریلو عورتوں، کسان اور مزدور سبھی تک پہونچیں، کتابیں جذبات اور خیالات کا خزانہ ہیں اور ہمارے عوام کی بہت بڑی تعداد جہالت یا غربت کی وجہ سے اس خزانے سے محروم ہے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پڑھنا لکھنا سکھایا جائے کیونکہ مطالعے سے ان میں زندگی گزارنے کا حوصلہ اور اعتماد پیدا ہوگا۔

آپ نے اس بات پر اظہار افسوس کیا کہ کتابیں ایک محدود طبقہ، شہری مالدار طبقہ کی جاگیریں بن کر رہ گئی ہیں اور یہ طبقہ کتابوں کو محض آرائش اور نمائش کے لیے استعمال کرتا ہے اور اس طرح بہ زعم خود دانشور بن بیٹھتا ہے۔ آپ کے خیال میں بہت افسوس ناک بات ہوگی اگر کتابیں صرف دانشوروں کے لیے لکھی جائیں، آپ نے ادیبوں کو متوجہ کرتے ہوئے کہا کہ آج کے پڑھنے
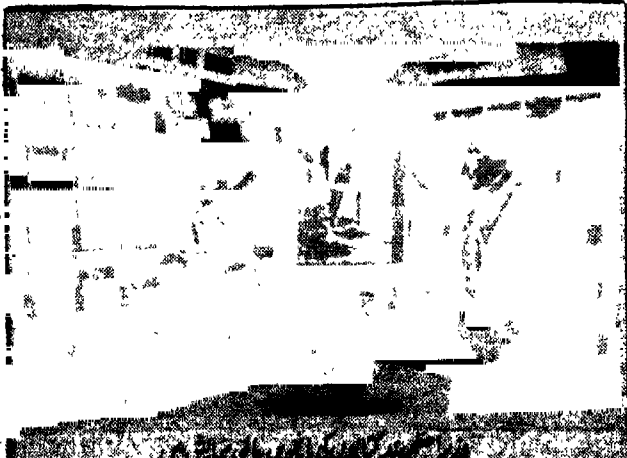
والوں میں زیادہ تر ایسے ہیں جن کے گھرانے میں تعلیم پہلی بار شروع ہوئی ہے لہٰذا مصنفوں کو چاہیے کہ اس خاص گروپ کو ذہن میں رکھتے ہوئے کتابیں لکھیں۔

آپ نے مزید کہا کہ میرے والد (پنڈت جواہر لال نہرو) نے ہمیشہ اچھی کتابیں پڑھنے پر زور دیا۔ ان کے شوق دلانے کی وجہ سے میں بہت چھوٹی عمر سے ہی کتابوں کو اپنا دوست اور ساتھی سمجھنے لگی تھی۔ کچھ کتابیں ایسی تھیں جنہیں میں نے بڑے شوق سے پڑھا، کچھ کتابیں ایسی تھیں جنہیں جبراً پڑھنا پڑا۔ بعض کتابوں کو پڑھنے کے لیے مجھے کبھی کبھی درختوں کی شاخوں میں چھپنا پڑا یا باتھ روم میں بند ہونا پڑا۔"

آپ نے عمدہ کتابوں کی اشاعت پر بھی زور دیا تاکہ اچھے اور معیاری نمونے سامنے آتے رہیں اور ہم میں اعلیٰ ذوق پیدا ہو۔ آپ نے کہا کہ آپ کتابوں کی صنعت کو پیش آنے والے مسائل اور مشکلات سے باخبر ہیں۔ اس بات کی کوشش کی جائے گی کہ سرکاری پالیسی اس طرح بنائی جائے جس سے ان مشکلات میں کمی آئے۔

آپ نے اعلان کیا کہ نیشنل بک ڈولپمنٹ بورڈ کی تجدید کی جائے گی۔ اس موقع پر مرکزی وزیر تعلیم شریمتی شیلا کول نے اپنی تقریر میں کہا کہ کتابیں افراد اور اقوام کی کردار سازی میں نہایت اہم رول ادا کرتی ہیں۔ آپ نے بتایا کہ دنیا میں کتابوں کی اشاعت کے لحاظ سے ہندوستان دسویں نمبر پر ہے اور انگریزی کتابوں کی اشاعت کے لحاظ سے اس کا نمبر تیسرا ہے۔

باپو نے جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں کو اردو پڑھائی تھی

"مہاتما گاندھی نے پچھلی صدی کے آخری برسوں میں جنوبی افریقہ میں اپنی مدد آپ کرنے اور عدم تشدد سے متعلق اپنے تجربات کے دوران وہاں فیونکس کی بستی میں ۱۹۰۴ میں اردو پڑھانے کا فریضہ بھی ادا کیا تھا۔ انہوں نے یہاں ہندوستانی بچوں کے لیے ایک اسکول بھی کھولا تھا اور ان بچوں کو خود ہی اردو، ہندی، گجراتی پڑھایا کرتے تھے۔

اس بات کا انکشاف اردو کے ممتاز مصنف کے کے کھلر نے اپنی تازہ ترین کتاب "اردو کا آخری نقاد" میں کیا ہے۔ اس میں ان کے ۲۳ مضامین شامل ہیں۔ انہوں نے انکشاف کیا ہے کہ اگر ہندوستانی تاریخ نویسی کے سلسلہ میں اردو ادب، اردو کے رسائل

اور اخبارات کو وسیلے کے طور پر استعمال کیا گیا ہوتا تو جدید ہندوستان کی تاریخ اُس تاریخ سے قطعی مختلف ہوتی جو ہمارے سامنے موجود ہے۔

اُن کی اس کتاب میں حسرت موہانی پر بھی ایک مضمون شامل ہے، جو ایک مشہور مجاہد آزادی تھے جو پارلیمنٹ کے ایک ممبر ہونے کے باوجود کناٹ پلیس کی ایک مسجد کی کوٹھری میں قیام کرتے تھے۔ اسی کتاب میں حیدر آباد میں تلنگانہ کی تحریک کے ہیرو مخدوم محی الدین پر بھی ایک مضمون ہے، جن کی شاعری نے لاکھوں عوام میں ایک نیا ولولہ بیدار کر دیا تھا۔

اسی کتاب میں یاس یگانہ چنگیزی پر بھی ایک مضمون ہے۔ اور بھی کئی وطن پرست شاعروں کا تذکرہ کیا گیا ہے، جن میں برج موہن چکبست جیسے عظیم شاعر شامل ہیں جنہوں نے پہلی مرتبہ اردو میں رامائن کا شعری ترجمہ شائع کیا تھا۔"

(بہ شکریہ قومی آواز نئی دہلی۔ مورخہ ۹ر فروری ۱۹۸۲)

فراق گورکھپوری کو علاج کے لیے ۵۰۰۰ روپے کا نذرانہ

اردو کے مشہور و معروف شاعر رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری ان دنوں علیل ہیں اور بہ غرض علاج نئی دہلی کے آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنس میں داخل ہیں۔

فراق صاحب کی شاندار عظمت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے وزیر اعظم ہند شریمتی اندرا گاندھی بہ نفسِ نفیس آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنس تشریف لے گئیں اور فراق صاحب کی مزاج پُرسی کی۔

۹ فروری کو مرکزی وزیر اطلاعات و نشریات جناب وسنت ساٹھے نے حکومتِ ہند کی جانب سے ۵۰۰۰ روپے کا چیک فراق صاحب کی خدمت میں بہ غرض علاج پیش کیا۔ ہم ان کی جلد صحت یابی کے لیے دعا گو ہیں۔

مشہور ادیب و صحافی محمد عتیق صدیقی کی رحلت

اردو حلقوں میں یہ خبر انتہائی رنج و الم سے سُنی گئی کہ اردو کے بلند پایہ محقق ادیب اور صحافی جناب محمد عتیق صدیقی کا ۷ر فروری ۱۹۸۲ کو نئی دہلی میں انتقال ہو گیا۔

عتیق صاحب کی اردو تحقیق و صحافت میں ناقابلِ فراموش خدمات ہیں "ہندوستانی اخبار نویسی" اور "گلکریسٹ اور اس کا عہد" ان کی بلند پایہ تحقیقی کتابیں ہیں' سرسید ایک سیاسی جائزہ۔ اقبال جادو گر ہندی نژاد' اور ان کی حالیہ کتاب' بیگم حسرت موہانی اور ان کے خطوط' ان کی سیاسی بصیرت' تخلیقی صلاحیت اور ان کی محنت کی آئینہ دار ہیں۔

دہلی

غالب انسٹی ٹیوٹ انعامات برائے ۱۹۸۱

غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی نے ۱۹۸۰ کے انعامات کا اعلان کیا ہے۔ غالب مودی انعام برائے شاعری اردو کے مشہور و معروف شاعر جناب رگھوپتی سہائے فراق کو دیا گیا ہے۔ جبکہ نثر کا غالب مودی انعام اردو کے مشہور محقق جناب امتیاز علی عرشی (مرحوم) کو دیا گیا۔ غالب فخر الدین علی احمد انعام برائے تحقیق پروفیسر سید حسن کو دیا گیا ہے۔ ان میں سے ہر انعام کی رقم پانچ ہزار روپے ہے۔ نقد انعام کے علاوہ ایک تمغہ اور تحریری سند بھی انعام یافتہ حضرات کو دی جاتی ہے۔

مغربی بنگال کے سرکاری دفاتر میں اردو کا استعمال

حکومت مغربی بنگال نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اردو بولنے والی آبادی کی ضرورت کے مدِ نظر کلکتہ' آسنسول اور اسلام پور کے سب ڈویژنوں کے سرکاری آفسوں میں اردو کا زیادہ استعمال کیا جائے۔ حکومتِ مغربی بنگال کے چیف سکریٹری کے حکم نامے کی نقل درج ذیل ہے۔

"گورنر کی ہدایت کے مطابق میں یہ حکم جاری کر رہا ہوں کہ اس حکومت کے تمام محکمے' ڈائرکٹوریٹ اور تمام ضلع افسران' جس قدر جلد ممکن ہو:

۱۔ وہ تمام اردو میڈیم اور سکنڈری اسکول جو چل رہے ہیں اور جنہوں نے منظوری کے لیے حکومت سے درخواست کی ہے' انہیں جلد از جلد منظور کیا جائے۔

۲۔ آسنسول اور اسلام پور کے سب ڈویژنل اور بلاک آفسوں میں اردو ٹائپنگ مشین خریدنے اور اردو ٹائپسٹوں کی تقرری کے لیے مناسب اقدامات کیے جائیں۔ اسی طرح محکمہ زراعت' محکمۂ تعلیم' محکمۂ داخلی امور' محکمہ صحت عامہ' لینڈ اینڈ لینڈ ریفارم' گھریلو اور چھوٹی صنعتوں کے محکمے' محکمۂ پنچایت اور کمیونٹی ڈیولپمنٹ کوآپریشن' محکمۂ اینمل ہسبنڈری اور ویٹری

سائنس میں ایک ایک اردو ٹائپ رائٹر مشین خریدی جائے اور ایک ایک اردو ٹائپسٹ مقرر کیا جائے۔

۳۔ اردو ٹائپ رائٹر مشین اور اردو ٹائپسٹ کا انتظام ہو جانے کے بعد اردو میں آنے والے تمام خطوط کا جواب اردو ہی میں دیا جائے۔ کلکتہ، آسنسول اور اسلام پور سب ڈویژنوں میں گورنمنٹ کے اہم سرکلر اردو زبان میں بھی جاری کیے جائیں۔

اس فیصلے میں محکمۂ مالیات کا مشورہ بحوالہ محکمۂ یو۔ او۔ نمبر گروپ جی -۰۶۶ C1 بتاریخ ۸۱ - ۱۰ - ۳ شامل ہے۔"

دستخط

اے۔ کے سین

چیف سکریٹری، حکومت مغربی بنگال

(بشکریہ اردو بلٹز بمبئی مورخہ ۷ نومبر ۱۹۸۱)

مغربی بنگال اردو اکیڈمی کی لائبریری کا افتتاح

اکتوبر ۱۹۸۱ میں مغربی بنگال اردو اکیڈمی کا افتتاح ریاستی وزیر قانون و عدلیہ جناب ہاشم عبدالحلیم نے کیا جبکہ اس تقریب کی صدارت وزیر ٹرانسپورٹ جناب محمد امین نے فرمائی۔

اس موقعے پر اکیڈمی کے سکریٹری نے بتایا کہ اب تک لائبریری کے لیے تقریباً پندرہ ہزار کتابیں خریدی جا چکی ہیں جن میں بعض نایاب قدیم مطبوعات بھی شامل ہیں۔ اس طرح کتابوں کی خریداری پر اکیڈمی پونے تین لاکھ روپے خرچ کر چکی ہے۔ مزید کتابوں کی خریداری کا سلسلہ جاری ہے۔

اُترپردیش میں اردو دوسری سرکاری زبان

۳۱ دسمبر ۱۹۸۱ کو اترپردیش کابینہ نے "مقرر کردہ طریقے" پر اردو کو ریاست کی دوسری سرکاری زبان کی حیثیت سے استعمال کرنے کی منظوری دے دی۔ اس فیصلے کی نوعیت وہی ہے جو اردو سے متعلق حکومت بہار کے فیصلے کی ہے۔

کابینہ کی میٹنگ کے بعد وزیر اعلیٰ نے اردو سے متعلق اس فیصلے کا اعلان کیا۔
(بشکریہ قومی آواز' دہلی۔ یکم جنوری ۱۹۸۲)

اُترّ پردیش اردو اکیڈمی کی جانب سے جنگ آزادی سے متعلق

تخلیقات کی اشاعت کا پروگرام

صدر اتر پردیش اردو اکیڈمی نے بتایا ہے کہ اکیڈمی ملک کے مختلف حصّوں میں دستیاب ان ادب پاروں کو پیش کر رہی ہے جو آزادی کی جدو جہد کے موضوعات پر مبنی ہیں۔ یہ ایک جامع کتاب ہوگی جو کئی ابواب پر مشتمل ہوگی اور جس میں مضامین نظموں اور اٹھارھویں صدی سے متعلق اہم تاریخی دستاویزوں کو شایع کیا جائے گا۔ جناب زیدی نے بتایا کہ اس سلسلے کا بہت سا مواد جمع کر لیا گیا ہے۔ سنسکرت، فارسی اور عربی کے علاوہ دوسری جدید ہندوستانی زبانوں سے اردو میں ترجمہ کرانے کے لیے یوپی اردو اکیڈمی نے ایک جامع منصوبہ بھی تیار کیا ہے۔

"تہذیب الاخلاق" کا نیا جنم

خبر ملی ہے کہ علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی سے ایک نئے پندرہ روزہ جریدے کا اجرا کیا گیا ہے جو یونی ورسٹی کے وائس چانسلر جناب سید حامد کی ادارت میں شایع ہوگا۔ رسالے کا نام " تہذیب الاخلاق " رکھا گیا ہے۔ سر سید احمد خاں نے اسی نام سے ایک رسالہ نکالا تھا جس نے ہماری قومی زندگی میں ایک عہد ساز کردار ادا کیا تھا۔

چنڈی گڑھ میں سہ روزہ عالمی اردو کانفرنس

جنوری ۱۹۸۲ء کے پہلے ہفتے میں پنجاب کی ایک ثقافتی انجمن کلادرپن کے زیر اہتمام اور حکومت پنجاب کے تعاون سے چنڈی گڑھ میں تین روزہ عالمی اردو کانفرنس منعقد کی گئی۔ اس کانفرنس کا افتتاح پنجاب کے گورنر جناب امین الدین احمد خاں نے کیا اپنی افتتاحی تقریر میں گورنر نے کہا کہ اردو کی حیثیت عالمگیر ہے اور ہندوستان اس کا وطن ہے۔ یہیں یہ زبان پیدا ہوئی اور پھلی پھولی اور پوری دنیا میں پھیل گئی۔ دنیا کی

کئی یونی ورسٹیوں میں اس زبان کے شعبے ہیں اور غیر ملکی اسے دلچسپی سے پڑھتے ہیں۔ گورنر پنجاب نے ایک اردو مرکز کے قیام کے لیے ۲۵ ہزار روپے کی گرانٹ بھی دی ہے۔

چنڈی گڑھ کی اس عالمی کانفرنس میں ہندوستان کے علاوہ پاکستان، بنگلہ دیش، انگلینڈ، امریکہ، جرمنی اور کناڈا کے اردو ادیبوں نے شرکت کی۔

بہار اردو اکیڈمی کی طرف سے حسرت موہانی کو خراجِ عقیدت

نومبر ۱۹۸۱ میں بہار اردو اکیڈمی نے مجاہد آزادی اور اُردو شاعری کے ایک اہم ستون مولانا حسرت موہانی کی خدمات کے اعتراف میں ایک دو روزہ مذاکرہ کا انعقاد کیا جس کا افتتاح بہار کے گورنر جناب اخلاق الرحمٰن قدوائی کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ اس موقعے پر سامعین سے خطاب کرتے ہوئے قدوائی صاحب نے کہا کہ حسرت پہلے سیاسی رہنما تھے جنھوں نے کئی بار قید کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اس مذاکرہ کی صدارت ریاستی وزیر اطلاعات و اعلا تعلیم جناب شمائل نبی نے کی۔

بہار اردو اکیڈمی کی طرف سے اردو طلبہ طالبات کے لیے وظیفے

ریاست بہار کے ہر ضلع کے اسکولوں کے طلبہ و طالبات کو سالانہ امتحان میں اردو میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کرنے پر بہار اردو اکیڈمی درج ذیل شرح کے مطابق وظیفہ دیا کرے گی۔

ہر ضلع کے لیے دو دو وظیفے دیے جائیں گے جن میں سے ایک طالبات کے لیے مخصوص ہوگا۔

دسویں، گیارہویں جماعت کے لیے	۲۵ روپے ماہانہ فی کس
نویں جماعت کے لیے	۲۰ روپے ماہانہ فی کس
ساتویں آٹھویں جماعت کے لیے	۱۵ روپے ماہانہ فی کس

برِّصغیر کے نامور شاعر جوش ملیح آبادی کا ۲۲ فروری ۱۹۸۲ کو اسلام آباد (پاکستان)
میں انتقال ہوگیا۔ وہ ۸۳ برس کے تھے۔

جوش، جو اردو دنیا میں شاعرِ انقلاب کے لقب سے جانے جاتے تھے ۵ دسمبر ۱۸۹۸
ملیح آباد (اتر پردیش) میں پیدا ہوئے تھے۔ انھوں نے ابتدائی تعلیم حسین آباد لکھنؤ
علی گڑھ میں حاصل کی اور سینیر کیمبرج کا ڈپلوما سینٹ جونس کالج آگرہ سے حاصل کیا۔
اصل نام شبیر حسن خاں تھا۔

جوش ملیح آبادی ۱۹۲۵ میں حیدرآباد کے دارالترجمہ سے وابستہ ہوئے جہ
ان کے روابط اس عہد کے نامور شعراء اور محققین سے ہوئے۔ بعدہٗ وہ دہلی آگئے
۱۹۴۹ سے ۱۹۵۵ تک جوش وزارت اطلاعات ونشریات کے موقر ماہنامے "آجکل
مدیر بھی رہے۔ ۱۹۵۴ میں حکومتِ ہند نے ان کی غیر معمولی ادبی خدمات کے اعترا
میں انھیں پدم وبھوشن کے اعزاز سے نوازا۔ ۱۹۵۶ میں جوش پاکستان چلے گئے جہاں
کا تقرر اردو ڈولپمنٹ بورڈ میں ادبی مشیر کی حیثیت سے ہوا۔

جوش ملیح آبادی ۹ برس کی عمر سے شعر کہنے لگے تھے۔ ابتدا میں انھوں نے
کلام پر اس عہد کے مشہور استاد شاعر عزیز لکھنوی سے اصلاح لی۔ ۱۹۲۰ میں جوش
پہلا مجموعہ کلام "روحِ ادب" شائع ہوا۔ ان کے کلام کے دیگر مجموعے "شعلہ وشبنم
"روشن ونگ" "جنون وحکمت" "سیف وسبو" ہیں۔ نثر میں انھوں
اپنی خود نوشت سوانح "یادوں کی برات" لکھی، جو اپنے لب ولہجے اور شاعرانہ اسلو
کی وجہ سے اردو نثر کی چند اہم کتابوں میں شمار کی جاتی ہے۔

ان کی موت ایک عظیم ادبی سانحہ ہے۔

ایک اہم ضرورت ـــــ تمام اُردو ادارے توجّہ فرمائیں

ہمارے تمام قارئین اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ ترقی اُردو بیورو، مرکزی حکومت کا ایک سا ادارہ ہے جو ملک میں اُردو زبان کے ہمہ جہتی فروغ اور ترقی کے لیے مصروف عمل ہے۔

" اُردو دنیا " کے اجرا کا خاص مقصد یہی ہے کہ ہم ترقی اُردو بیورو کی کارکردگی سے وقتاً فوقتاً اپنے پڑھنے والوں کو واقف کراتے رہیں۔ اس ضرورت کے پیش نظر ہم س خبرنامے کو خاصی بڑی تعداد میں چھاپتے ہیں اور خواہش مند ہیں کہ ہر اُردو دوست کے ہاتھوں سا یہ پہونچ جائے۔

اس لیے ہم ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے تمام ادبی اور تعلیمی اداروں، انجمنوں اور اُردو ئبریریوں سے درخواست کرتے ہیں کہ اپنے پتے ہمیں ارسال کرنے کی زحمت گوارا فرمائیں تاکہ ہم قی اردو بیورو میں ان کی ایک مبسوط فہرست تیار کرا سکیں۔ اور ان سب کو " اُردو دُنیا" کے مارے ارسال کیے جا سکیں۔

علاوہ ازیں بیورو کے زیر غور ایک تجویز یہ بھی ہے کہ ملک کے تمام ادبی اور تعلیمی اداروں، بوں اور انجمنوں کے علاوہ تمام اردو لائبریریوں کی ایک مکمل و جامع ڈائرکٹری ترتیب دے کر ائع کی جائے، اگر یہ تجویز بر سر عمل آتی ہے تو ہمارے پاس موجود پتے اس مقصد کی تکمیل میں ی مدد دیں گے۔ اس نقطۂ نظر کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہم تمام اداروں سے یہ بھی درخواست رتے ہیں کہ وہ اپنے نام اور پتے ارسال کرتے وقت مندرجہ ذیل معلومات بھی فراہم فرمائیں۔

(۱) نام ادارہ / بزم / لائبریری ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ

(۲) پورا پتہ (اردو انگریزی میں) ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ

(۳) سنہ قیام ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ

(۴) اردو طلبہ طالبات کی جملہ تعداد ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ

(۵) اغراض و مقاصد اور کارکردگی (مختصر نوٹ) ـــ ـــ ـــ ـــ ـــ

- -

- -

(۶) اُردو کتابوں کی تعداد۔ - - - - - - - - - - - - - - -

(۷) جرائد / رسائل / اخبارات کی تعداد۔ - - - - - - - - - - -

ہمیں یقین ہے کہ اردو زبان و ادب کی ترقی چاہنے والے تمام حضرات درج بالا معلومات بہم پہونچانے میں دستِ تعاون بڑھائیں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منظور ہے گذارشِ احوالِ واقعی

اپنا بیانِ حُسنِ طبیعت نہیں مجھے

دیم احمد اردو خطاطی کلاس غالب اکیڈمی حضرت نظام الدین نئی دہلی

کتابت کے نمونے

کتابت تربیتی مرکز غالب اکیڈمی نئی دہلی کے طلبہ کے خط میں کتابت کے چند نمونے۔ دیگر مراکز کے طلبہ کے نمونے آئندہ شماروں میں پیش کیے جائیں گے۔

عَلَّمَ بِالْقَلَم
قلم گوید که من شاه جهانم
قلمکش را بدولت می رسانم
اگر بدبخت باشد من چه دانم
و یا یکبار دولت می رسانم
خورشید عالم گوہر رقم اردو خطاطی کلاس غالب اکیڈمی
نئی دہلی ۱۳
سہ ماہی دوم

محمد معصوم، اردو خطاطی کلاس غالب اکیڈمی نئی دہلی

دوسری سہ ماہی جون ۹۲ء

اهلاً وسهلاً مرحبا
ابوبکر قاسمی اردو خطاطی کلاس غالب اکیڈمی نئی دھلی

فہرست مطبوعات

ترقی اردو بیورو

فروری ۱۹۸۲

ادبیات

	کتاب	مصنف / مترجم	صفحات	قیمت
1	ارنیسٹ ہیمنگوے (حیات وفن کا تنقیدی مطالعہ)	سلامت اللہ خاں	172	8.40
2	امریکی ادب کا مختصر جائزہ	سلامت اللہ خاں	192	9.50
3	انیس کے مرثیے (حصہ اول)	مرتبہ: صالحہ عابد حسین		20.00
4	انیس کے مرثیے (حصہ دوم)	مرتبہ: صالحہ عابد حسین	575	38.00
5	انشا کا ترکی روزنامچہ	مترجم: سید نعیم الدین	68	4.50
6	برنارڈ شا	عبدالمغنی	96	4.00
7	پوشکن	ظ۔ انصاری	232	12.00
8	پھول بن	ابن نشاطی / مرتبہ: محمد اکبر الدین صدیقی	200	8.00
9	تالستائے	محمد یسین	152	9.25
10	چے خف	ظ۔ انصاری	129	11.00
11	حیات جاوید	الطاف حسین حالی	904	24.00
12	خسرو شناسی	مرتبین: ظ۔ انصاری، ابوالفیض	360	17.50
13	دانتے	زیڈ اے۔ عثمانی	191	8.25
14	دیوان حسرت عظیم آبادی	مرتبہ: اسما سعیدی	484	18.00
15	شعریات	ارسطو / شمس الرحمٰن فاروقی	99	5.25
16	عربی ادب کی تاریخ (حصہ اول)	عبدالحلیم ندوی	336	13.00
17	غزل اور غزل کی تعلیم	اختر انصاری	231	10.
18	فیودر دستوئیفسکی	ظ۔ انصاری		8.50

19	کلیات ذوق	شیخ محمد ابراہیم ذوق مرتبہ تنویر احمد علوی	496	20.
20	مجموعۂ نغز (تذکرہ شعرائے اردو)	مرتب:- محمود شیرانی	454	50.00
21	نالاڈیار (کلاسیکی تامل شلوکوں کا مجموعہ)	مترجم:- غازی حمید اللہ خاں	84	4.75
22	وضاحتی کتابیات	مرتبین:- گوپی چند نارنگ و مظفر حنفی	317	17.00
23	ہندی ادب کے بھگتی کال پر مسلم ثقافت کے اثرات	سید اسد علی / ماجدہ اسد	384	15.50
24	درس بلاغت	تالیف ترقی اردو بیورو	192	7.00
25	قدیم لکھنؤ کی آخری بہار	مرزا جعفر حسین	560	27.00
26	سخنوران گجرات	سید ظہیر الدین مدنی	340	17.00
27	اترپردیش کے لوک گیت	اظہر علی فاروقی	632	
28	انیس کے سلام	مرتب:- علی جواد زیدی	307	13.50

لسانیات، لغات، قواعد

29	اردو املا	رشید حسن خاں	706	37.00
30	توضیحی لسانیات	ایچ۔ اے۔ گلیسن (جونیئر) / عتیق احمد صدیقی	589	23.
31	زبان و قواعد	رشید حسن خاں	503	17.0
32	فرہنگ آصفیہ	سید احمد دہلوی		
	حصہ اول (الف سے ت تک)	(مکمل سٹ 150.00)	656	40.00
	حصہ دوم (ٹ سے ش تک)		422	25.00
	حصہ سوم (ص سے ک تک)		664	40.00
	حصہ چہارم (گ سے ے تک)		796	45.
33	لسانی مطالعے	گیان چند	287	7.75
34	وضع اصطلاحات	سید وحید الدین سلیم	317	12.80
35	ہند آریائی اور ہندی	سنیتی کمار چٹرجی / عتیق احمد صدیقی	280	13.50
36	نئی اردو قواعد	عصمت جاوید	324	17.00

تاریخ سیاسیات

نمبر	کتاب	مصنف / مترجم	صفحات	قیمت
37	انقلاب فرانس	جے. ایم. تھامپسن / بی. جے سنگھ	758	25.
38	آریا سماج کی تاریخ	لالہ لاجپت رائے / کشور سلطان	252	10.50
39	تاریخ جہانگیر	بینی پرشاد / رحم علی الہاشمی	471	18.75
40	تاریخ شاہ جہاں	بنارسی پرشاد سکسینہ / سید اعجاز حسین	348	14.00
41	جدید ہندوستان کے معمار	ای. سی. ایچ. آر / احمد	224	9.75
42	جنوبی ہند کی تاریخ (زمانۂ ما قبل تاریخ سے وجے نگر کے زوال تک)	کے. اے. نیل کنٹھ شاستری / آر کے بھٹناگر	576	22.00
43	حیدر علی	نریندر کرشن سنہا / اقتدار حسین صدیقی	336	17.00
44	خلجی خاندان	کے. ایس. لال / محمد یٰسین مظہر صدیقی	412	16.50
45	دکن کے بہمنی سلاطین	ہارون خاں شیروانی / رحم علی الہاشمی	351	15.50
46	رنجیت سنگھ	نریندر کرشن سنہا / کیلاش چندر چودھری	223	.25
47	سلاطین دہلی کا سیاسی نظریہ	محمد حبیب اور بیگم افسر عمر سلیم خاں / سید جمال الدین	335	13.00
48	شہیدان آزادی (حصہ اول)	پی. این. چوپڑا چیف ایڈیٹر / بھگونت سنگھ	572	24.00
49	شہیدان آزادی (دوم)	پی. این. چوپڑا چیف ایڈیٹر / سید تفضل حسین	480	20.00
50	قدیم ہندوستان کی ثقافت و تہذیب تاریخی پس منظر میں	ڈی. ڈی. کوسمبی / بالمکند عرش ملسیانی	319	13.00
51	قدیم ہندوستان میں شودر	رام شرن شرما / جمال محمد صدیقی	356	14.50
52	کتاب کی تاریخ	شایاں قدوائی	2	13.50
53	مغل ہندوستان کا طریق زراعت	عرفان حبیب / جمال محمد صدیقی	600	24.50
54	مغلوں کا نظام مال گزاری (1700 سے 1750 تک)	نعمان احمد صدیقی / ایس بی بھدی	227	9.00
55	مغلیہ سلطنت کا عروج و زوال	آر. پی. ترپاٹھی / ریاض احمد خاں شروانی	583	23.50
56	وادی سندھ اور اس کے بعد کی تہذیبیں	سر مورٹیمر وہیلر / زبیر رضوی	148	8.00

نمبر	کتاب	مصنف / مترجم	صفحات	قیمت
57	ہندوستانی مصوری (عہد مغلیہ میں)	پرسی براؤن / عبیدالحق	256	25.00
58	ہندوستانی معاشرہ عہد وسطیٰ میں	کنور محمد اشرف / قمرالدین	424	18.25
59	ہندوستانی مصوری۔ ایک خاکہ	انیس فاروقی	178	10.00
60	اکبر سے اورنگ زیب تک	ڈبلو۔ ایچ۔ مورلینڈ / جمال محمد صدیقی	436	21.50
61	ہمایوں نامہ	گلبدن بیگم / عثمان حیدر مرزا	96	6.25
62	تاریخ تحریک آزادیٔ ہند (جلد اول)	تارا چند / قاضی محمد عدیل عباسی	496	20.50
63	آزادی	جان اسٹوارٹ مل / سید انصاری	184	7.25
64	ہندوستانی خارجہ پالیسی کی بنیادیں	بمل پرساد / محمد محمود فیض	300	12.25
65	یورپ کے عظیم سیاسی مفکرین	محمد ہاشم قدوائی	96	15.50
66	شیر شاہ اور اس کا عہد	کالکا رنجن قانون گو / رام آسرے شرما	704	34.00
67	قدیم ہندوستان کی تاریخ	راما شنکر ترپاٹھی	581	27.75

فلسفہ۔ تعلیم۔ نفسیات۔ سماجیات

نمبر	کتاب	مصنف / مترجم	صفحات	قیمت
68	تاریخ فلسفۂ اسلام	ٹ۔ ج۔ دو بوئر / سید عابد حسین	173	5.50
69	تعلیم اور اس کا سماجی پس منظر	سلامت اللہ	272	10.75
	تعلیم، سماج اور کلچر	اے۔ کے۔ سی۔ اٹاوے / اختر انصاری	238	10.00
71	تعلیمی تشکیل نو کے مسائل	خواجہ غلام السیدین / ایم ابوبکر	307	12.75
72	تعلیم میں نفسیات کی اہمیت	ہربرٹ سورینسن / سلامت اللہ	1003	41.75
73	تعلیم ہندوستان کے مسلم عہد حکومت میں (1000 تا 1800)	ایس۔ ایم۔ جعفر / سید انصاری	176	8.25
74	جدید ابتدائی منطق	ایل۔ سوسن اسٹیبنگ / سلطان علی شیدا	215	10.00
75	جدید ہندوستان میں ذات پات	ایم۔ این۔ سری نواس / شہباز حسین	208	10.00
76	سماج اور کلچر	محمد عبدالقادر عمادی	152	6.80
	شریمد بھگوت گیتا	مترجم: حسن الدین احمد	120	4.75
78	فلسفہ کے بنیادی مسائل	اے۔ سی۔ ایونگ / میر ولی الدین	312	15.75

79	قدیم ہندی فلسفہ	رائے شیو موہن لال ماتھر	376	15.50
80	مدرسۂ عمل	اڈولف فیریر / شیخ غلام حسین (اڈیٹر)	182	9.75
81	نفسیات جنون	برنارڈ ہارٹ / عبیدہ زماں	104	5.25
82	ہمارا قدیم سماج	سید سخی حسن نقوی	212	.50
83	ہندوستان کے زمانۂ قدیم وسطیٰ کے کتب خانے	بمل کمار دت / سر تاج عالم عابدی	241	10.25
84	ہندوستانی گاؤں	شیاما چرن دوبے / محمد عبدالقادر عمادی	255	10.75
85	ہندوستان میں عورت کی حیثیت	مرتب: آئی۔ سی۔ ایس۔ آر / صغرا مہدی	268	9.00
86	قومی تہذیب کا مسئلہ	سید عابد حسین	220	9.60
87	اصول تعلیم	خواجہ غلام السیدین	544	22.00
88	اصول تعلیم اور عمل تعلیم	ڈی۔ ایس۔ گورڈن / خلیل الرحمٰن سیفی پریمی	336	16.75

معاشیات، علم تجارت

89	اجارہ	ای۔ اے۔ جی۔ رابنسن / ایم۔ اے۔ گیلانی	351	17.50
90	اجرتیں	موریس ڈاب / عبدالرشید	224	10.50
91	دفتری انتظامیہ	بشمبر سہائے / پروفیسر محمد سعید	260	12.00
92	شماریات اور کاروبار میں ان کا استعمال	اے۔ ایل۔ باڈنگٹن / انجم الحسن	392	15.75
93	کھاتہ نویسی و کھاتہ داری	کیو۔ ایچ۔ فاروقی	333	12.00
94	معاشیات کے بنیادی اصول (حصہ اول)	سراج الحسن	368	12.25
95	ہندوستان کا صنعتی ارتقا (1860 تا 1939)	ڈی۔ آر۔ گیڈگل / ام صدیقی	343	13.00
96	ہندوستان کی معاشی تاریخ (حصہ اول) (1757 تا 1837)	رمیش دت / غلام ربانی تاباں	436	18.75
97	ہندوستان کی معاشی تاریخ (حصہ دوم) (1851 تا 1900)	رمیش دت / غلام ربانی تاباں	615	26.00

98	ہندوستان میں بیوپاری کارپوریشن کا فروغ (1857 تا 1900)	رادھے شیام رنگتا / غلام حیدر	528	21.50
99	ہندوستانی صنعتوں میں انصرام عملہ	نجم الحسن	167	8.75
100	ہندوستانی معیشت	الکسگوش / محمد خلیق	669	27.25

سائنسی اور ٹیکنیکی کتابیں

101	انسانی ارتقا	ایم آر۔ ساہنی / احسان اللہ	292	13.75
102	ارضیات کے بنیادی تصورات	وی۔ اوبروچیف / ماجد حسین	560	22.00
103	پرندیں اور ان کی معاشی اہمیت	محشر عابدی	248	11.00
104	سائنس کی تدریس	ڈی۔ این بشرما/ آر سی شرما / غلام دستگیر	431	16.00
105	طبیعیات کے بنیادی تصورات	آرتھر بیزر / احمد وکیل جعفری	424	.00
106	فن طباعت	بلجیت سنگھ مطیر	184	.25
107	مفتاح التقویم	حبیب الرحمٰن خاں صابری	388	28.00
108	ہندوستان میں چھاپہ خانہ	اے کے۔ پرولکر / علی ابن الحسین زیدی	156	7.25
109	راست اور متبادل کرنٹ	مصنف عبدالرشید انصاری	296	15.00
110	نوریات	ایف ڈبلو سیرس / آر۔ کے رستوگی	569	32.00
111	ایٹم کیا ہے	احمد حسین	79	4.50

طب

112	امراض النسا	خورشید احمد شفقت اعظمی	711	27.25
113	تشریح الہیکل (حصہ اول) (عظام۔ مفاصل اور عضلات کی تشریح)	سید محمد کمال الدین حسین ہمدانی	216	11.00
114	تیمارداری	حسین فاروقی	256	12.30
115	فطری علاج	حسن الدین احمد، غلام احمد	143	6.00

قانون

نمبر	کتاب	مصنف / مترجم	صفحات	قیمت
116	انتظامی قانون کے اصول	ایم۔پی۔جین، ایس۔این جین / احمد مرزا	612	28.00

تعلیم بالغان کے لیے

نمبر	کتاب	مصنف / مترجم	صفحات	قیمت
117	بھوت پریت	ترقی اُردو بورڈ	16	1.90
118	ترقی اُردو ریڈر (حصہ اوّل)	حیات اللہ انصاری	68	3.65

بچوں کا ادب

نمبر	کتاب	مصنف / مترجم	صفحات	قیمت
119	اُردو کی کہانی (احتشام حسین کی کتاب کا مصور اڈیشن)	سید احتشام حسین	104	6.25
120	ادب کسے کہتے ہیں	اطہر پرویز	31	1.85
	ان سے ملیے	منوہر ورما / طلعت عثمانی	47	3.00
122	ایک دن کا بادشاہ	اطہر پرویز	151	5.50
123	ایک نائی اور رنگ ساز کا قصہ	اطہر پرویز	148	5.00
124	اچھی چڑیا	محمد شفیع الدین نیّر	39	3.00
125	باپو اور بچے	پی۔ ڈی۔ ٹنڈن / تاجور سامری	48	2.25
126	بچوں کے نہرو	ایم چلاپتی راؤ / پریم نرائن	112	7 50
127	بچوں کی نظمیں	جگن ناتھ آزاد	44	2.00
128	بچے کی صحت	ستیہ گپتا / شمیم نکہت	99	5.75
129	بنک کی کہانی	غلام حیدر	136	4.50
130	بھارت کی لوک کتھائیں (حصہ اول)	محمد قاسم صدیقی	80	3.00
131	بھارت کی لوک کتھائیں (حصہ دوم)	محمد قاسم صدیقی	80	3.00
	بھارت کی لوک کتھائیں (حصہ سوم)	محمد قاسم صدیقی	72	3. 0.
133	بھکاری راجہ	کے شیوکمار / ساحر ہوشیارپوری	16	1.50

134	ننھی جل پری (نارویجین زبان سے راست ترجمہ)	ہانس کرسٹیان آنڈرسن / ہرچرن چاولہ	48	3.70
135	پنچ تنتر کی کہانیاں (حصہ اول)	شیوکمار / اطہر پرویز		5.75
136	پنچ تنتر کی کہانیاں (حصہ دوم)	شیوکمار / اطہر پرویز	61	5.75
137	پنچ تنتر کی کہانیاں (حصہ سوم)	شیوکمار / اطہر پرویز	72	5.75
138	پنچ تنتر کی کہانیاں (حصہ چہارم)	شیوکمار / ساحر ہوشیارپوری	69	7.00
139	پودوں اور جانوروں کی دنیا	اطہر پرویز	56	2.50
140	پھول مالا	سعادت نظیر	55	2.50
141	جانور اور ان کے بچے	این۔ این۔ مجمدار / ڈی۔ سی سولانکی	24	2:25
142	چار درویشوں کا قصہ	نورالحسن نقوی	94	3.25
143	چندر دیو	ہیم لتا / کشور سلطان	25	.00
144	حاتم طائی کا قصہ	مرتب: نورالحسن نقوی	120	6.50
145	رابنسن کروسو	ڈینیل ڈیفو / م۔ ندیم	80	3.40
146	راجہ رام موہن رائے	سچندر لال گھوش / انعام الحق	112	3.50
147	سچا تا اور جنگلی ہاتھی	شنکر / ایس۔ ایم۔ شاہ نواز	39	4.00
148	سر سید احمد خاں (دوسرا اڈیشن)	میر نجابت علی / سید ابوالحسنات	24	1.00
149	شریف زادہ	مرزا ہادی رسوا / مرتب: حفیظ عباسی	64	2.25
150	عقل مند مچھیرا اور دوسرے ڈرامے	مرتب: م۔ ندیم	48	2.20
151	فٹ بال کی کہانی	راج نرائن راز	67	6.00
152	گاندھی جی کے مختلف روپ	انوبندھو پادھیائے / شکیل اختر فاروقی	211	3.00
153	مشینی گھوڑا	اطہر پرویز	143	5.00
154	مولانا روم کی کہانیاں	مرتب: محمد حفیظ الدین	40	2.00
155	مہاگری	ترجمہ: حفظ الکبیر پرواز	24	3.75
156	ناگ متی	ساوتری / سلمیٰ اجمیری	25	3.00
157	نصوح کا خواب	مرتب: حفیظ عباسی	124	3.50

نمبر	کتاب	مصنف / مرتب	صفحات	قیمت
158	نورتن کہانیاں	انتخاب اور بازگوئی: شمیم احمد	192	6.50
159	ہری اور دوسرے ساتھی	شنکر / بریم نرائن	61	6.00
160	کیمیا کی کہانی	سید شہاب الدین دسنوی	128	7.50
161	خط کی کہانی	غلام حیدر	108	3.75
162	گلستاں کی کہانیاں	مرتب:- امیر حسن نورانی	79	4.00
163	بچوں کی مسکان	سیدہ فرحت	64	3.75

آندھرا پردیش کی نصابی کتابیں

نمبر	کتاب	مصنف / مرتب	صفحات	قیمت
164	ابتدائی سماجیات (برائے انٹرمیڈیٹ)	محمد عبدالقادر عمادی	163	6.25
165	احصا (تفرق اور تکمل) (برائے انٹرمیڈیٹ)	محمد خواجہ محی الدین	312	11.60
166	الجبرا (برائے انٹرمیڈیٹ)	محمد احسن اور رشید احمد	439	15.60
167	اصول معاشیات (برائے انٹرمیڈیٹ)	رضیہ نظامی	299	10.00
168	تاریخ دستور انگلستان (عام مطالعے کی کتاب) (1485 تاحال)	سید علی حسن	332	6.00
169	خالص جیومیٹری و تحلیلی جیومیٹری (برائے انٹرمیڈیٹ)	محمد خواجہ محی الدین	300	4.00
170	طبیعیات (حصہ اول) (برائے انٹرمیڈیٹ سال اول)	سدرشن راج و محمد منیر	153	6.00
171	طبیعیات (حصہ دوم) (برائے انٹرمیڈیٹ سال دوم)	سدرشن راج و محمد منیر	351	8.50
172	علم شہریت (برائے انٹرمیڈیٹ)	سلطان عمر	247	9.00
173	عملی جغرافیہ (برائے انٹرمیڈیٹ)	محمد انعام اللہ	152	4.50
174	کاروباری تنظیم (برائے انٹرمیڈیٹ)	مرزا صغیر احمد	239	8.00
175	سکونیات (برائے بی۔اے / بی ایس۔سی)	محمد خواجہ محی الدین	28	8.25
176	سماجی انسانیات (برائے بی۔اے)	محمد عبدالقادر عمادی	288	9.25
177	سماجیات کے اصول (برائے بی۔اے)	ڈاکٹر فاطمہ شجاعت	232	8.00
178	ہندوستان کے سماجی مسائل (برائے انٹرمیڈیٹ سال دوم)	محمد عبدالقادر عمادی	142	5.50

179 علم مثلث مستوی	اے۔ کے۔ ڈیش مکھ اور مسز نور حلیم	331	11.60
180 مستوی علم مثلث (حصہ دوم)	ایس۔ ایل۔ لونے / ابرار حسین	248	8.75

ترقی اردو بیورو کی نصابی کتابیں

سیاسیات

181 ابتدائی علم شہریت	شریف الحسن نقوی / ایس۔ این چٹوپادھیائے	244	4.55
182 آزاد ہندوستان (حصہ سوم)	ایس۔ ایل۔ کھنہ	99	.00
183 حکومت اور آئین	مترجم:۔ قیصر شمیم	52	2.00
184 صوبائی خود مختاری کی ابتدا	بشیشور پرشاد / ایس۔ ایل۔ گومر	302	12.50
185 ہندوستان سرزمین اور عوام	نارائنی گپتا / ایس۔ کے۔ بسنگھ		2.00

سائنس

186 تکملی احصا (برائے بی۔ اے، بی۔ ایس سی)	شانتی نارائن / سید ممتاز علی	536	22.25
187 حیاتیات (حصہ سوم)	مترجم:۔ ڈی۔ بہادر	284	5.00
188 طبیعیات (حصہ سوم)	اے۔ ار۔ انصاری	232	5.00
189 علم کیمیا (حصہ اول)	مترجم:۔ محمد سجاد رضوی	164	4.50
190 علم کیمیا (حصہ دوم)	مترجم: ارشد رشید	207	4.00
191 گھریلو سائنس 8	مترجم:۔ تاجور سامری	112	3.50

حساب اور جیومیٹری

192 جدید الجبرا و مثلثات (برائے بی۔ اے)	البرج پی۔ وینس / ایس۔ اے۔ ایل۔ شیروانی	472	15.00
193 جیومیٹری (حصہ سوم)	مترجم:۔ اسد الرحمن خاں	95	2.00
194 حساب و الجبرا (حصہ سوم)	مترجم:۔ تحسین حسین رضوی	255	2.00

تاریخ

			صفحات	قیمت
19	ہندوستان کا وسطی دور	رومیلا تھاپر / کبیر کوثر	183	4.50

علم تجارت • معاشیات

			صفحات	قیمت
19	کامرس (برائے ہائر سکنڈری)	سیتارام ورما / زین العابدین	104	4.30
19	ہندوستانی معیشت	برج کشور / ایس۔ کے۔ بھٹناگر	189	27.75

تازہ ترین مطبوعات

			صفحات	قیمت
19	اُردو کے ادبی معرکے (ادبیات)	محمد یعقوب عامر	448	23.00
19	چند عام بیماریاں (بچوں کا ادب، دوسرا اڈیشن)	حسین فاروقی	68	2.50
20	لل پٹ کا سفر (بچوں کا ادب، دوسرا اڈیشن)	جوناتھن سوئفٹ / م۔ ندیم	48	2.10

زیر طبع

تحریکِ خلافت (دوسرا اڈیشن)	سائنس کی باتیں (شایع ہوگئی)	
ظہیر الدین محمد بابر (دوسرا اڈیشن)	برقی توانائی (شایع ہوگئی)	
تاریخ تمدنِ ہند (دوسرا اڈیشن)	ہندوستان کا شاندار ماضی	
تاریخ فلسفہ سیاسیات (دوسرا اڈیشن)	زندگائی بے نظیر	
انقلاب ۱۸۵۷ء (دوسرا اڈیشن)	معاشی فکر کی تاریخ	
تاریخ تعلیم ہند (دوسرا اڈیشن)	ہندوستان کی آبادی	
یونانی ادویہ مفردہ (دوسرا اڈیشن)	ہندوستانی قانون کا خاکہ	تاریخ ہندی فلسفہ
دیس دیس کی کہانیاں (تیسرا اڈیشن)	تعلیم کا عمل	تاریخ فیروز شاہی
اقبال کی کہانی (دوسرا اڈیشن)	صبح کی پری	ٹیپو سلطان
پیسے کی کہانی (دوسرا اڈیشن)	کاشف الحقائق (شایع ہوگئی)	نہرو کے اَن دیکھے روپ
چراغ کا سفر (دوسرا اڈیشن)	بھارت کا آئین	املا نامہ (دوسرا اڈیشن)

ضروری معروضات

1. تین کلوگرام سے زیادہ کتابیں منگانے کی صورت میں ریلوے اسٹیشن اور قریبی پارسل آفس کا نام ضرور تحریر فرمائیں۔
2. آرڈر دیتے وقت اپنا پورا نام و پتہ اور متعلقہ ڈاک خانے کا پن کوڈ نمبر صاف صاف لکھیں۔
3. لائبریریوں اور ایجنٹ حضرات کو خصوصی کمیشن دیا جاتا ہے اور محصول بیورو کے ذمّے ہوتا ہے۔ لیکن تین کلوگرام سے زاید وی۔ پی پیکٹ پر محصول خریدار کے ذمّے رہے گا۔
4. لائبریرین اور کتب فروش حضرات خط و کتابت کرتے وقت اپنے ادارے کا سرنامہ (لیٹر ہیڈ) اور مہر کا استعمال ضرور کریں۔
5. انفرادی طور پر کتابیں خریدنے والے حضرات کو کوئی کمیشن نہیں دیا جاتا اور محصول ڈاک بھی انھیں کے ذمّے ہوگا۔
6. انفرادی طور پر کتابیں خریدنے والے حضرات کو کتابوں کے مساوی رقم منی آرڈر کے ذریعے پیشگی بھیجنا ہوگی۔ منی آرڈر کوپن پر کتاب / کتابوں کا نام اور پتہ صاف صاف درج کیے جائیں تاکہ ارشاد کی تعمیل میں تاخیر نہ ہو۔
7. انفرادی طور پر کتابیں خریدنے والے حضرات سے منی آرڈر وصول ہونے کے بعد کتاب وی پی پی کے ذریعے بھیجی جائے گی جس میں سے انھیں صرف محصول ڈاک ہی ادا کرنا ہوگا۔
8. بیورو کی کارکردگی اور کتابوں سے متعلق ضروری معلومات بیورو کے سہ ماہی خبرنامے "اردو دنیا" میں درج کی جاتی ہیں جسے مفت حاصل کیا جاسکتا ہے۔

Glossary of Technical Terms

(English-Urdu)

ANTHROPOLOGY

فرہنگِ اصطلاحات

انسانیات

قیمت 4.50

ترقی اردو بیورو نئی دہلی

BUREAU FOR PROMOTION OF URDU
MINISTRY OF EDUCATION & CULTURE,
GOVERNMENT OF INDIA

چپکے چپکے فراق داغ مفارقت دے گئے

اردو کے ممتاز و نامور اور عہد ساز شاعر رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری کا ۳/مارچ ۱۹۸۲ کو نئی دہلی میں انتقال ہوگیا۔ وہ ۸۶ برس کے تھے۔

فراق گذشتہ دو مہینوں سے آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز میں زیرِ علاج تھے اور ۲۸ فروری ۱۹۸۲ء کو انہیں اسپتال سے چھٹی ملی تھی۔ وہاں ان کی آنکھ کا آپریشن ہوا تھا۔ فراق الٰہ آباد سے غالب انسٹی ٹیوٹ کا غالب مودی ایوارڈ لینے کے لئے دہلی آئے تھے۔ علاج کے لیے وہ دہلی رک گئے تھے۔ کون سوچ سکتا تھا کہ غالب کے اس شہر میں غالب انعام لینے کے بعد ہی فراق جیسے عظیم شاعر کو یہیں زندگی کی آخری سانس بھی لینی ہوگی۔

فراق گورکھپوری ۲۸/اگست ۱۸۹۶ء کو گورکھپور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد ماجد منشی گورکھ پرشاد عبرت اپنے زمانے کے ممتاز شاعر تھے۔ فراق نے ۱۹۱۳ء میں گورنمنٹ جبلی ہائی اسکول گورکھپور سے ایس ایل سی کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد میور سنٹرل کالج الٰہ آباد سے امتیازی نمبروں کے ساتھ بی اے کیا۔ اسی زمانے میں انھوں نے ہندوستان کی جنگِ آزادی میں حصہ لیا۔ آگرہ یونیورسٹی سے انگریزی میں اوّل درجے میں ایم۔ اے کرنے کے بعد وہ ۱۹۳۰ء میں الٰہ آباد یونیورسٹی سے بحیثیت استاد انگریزی ادبیات وابستہ ہوگئے اور وہیں ریڈر کے منصب پر ۱۹۵۸ء میں رٹائر ہوئے۔

فراق کو اپنی زندگی میں بے پناہ شہرت ملی اور انھیں کئی اعزازات سے نوازا گیا۔ ان کے مجموعۂ کلام "گُلِ نغمہ" پر ۱۹۶۶ء میں ساہتیہ اکیڈمی اور ۱۹۶۹ء میں ملک کا سب سے بڑا ادبی اعزاز گیان پیٹھ ایوارڈ ملا۔ ۱۹۶۸ء میں انہیں پدم بھوشن کے اعزاز سے نوازا گیا۔ غالب انسٹی ٹیوٹ نے ۱۹۸۰ء کا غالب مودی ایوارڈ دیا۔

فراق گورکھپوری کی موت پر ایک تعزیتی پیغام میں وزیرِ اعظم ہند نے کہا ہے کہ موت ہمیشہ رنج والم کا سبب ہوتی ہے لیکن شاعر کی موت بطورِ خاص غم انگیز ہوتی ہے، اس لیے کہ شاعر زندگی کے حُسن کو پیش کرتا اور اس کی نغمہ سرائی کرتا ہے اور ہماری حسیات کو بیدار کرتا ہے۔ شریمتی گاندھی نے کہا کہ فراق گورکھپوری نے فرد کے مختلف النوع جذبات واحساسات کا تجزیہ کیا ہے۔ ان کی شاعری نے اس ملک کے عوام کو بہت متاثر کیا ہے۔

شریمتی گاندھی نے اپنے تعزیتی پیغام میں نہ صرف فراق کے قریبی رشتے داروں اور پس ماندگان ہی سے اظہارِ تعزیت کیا ہے بلکہ شعر و ادب کے دلدادہ ان بے شمار لوگوں کو بھی پُرسا دیا ہے جو فراق کے دائمی فراق کی وجہ سے سوگوار ہیں۔

اردو دنیا

جنوری
۱۹۸۳ء
جولائی

ترقی اردو بیورو، نئی دہلی کا خبرنامہ

خط طغریٰ

هذا من فضل ربّی

خورشید عالم

اردو خطاطی کلاس غالب اکیڈمی نئی دہلی

چوں من طوطی ہندم از راست پرسی
زبان ہندوی پرس تا نغز گویم
امیر خسرو
اردو دنیا
جلد ۳
شمارہ ۸
جنوری
-۱۹۸۳-
جولائی
نگراں :- ڈاکٹر فہمیدہ بیگم
مجلس ادارت
شہباز حسین
ابوالفیض سحر
بلجیت سنگھ مطیر

اس بار

- ترقی اردو بورڈ سے وزیر تعلیم کا خطاب
- ترقی اردو بورڈ کا بارھواں اجلاس۔ مختصر روداد اور فیصلے۔
- اردو کتابوں کی ببلیوگرافی۔
- اردو انسائیکلو پیڈیا۔
- ترقی اردو بیورو کی سرگرمیاں۔
- اردو دنیا کی اہم خبریں۔
- چند خطوط —— کچھ آرا۔
- تبصرے، اقتباسات اصطلاحیں۔
- خطاطی کے نمونے

اداریہ

یہ بات خوش آئند ہے کہ ہندوستان کے اندر اور ہندوستان سے باہر اردو پڑھنے والوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے مگر بنیادی بات یہ ہے کہ ملک کے ان تمام حصوں میں جہاں اردو بولنے والے موجود ہیں وہاں اسکولوں اور کالجوں میں اردو کے ذریعہ تعلیم پانے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو تاکہ آنے والی ہماری نئی نسلیں اپنی مادری زبان اپنے ادب اپنی تہذیبی سرمایہ سے پوری طرح بہرہ ور ہو سکیں۔ دستور ہند میں بھی اس کی پوری گنجائش اور ضمانت موجود ہے۔ ہم سب کو سنجیدگی اور مستقل مزاجی سے اردو کے پھیلاؤ میں سرگرم حصہ لینا چاہیے کیونکہ زبان اپنے بولنے والوں کے سہارے ہی ترقی کر سکتی ہے اس کے لیے سرکاری اور غیر سرکاری حلقوں، دفاتر، اور اداروں میں کاروبار اور روزمرہ کی نجی زندگی میں بھی حسب ضرورت اور حسب مواقع اردو کو رواج دینا چاہیے اس طرح جب اردو جزو زندگی بن جائے گی تو اس کی ضرورت اور مانگ دونوں کو تقویت پہنچے گی پھر دھیرے دھیرے راہ کی تمام مشکلات اور دشواریوں پر قابو پالیا جا سکے گا۔ اس طرح تعلیم اور روزگار سے بھی اردو کا رشتہ گہرا اور مضبوط ہوتا جائے گا اور اردو والوں کی منزلیں قریب سے قریب تر ہوتی جائیں گی۔

ترقی اردو بورڈ کا بارھواں اجلاس ۷ رجنوری ۱۹۸۳ء

(شریمتی شیلا کول)

وزیر تعلیم حکومت ہند کی خیر مقدمی تقریر

معزز خواتین وحضرات

ترقی اردو بورڈ کے دوسرے اجلاس کے لیے آپ سب کا خیر مقدم کرتے ہوئے مجھے بڑی مسرت ہورہی ہے آپ واقف ہیں کہ یہ بورڈ اعلیٰ سطح کا مشاورتی بورڈ ہے۔ لہٰذا ایجنڈا میں شامل امور کے بارے میں آپ کی قیمتی وگراں قدر رائے کا ہمیں انتظار ہے۔

ہمارے ملک میں زبان، اتحاد اور اتفاق کو برقرار رکھنے کا ایک کامیاب اور مؤثر ذریعہ رہی ہے۔ روزانہ کے معاملات کو طے کرنے میں زبان کو بڑا دخل ہے کیونکہ یہ ہمارے خیالات کے تبادلہ کا آلہ ہی نہیں بلکہ جامع تجربات، علم ودانش، تہذیبی اور ثقافتی امور کی ترسیل وابلاغ کا ذریعہ بھی ہے۔ ہمارے ملک میں کئی زبانیں بولی جاتی ہیں اس لیے باہمی رابطے اور تہذیبی میل ملاپ کے لئے ایک سے زیادہ زبانیں استعمال کی جارہی ہیں۔

آزادی سے قبل حکومت نے علاقائی زبانوں کی ترقی کو نظرانداز کر دیا تھا۔ مگر آزادی کے بعد

موجودہ حکومت نے تمام ہندوستانی زبانوں کی ترقی کے نئے نئے مواقع فراہم کیے ہیں۔ جن میں اُردو بھی شامل ہے۔

آپ بخوبی واقف ہیں کہ پانچ سو سال سے اُردو ہندوستان کے انمول اور عظیم تہذیبی ورثہ کی حامل زبان رہی ہے۔ اس وجہ سے دیگر ہندوستانی زبانوں کے ساتھ مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی خاص توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ اس اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے حکومت اردو اور دیگر ہندوستانی زبانوں کی حوصلہ افزائی اور ان کو ترقی دینے کی پالیسی اپنائی ہے اور اسی پالیسی کے تحت ترقی اُردو بورڈ کا قیام عمل میں آیا۔

ترقی اُردو بورڈ کا بنیادی مقصد حکومت کو علمی، ادبی اور نصابی کتابوں کے ساتھ جدید معلومات پر مبنی کتابوں کی اشاعت کے سلسلے میں مشورے دینا ہے تاکہ ایسی کتابوں کی تیاری سے اُردو داں طبقے کو جدید معلومات سے مزین کیا جائے۔ اس سلسلے میں ترقی اردو بورڈ نے اہم اور نمایاں کام کیے ہیں۔ ۱۲ جلدوں پر مشتمل انسائیکلوپیڈیا تیار کرلیا ہے جو جلد ہی منظر عام پر آجائے گا۔ انگریزی اُردو لغت کی اشاعت کا کام برق رفتاری سے ہو رہا ہے۔

ترقی اُردو بورڈ کی نگرانی میں اشاعتی پروگرام حسن وخوبی کے ساتھ چل رہا ہے۔ اب تک ۳۷۰ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں این۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی کے اشتراک سے اسکول کی نصابی کتابیں، یونیورسٹی کی سطح کی کتابیں اور عام معلوماتی کتابیں شامل ہیں۔

اس زبردست طباعتی پروگرام کے پیش نظر خطاطی کے مرکزوں کے قیام کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ خطاطی کے بہت سے مراکز، جن میں آرائشی خطاطی کے مراکز بھی شامل ہیں کھولے جارہے ہیں۔ حال ہی میں چند نئے مرکز قائم کیے گئے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ مستقبل کی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اردو کتابوں کی طباعت واشاعت میں چھپائی کے جدید طریقوں کو بھی اپنایا جائے۔ ڈاکٹر ڈی۔ پی۔ پٹنائک، ڈائرکٹر انڈین انسٹی ٹیوٹ آف انڈین لینگویجیز کی صدارت میں ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جس کا کام یہ ہوگا کہ وہ اردو کی چھپائی کے لیے جدید ترین طریقوں کو اپنانے کے مشورے دے۔ اس معاملے میں اور آئندہ کتابوں کی اشاعت کے سلسلے میں آپ کی قیمتی رائے مطلوب ہے۔

بیورو سے جو کتابیں شائع ہو رہی ہیں ان کی فروخت بڑی ہمت افزا ہے۔ بورڈ کی پچھلی میٹنگ کے بعد سے اب تک تقریباً ڈھائی لاکھ روپے کی کتابیں فروخت ہو چکی ہیں مجھے یقین ہے کہ فروخت

میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے جس کے لیے کئی طریقے اپنانے کی ضرورت ہے ایک مفید طریقہ یہ بھی ہے کہ اردو کے اہم مرکزوں میں اچھے ڈھنگ سے ان کتابوں کی نمائش کی جائے۔

یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ترقی اُردو بورڈ کے علاوہ اور مختلف ریاستوں میں اردو اکادمیاں قائم ہیں نیشنل بک ٹرسٹ، ساہتیہ اکادمی، این۔سی۔ ای۔ آر۔ ٹی اور بہت سے رضاکار ادارے اردو اور ہندوستان کی دیگر زبانوں کی ترقی میں لگے ہوئے ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ان اداروں سے زیادہ سے تال میل پیدا کیا جائے تاکہ اردو کی ترقی کے مزید گوشے ڈھونڈنے جاسکیں اور کاموں کی تکرار سے بھی بچا جاسکے۔

ہندوستان میں اردو کا مستقبل بے حد تابناک ہے گذشتہ چند برسوں سے باہر کے ملکوں کے طلباء میں اردو سیکھنے کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ ان ممالک میں امریکہ اور روس کے کے طلباء خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ حال میں تہذیبی تبادلے کے ایک معاہدے کے تحت حکومت مصر نے ہر سال ایک مصری اسکالر کو اردو سیکھنے کے لیے ہندوستان بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ بڑی خوش آئند علامت ہے۔

آپ واقف ہیں کہ حکومت ہند نے سری آئی۔ کے گجرال کی سرکردگی میں ایک کمیٹی قائم کی تھی۔ جس کا کام اردو کی ترقی کے بارے میں مشورے دینا تھا۔ بعد میں گجرال کمیٹی کی سفارشات پر غور کرنے کے لیے ایک سب کمیٹی بنائی گئی تھی۔ میں سب کمیٹی کے چیرمین پروفیسر آل احمد سرور اور دوسرے ممبروں کی شکرگذار ہوں کہ انہوں نے خاص کوشش اور محنت سے اپنے کام کو مکمل کرلیا ہے۔ آئندہ ان سفارشات پر کافی گہرائی سے غور و خوض کرنے کی ضرورت ہے۔

مجھے پوری امید ہے کہ آپ کے تعاون و اشتراک سے ہم اردو کی ہمہ جہت ترقی کا ایک بھرپور منصوبہ بنا سکیں گے۔ اپنی بات ختم کرنے سے پہلے میں شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ سب کو نئے سال کی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

ترقی اردو بورڈ کا بارھواں اجلاس وزیر مملکت برائے تعلیم عزت مآب شیلا کول صاحبہ کی صدارت میں ۷، جنوری ۱۹۸۲ء کو شاستری بھون، نئی دہلی میں منعقد ہوا۔ اس میں مندرجہ ذیل اراکین نے شرکت کی۔

۱۔ جناب قاضی سلیم صاحب ۔ (ممبر پارلیمنٹ)	ممبر بورڈ
۲۔ جناب ایس حامد صاحب ۔	〃 〃
۳۔ جناب جوگیندر پال صاحب ۔	〃 〃
۴۔ جناب ہیشور دیال صاحب ۔	〃 〃
۵۔ جناب مہندر سنگھ بیدی سحر صاحب ۔	〃 〃
۶۔ پروفیسر اے۔ رحمان صاحب ۔	〃 〃
۷۔ ڈاکٹر ارشد حسین صاحب ۔	〃 〃
۸۔ ڈاکٹر اے۔ اے منشی صاحب ۔	〃 〃
۹۔ ڈاکٹر کپلا واتسائن۔ ایڈیشنل سکریٹری، وزارت تعلیم و ثقافت	〃 〃
۱۰۔ جناب وی۔ کے۔ پنڈت۔ جوائنٹ ایجوکیشنل ایڈوائزر، وزارت تعلیم و ثقافت	〃
۱۱۔ ڈاکٹر فہیدہ بیگم ڈائرکٹر بیورو فار پروموشن آف اردو۔	ممبر سکریٹری
۱۲۔ جناب من موہن سنگھ۔ فنانشل ایڈوائزر، وزارت تعلیم	ممبر بورڈ
۱۳۔ ڈاکٹر آر۔ سی۔ رانگڑا۔ ڈائرکٹر سنٹرل ہندی ڈائرکٹوریٹ	〃 〃
۱۴۔ جناب بی۔ آر۔ کواترا۔ نمائندہ، یونیورسٹی گرانٹس کمیشن	〃 〃
۱۵۔ جناب جے۔ نانگیا۔ نمائندہ این۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی۔	〃 〃

۱۶۔ ڈاکٹر آر۔ پرساد ۔ نمائندہ کمیشن فار سائنٹی فک اینڈ ٹکنیکل ٹرمانولجی — ممبر بورڈ

۱۷۔ جناب کے۔ کے کھلر۔ ڈپٹی سکریٹری وزارت تعلیم و ثقافت — " "

۱۸۔ جناب شہباز حسین ۔ پرنسپل پبلی کیشن آفیسر ترقی اردو بورڈ — " "

۱۹۔ جناب جے رام سنگھ ۔ اسسٹنٹ ایجوکیشنل ایڈوائزر وزارت تعلیم و ثقافت — " "

۲۰۔ جناب ابوالفیض سحر۔ اسسٹنٹ ڈائرکٹر — ترقی اردو بیورو

۲۱۔ ڈاکٹر رام آسرا چھبی ۔ " " — " " "

۲۲ جناب این۔ کے۔ اگروال۔ ریسرچ آفیسر — " " "

صدر جلسہ عزت مآب شیلا کول صاحبہ نے ممبروں کو خوش آمدید کہتے ہوئے فرمایا کہ اردو زبان و ادب کی پشت پر بہت بڑا وراثتی سرمایہ ہے اور اسے محفوظ رکھنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ہی اردو بولنے والوں کو جدید آگہی کے فوائد سے روشناس کرانے کے لیے اقدام کیے جانے چاہیئں۔ اس جانب میں شعبہ جاتی اقدامات بھی کیے جانے چاہیئں۔ انھوں نے اردو کی ترقی کے لیے رضا کارانہ تنظیموں کے کردار پر زور دیتے ہوئے مشورہ دیا کہ ترقی اردو بیورو اور صوبائی اردو اکادمیوں کے درمیان تال میل کے ساتھ ساتھ رضا کارانہ تنظیموں کا ان دونوں کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

صدر جلسہ نے ممبران کو یہ بھی بتایا کہ اردو کی ترقی کے لیے گجرال کمیٹی کی سفارشات پر غور و خوض کرنے کے لیے مقرر کردہ سب کمیٹی کی رپورٹ موصول ہو گئی ہے۔ انھوں نے سب کمیٹی کے چیرمین پروفیسر آل احمد سرور اور دوسرے ممبروں کا شکریہ ادا کیا کہ جنھوں نے رپورٹ تیار کرنے میں سخت محنت سے کام لیا ہے۔ موصوفہ نے یقین دلایا کہ سب کمیٹی کی سفارشات پر جلد غور کیا جائے گا۔

اس کے بعد اجلاس میں شرکت کرنے والے ممبروں میں گجرال کمیٹی سے متعلقہ

سب کمیٹی کی رپورٹ تقسیم کی گئی۔ بورڈ نے فیصلہ کیا کہ سب سے پہلے رپورٹ پر اسٹینڈنگ کمیٹی میں غور کیا جائے۔ اس اجلاس میں مندرجہ ذیل اہم فیصلے بھی کیے گئے۔

* خط و کتابت کورس کا آغاز

بورڈ نے سفارش کی کہ ترقی اردو بیورو میں اردو پڑھانے کے لیے جلد سے جلد خط و کتابت کورس شروع کیا جائے نیز اس سلسلہ میں سنٹرل ہندی ڈائرکٹوریٹ کے تجربات سے افادہ اٹھایا کیا جائے۔

* خوشنویسی کے نئے مراکز

بورڈ نے سفارش کی کہ مالی سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران اورنگ آباد، مالیگاؤں، امروہہ، کالی کٹ، مظفرپور اور جالندھر میں خوشنویسی کے تربیتی مراکز کھولے جائیں نیز اگلے مالی سال میں جبلی (کرناٹک) میں بھی ایک تربیتی مرکز قائم کیا جائے۔

* معاوضہ ومحنتانہ کی شرحوں میں اضافہ

بورڈ نے اس تجویز سے اتفاق کیا کہ ترقی اردو بیورو کے تحت جاری مختلف منصوبوں اور اسکیموں کی بعض شرحوں میں اضافہ کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ بھی محسوس کیا گیا کہ خوشنویسی کے تربیتی مراکز کی بجٹ میں بھی اضافہ کرنے کی ضرورت ہے۔

* اہم اردو مراکز میں بک ڈپو

بورڈ نے صوبائی اردو اکادمیوں کی آرڈی نیشن کمیٹی کی سفارشات کی تائید کرتے ہوئے

سفارش کی کہ اہم اردو مراکز میں بک ڈپو کھولے جا سکتے ہیں نیز موجودہ سرکاری امپوریم کی خدمات بھی حاصل کی جا سکتی ہیں۔

* اردو تنظیموں اور اردو لائبریریوں کی ڈایرکٹری

بورڈ نے اکادمیوں کے اس سفارش کی بھی تائید کی اور فیصلہ کیا گیا کہ اردو تنظیموں اداروں اور اردو لائبریریوں کے متعلق دو ڈایرکٹریاں تیار کی جائیں۔

* علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں اردو صحافتی کورس

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی اس تجویز سے اتفاق کیا کہ اردو میں صحافتی کورس شروع کیا جائے اور اس سلسلہ میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن سے رابطہ قائم کیا جائے۔

* خوشنویسی کے لیے انعامات۔

بورڈ کے ممبروں نے چیرمین صاحبہ کی توجہ مبذول کرتے ہوئے تجویز پیش کی کہ چونکہ ترقی اردو بیورو کے تحت اب ملک بھر میں خوشنویسی کے تربیتی مراکز چل رہے ہیں اس لیے اب اس بات کی ضرورت ہے کہ اعلا معیار کے نمونوں پر سالانہ انعامات دیے جائیں۔ اس تجویز کی تائید کرتے ہوئے فیصلہ کیا گیا کہ اس اسکیم کی تفصیلات تیار کی جائیں

* مترجمین ومصنفین کے لیے انعامات

اس تجویز سے بھی اتفاق کیا گیا کہ علمی کتابوں کے مترجمین ومصنفین کی حوصلہ افزائی کے لیے اعلا ترین تصنیفات پر انعامات دیے جائیں۔ بورڈ نے فیصلہ کیا کہ اس اسکیم کی تفصیلات تیار کی جائیں۔

اردو کتابوں کی ببلیوگرافی

(اردو کتابیات)

اردو کا شمار نہ صرف ہندوستان کی بلکہ ساری دنیا کی مالدار ترین زبانوں میں ہوتا ہے۔ اس میں ابتدا ہی سے مختلف علوم و فنون اور مختلف شعبہ جات زندگی سے متعلق کتابوں، رسالوں کی تصنیف و تالیف کا سلسلہ ملتا ہے مگر بدقسمتی سے ذخیرہ علوم منتشر حالت میں ہے۔ اس کے بیشتر حصے سے لوگ ابھی تک واقف بھی نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ تحقیق کی دقت محققین اور ریسرچ اسکالروں کو شدید دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ اردو میں دستیاب ذخیرہ علوم کی معلومات اور اطلاعات یکجا طور پر کہیں نہیں ملتیں اس لیے ان تمام امور کے پیش نظر ترقی اردو بیورو نے ملک کے مختلف حصوں میں شائع ہوئی کتابوں کی ایک قاموس تیار کرنے کا ایک جامع منصوبہ بنایا ہے اس منصوبے تک مختلف مراکز سے مندرجہ ذیل کارڈ پر یہ معلومات اور اطلاعات فراہم کی جائیں گی پھر ان سب کو یکجا کرکے ایک مبسوط اردو کتابوں کی ببلیوگرافی (قاموس الکتب) شایع کی جائے گی۔

موضوع:

مصنف . . . .

نام کتاب . . . .

مولف / مرتب / مترجم / شارح / ملخص . . . . ایڈیشن

مقام اشاعت مع سنہ . . . .

ناشر / مطبع . . . .

صفحات . . . . تصاویر وغیرہ

سلسلہ . . . .

توضیح . . . .

کتب خانہ . . . .

اس پروگرام کے تحت سب سے پہلے مولانا ابوالکلام آزاد لائبریری علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے یہ کام شروع ہوگا جہاں سب سے زیادہ کتابیں ملتی ہیں۔

اردو کتابوں کی ببلیوگرافی کے کارڈ مرتب کرنے کے سلسلہ میں ببلیوگرافی کمیٹی نے حسب ذیل ہدایات کو رہنما اصول کے طور پر منظور کیا ہے۔

ھدایات

برائے اردو کتابیات

(۱) ہر کتاب کا اندراج بنیادی طور پر مندرجہ ذیل اصولوں کے تحت کیا جائے گا۔

(۲) اگر کسی کتاب کے مؤلف اور مرتب دونوں ہوں تو مؤلف کو فوقیت دیجائے گی۔ مثلاً۔

اسباب بغاوت ہند؛ مؤلفہ، سرسید احمد خاں۔ مرتبہ، ابواللیث صدیقی۔

ایسی صورت میں مندرجہ بالا کتاب کا اندراج مؤلف یعنی سید احمد خاں کے تحت کیا جائے گا۔

(۳) اگر کوئی تصنیف ایک سے زیادہ جلدوں پر مشتمل ہو اور ہر جلد کا سال اشاعت مختلف ہو تو تمام جلدوں کا ایک مجموعی کارڈ بنایا جائے گا۔ اور ہر جلد کے سال اشاعت کی وضاحت اس طرح کردیجائیگی

القرآن

ترجمان القرآن، مؤلفہ ابوالکلام آزاد۔ نئی دہلی۔ ساھتیہ اکادمی، ۰، ۱۹۶۶ء ۴ جلد

(جلد ۱ ۱۹۶۶ء۔ جلد ۲ ۱۹۶۶ء۔ جلد ۳ ۱۹۶۸ء۔ جلد ۴ ۱۹۷۰ء)

(۴) اگر کوئی تصنیف ایک سے زاید جلدوں پر مشتمل ہو، اور ان جلدوں کے جداگانہ مصنفین ہوں تو ان مصنفین کے ناموں سے علیحدہ علیحدہ کارڈ بنائے جائیں اور ہر کارڈ پر بقیہ جلدوں کے کارڈوں کا حوالہ بھی دیا جائے۔ مثلاً

شبلی نعمانی

سیرت النبی۔ حصہ اول و دوم

(مزید دیکھیے سلیمان ندوی، سید

سیرۃ النبی۔ حصہ سوم تا پنجم)

سُلیمان ندوی، سیّد

سیرۃ النبی۔ حصّہ سوم تا پنجم

(مزید دیکھئے۔ شبلی نعمانی: سیرۃ النبی حصّہ اول و دوم)

(۵) درسی اور نصابی کتب میں صرف انہیں کتابوں کے کارڈ بنائے جائیں گے جو ہائی اسکول سے اونچے درجات کیلئے ہوں۔

(۶) ایسے مصنّفین جو اپنے خطاب یا لقب سے مشہور ہوں ان کا اندراج اسی معروف حصّہ میں کیا جائے اور اس کے بعد قوسین میں ان کا اصل نام لکھا جائے۔ مثلاً

محسن الملک (مہدی علی خاں)، وقار الملک (مشتاق حسین خاں)

مقرب جنگ (چراغ علی) علی یاور جنگ (میر علی یار خاں)

ایسی صورت میں اصل ناموں سے حوالے دیئے جائیں۔ مثلاً

مہدی علی خاں دیکھئے محسن الملک

(۷) اصل تصنیف سے انتخاب کی صورت میں ہر ایک انتخاب کا کارڈ علیحدہ بنایا جائے گا۔ اندراج میں مرتّب یا انتخاب کنندہ کا نام بھی دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ مرتّب یا منتخب کے نام سے حوالہ بھی دیا جائے گا۔

(۸) کسی کتاب کی شرح یا تفسیر کی صورت میں اندراج اصل کتاب کے مصنّف کے نام کے تحت کیا جائے گا اور شارح، مفسر کے نام سے حوالہ کارڈ بنایا جائے (

(۹) جن تصانیف میں اصل مصنّف کی بجائے مترجم، مؤلّف یا مرتّب وغیرہ کو بنیادی اہمیت حاصل ہو تو بنیادی اہمیّت کے حامل شخص کے تحت اندراج کیا جائے اور نام کے ساتھ اس کی حیثیت مثلاً مترجم، مرتّب وغیرہ لکھدیا جائے۔ اس طرح مترجمین، مرتّبین اور مؤلّفین وغیرہ کی حیثیتیں دو قسم کی ہوں گی۔ ایک بنیادی اہمیت کی اور دوسری ثانوی اہمیت کی۔ ایسی تصانیف کا اندراج جن میں مترجم یا مرتّب کی حیثیت بنیادی ہو، حسب ضرورت مترجم یا مرتّب میں کیا جائے گا۔ لیکن جن تصانیف میں ان کی حیثیت ثانوی ہوگی۔ وہاں اندراج اصل مصنّف کے تحت کیا جائے گا۔

(۱۰) مصنّف دوم، مرتب، مؤلّف، شارح، مفسر، ملخص وغیرہ کے ناموں کی اشاریہ مصنف میں شامل کیا جائیگا اور ان ناموں کے سامنے ان کے متعلقہ اندراجات کے نمبر دیئے جائیں گے۔
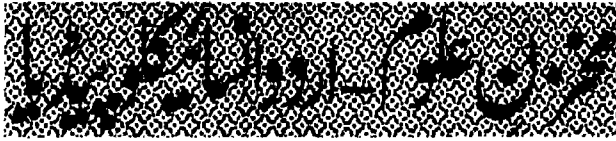
ایک تعارف

اردو انسائیکلوپیڈیا کی تیاری کا کام مئی ۱۹۷۳ء میں ابوالکلام آزاد اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ حیدرآباد کو سونپا گیا تھا، پروفیسر فضل الرحمٰن سابق پرو وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کو اس کا چیف ایڈیٹر مقرر کیا گیا تھا۔ علمی معاملات میں مشاورت اور رہنمائی کے لیے ایک ایڈیٹوریل بورڈ بھی تشکیل دیا گیا تھا جو ممتاز ماہرین پر مشتمل تھا اور ڈاکٹر عابد حسین مرحوم اس بورڈ کے صدر نشین تھے۔ ڈاکٹر صاحب کے انتقال کے بعد، پروفیسر علی محمد خسرو اس بورڈ کے صدر نشین ہوئے۔ اس بڑے اور اہم منصوبے پر کام ۱۹۸۱ء میں مکمل کر لیا گیا۔ اس کام کی تکمیل میں ملک کے مختلف گوشوں سے تعلق رکھنے والے ماہرین، اساتذہ، پروفیسر، مصنفین، مفکرین اور دانشوروں سے تعاون حاصل کیا گیا تھا یہ انسائیکلوپیڈیا جو بارہ جلدوں پر مشتمل ہے اردو دنیا میں اپنی نوعیت کا پہلا واحد انسائیکلوپیڈیا ہے یہ مخزن علوم کے نام سے شائع ہوگا اس کی تیاری اور تدوین مندرجہ ذیل ترتیب سے ہوئی ہے۔

ا۔ چار جلدیں کلیدی مضامین پر مشتمل ہیں۔ انہیں حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے۔

ب ۔ آٹھ جلدیں مختصر نوشتوں پر مشتمل ہیں۔ انہیں موضوعات کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے مگر ہر مضمون میں نوشتوں اور تحریروں کی ترتیب حروف تہجی کے لحاظ سے بھی رکھی گئی ہے مخزن علوم کو موٹے طور پر، کولمبیا انسائیکلوپیڈیا کے نہج پر تیار کیا گیا ہے۔ مگر اردو والوں اور ہندوستان کی ضروریات کو سیاسی اہمیت دیتے ہوئے حسب ضرورت مناسب تبدیلی بھی کی گئی ہے۔

تفصیلات بابت صفحات و مندرجات

۱۔ حصہ سماجی علوم

سلسلہ	مضمون	متوقع صفحات	تعداد مندرجات
۱۔	اسلامی تاریخ	۲۲۴٫۵	۳۳۹
۲۔	عالمی تاریخ	۱۷۵	۲۳۴
۳۔	ہندوستانی تاریخ	۱۴۸	۲۹۳
۴۔	سیاسیات	۱۱۸	۱۳۹
۵۔	فلسفہ	۹۴	۲۷۵
۶	قانون	۱۶۷	۴۲۹
۷	مذہب	۲۷۰	۲۰۷
۸	ممالک و مملکتیں	۱۶۷	۲۱۱
۹	غیر ملکی زبانوں کا ادب	۲۶۲٫۵	۵۷۵
۱۰	دیگر ہندستانی زبانیں	۷۰	۲۳۶
۱۱	عام متفرقات	۱۷۴	۳۲۳
۱۲	حیاتیات اور علم تجارت	۱۳۳	۱۵۲
۱۳	سماجیات	۱۱۰	۸۵
۱۴	تعلیم	۵۹	۳۸
۱۵	اردو زبان و ادب	۲۴۶	۵۹۹
۱۶	لائبریری سائنس	۳۰	۴۰
۱۷	نفسیات	۴۰	۳۰
۱۸	عوامی انصرام (پبلک اڈمنسٹریشن)	۱۵	۱۶
۱۹	صحافت	۱۵	۱۸
۲۰	آثار قدیمہ اور فنون لطیفہ	۱۳۷	۱۸۰

(ب) حصہ سائنسی علوم

سلسلہ	مضمون	متوقع صفحات	تعداد صفحات
۱	زراعت	۶۷	۶۰۰
۲	نباتیات	۱۴۹	۶۴۱
۳	جنگلات	۱۲	۵۷
۴	جغرافیہ	۲۵۰	۱۷۷۷
۵	میڈسن	۱۹۴	۳۵۶
۶	حیوانیات	۲۷۶	۹۷۶
۷	علاج حیوانیات	۴۰	۳۴
۸	فلکیات	۲۸،۹	۱۳۵
۹	کیمیا	۲۴۶	۱۰۶۳
۱۰	انجینیرنگ اور ٹیکنالوجی	۱۲۶،۸	۳۲۰
۱۱	ارضیات	۷۵۵	۷۹۳
۱۲	حساب	۱۰۲	۶۲۹
۱۳	معدنیات	۸	۶
۱۴	طبیعیات	۳۰۹	۶۳۶

(الف) تعارف

	صفحات
۱۔ اردو انسائیکلو پیڈیا ـــــ تعارف	۸
۲۔ اڈیٹرس	۳
۳۔ ادارہ	۱

ب- فہرستیں و انڈکس و نقشہ جات

۱- آثار قدیمہ

۲- ادبیات

اردو اور ہندوستانی و غیر ملکی ادب

تعارف

۵ بنگالی زبان وادب (بنگلہ دیش)	۱۳
۶ - پنجابی زبان وادب	۱۳
۷ - تامل زبان وادب	۲۰
۸ - ملیالم زبان وادب	۴۰
۹ - مراٹھی زبان وادب	۳۶
۱۰ اطالوی زبان وادب	۱۵
۱۱ - انگریزی زبان وادب	۵۴
۱۲ - ترکی زبان وادب	۲۹
۱۳- جرمن زبان وادب	۲۵
۱۴- روسی زبان وادب	۲۵
۱۵- عربی زبان وادب	۴۹
۱۶- فارسی زبان وادب	۳۷
۱۷- فرانسیسی زبان وادب	۲۷
۱۸- لاطینی زبان وادب	۱۴
۱۹- کنڑ زبان وادب	۲۲
۲۰- تلگو زبان وادب	۲۸
۲۱ - کشمیری زبان وادب	۱۶
۲۲ - پراکرت اور سنسکرت زبان وادب	۳۷
۲۳- ہسپانوی زبان وادب	۱۲
۲۴- جاپانی زبان وادب	۱۱
۲۵- ہندی زبان	۸
۲۶ - ہندی ادب	۲۶
۲۷ - گجراتی زبان وادب	۲۸
۲۸ - عہد قدیم کا ادب مغرب اور مشرق وسطی میں	۷
۲۹- یونانی زبان	۸

۳۰ - یونانی ادب	۲۱
۳۱ - چینی زبان و ادب	۹
۳۲ - امریکی ادب	۶۸
۳۳ - زبان اردو	۱۵
۳۴ - اردو ادب (۱) دکنی ادب	۲۲
۳۵ - اردو ادب (۲) سقوط دکن سے ۱۸۵۷ء تک	۴۱
۳۶ - اردو ادب (۳) ۱۸۵۷ء سے ۱۹۱۴ء تک	۲۶

تین مضامین جلد اول میں اردو ادب کے عنوان کے تحت اضافہ کیے گئے ہیں ان کے عنوانات حسب ذیل ہیں۔

۳۷ - ۱. اردو ادب - ۴ / ۱۹۱۴ء سے ۱۹۳۶ء تک	۲۵
۳۸ - ۲. اردو ادب - ۵ / ۱۹۳۵ء سے تا حال	۸
۳۹ - ۳. اردو ادب - ۶ / پاکستان میں	۵۰

ان کو ابھی ایڈٹ نہیں کیا گیا

۴۰ - ترقی پسند ادب اور تحریک	۱۲

۳. ارضیات

۱ - ارضیات	۵۰
۲ - حجریات	۲۰
۳ - رسوبیات	۱۰
۴ - علم جواہرات	۴۱

انجینیرنگ

۱ - ہائیڈرالکس	۷

جلد دوم

(الف) فہرستیں وانڈکس و نقشہ جات

۱ - تاریخ اسلام

۲ ۔ تاریخ عالم
۳ ۔ تاریخ ہند
۴ ۔ تعلیم
۵ ۔ جغرافیہ (اردو انگریزی)
۶ ۔ جنگلات (اردو انگریزی)
۷ ۔ حیاتیات (اردو انگریزی)
۸ ۔ حیوانیات (اردو انگریزی)

(۱) تاریخ اسلام

۱ ۔ حضرت محمدؐ اور آپ کا عہد
۲ ۔ عہد خلفائے راشدین
۳ ۔ خلافت بنو امیہ
۴ ۔ خلافت بنی عباس
۵ ۔ تاریخ اسلام ۔ تیرھویں صدی عیسوی سے موجودہ دور تک
۶ ۔ دولت عثمانیہ
۷ ۔ ایران ۲۲۸ء تا ۱۹۷۰ء تک

(۲) تاریخ عالم

۱ ۔ دنیا کی ابتدائی تہذیبیں (۵۰۰ ق م تک)
۲ ۔ تاریخ ایشیا و افریقہ (۵۰۰ ق م ۔ ۶۴۸ ق م)
۳ ۔ تاریخ افریقہ
۴ یونان (قدیم)
۵ ۔ سلطنت روما
۶ ۔ بزنطینی سلطنت
۷ ۔ صلیبی جنگیں

(۳) تاریخ ہند

(۴) تعلیم

۲ ۔ تعلیم کی تاریخ (مشرقی ابتدائی دور)	۱۵
۳ ۔ تعلیم کی تاریخ (مشرقی وسطی دور)	۶
۴ ۔ تعلیم کی تاریخ (مغربی)	۱۱
۵ ۔ نظامِ تعلیم	۱
۶ ۔ نظامِ تعلیم ۔ امریکا	۴
۷ ۔ نظامِ تعلیم ۔ انگلستان	۷
۸ ۔ نظامِ تعلیم ۔ فرانس	۶
۹ ۔ نظامِ تعلیم (ہندوستان)	۱۰
۱۰ نظامِ تعلیم ۔ چین	۶
۱۱ ۔ نظامِ تعلیم ۔ جاپان	۳
۱۲ نظامِ تعلیم ۔ سوویت یونین	۴

(د) جغرافیہ

۱ ۔ جغرافیہ	۱۵
۲ ۔ طبعی جغرافیہ	۳
۳ ۔ زراعتی جغرافیہ	۴
۴ ۔ معاشی جغرافیہ	۵
۵ ۔ صنعتی جغرافیہ	۵
۶ ۔ تاریخی جغرافیہ	۶
۷ ۔ سیاسی جغرافیہ	۴
۸ ۔ حیاتیاتی جغرافیہ	۴
۹ ۔ انسانی جغرافیہ	۴
۱۰ ۔ آبادی کا جغرافیہ	۴
۱۱ ۔ حمل و نقل کا جغرافیہ	۴
۱۲ ۔ ارضی [illegible]	۵

۷ - جنگلات

۹ - حیاتیات

۸- حیوانیات

۶ - مچھلیاں	۱۳
۷ - ایمفیبا یعنی جل	۶
۸ - عوام	۶
۹ - پرندے	۶
۱۰ - پستانیے	۲۲
۱۱ - دوران خون	۲۳
۱۲ - نسلیات	۱۲

جلد سوم

الف فہرستیں و انڈکس و نقشہ جات۔

۱- ریاضیات (اردو - انگریزی)	۲
۲ - زراعت (اردو - انگریزی)	۲
۳ - سائنس (اردو - انگریزی)	۳
۴ - سماجیات	۱
۵ - سیاسیات	۱
۶ - علاج حیوانیات	۱
۷ - طب مع طب یونانی (اردو - انگریزی)	۲
۸ - طبیعیات	۳
۹ - فلسفہ ونفسیات	۸

۱- ریاضیات (ریاضی)

۱ - میکانیات	۱۵
۲ - اضافیت	۱۷

۲ - زراعت

۳ - سد - سحر -

۷۔ سماجیات

۸۔ سیاسیات

۶- طب مع طب یونانی

۹- طبیعیات

۸۔ علاج حیوانات

فلسفہ و نفسیات

جلد چہارم

۲ - فلکیات — ۲
۳ - فنون لطیفہ — ۲
۴ - قانون
۵ - کیمیا (اردو - انگریزی) — ۵
۶ - لائبریری سائنس — ۴
۷ - مذاہب — ۵
۸ - معاشیات — ۴
۹ - معدنیات — ۳
۱۰ - نباتیات — ۳
۱۱ - نشر و اشاعت — ۲
۱۲ - نظم و نسق — ۲

۱ - فلم

۱ - فلم - تاریخ اور تکنیک — ۹
۲ - فلم اور اس کا فن — ۴
۳ - دستاویزی فلم سازی — ۸

۲ - فلکیات

۱ - فلکیات یا علم ہیئت - مختصر تعارف — ۹
۲ - فلکی میکانیات — ۷
۳ - اعلا توانائی کی شعاعوں کی فلکیات یا فلکی طبیعیات — ۱۳
۴ - کائنات — ۹
۵ - کہکشاں — ۸
۶ - نظام شمسی — ۵
۷ - زمین بحیثیت سیارہ — ۹

ن لطیفہ

نون

۵۔ کیمیا

۱۔ لائبریری سائنس

۲۔ مذاہب

۱۔ معاشیات

۱۔ معدنیات

۱۰۔ نباتیات

۱۱۔ نشر و اشاعت

۱۲۔ نظم و نسق

ترقی اردو بیورو کی سرگرمیاں

ترقی اردو بیورو کے قیام کے فوری بعد ۱۹۷۱ء سے بیورو نے کتابوں کی تیاری
باعت اور اشاعت کے کام کے ساتھ ساتھ، اصطلاحات سازی کا کام بھی شروع
ر دیا تھا تاکہ علمی اور سائنسی مضامین میں اصطلاحوں کے وضع ہو جانے پر ترجمے اور
صنیف کے کام میں سہولت ہو اور اس بڑے منصوبے کو روبہ عمل لانے میں سرعت
یدا ہو سکے۔ اس کے علاوہ اس مرکزی کاوش سے اصطلاحات کی معیار بندی بھی ہو جاتی
ہے۔ ساتھ ہی ثانوی سطح اور اس سے آگے کے لیے اردو ذریعہ تعلیم کو فروغ دینے میں مدد
ل سکتی ہے۔ اسی طرح عام روزمرہ کی زندگی میں عوامی ضروریات کی تکمیل کے دوش
بدوش سرکاری سطح پر بھی حسب ضرورت، اردو کے استعمال کی راہیں کھل جاتی ہیں۔
غرض اس طرح کے مختلف مقصدی اور افادی پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ترقی اردو
یورو نے سائنسی اور سماجی علوم کے تقریباً تمام اہم شعبوں میں اصطلاحات سازی
کا کام شروع کر دیا تھا۔ اور دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ سے لے کر آج تک کے ہوئے اس
سلسلہ کے کام کو بھی سامنے رکھتے ہوئے اردو والوں کی آج کی ملکی سماجی اور علمی ضروریات اور
عصری تقاضوں کے مطابق اصطلاحات وضع کی جانے لگیں۔ اس اہم علمی کام میں ملک
کے مختلف حصوں سے تعلق رکھنے والے ماہرین دانشور، ادیب ماہرین لسانیات متعلقہ
ضمون کے اساتذہ اور پروفیسر صاحبان کی خدمات سے استفادہ کیا گیا۔ بیورو کے افسران
بھی برابر کے شریک رہے۔ بہرحال اب یہ کام بڑی حد تک مکمل ہو چکا ہے۔ انسانیات، معاشیات
یمیا کی فرہنگ اصطلاحات تو شائع ہو چکی ہیں۔ فرہنگ حیوانیات پریس میں ہے۔ اس طرح
دیگر کئی مضامین کی فرہنگیں طباعت کے لیے مرتب ہو رہی ہیں جو حصے باقی رہ گیا ہے اسے
بھی جلد سے جلد مکمل کرنے کے جتن کیے جا رہے ہیں۔ ایک نظر میں اس کام کی تازہ
رپورٹ اس طرح ہے۔

نمبر	مضمون	تعداد اصطلاحات جنھیں قطعیت دی گئی	تعداد اصطلاحات جنھیں قطعیت دی جانی ہے	کیفیت
۱	انسانیات	۳۰۲۲	-	فرہنگ شائع ہو چکی ہے
۲	کیمیا	۵۴۵۹	-	,,
۳	معاشیات	۱۱۴۴۹	-	,,
۴	حیوانیات	۸۴۵۰	-	زیر طبع
۵	لسانیات	۶۵۰۰	.	مکمل
۶	فلسفہ نفسیات اور تعلیم	۱۱۸۸۶	-	مکمل مگر زیر نظر ثانی
۷	ارضیات	۳۲۲۳	-	,,
۸	تاریخ و سیاسیات	۱۰۵۵۱	-	,,
۹	طبیعیات	۵۸۶۷	-	,,
۱۰	سماجیات	۴۸۹۱	-	,,
۱۱	شماریات	۳۶۰۰	-	
۱۲	انتظامیہ	۶۲۳۴	۴۰۰۰	نامکمل کام جاری
۱۳	نباتیات	۵۶۱۱	۳۰۰۰	,, ,,
۱۴	علم تجارت	۸۹۷۰	۵۰۰۰	,, ,,
۱۵	جغرافیہ	۹۶۲۰	۲۰۰۰	,, ,,
۱۶	قانون	۱۱۴۷۴	۲۰۰۰	,, ,,
۱۷	لائبریری سائنس	۴۴۰	۵۰۰۰	,, ,,
۱۸	ریاضی	۶۰۰۰	۶۵۰۰	,, ,,

خوشنویسی کے تربیتی مراکز

ہندوستان میں اچھے کاتبوں اور خوشنویسوں کی کمی کو دور کرنے اور خطاطی کے فن کے تحفظ اور فروغ کے لیے ترقی اردو بیورو نے ملک کے اہم اردو مراکز میں خوشنویسی کے تربیتی مراکز قائم کرنے کا ایک جامع پروگرام مرتب کیا تھا۔ اس پروگرام کے تحت ملک بھر میں ایسے تربیتی مراکز کا جال بچھا دیا گیا ہے تاکہ کسی بھی اردو علاقے میں خوشنویسوں کی کمی محسوس نہ کی جائے اور اردو کتابوں اور اخباروں کے لیے آسانی سے کاتب دستیاب ہو جائیں۔ خوشنویسی کے تربیتی مراکز کھولنے کا کام ۱۹۷۴ء میں شروع کیا گیا تھا۔ زیر نظر شمارہ کے پریس میں جاتے وقت ۱۶ تربیتی مراکز کھولے جا چکے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ مزید ۸ تربیتی مراکز سالِ رواں ہی میں کھل جائیں گے۔ ان مراکز کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

	مقام مرکز	مرکز کا سن آغاز	نام نگراں ادارہ	نصاب کی نوعیت
۱	حیدرآباد	اگست ۱۹۷۴ء	ادارہ ادبیات اردو	دوسالہ
۲	سری نگر	اگست ۱۹۷۴ء	اکادمی آف آرٹ کلچر اینڈ لٹریچر	دوسالہ
۳	بمبئی	فروری ۱۹۷۵ء	انجمن اسلام ریسرچ انسٹی ٹیوٹ	دوسالہ
۴	پٹنہ	اگست ۱۹۷۵ء	بہار اردو اکادمی	دوسالہ
۵	نئی دہلی	جون ۱۹۷۴ء	غالب اکادمی	دوسالہ
۶	نئی دہلی	جون ۱۹۷۶ء	غالب اکادمی (آرائشی نصاب)	دوسالہ
۷	بھوپال	نومبر ۱۹۸۰ء	مدھیہ پردیش اردو اکادمی	دوسالہ
۸	بنگلور	اکتوبر ۱۹۸۱ء	کرناٹک اردو اکادمی	دوسالہ
۹	ٹونک	ستمبر ۱۹۸۲ء	عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ	دوسالہ
۱۰	ناگپور	اکتوبر ۱۹۸۲ء	انجمن تحفظ اردو و رسم الخط	دوسالہ
۱۱	مدراس	دسمبر ۱۹۸۲ء	مرتضویا ایجوکیشنل اینڈ کلچرل فاؤنڈیشن آف ساؤتھ انڈیا	دوسالہ

۱۲	علی گڑھ	جنوری ۱۹۸۳ء	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی	دو سالہ
۱۳	جے پور	فروری ۱۹۸۳ء	راجستھان اردو اکادمی	دو سالہ
۱۴	بدھوئی	فروری ۱۹۸۳ء	مدرسہ عربیہ مدینۃ العلم	دو سالہ
۱۵	دہلی	مئی ۱۹۸۳ء	دہلی اردو اکادمی	دو سالہ
۱۶	پٹنہ	مئی ۱۹۸۳ء	بہار اردو اکادمی (آرائشی نصاب)	دو سالہ

مندرجہ ذیل مقامات پر سال رواں کے دوران کتابت کے تربیتی مراکز شروع ہو جانے کی قوی امید ہے۔

۱ اورنگ آباد (مہاراشٹر)
۲ مالیگاؤں "
۳ کالی کٹ (کیرل)
۴ امروہہ (اتر پردیش)
۵ مظفر پور (بہار)
۶ جالندھر (پنجاب)
۷ سوپور (جموں و کشمیر)
۸ سری نگر " " (آرائشی نصاب)

اس طرح سال رواں کے آخر تک ۲۴ تربیتی مراکز کام کرنا شروع کر دیں گے۔

پوسی لکھائی
بسم اللہ الرحمن الرحیم
یٰس
والقرآن الحکیم
وسیم احمد اردو خطاطی کلاس غالب اکیڈمی
(نئی دہلی)

کون کہتا ہے کہ موت آئی تو مر جاؤں گا
میں تو دریا ہوں سمندر میں اُتر جاؤں گا
احمد ندیم قاسمی
خط نستعلیق

خط نسخ
کوئی مخلوق ہوا زہد و عبادت کیلئے
کوئی پیدا ہوا عالم کی حفاظت کیلئے
ہم سیہ نامہ تھے مانند قلم اے اعجاز
آئے اس صفحۂ ہستی پہ کتابت کیلئے
عطاءُ اللہ اختر

خط ثلث
بسم الله الرحمن الرحيم
قال رب اشرح لي صدري ويسر لي امري واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي
(القرآن)
عطاء الله اختر تلمیذ جناب خلیق صاحب ٹونکی

الحمد لله رب العالمين ۞ الرحمن الرحيم ۞ مالك يوم الدين ۞ إياك نعبد وإياك
نستعين ۞ اهدنا الصراط المستقيم ۞ صراط الذين أنعمت عليهم
غير المغضوب عليهم ولا الضالين ۞
ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم ۞
عطاء اللہ اختر
خط دیوانی

گو کہ ترقی اردو بیورو، ۶۹ء میں قائم ہوا مگر اس میں کتابوں کی فروخت کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ لیکن جلد ہی کتابوں کی اشاعت کی رفتار میں تیزی اور تعداد میں اضافے کے ساتھ ساتھ بیورو کی کتابوں کی مانگ بھی بڑھتی گئی اس لیے ۷۷-۱۹۷۶ء میں بیورو کے دفتر ہی میں کتابوں کی فروخت اور نمائش کا ایک یونٹ بنایا گیا۔ ملک کے مختلف حصوں میں منعقد ہونے والے کتابوں کے میلوں اور کتابوں کی نمائشوں میں بیورو حصہ لیتا رہا۔ اس سے دوہرے فائدے ہوئے ایک تو زیادہ سے زیادہ تعداد میں لوگ بیورو کے کام اور اس کی کتابوں سے واقف ہوتے گئے۔ دوسرے یہ کہ کتابوں کی فروخت میں خاصہ اضافہ ہوا۔ ساتھ ہی کاروباری حلقوں میں ہی ربط و ضبط بڑھتا گیا۔ اب تک ہوئی فروخت کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۹۷۶-۱۹۷۷ء	-	۷۱,۴۳۸-۷۴	روپے
۱۹۷۷-۱۹۷۸ء	-	۱۵۰,۲۲۶-۲۵	"
۱۹۷۸-۱۹۷۹ء	-	۱۷۲,۲۳۸-۲۵	"
۱۹۷۹-۱۹۸۰ء	-	۱۸۵,۲۱۷-۷۵	"
۱۹۸۰-۱۹۸۱ء	-	۳۱۱,۰۰۳-۵۵	"
۱۹۸۱-۱۹۸۲ء	-	۲۱۸,۹۹۶-۳۰	"
۱۹۸۲-۱۹۸۳ء	-	۳۰۰,۲۹۰-۵۳	"
۱۹۸۳ء (جون تک)	-	۴۲,۹۹۳-۹۰	"

ترقی اردو بیورو کے عہدے داروں کے دورے

● لسانیات کی اصطلاح ساز کمیٹی کی میٹنگیں ۲۸ مئی سے ۷ جون ۱۹۸۳ء تک علی گڑھ میں منعقد کی گئیں تاکہ وضع شدہ اصطلاحات پر نظر ثانی کر کے انہیں قطعیت دی جا سکے۔ کمیٹی کے معزز اراکین کے علاوہ ڈاکٹر فہمیدہ بیگم ڈائرکٹر ترقی اردو بیورو نے ان میٹنگوں میں شرکت کی۔ اس کے علاوہ شعبہ اردو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے اراکین سے خوشنویسی کے مراکز کی کارکردگی کے بارے میں تبادلہ خیال کیا اور پروفیسر رضوی ڈائرکٹر / لائبریرین مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ببلیوگرافی کے کام کے سلسلے میں گفتگو کی اور کام کا ایک لائحہ عمل مرتب کیا گیا۔ ڈاکٹر محمد یعقوب ریسرچ آفیسر بھی اس دورہ میں شریک تھے۔

● جناب شہباز حسین، پرنسپل پبلیکیشن آفیسر نے یکم تا ۵ جولائی ۸۳ء کو جے پور اور ٹونک کا دورہ کیا۔ اور خوشنویسی کے تربیتی مراکز کا معائنہ کر کے، مراکز کی کارکردگی اور اب تک کی ہوئی پیش رفت کا جائزہ لیا اور مقامی ذمہ داروں سے مراکز کے مسائل پر تبادلہ خیال بھی کیا۔ قبل ازیں خوشنویسی کے مرکز کے قیام کے سلسلے میں امروہہ بھی گئے تھے۔

● جناب ابوالفیض سحر اسسٹنٹ ڈائرکٹر نے پچھلے ماہ کلکتہ کا دورہ کر کے ٹائپ پریس (اردو) کے ذریعے سائنس اور ریاضی سے متعلق بیورو کی کتابوں کی فرہنگ اصطلاحات اور انگریزی اردو لغت کی طباعت کے امکانات کا جائزہ لیا۔ اس سے پہلے انھوں نے اس سلسلے میں حیدرآباد اور علی گڑھ کا بھی دورہ کیا تھا۔

● ڈاکٹر رام آسرا راز اسسٹنٹ ڈائرکٹر نے ۱۷ جون سے ۷ جولائی تک بمبئی اور اورنگ آباد کا دورہ کیا۔ بمبئی میں خوشنویسی کی تربیت کا مرکز قائم کرنے کے امکانات کا

ڈاکٹر فہمیدہ بیگم ڈائریکٹر ترقی اردو بیورو، پٹنہ میں پروفیسر
کلیم الدین احمد چیف ایڈیٹر اُردو انگلش ڈکشنری کے ساتھ۔

جائزہ لیا اور مقامی اداروں کے ذمہ داروں سے اس سلسلے میں مشاورت کی۔ اس سے پہلے موصوف نے بدوہی (بنارس) میں خوشنویسی کا مرکز قائم کرنے اور پٹنہ میں اعلاف خطاطی کے مرکز کے قیام کے انتظامات کو قطعیت دینے کے لیے پٹنہ کا دورہ کیا تھا۔

• جناب انوار رضوی اسسٹنٹ ڈائریکٹر ترقی اردو بیورو نے ۲۱ تا ۲۲ جولائی ۸۲ء امروہہ کا دورہ کیا اور خوشنویسی کے تربیتی مرکز امروہہ میں تربیت پانے والے امیدواروں کے انتخاب کے سلسلے میں منعقدہ میٹنگ میں شرکت کی۔

• ڈاکٹر فرید علی شمسی ریسرچ آفیسر نے فروری کے وسط میں اردو۔ اردو ڈکشنری کے معروضیت کے انتظامات کے سلسلے میں علی گڑھ کا دورہ کیا اور پروفیسر مسعود حسین خاں سابق وائس چانسلر جامعہ ملیہ اسلامیہ موجودہ چیف ایڈیٹر اردو۔ اردو لغت کی نگرانی میں لغت پر نظر ثانی کا کام شروع کرانے میں مدد دی۔

ترقی اردو بیورو کی چند کتابیں

نمبر	کتاب	مصنف	صفحات	قیمت
۱	وضعِ اصطلاحات	وحید الدین سلیم	★ صفحات ۲۱۰	★ قیمت ۱۲/-
۲	حیاتِ جاوید	خواجہ الطاف حسین حالی	★ صفحات ۹۰۴	★ قیمت ۲۲/-
۳	اتر پردیش کے لوک گیت	اظہر علی فاروقی	★ صفحات ۱۳۲	★ قیمت ۱۰/۲۵
۴	قدیم لکھنؤ کی آخری بہار	مرزا جعفر حسین	★ صفحات ۵۲۰	★ قیمت ۲۴/-
۵	کیمیا کی کہانی	سید شہاب الدین دسنوی	★ صفحات ۱۸۰	★ قیمت ۸/۰۰
۶	ایٹم کیا ہے؟	امجد حسین	★ صفحات ۴۰	★ قیمت ۴/۱۵

تعلیمی صحافت سے متعلق سیمینار

نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن کیمپس میں تعلیمی صحافت سے متعلق ایک سیمینار منعقد کیا گیا۔
اس دو روزہ سیمینار نے چند اہم سفارشات پیش کی ہیں جن میں سب سے پہلی صحافت کے نقطۂ نظر سے مفید سفارش یہ ہے کہ دہلی میں ایک ایسی تعلیمی نیوز سروس قائم کی جائے کہ جس کے ذریعہ باضابطہ طور پر زیادہ سے زیادہ تعلیمی خبریں ریڈیو ٹیلی ویژن اور ملک کے دیگر تعلیمی رسائل تک پہنچائی جاسکیں۔

سیمینار میں یہ سفارش بھی کی گئی کہ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن اور این سی ای آر ٹی جیسے اہم تعلیمی اداروں کو چاہیے کہ وہ اس طرح کی ایجنسی قائم کرنے میں پہل کریں۔

سیمینار میں تقریباً ۴۰ نمائندوں نے شرکت کی جن کا تعلق میڈیا، تعلیمی اداروں اور تین یونیورسٹیوں کے شعبہ صحافت سے ہے۔ یہ سیمینار ۲۸ اور ۲۹ جنوری ۱۹۸۳ء کو جرنلس سیل نے کیا تھا۔

سیمینار کی دیگر اہم سفارشات میں سے ایک سفارش یہ بھی ہے کہ متعدد یونیورسٹیوں میں جہاں صحافت ایک مضمون کے طور پر پڑھایا جاتا ہے وہاں "تعلیمی صحافت" بھی کورس میں شامل کیا جائے۔ خبر رساں ایجنسیوں اور مالکان اخبارات کو چاہیے کہ وہ اپنے یہاں تعلیمی نمائندوں کا تقرر کریں۔

سیمینار میں اس بات پر افسوس ظاہر کیا گیا کہ ہمارے اخبارات میں تعلیمی میدان، تعلیم سے متعلق مسائل، تحقیقی مطالعہ اور نئے رجحانات سے متعلق بمشکل دو فی صد کام ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہمارے سماج کا اہم جز ہیں چنانچہ یہ بھی تجویز کیا گیا کہ یونیورسٹیوں اور دیگر ایسے تعلیمی اداروں میں کہ جن کے سپرد اسکولوں کی تعلیم کا انتظام ہے، ترسیل اور روابطِ عامہ کے یونٹ قائم کیے جائیں تاکہ پریس اور دیگر اطلاعات بہم پہنچانے والے مرکز کو تعلیمی خبریں بآسانی فراہم کی جاسکیں۔

سیمینار میں انگریزی کے روزنامہ "ہندو" کے اس اقدام کو سراہا گیا کہ اس نے نہ صرف اپنے یہاں پورے وقت کام کرنے والے تعلیمی نمائندوں کا تقرر کیا ہے بلکہ ہر ہفتہ اخبار کا ایک پورا صفحہ تعلیمی خبروں اور رجحانوں کے لیے وقف کر دیا ہے۔ سیمینار نے امید ظاہر کی ہے کہ دیگر اخبارات اور خبر رساں ایجنسیاں بھی اس اخبار کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔

سیمینار کی خواہش تھی کہ این سی ای آر ٹی ان سارے اداروں کا ورکشاپ منعقد کرے جو پیشہ وارانہ طور پر تعلیمی جرائد نکالتے ہیں تاکہ ان کی نوعیت میں بہتری آسکے۔

سیمینار میں اس بات کی بھی سفارش کی گئی کہ این سی ای آر ٹی کے وہ سارے جرائد کہ جن میں تعلیمی خبریں ہوتی ہیں ان کو ملک کی ہر یونیورسٹی اور رسالے ہائی اسکولوں میں بھیجا جائے۔

سیمینار میں اس بات پر اتفاق رائے تھا کہ ساری علاقائی زبانوں میں زیادہ سے زیادہ تعلیمی رسالے شائع کیے جائیں۔

اپنے خطبہ میں نامور ماہر تعلیم ڈاکٹر ایس کے مترا نے اس بات پر اظہار افسوس کیا کہ تعلیمی اداروں کی ساکھ بطور تعلیمی ادارے اب کم ہوتی جا رہی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اداروں میں کام کرنے والے پست ہمت اور ان اداروں کی مدد کرنے والے لوگ بے حس بنتے جا رہے ہیں۔

کیرالا، پنجاب اور عثمانیہ یونیورسٹی کے ماہر ترسیل نے اس بات پر زور دیا کہ لفظ "خبر" کے تصور میں مزید وسعتیں پیدا کی جائیں تاکہ تعلیم کے میدان میں ہونے والی ترقی کے مثبت پہلوؤں کا احاطہ کیا جا سکے۔

ماہرین نے ان لوگوں کے لیے کہ جو تعلیمی رسالے نکالتے ہیں ترسیل کے میدان میں پیشہ وارانہ مہارت حاصل کرنے پر بھی زور دیا۔

سیمینار میں مختلف تعلیمی اداروں اور اساتذہ کی تنظیموں کے ذریعہ نکالے جانے والے تعلیمی رسالوں میں شائع ہونے والے مضامین پر از سر نو غور و خوض کرنے پر زور دیا گیا تاکہ ان کی کوالٹی بہتر بنائی جا سکے۔

اس سیمینار میں تقریباً پندرہ مقالے پڑھے گئے جن کے ذریعہ تعلیمی صحافت کے مسائل اور ترقی کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی۔

لڑکیوں کی تعلیم خصوصی توجہ کی محتاج ـ مرکزی وزیر تعلیم کی تقریر

این.سی.ای.آر.ٹی کی جنرل باڈی کا نواں سالانہ اجلاس ۲۳ دسمبر ۱۹۸۲ء کو منعقد ہوا. اپنے صدارتی خطبہ میں مرکزی وزیر تعلیم مسز شیلا کول نے لڑکیوں اور پسماندہ طبقے کی تعلیم پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ کیونکہ یہ معاملہ بیس نکاتی پروگرام کا حصہ ہے چنانچہ ہمیں اس سمت میں پوری لگن اور تندہی سے کام کرنا چاہیے. انھوں نے مزید فرمایا کہ چوتھے کل ہند تعلیمی سروے کی مدد سے ریاستیں اس معاملہ میں مدد دے سکتی ہیں. ادھر این.سی.ای.آر.ٹی نے بھی ان ریاستوں میں ایک اعلا پیمانہ پر سروے شروع کر دیا ہے جہاں لڑکیاں تعلیم کے میدان میں پچھڑی ہوئی ہیں. اس سروے کی مدد سے یہ معلوم ہو سکےگا کہ وہ کون سے عوامل ہیں کہ جن کے سبب لڑکیاں اسکولوں میں داخلے کر تعلیم حاصل نہیں کرپاتیں. سروے کے ذریعہ ریاستوں کو بھی ایسے پروگرام بنانے میں مدد مل سکےگی کہ جن سے لڑکیوں کی تعلیم میں اضافہ ہو.

مرکزی وزیر تعلیم نے ریاستوں کو آگاہ کیا کہ وہ اپنے اسکولوں میں صرف ایسی کتابوں کا استعمال کریں جو قومی اتحاد کے لیے نقصان دہ نہ ہوں. قومی اتحاد کے نقطہ نظر سے کتابوں کی چھان بین پر زور دیتے ہوئے وزیر موصوف نے فرمایا کہ تنگ نظری دور کرنے اور سماج میں جذباتی ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے تعلیم کو مثبت کردار ادا کرنا چاہیے .

مسز کول نے مزید کہا کہ این.سی.ای.آر.ٹی نے کچھ ایسے پروگرام مرتب کیے ہیں جن کے تحت ایسی نصابی کتابیں تیار کی جائیں گی کہ جن کا تعلق اخلاقی تعلیم سے ہے. انھوں نے خواہش ظاہر کی کہ اساتذہ کی تربیت کو افضلیت دی جانی چاہیے. تاکہ تعلیمی معیار میں بہتری آئے اور یہ موجودہ زمانہ کے مطابق بن سکے .

تقریر ختم کرتے ہوئے مرکزی وزیر تعلیم نے ریاستوں سے کہا کہ اپنے یہاں این.سی.ای.آر.ٹی کے متبادل اداروں کو مضبوط و مستحکم بنائیں تاکہ اسکول کی تعلیم پر خاص توجہ دی جا سکے.

مرکزی وزارت تعلیم کی سکریٹری، مسز سرلا گریوال نے کہا کہ وہ تعلیمی اعتبار سے پچھڑی ہوئی نو ریاستوں میں اسکول چھوڑنے والے بچوں میں لڑکیوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے. انھوں نے ریاستوں سے کہا کہ وہ اس جانب خاص توجہ دیں. انھوں نے مزید کہا کہ مرکزی سرکار نے اسکول کی نصابی کتابوں کے لیے استعمال ہونے والے کاغذ پر سے سنٹرل ایکسائز ڈیوٹی ہٹا دی ہے .

اردو دنیا کی اہم خبریں

ooo

اردو پڑھنے والوں کی تعداد میں اضافہ

ہندوستان میں اردو بولنے والے لوگوں کی تعداد میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ پچھلے دس برسوں کے اعداد سے پتہ چلتا ہے کہ اس اضافے کی شرح چھ لاکھ چالیس ہزار سالانہ ہے۔

۱۹۷۱ء کی مردم شماری کے مطابق اردو بولنے والی آبادی کی تعداد دو کروڑ ۸۶ لاکھ تھی۔ دوسرے پریس کمیشن کے اندازوں کے مطابق ۱۹۸۱ء میں یہ تعداد ساڑھے تین کروڑ تھی۔ یعنی اس دہے میں اس میں ۶۴ لاکھ کا اضافہ ہوا۔

اس سے قبل کے اعداد کا جائزہ بھی خاصہ دلچسپ ہے ۱۹۵۱ء میں اس آبادی کی تعداد ایک کروڑ ۴۲ لاکھ تھی ۱۹۶۱ء میں یہ دو کروڑ ۳۳ لاکھ ہو گئی۔

گویا پچھلے قریب تیس برسوں میں دو کروڑ آٹھ لاکھ کا اضافہ ہو گیا ہے۔

(ہماری زبان نئی دہلی)

روزناموں کی اشاعت میں اردو دوسرے نمبر پر

رجسٹرار کی سالانہ رپورٹ سے انکشاف

ہندوستان میں ہندی اور انگریزی کو چھوڑ کر ملکی زبانوں میں اردو بنگالی کے بعد دوسری زبان ہے جس میں سب سے زیادہ روزنامے شائع ہوتے ہیں۔

رجسٹرار کی رپورٹ کے مطابق ۱۹۸۱ء کے دوران سب سے زیادہ اخبارات ہندی میں (۴۹۴۶) شائع ہوتے ہے جبکہ انگریزی میں (۳۴۴۰) بنگالی میں (۱۲۰۶) اور اردو میں (۱۲۳۴) ان کے بعد مرہٹی کا نمبر آتا ہے جس میں (۱۰۴۷) روزنامے شائع ہوتے ہیں

ہندوستان میں اردو ٹائپ رائٹر تیار ہوگیا

ہندوستان میں اب تک بشمول انگریزی ملک کی تقریباً تمام اہم زبانوں کے ٹائپ رائٹر تیار ہوتے تھے۔ مگر اردو کے ٹائپ رائٹر تیار نہیں ہوتے تھے۔ اس لیے اردو والوں کو اپنے ضروریات کی تکمیل کے لیے اردو ٹائپ رائٹرس کو غیر ملکوں سے جہاں وہ بنتے تھے درآمد کرنا پڑتا تھا لیکن اردو بیورو ہندوستان میں اردو ٹائپ رائٹر بنانے کے لیے کوشاں تھا گودریج کمپنی بمبئی نے اس سلسلے میں پہل کر کے ہندوستان میں سب سے پہلے اردو ٹائپ رائٹر بنانے شروع کر دیے ہیں۔ یقین ہے کہ اردو والوں کی ضروریات اب مقامی طور پر ہی پوری ہوسکیں گی۔ ایک اطلاع کے مطابق یہ ٹائپ رائٹرس گودریج کمپنی کے صدر دفتر بمبئی کے علاوہ مختلف ریاستوں کی شاخوں میں بھی دستیاب ہیں۔

لکھنؤ میں اردو ٹیچروں کی تربیت کیلیے ایک انسٹی ٹیوٹ قائم ہوگا

"قومی آواز" مورخہ ۲۴ مئی ۸۳ کی ایک خبر کے مطابق مرکزی وزیر تعلیم وثقافت مسز شیلا کول نے لکھنؤ میں منعقدہ ایک کانفرنس میں یہ اعلان کیا کہ اترپردیش کے اردو ٹیچروں کی تربیت کے لیے ایک انسٹی ٹیوٹ لکھنؤ میں قائم کیا جائے گا

لکھنؤ میں سائن بورڈوں پر اردو

اترپردیش اردو بولنے والوں کی تعداد کے لحاظ سے بھی سب سے بڑی ریاست ہے۔ عام زندگی میں اردو کے استعمال کو فروغ دینے کے سلسلے میں حال ہی میں ایک اطلاع کے مطابق اس کی راجدھانی لکھنؤ میں خواتین نے شہر کے دکانداروں سے اپنے سائن بورڈ اردو میں بھی لکھوانے کی درخواست کرنے کے لیے ایک مہم چلائی اور اکثر دکانداروں نے ان کی درخواست قبول کرتے ہوئے اپنے سائن بورڈ اردو میں بھی لکھوائے۔

مغربی بنگال اردو اکادمی کے خبرنامہ کے مطابق سال رواں سے صحافت کی تعلیم اردو زبان میں بھی دی جایا کرے گی۔ اس کے علاوہ معمر اور ضرورت مند اردو شاعروں، ادیبوں، کاتبوں اور اساتذہ کو مالی امداد دینے کا اعلان کیا ہے

ڈاکٹر جمیل جالبی ترقی اردو بیورو میں

ہند و پاک کے ممتاز محقق، مورخ ادب جناب ڈاکٹر جمیل جالبی اپنے حالیہ دورہ ہندوستان کے دوران ' ترقی اردو بیورو بھی تشریف لائے۔ ڈاکٹر فہمیدہ بیگم ڈایرکٹر ترقی اردو بیورو اور جناب شہباز حسین پرنسپل پبلیکشن آفیسر نے موصوف کو ترقی اردو بیورو کے کاموں کے بارے میں تفصیل سے بتایا۔ ڈاکٹر جمیل جالبی نے بیورو کی کتابوں کی طباعت واشاعت کو بہت پسند کیا مختلف پروجیکٹوں کی اہمیت اور افادیت کا اعتراف کیا۔ ڈاکٹر فہمیدہ بیگم نے بیورو کی چند کتابیں موصوف کو بطور تحفہ پیش کیں۔ ڈاکٹر جمیل جالبی نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ بیورو نے نہایت کم وقت میں کم اسٹاف کے ساتھ کافی اہم خدمات انجام دی ہیں اور اس سے مزید توقعات وابستہ کی جا سکتی ہیں۔

اردو دنیا کی مالدار ترین زبانوں میں سے ہے

پاکستان کے نامور اسکالر شاعر اور ادیب جناب شان الحق حقی پچھلے دنوں ہندوستان آئے ہوئے تھے۔ موصوف نے ڈاکٹر نثار احمد فاروقی کے ساتھ ترقی اردو بیورو آ کر بیورو کے کام کو دیکھنے کی زحمت کی۔ بیورو میں ہونے والے کاموں سے جناب شہباز حسین پرنسپل پبلیکشن آفیسر نے موصوف کو متعارف کروایا۔ بیورو کی کتابوں، فرہنگ اصطلاحات اور انسائیکلوپیڈیا کے مسودے کو بغور دیکھا اور بیورو کے کاموں کو سراہا اور بتایا کہ اردو زبان دنیا کی مالدار ترین زبانوں میں سے ہے۔ جناب شہباز حسین پرنسپل پبلیکیشن آفیسر نے بیورو کی چند اہم مطبوعات موصوف کو بطور تحفہ پیش کیں۔

مسٹر کرت جوشی

ایجوکیشنل اڈوائزر وزارت تعلیم وثقافت

ترقی اردو بیورو میں

۱۱، جولائی کو مسٹر کرت جوشی، ایجوکیشنل اڈوائزر وزارت تعلیم وثقافت حکومت ہند نے ترقی اردو بیورو کا معائنہ کیا۔ مسٹر جوشی ہمارے ملک کے ممتاز ماہرین تعلیم میں سے ہیں اور پچھلے کئی برسوں سے وزارت تعلیم سے منسلک ہیں۔ موصوف کا تعلق ملک کے کئی اہم، ممتاز اور قابل قدر علمی خدمات انجام دینے والے تعلیمی اور تہذیبی اداروں سے بھی ہے۔

بیورو کے معائنہ کے دوران، مسٹر جوشی کے ساتھ، وزارت تعلیم وثقافت کے نئے جوائنٹ ایجوکیشنل اڈوائزر مسٹر آر۔ کے۔ شرما اور ڈائرکٹر لینگویجس مسٹر کے۔ کے۔ کھلر بھی تھے۔

ڈاکٹر فہمیدہ بیگم ڈائرکٹر ترقی اردو بیورو نے وزارت تعلیم کے ان سینئر عہدے داروں کا خیر مقدم کرتے ہوئے بیورو کے مختلف شعبوں میں کام کرنے والے عہدے داروں اور ان شعبوں کے کاموں سے مسٹر جوشی کو متعارف کروایا۔ مسٹر جوشی نے مختلف علمی اور سائنسی کتابوں کی تیاری اور اشاعت کے سلسلے میں بیورو کی کارکردگی کو پسند کرتے ہوئے اردو انسائیکلوپیڈیا اور مراسلاتی کورس جیسے نئے منصوبوں اور اسکیموں کی منظوری اور ان پر عمل آوری کے لیے درکار ضروری اقدامات کو جلد مکمل کر لینے کا مشورہ دیا۔ موصوف نے اعلیٰ خطاطی کے ان نمونوں کو بھی جو بیورو میں نمائش کے لیے رکھے گئے تھے بہت پسند کیا۔

ڈاکٹر شریف احمد

صدر شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی

ڈاکٹر تنویر احمد علوی سابق صدر شعبۂ اردو کی میعاد مکمل ہونے پر ڈاکٹر شریف احمد کو دہلی یونیورسٹی کے شعبۂ اردو کا صدر مقرر کیا گیا ہے۔

سکندر علی وجد کو خراج عقیدت

ممتاز شاعر جناب سکندر علی وجد کا ۱۶ مئی کی صبح اورنگ آباد میں انتقال ہوگیا۔ وجد صاحب ترقی اردو بورڈ کے نائب صدر تھے۔ موصوف کی رحلت پر ترقی اردو بیورو میں ایک تعزیتی جلسہ ہوا۔ اور حسب ذیل تعزیتی قرارداد دو منٹ کی خاموشی مناتے ہوئے منظور کی گئی۔

ترقی اردو بیورو وزارت تعلیم حکومت ہند کے اراکین کا یہ جلسہ جناب سکندر علی وجد، نائب صدر ترقی اردو بورڈ کی اچانک موت پر دلی رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔ وجد صاحب نہ صرف ایک اعلا پایہ کے شاعر تھے بلکہ ایک قومی ممتاز رہنما بھی تھے ۱۹۷۲ء سے ۱۹۷۸ء تک راجیہ سبھا کے ممبر رہے۔ وجد صاحب اردو زبان کی ترقی میں گہری دلچسپی رکھتے تھے اور اردو کے مختلف اداروں سے وابستہ رہے اور آخر دم تک وہ اردو زبان و ادب کی ترقی اور ترویج میں مصروف رہے۔ انہیں مختلف انعامات و اعزازات سے نوازا گیا جن میں ۱۹۷۰ء میں پدم شری کا اعزاز، ۱۹۷۷ء میں غالب ایوارڈ اور اسی سال یوپی اردو اکادمی کا اعزاز قابل ذکر ہے۔ ان کی علمی اور ادبی خدمات کے پیش نظر ہی حکومت ہند نے ۱۹۸۱ء میں انہیں ترقی اردو بورڈ کا نائب صدر مقرر کیا تھا وجد صاحب ایک خوش گفتار شاعر ہونے کے علاوہ نہایت بلند پایہ انسان تھے۔ ان کی موت سے اردو زبان و ادب اور ہندوستان کی مشترکہ تہذیب کو جو نقصان ہوا ہے اس کی مشکل سے تلافی ہوسکے گی۔ ہم سب دعاگو ہیں کہ خداوند تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

جناب گوپی ناتھ امن کی رحلت

اردو کے لکھنؤ اسکول کے نمایندہ ممتاز بزرگ صحافی، شاعر اور ادیب جناب گوپی ناتھ امن کا ، جولائی ۱۹۸۳ء کو دہلی میں انتقال ہو گیا

گوپی ناتھ امن گنگا جمنی تہذیب کی نمایندہ شخصیت کے مالک تھے۔ جناب امن تمام زندگی اردو ادب اور اردو تہذیب کے علمبردار رہے اور موصوف نے سماج میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔

امن صاحب کا شمار ممتاز سیاسی اور سماجی رہنماؤں کے ساتھ ساتھ مجاہدین آزادی میں ہوتا ہے۔

ترقی اردو بیورو کے اراکین کو ادبی انعامات

جناب بلجیت سنگھ مطیر کو ان کی تصنیف "حکیم آغا جان عیش اور ہریانہ کے دیگر مشاہیر" پر ہریانہ ساہتیہ اکادمی نے اوّل انعام اور "سارٹیفکیٹ آف میرٹ" دیا ہے اس سے پہلے اتر پردیش اردو اکادمی نے ان کی کتاب "فنِ طباعت" پر پندرہ سو روپیہ کا انعام دیا تھا۔

ڈاکٹر محمد یعقوب عامر کو ان کی کتاب "اردو کے ادبی معرکے" پر اتر پردیش اردو اکادمی نے ایک ہزار پانچ سو روپے کا انعام دیا ہے۔

ترقی اردو بورڈ کے نئے نائب صدر

[illegible] سابق نائب صدر ترقی اردو بورڈ کے انتقال سے جناب وزارت تعلیم و [illegible] موجودہ بورڈ کے ایک سینئر رکن اور اردو کے ممتاز شاعر کنور مہندر سنگھ بیدی سحر [illegible] نائب صدر نامزد کیا ہے۔

آپ کا "اردو دنیا" نظروں سے گزرا۔ تھوڑے سے صفحات پر مشتمل اس کتابچہ کا معیار بہت بلند ہے۔ ہماری لائبریری کے چند بزرگ مطالع کنندوں نے پڑھنے کے بعد ہم سے اس کا مطالبہ کیا تو ہم مجبور ہوگئے کہ آپ سے رجوع کریں۔

پاکستان کے چند مشہور اداروں سے بھی ہم لوگوں کا مضبوط رابطہ ہے۔ آپ صاحبان سے گزارش ہے کہ آپ ہمیں "اردو دنیا" اور اس قسم کے دوسرے مطبوعات کے لیے ہماری لائبریری کو اپنی ڈاک کی فہرست میں شامل کرلیں بڑی خوشی ہوگی۔ نیز ہمیں بہت خوشی ہوگی اگر آپ ہمارا نام مطبوعات کے لیے چند دوسرے اداروں کو بھیج دیں جس سے ہمارے مطالع کنندوں کی مدد ہوسکے، جو کہ ہندوستانی تمدن کے پریمی ہیں۔ صرف یہی نہیں اس سے ہمارے مطالع کنندوں کو نئی ترقیاتی منصوبوں اور ٹکنالوجی سے متعلق معلومات فراہم ہوگی۔ اس کے علاوہ آج کے ہندوستان کے بارے میں قیمتی معلومات بھی فراہم ہوسکیں گی۔

(ڈائرکٹر [illegible] ایشیا کا [illegible])

میں نے ترقی اردو بورڈ سے ۵، ۶ کتب بذریعہ وی پی منگوائی تھیں، جو وصول ہوچکیں۔ کتابیں بہت اچھی ہیں اور قیمت بہت کم۔ جب بھی کوئی ادبی کتاب چھپ کر آجائے۔ میرے نام وی۔ پی ارسال فرمائیں تو باعث تشکر۔

رسالہ "اردو دنیا" جب بھی چھپ کر آتا رہے۔ اس کی بھی ایک کاپی میرے پتے پر ارسال فرماتے رہیں۔ فہرست کتب مطبوعات ترقی اردو بورڈ بھی ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

(عبدالرحیم معتمد بزم اقبال۔ مجھ نگر (اے۔ پی)

خبرنامہ "اردو دنیا" موصول ہوا۔ سمندر کو کوزہ میں بھرنے کی بات آپ نے سچ کرکے ثابت کر دیا۔ اور یہ آپ حضرات کی ثابت قدمی کا خاطر خواہ نتیجہ ہے۔ بہت ساری خبروں کو مہیا کرکے عمدہ کتابت و طباعت میں پیش کرنا آپ ہی لوگوں کے حصہ میں ہے۔ یہ کامیابی کی دلیل ہے۔ آپ کی کاوشوں کی کامیابی پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

ادبی تخلیقات اور ضخامت کی کمی کا احساس تو ہوتا ہے مگر یہ ایسی کوئی خاص بات نہیں ہے۔ لوگوں کے ایثار و خلوص اور اشتراک و تعاون سے یہ مرحلہ بھی آسانی سے طے ہو جائے گا۔ "اردو دنیا" کی ترقی اور کامرانی کی دعا کرتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی مطبوعات کی فروخت زیادہ سے زیادہ ہوسکے میں کوشش کروں گا۔

ادب نواز اور اردو دوستوں کے پتے تحریر کرتا ہوں نوٹ فرمالیں۔

آس محمد۔ بیٹناگڑھ

ترقی اردو بیورو نئی دہلی کا خبرنامہ "اردو دنیا" بدست ہوا۔ خوشی کی انتہا نہ رہی۔ شکریہ۔ چونکہ میں اردو سے دلی لگاؤ رکھتا ہوں اور سچے دوست کا دعویدار ہوں۔ اور پھر ایم۔اے اردو سے ہی امتحان دینے کا خواہاں ہوں۔

خبرنامہ اردو دنیا کے ذریعہ ترقی اردو بیورو کی کارکردگی سے خاصی واقفیت ہونے کے علاوہ اردو کی مطبوعات اور خبریں بھی علم میں آتی ہیں جن کو جان کر اردو دوست احباب نہ صرف معلومات میں اضافہ کر لیتے ہیں بلکہ اردو کی صحیح خدمت کرنے کے کوشاں رہتے ہیں۔ حکومت ہند اردو کی ترقی کے لیے خاطر خواہ فرائض انجام دے رہی ہے۔ اب یہ عوام الناس کا فرض ہے کہ اس کے متعلق ادارہ کی مدد کریں اور مخلصانہ طور پر اردو کی خدمت کریں اور فراہم مواقعوں سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں۔

سید عبدالعلیم۔ جگتیال۔ ضلع کریم نگر (اے۔ پی)

ترقی اردو بیورو کی فہرست کتب اور رسالہ " اردو دنیا " وصول ہوئے۔ تہہ دل سے شکریہ!
میں توقع کروں گا کہ آئندہ بھی " اردو دنیا " کے شماروں سے یاد فرماتے رہیں گے۔ تاکہ ملک
کی اردو ترقی کے متعلق معلومات ہوتی رہیں۔

محمد رضوان اختر۔ پوسٹ بکس نمبر ۲۴۶ حائل۔ سعودی عرب

میں اردو میڈیم میٹرک پاس رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹشنر ہوں (R.M.P) اس
ناچیز کو آپ کے اردو بیورو کی تصنیف شدہ اور طبی کتب کے مطالعہ کا موقع ملا اور اردو
نا بیں بہت پسند آئیں اور اس ناچیز کی خواہش ہے کہ اردو طبی کتب جو آپ کے بیورو
نے شائع کی ہیں منگوا کر پڑھوں اور میں فائدہ اٹھاؤں اور دوسرے لوگوں کو بھی
ئدہ پہنچاؤں۔

ڈاکٹر محمد طیب۔ نظام آباد

ترقی اردو بورڈ کے کاموں سے اب اردو والے دھیرے دھیرے واقف ہوتے
ہے ہیں اخباروں میں شائع ہونے والی خبروں، آپ کے اشتہارات اور خاص کر
رو دنیا ' سے ترقی اردو بیورو نے کام اور پروگرام سے واقفیت ہوتی رہتی ہے۔ ترقی اردو
واقعی ملک کا واحد ادارہ ہے جہاں سنجیدگی سے اس قدر ٹھوس علمی کام ہو رہے ہیں۔

مقبول احمد - دھنباد (بہار)

چند تبصرے

بھارت کا آئین

سائز ..... ۲۶ × ۲۰ / ۸

صفحات ۴۰۴

قیمت ...... ۱۵/- روپے

بھارت کا آئین یکم جولائی ۱۹۸۲ء تک ترمیم شدہ کی رسم اجرا شریمتی اندرا گاندھی نے حال ہی میں کیا ہے۔ یہ عظیم دستاویز ترقی اردو بیورو نے وزارت قانون و انصاف اور کمپنی امور حکومت ہند کے راج بھاشا کھنڈ کے اشتراک سے شائع کی ہے۔ بھارت کے دستور کا اردو ترجمہ پہلی بار شائع ہوا ہے اور یہ کوشش کی گئی ہے کہ یہ اصل کے عین مطابق ہو۔ اس تاریخی دستاویز کو شائع کر کے اردو ترقی بیورو نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔

محمد حسین آزاد

سائز ...... ۲۲ × ۳۲ / ۱۶

صفحات ۸۰

قیمت ...... ۵/- روپے

مصنف ...... نند کشور وکرم

اسی صفحات کی اس کتاب میں فاضل مصنف نے نہایت سلیس اور

سادہ زبان میں اردو کے شہرۂ آفاق ادیب، شاعر اور محقق شمس العلما مولانا محمد حسین آزاد کے حالات زندگی بیان کیے ہیں۔ آزاد کی زندگی کے بعض پہلو پہلی بار اس کتاب میں نمایاں کیے گئے ہیں۔ کتاب کے آخر میں آزاد کی نثری کتابوں نیز نظموں، غزلوں اور مثنویوں کے نمونے دے کر فاضل مصنف نے کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔

فسانۂ عجائب

مصنف . . . . . رجب علی بیگ سرور

بازگوئی . . . . . نورالحسن نقوی

سائز . . . . . ۲۴ × ۳۴ / ۱۶

صفحات ۸۴

قیمت . . . . . ۴/۲۵ روپے

فسانۂ عجائب مصنفہ رجب علی بیگ سرور اردو کے ابتدائی نثری عہد کی یادگار ہے۔ اس میں طلسماتی قصے کی مدد سے ہندوستانی کلچر اور خصوصاً لکھنوی کلچر کی سماجی تاریخ یکجا کر دی گئی ہے۔ چونکہ اصل کتاب بہت ہی دقیق، ثقیل، مسجع اور مقفیٰ تھی لہٰذا عام قاری کو سمجھنے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا تھا لہٰذا ترقی اردو بیورو نے اس قصے کو آسان اور سلیس زبان میں مرتب کر کے شائع کیا ہے۔ اب یہ کتاب عام قاری بلکہ بچوں کی دلچسپی کا بھی باعث بن گئی ہے۔ یہ کتاب آفسیٹ پر بہت ہی خوبصورت طریقے سے شائع کی گئی ہے۔

تاریخ تمدن ہند

مصنف ...... پروفیسر محمد مجیب

سائز ...... $\frac{۲۴ \times ۳۴}{۱۶}$

قیمت .... ۱۱/- روپے

صفحات ۲۸۰

مجیب صاحب کا شمار ہندوستان کے ان جید عالموں میں ہوتا ہے جنہوں نے علوم و فنون کے مختلف شعبوں میں چراغ روشن کیے ہیں تاریخ تمدن ہند ان کی مشہور و معروف کتاب ہے۔ اس میں مجیب صاحب نے انسانی تمدن کا آغاز، آریوں کا تمدن، گپت عہد، ہیون سانگ اور البیرونی کے تاثرات نیز ہندوستان کے دکنی پٹھار کا تمدن اور جنوبی ہند کے تمدن کا سائنسی تجزیہ کیا ہے

ہندوستان کی آبادی

مصنّف ...... محمد ابوذر

سائز .... $\frac{۲۲ \times ۳۴}{۱۶}$

صفحات ۱۹۰

قیمت ...... ۸/۷۵ روپے

اس کتاب میں فاضل مصنف نے گیارہ ابواب پر مشتمل دنیا کے ماہرین اقتصادیات کے مختلف نظریات کا تجزیہ کرکے ہندوستان کی آبادی کا مقام، ترقی پذیر ممالک کی آبادی، ہندوستان میں آبادی کی تقسیم، ہندوستان میں اضافۂ آبادی، عمر اور جنس اور ازدواجی درجہ،

آبادی کی ساخت، آبادی میں اضافے کے محرکات، اضافۂ آبادی سے پیدا ہونے والے مسائل اور ان کے حل کا مفصل بیان کیا ہے

کتاب کا نام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تاریخ فلسفۂ سیاسیات
مصنف ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پروفیسر محمد مجیب
سائز ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲۲ × ۳۴/۱۶
صفحات ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴۴۰
قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۱/۵۰ روپے

پروفیسر محمد مجیب کا شمار ایشیا کے ان جید عالموں میں ہوتا ہے جنہوں نے علوم وفنون کے لیے اپنی زندگی وقف کردی ۔ یہ تاریخ فلسفۂ سیاسیات ان کی شہرہ آفاق کتاب ہے جس میں مجیب صاحب نے یونانی حکیم سقراط سے موجودہ اشتراکی حکومتوں کی سیاسیات اور انسانی فلسفہ کی ارتقائی تاریخ سادہ اور آسان زبان میں قلمبند کی ہے۔ جس کی وجہ سے خشک موضوع کے باوجود یہ کتاب بہت ہی دلچسپ ہوگئی ہے۔ کتاب کے آخر میں قارئین کی سہولیت کے لیے انگریزی اردو نیز اردو انگریزی اصطلاحات کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے۔

نباتی نسیجیات
مصنف ۔ ۔ ۔ ۔ ڈاکٹر ایم۔ نصرت
سائز ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲۲ × ۳۴/۱۶
صفحات ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲۴
قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۸/۔ روپے

یہ کتاب آندھرا پردیش کے بی ایس سی نصاب کے مطابق تیار

کی گئی ہے۔ اور یہ بیورو کے اس نصابی سلسلہ کی کڑی ہے جس کے تحت آندھرا پردیش کے انٹر اور بی اے اور بی ایس سی طلبا کے لیے نصابی کتب تیار کی گئی ہیں تاکہ طلبا کو اپنی مادری زبان میں تعلیم حاصل کرنے میں آسانی ہو سکے۔ جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے یہ نباتیات سے متعلق ہے جس میں فاضل مصنف نے مختلف چارٹ، اشکال اور تصویریں شامل کرکے کتاب کی افادیت میں اضافہ کر دیا ہے۔ کتاب کے آخر میں انگریزی اردو فرہنگ بھی درج کر دی گئی ہے تاکہ اس موضوع پر متعلقہ انگریزی کتابیں پڑھنے والے بھی مستفید ہو سکیں۔

رتن ناتھ سرشار

مصنف	پریم پال اشک
سائز	۲۲ × ۳۲ / ۱۶
صفحات	۱۰۸
قیمت	۴/۲۵ روپے

ترقی اردو بیورو نے اردو کی مستند اور معروف ہستیوں کو روشناس کرانے کے لیے ایک سلسلہ شروع کیا ہے۔ یہ کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اس کتاب کے مصنف نے پنڈت رتن ناتھ سرشار کی زندگی کے حالات قلمبند کرنے کے ساتھ ان کی سبھی اردو تصانیف کے نمونے شامل کرکے کتاب کو بہت ہی دلچسپ اور مفید بنا دیا ہے اس کتاب میں نثری کارناموں کے علاوہ سرشار کی شاعری کے نمونے بھی درج ہیں۔

تاریخ تعلیم ہند

مصنفہ . . . . . سید نور اللہ اور جے۔ پی۔ نایک

سائز . . . . . ۲۲×۲۲/۱۶

صفحات ۵۵۲

قیمت . . . . . ۱۸/- روپے

یہ کتاب ہندوستان کے دو برگزیدہ ماہرین تعلیم سید نور اللہ اور جے پی نایک کی مشترکہ ساعی کا نتیجہ ہے۔ اس کتاب میں فاضل مصنفین نے 1765 سے 1947 کے دوران ہندوستان میں برطانوی طریقہ کار تعلیم کے سبھی پہلوؤں سے بھرپور بحث کی ہے جس کے مطالعہ سے برطانوی تعلیمی پالیسی کی مکمل تاریخ سامنے آجاتی ہے۔ یہ کتاب آفسیٹ پر شائع کی گئی ہے۔

برقی توانائی

مصنف . . . . . انجم اقبال

سائز . . . . . ۲۲×۳۲/۱۶

صفحات ۲۳۶

قیمت . . . . . ۱۲/- روپے

یہ کتاب ترقی اردو بیورو کی اس بنیادی اسکیم کا حصہ ہے جس کے تحت سائنسی اور تکنیکی موضوعات پر کتابیں مرتب کرا کے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اردو جاننے والے اپنی مادری زبان میں تعلیم حاصل کر سکیں۔ یہ کتاب جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے سائنس کی کتاب ہے اور بی ایس سی کے طلبا کی ضروریات کے عین مطابق ہے۔ یہ کتاب سات ابواب پر مشتمل اور نہایت معلومات آفریں ہے

ترقی اردو بیورو کی

اصطلاحات کی فرہنگیں

فرہنگ اصطلاحات معاشیات

قیمت ..... ۱۰ روپے

ترقی اردو بیورو نے اپنے قیام کے فوراً بعد ہی سے اردو اصطلاحات سازی کے کام پر توجہ کی تھی اور اس کام کے لیے اٹھارہ مختلف مضامین کی اصطلاحیں وضع کرنے کے لیے متعلقہ مضامین کے ماہرین پر مشتمل اٹھارہ کمیٹیاں مقرر کی تھیں۔ ایسی ہی ایک کمیٹی فرہنگ اصطلاحات معاشیات کے لیے تشکیل کی گئی تھی۔ اس کمیٹی کے ماہرین نے کئی برسوں کی محنت کے بعد جس فرہنگ کو تیار کیا تھا اسے اب ترقی اردو بیورو نے کتابی شکل میں شائع کر دیا ہے۔

مذکورہ فرہنگ اصطلاحات معاشیات ۲۰×۳۰ سائز کے ۱۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے ۱۴۷ صفحات پر انگریزی حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق اندازاً ساڑھے چار ہزار اصطلاحیں درج ہیں اور ہر اصطلاح کے سامنے اردو اصطلاح دے دی گئی ہے۔

اردو اصطلاحوں کو وضع کرتے وقت مروجہ اور مقبول اصطلاحات کو جوں کا توں لے لیا گیا ہے۔ اصطلاح سازی کے اصول کے مطابق اس فرہنگ سے وابستہ ماہرین نے کوشش کی ہے کہ اصطلاحیں یک لفظی ہوں۔ البتہ جہاں کوئی اصطلاح ایک سے زیادہ معنوں میں مستعمل ہے تو اس کے مختلف مفاہیم کو علاحدہ علاحدہ الفاظ سے واضح کر دیا گیا ہے۔ ماہرین

نے اصطلاحیں وضع کرتے وقت 'اصطلاح' اور 'عام لفظ' کے فرق کو نظرانداز نہیں ہونے دیا اور کہیں بھی "عام لفظ" کو اصطلاح کے طور پر استعمال نہیں کیا۔ بعض انگریزی اصطلاحیں جو اپنی اصل شکل میں ہمارے یہاں مروج ہو چکی ہیں فاضل ماہرین نے ان کو جوں کا توں برقرار رکھا ہے۔

مندرجہ بالا اصطلاحی اصولوں کے پیش نظر فرہنگ اصطلاحات معاشیات ایک مستند فرہنگ کہی جا سکتی ہے۔ اس فرہنگ سے معاشیات کے طلباء اور اساتذہ بیک وقت استفادہ کر سکتے ہیں۔ اول الذکر اس کی مدد سے انگریزی میں شائع ہونے والی معاشیات کی ہر کتاب کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور معاشیات کے دوسرے ماہرین جو معاشیات کے موضوع پر اردو میں کتابیں یا مضامین تحریر کرتے ہیں یا معاشیات کی کتابوں کو اردو میں ترجمہ کرنے کے خواہاں ہوتے ہیں ترقی اردو بیورو کی اس فرہنگ سے خاطر خواہ مدد لے سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس فرہنگ کی مدد سے آئندہ معاشیات کے موضوع پر شائع ہونے والی اردو کتابوں میں اصطلاحاتی یکسانیت پیدا ہو جائے گی اور یہ خود بھی ایک بہت بڑا کارنامہ ثابت ہوگا۔

مذکورہ فرہنگ کے شروع میں ترقی اردو بیورو کی فاضل ڈائرکٹر ڈاکٹر فہمیدہ بیگم صاحبہ کا مختصر مگر جامع پیش لفظ درج ہے جس میں نہ صرف اردو زبان میں اصطلاحات سازی تاریخ کا خاکہ فراہم کیا گیا ہے بلکہ اس فرہنگ کو تیار کرنے والے چودہ ماہرین معاشیات کے اسمائے گرامی کی فہرست بھی درج ہے جو اس فرہنگ کے مستند ہونے کا ثبوت بہم پہنچاتی ہے۔ فرہنگ اصطلاحات معاشیات آفسیٹ پر شائع ہوئی ہے اور اس کی طباعت بہت ہی دیدہ زیب ہے۔

۲۔ فرہنگ اصطلاحات انسانیات

صفحات : ۳۶

سائز : $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۸}$

قیمت : ۴/۵۰ روپے

طباعت : لیٹر پریس

ترقی اردو بیورو نے مختلف سائنسی اور سماجی علوم کی اصطلاحات کی فرہنگیں شائع کرنے کا جو پروگرام مرتب کیا ہے یہ فرہنگ ان میں سے ایک ہے اور انسانیات کے ماہرین سے صلاح و مشورے سے وضع کی گئی چار ہزار اصطلاحات پر مبنی ہے۔ یہ اس مضمون کے مصنفین/مترجمین اور طلبا سب کے لیے مفید ہے

۳۔ فرہنگ اصطلاحات کیمیا

صفحات : ۶۴

سائز : $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۸}$

قیمت : ۸/۵۰ روپے

طباعت : لیٹر پریس

عام طور پر سائنسی مضامین کی درس و تدریس، تصنیف و تالیف کے کاموں کے سلسلہ میں فنی اصطلاحوں کی شدید ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ ترقی اردو بیورو نے اس طرح کے تمام اہم مضامین میں فنی اصطلاحات وضع کرنے کے پروگرام کے تحت کافی کام کر لیا ہے۔ فرہنگ اصطلاحات کیمیا' اس سلسلہ کی ایک اہم تصنیف ہے۔ جس میں چھ ہزار اصطلاحیں ہیں۔

مندرجہ بالا فرہنگوں کے علاوہ مزید پندرہ مضامین کی فرہنگوں کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ امید ہے کہ ان میں سے زیادہ تر ۱۹۸۲ میں شائع کردی جائیں گی۔

کلیاتِ سراج اور وضعِ اصطلاحات
ایک اسکالر کی رائے

ترقی اردو بورڈ نے اپنی سرگرمیوں کے علاوہ مختلف موضوعات پر کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ کبھی کتابوں کی اشاعت تیز تر رہی۔ کبھی اوسط کبھی یونہی، ادھر ڈاکٹر فہیدہ بیگم کے ترقی اردو بورڈ کے ڈائرکٹر کی حیثیت سے جائزہ لینے کے بعد خوشی کی بات ہے کہ کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ اطمینان بخش طریقے پر جاری ہے۔ یہ کتابیں علمی اور ادبی موضوعات پر بھی ہیں۔ سائنسی اور سماجی علوم کے بارے میں بھی، فنون لطیفہ کے موضوعات کا احاطہ کرنے کی بھی سعی کی گئی ہے۔ اور اس کے علاوہ زندگی کے دیگر پہلوؤں اور موضوعات کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ کتابوں کا معیار بھی ترقی اردو بورڈ کا اپنا ہے۔ جہاں موضوعات کے انتخابات میں خاصے اہتمام سے کام لیا جاتا ہے۔ ظاہری طور پر بھی کتاب کو دلکش و دیدہ زیب بنانے کی سعی کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ اور اچھی بات یہ ہے کہ کتابت، کاغذ اور طباعت کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافے کے باوجود جہاں اور اداروں سے شائع ہونے والی کتابوں کی قیمتیں زیادہ ہوتی ہیں، بورڈ نے کتابوں کی قیمتیں امکنہ حد تک واجبی رکھی ہیں۔ عام طور پر کتابوں کی قیمتیں کم ہی ہیں ــــ کتابوں کی اشاعت کے سلسلہ میں ایک اور پہلو کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے کہ اردو کی ایسی کتابیں جن میں بیشتر آج کلاسیکی ادب میں شامل ہوتی ہیں اور جن کو عام ناشرین شائع نہیں کرتے کیونکہ ان کی مانگ کم ہونے کے باعث تجارتی نقطۂ نظر سے نفع بخش ثابت نہیں ہو سکتیں۔ ترقی اردو بورڈ نے ان کتابوں کی اشاعت کا بیڑہ بھی اٹھایا ہے، اور ظاہری و معنوی ہر دو زاویوں سے معیار کو برقرار رکھا ہے۔

اس وقت میرے سامنے ترقی اردو بورڈ کی ایسی دو کتابیں ہیں۔۔۔ کلیاتِ سراج اورنگ آبادی اور سید وحیدالدین سلیم کی، "وضع اصطلاحات" ــــ پروفیسر عبدالقادر صاحب سروری نے نواب سالار جنگ بہادر کی سرپرستی میں قائم مجلس اشاعت دکنی مخطوطات کے زیر اہتمام ۱۹۴۰ء میں "کلیات سراج" شائع کیا تھا اور اب عرصہ سے یہ کلیات نایاب سا تھا کہیں مل بھی جاتا تو بہت زیادہ اونچی قیمت پر۔ تجارتی بنیادوں پر "کلیات سراج"، کی اشاعت نفع بخش نہیں ہو سکتی کہ

س کی مانگ ممکن نہیں" ترقی اردو بورڈ کا یہ اقدام مستحسن ہے کہ اسی "کلیات سراج" کا عکسی ایڈیشن شائع کیا گیا ہے۔ کتابت کی چند ایک جو غلطیاں تھیں ان کو دور کرنے سے یہ ایڈیشن اور نکھر گیا ہے۔ یقین ہے کہ کلاسیکی ادب کی اشاعت کا ایسا سلسلہ جاری رہے گا۔

سید وحیدالدین سلیم کی "وضع اصطلاحات" بھی نایاب سی تھی۔ ترقی اردو بورڈ نے "وضع اصطلاحات" کی اشاعت کرتے ہوئے بھی اساتذہ، ریسرچ اسکالروں اور طلبا کی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ توقع بے جا نہ ہوگی کہ ترقی اردو بورڈ اردو ادب کی اشاعت جس اخلاص مندی کے ساتھ کر رہا ہے اردو حلقے بھی اسی جذبہ کے ساتھ اس کی خاطر خواہ پذیرائی کریں گے۔

(ڈاکٹر سلیمان اطہر جاوید)

Glossary of Technical Terms

(English-Urdu)

ECONOMICS

فرہنگِ اصطلاحات

معاشیات

ترقی اردو بیورو نئی دہلی

بھارت کا آئین — ایک اور تبصرہ

ترقی اردو بیورو، نئی دہلی نے حال ہی میں ہندستان کے آئین کا مکمل اور مستند ترجمہ شائع کر دیا ہے۔ اس میں یکم جولائی ۱۹۸۰ء تک کی ترمیمات شامل ہیں۔ اس ترجمے کی اشاعت سے طالب علموں، معلموں، صحافیوں اور اردو علاقوں کے سرکاری محکموں اور قانونی حلقوں کی دیرینہ ضرورت پوری ہو گئی ہے۔ اس دستاویز کا اردو ترجمہ راج بھاشا کھنڈ، محکمہ وضع قانون، وزارت قانون، انصاف اور کمپنی امور، حکومت ہند نے فراہم کیا تھا اور مرکزی وزارتِ تعلیم و ثقافت کے ترقی اردو بیورو نے شائع کیا ہے۔

اس جلد کی رسم اجراء حال ہی میں وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے کی تھی، اور اب فروخت کے لیے بازار میں آگئی ہے۔ اس کی قیمت صرف پندرہ روپے رکھی گئی ہے۔ یہ ترجمہ ۴۰۴ صفحات پر محیط ہے۔ آئین کی ۳۹۵ دفعات کو ۲۲ حصوں میں بانٹا گیا ہے۔ ان کے علاوہ نو شیڈول ہیں۔ اس کی تمہید میں یونین اور اس کے علاقے، شہریت، بنیادی حقوق، حق مساوات، حق آزادی اظہار، حق آزادی مذہب، ثقافتی تعلیمی حقوق، آئینی چارہ کاری حقوق، مملکت کی حکمتِ عملی کے ہدایتی اصول اور شہریوں کے بنیادی فرائض بیان کیے گئے ہیں۔ یونین کے حصے میں عاملہ کے تمام شعبے اور ان کے عہدیداروں کے انتخاب، اختیارات اور فرائض بیان کیے گئے ہیں اس میں صدر، نائب صدر، وزیروں کی کونسل، بھارت کے اٹارنی جنرل، پارلیمنٹ کی تشکیل اور کارگزاری، قانون سازی کا طریقۂ کار، یونین کی عدلیہ اور بھارت کے کنٹرولر اور آڈیٹر جنرل کے بارے میں واقفیت بہم پہنچائی گئی ہے۔ ریاستوں کے حصے میں گورنر، وزیروں کی کونسل، ایڈووکیٹ جنرل، مجلس قانون ساز، ان کے ارکان کے اختیارات، مراعات، تحفظات اور طریقۂ کار، عدلیہ اور ماتحت عدالتوں، یونین علاقوں، درج فہرست اور قبائلی رقبوں، یونین اور ریاستوں کے مابین رابطے پر واقفیت بہم پہنچائی گئی ہے۔ مالیات، جائیداد، معاہدات اور مقدمات کے حصے میں یونین اور ریاستوں کے درمیان آمدنی کی تقسیم، متفرق مالیاتی توضیعات، جائیداد کے حق اور بھارت کے علاقے کے اندر تجارت، بیوپار اور لین دین کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ یونین اور ریاستوں کے تحت ملازمتوں کے حصے میں پبلک سروس کمیشن، انتظامی د

دیگر امور کے ٹریبونل، انتخابات اور بعض علاقوں سے متعلق خصوصی توضیحات بیان کی گئی ہیں۔ سرکاری زبان کے حصے میں، یونین کی زبان، سپریم کورٹ اور عدالت ہائے عدلیہ وغیرہ کی زبان، ناگہانی حالت سے متعلق توضیحات آئین کی ترمیم۔ جموں و کشمیر، مہاراشٹر، گجرات، ناگالینڈ، آسام، منی پور، آندھرا پردیش اور سکم کے ریاستوں کے بارے میں عارضی، عبوری اور خصوصی توضیحات کی تفصیل پیش کی گئی ہے۔ آخر میں اصطلاحات کی فرہنگ شامل کی گئی ہے۔ اسے دو حصوں میں بانٹا گیا ہے۔ ایک حصہ اردو کے حروف تہجی اور دوسرا انگریزی کے حروف تہجی کی ترتیب میں درج کیا گیا ہے۔ جس سے اس کتاب کی افادیت میں بے حد اضافہ ہو گیا ہے۔ اگر اس فرہنگ کو الگ طور پر چھپوا کر اخباروں اور تعلیمی اداروں میں تقسیم کیا جائے تو ان آئینی اصطلاحات کے یکساں معیاری فروغ کو تقویت ملے گی اور اردو زبان کے وقار میں اضافہ ہوگا۔

(منصف، حیدرآباد ۔۔۔)

Glossary of Technical Terms

(English-Urdu)

ANTHROPOLOGY

فرہنگِ اصطلاحات

انسانیات

قیمت 4.50

ترقی اردو بیورو نئی دہلی

BUREAU FOR PROMOTION OF URDU
MINISTRY OF EDUCATION & CULTURE
GOVERNMENT OF INDIA

"بھارت کا آئین" سے اقتباس

حصہ ۱۷[1]

سرکاری زبان۔

باب۔۱۔ یونین کی زبان۔

یونین کی سرکاری زبان۔

۳۴۳۔ (۱) یونین کی سرکاری زبان دیوناگری رسم الخط میں ہندی ہوگی۔
یونین کی سرکاری اغراض کے لیے استعمال کیے جانے والے ہندسوں کی شکل بھارتی ہندسوں کی بین الاقوامی شکل ہوگی۔

(۲) فقرہ (۱) میں کسی امر کے باوجود اس آئین کی تاریخ نفاذ سے پندرہ سال کی مدت تک انگریزی زبان کا استعمال یونین کی ان سب اغراض کے لیے برقرار رہے گا جس کے لیے وہ ایسی تاریخ نفاذ کے عین قبل استعمال ہو رہی تھی۔

بشرطیکہ صدر مذکورہ مدت کے اندر یونین کی سرکاری اغراض میں سے کسی غرض کے لیے انگریزی زبان کے علاوہ ہندی زبان اور ہندسوں کی بین الاقوامی شکل کے علاوہ ہندسوں کی دیوناگری شکل کے استعمال کو بذریعہ حکم مجاز کر سکے گا۔

---

[1] اس حصہ کی توضیحات کا اطلاق ریاست جموں و کشمیر پر صرف اس حد تک ہوگا جہاں تک ان کا تعلق ——

(۱) یونین کی سرکاری زبان سے ہے،

(۲) ایک ریاست اور کسی دوسری ریاست کے مابین یا کسی ریاست اور یونین کے مابین مراسلت کی سرکاری زبان سے ہے اور

(۳) سپریم کورٹ میں کارروائی کی سرکاری زبان سے ہے۔

(۳) اس دفعہ میں کسی امر کے باوجود پارلیمنٹ قانون کے ذریعہ پندرہ سال کی مذکورہ مدت کے بعد ——
(الف) انگریزی زبان، یا
(ب) ہندسوں کی دیوناگری شکل،
ایسی اغراض کے لیے استعمال کرنے کی، جن کی صراحت اس قانون میں کی جائے، توضیع کر سکے گی۔

پارلیمنٹ زبان کے لیے کمیشن پارلیمنٹ کی کمیٹی۔

۳۴۴۔ (۱) صدر اس آئین کی تاریخ نفاذ سے پانچ سال کے منقضی ہونے پر اور اس کے بعد ایسی تاریخ نفاذ سے دس سال منقضی ہونے پر بذریعہ حکم ایک کمیشن تشکیل دے گا جو ایک صدر نشین اور آٹھویں فہرست بند میں مندرج مختلف زبانوں کی نمائندگی کرنے والے ایسے دوسرے ارکان پر مشتمل ہوگا جن کا تقرر صدر کرے اور اس حکم میں اس طریق کار کا تعین ہوگا جس کے مطابق کمیشن کام کرے گا۔
(۲) اس کمیشن کا فرض ہوگا کہ وہ حسب ذیل امور کے بارے میں صدر سے سفارشات کرے۔
(الف) یونین کی سرکاری اغراض کے لیے ہندی زبان کا بتدریج استعمال،
(ب) یونین کی تمام سرکاری اغراض یا کسی غرض کے لیے انگریزی زبان کے استعمال پر پابندیاں،
(ج) دفعہ ۳۴۸ میں متذکرہ تمام اغراض یا ان میں سے کسی غرض کے لیے استعمال کی جانے والی زبان،
(د) یونین کی ایک یا زیادہ مصرحہ اغراض کے لیے استعمال کیے جانے والے ہندسوں کی شکل،
(ہ) سرکاری زبان اور یونین اور کسی ریاست کے مابین مراسلت کی زبان اور ان کے استعمال سے متعلق صدر کی جانب سے کمیشن سے رجوع کیا ہوا کوئی دیگر امر۔
(۳) فقرہ (۲) کے تحت اپنی سفارشات کرتے وقت کمیشن بھارت

کی صنعتی، ثقافتی اور سائنسی ترقی کا اور سرکاری ملازمتوں کے بارے میں ان رقبوں کے اشخاص کے جائز حقوق اور مفادات کا جہاں ہندی نہیں بولی جاتی مناسب لحاظ کرے گا۔

(۴) تیس ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جائے گی جن میں سے بیس لوک سبھا کے ارکان اور دس راجیہ سبھا کے ارکان ہوں گے جن کو لوک سبھا کے ارکان اور راجیہ سبھا کے ارکان تناسبی نمایندگی کے طریقہ کے مطابق واحد قابل انتقال ووٹ کے ذریعہ منتخب کریں گے۔

(۵) کمیٹی کا فرض ہوگا کہ فقرہ (۱) کے تحت تشکیل دیئے ہوئے کمیشن کی سفارشوں کی جانچ کرے اور صدر کو ان پر اپنی رائے کی نسبت رپورٹ پیش کرے۔

(۶) دفعہ ۳۴۳ میں کسی امر کے باوجود فقرہ (۵) میں متذکرہ رپورٹ پر غور کرنے کے بعد صدر اس پوری رپورٹ یا اس کے کسی جز کے بموجب ہدایات جاری کر سکے گا۔

باب ۲۔

علاقائی زبانیں۔

ریاست کی سرکاری زبان یا زبانیں۔

۳۴۵۔ دفعات ۳۴۶ اور ۳۴۷ کی توضیعات کے تابع کسی ریاست کی س قانون ساز قانون کے ذریعہ اس ریاست میں استعمال ہونے ں کسی ایک یا زیادہ زبانوں یا ہندی کو اس زبان یا ان زبانوں کی حیثیت ے اختیار کر سکے گی جس کا یا جن کا اس ریاست کی تمام سرکاری اغراض یا امیں سے کسی غرض کے لیے استعمال کیا جانا ہو۔

شرطیکہ جب تک اس ریاست کی مجلس قانون ساز قانون کے یعہ دیگر طور پر توضیع نہ کرے انگریزی زبان ان سرکاری اغراض کے لیے ریاست کے اندر استعمال ہوتی رہے گی جن کے لیے وہ اس آئین کی یخ نفاذ کے عین قبل استعمال ہوتی تھی۔

ایک ریاست اور کسی دوسری ریاست یا کسی ریاست اور یونین کے مابین مراسلت کے لیے سرکاری زبان۔

۳۴۶۔ وہ زبان جس کا یونین میں سرکاری اغراض کے لیے استعمال فی الوقت مجاز کیا گیا ہے ایک ریاست اور کسی دوسری ریاست اور کسی ریاست اور یونین کے مابین مراسلت کے لیے سرکاری زبان ہوگی۔

بشرطیکہ اگر دو یا زیادہ ریاستیں متفق ہو جائیں کہ ہندی زبان ایسی ریاستوں کے مابین مراسلت کے لیے سرکاری زبان ہوگی تو وہ زبان ایسی مراسلت کے لیے استعمال ہو سکے گی۔

اس زبان کے متعلق خصوصی توضیع جسے ریاست کی آبادی کا ایک حصہ بولتا ہو۔

۳۴۷۔ اس بارے میں مطالبہ کیے جانے پر صدر اگر وہ مطمئن ہو کہ کسی ریاست کی آبادی کے قابل لحاظ تناسب کی خواہش ہے کہ وہ ریاست کی کسی زبان کے استعمال کو جس کو وہ بولتے ہیں تسلیم کرے تو ہدایت کر سکے گا کہ ایسی زبان بھی اس ریاست بھر میں یا اس کے کسی حصہ میں اس غرض کے لیے جس کی وہ صراحت کرے، سرکاری طور پر تسلیم کر لی جائے۔

باب ۳۔

سپریم کورٹ اور عدالت ہائے عالیہ وغیرہ کی زبان۔

زبان جو سپریم کورٹ اور عدالت ہائے عالیہ میں اور ایکٹوں اور بلوں وغیرہ کے لیے استعمال ہوگی۔

۳۴۸۔ (۱) اس حصہ کی متذکرہ بالا توضیعات میں سے کسی امر کے باوجود تاوقتیکہ پارلیمنٹ قانون کے ذریعہ دیگر طور پر توضیع نہ کرے ـــ

(الف) سپریم کورٹ اور ہر عدالت العالیہ میں ساری کارروائی انگریزی زبان میں ہوگی۔

(ب) مستند متن ـــ

(i) ان سب بلوں یا ان کی ترمیمات کا جو پارلیمنٹ کے ہر دو ایوان یا کسی ریاست کی مجلس قانون ساز کے ایوان یا ہر دو ایوانوں میں پیش کیے جائیں یا ان کی تحریک کی جائے،

(ii) ان سب ایکٹوں کا جو پارلیمنٹ یا کسی ریاست کی مجلس قانون ساز سے منظور ہوں اور ان سب آرڈیننسوں کا جن کو صدر یا کسی ریاست کا گورنر بذریعہ اعلان نافذ کرے، اور

(ج) ان سب احکام، قواعد، دساتیر العمل اور ذیلی قوانین کا جو اس آئین کے تحت یا پارلیمنٹ یا کسی ریاست کی مجلس قانون ساز کے بنائے ہوئے کسی قانون کے تحت اجرا ہوں۔

انگریزی زبان میں ہوگا۔

(۲) فقرہ (۱) کے ذیلی فقرہ (الف) میں کسی امر کے باوجود کسی ریاست کا گورنر صدر کی ماقبل منظوری سے ہندی زبان یا کسی دوسری زبان کو جو اس ریاست کی سرکاری اغراض کے لیے استعمال ہوتی ہو۔ اس عدالت العالیہ کی کارروائی میں جس کا صدر مقام اس ریاست میں ہو، استعمال کرنے کا مجاز کر سکے گا۔

بشرطیکہ اس فقرہ کے کسی امر کا اطلاق کسی ایسے فیصلہ، ڈگری یا حکم پر نہ ہوگا جو ایسی عدالت العالیہ صادر کرے یا دے۔

(۳) فقرہ (۱) کے ذیلی فقرہ (ب) میں کسی امر کے باوجود جہاں ریاست کی مجلس قانون ساز نے انگریزی زبان کے سوا کسی اور زبان کو اس ریاست کی مجلس قانون ساز میں پیش شدہ بلوں یا اس کے منظور کیے ہوئے ایکٹوں یا اس ریاست کے گورنر کی جانب سے بذریعہ اعلان نافذ کیے ہوئے آرڈیننسوں یا اس ذیلی فقرہ کے فقرہ (۳) میں متذکرہ کسی حکم، قاعدہ، دستور العمل یا ذیلی قانون میں استعمال کے لیے مقرر کیا ہو تو انگریزی زبان میں اس کا ترجمہ جو اس ریاست کے گورنر کے اختیار سے اس ریاست کے سرکاری گزٹ میں شائع ہو اس دفعہ کے تحت انگریزی زبان میں ان کا مستند متن متصور ہوگا۔

زبان سے متعلق بعض قوانین وضع کرنے کا خاص طریق کار۔

۳۴۹۔ اس آئین کی تاریخ نفاذ سے پندرہ سال کی مدت کے دوران پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں سے کسی ایوان میں صدر کی ماقبل منظوری کے بغیر نہ کوئی ایسا بل پیش ہوگا نہ اس میں ترمیم کی تحریک ہوگی جس میں دفعہ ۳۴۸ کے فقرہ (۱) کی متذکرہ اغراض میں سے کسی غرض کے لیے استعمال ہونے والی زبان کی نسبت توضیع درج ہو اور صدر جب تک دفعہ ۳۴۴ کے فقرہ (۱) کے تحت تشکیل دیئے ہوئے کمیشن کی سفارشات اور

اس دفعہ کے فقرہ (۴) کے تحت دی ہوئی رپورٹ پر غور نہ کرلے نہ کسی ایسے بل کو پیش کرنے اور نہ کسی ایسی ترمیم کی تحریک کرنے کے بارے میں اپنی منظوری دے گا۔

باب ۴۔

خاص ہدائتیں۔

شکایتوں کے ازالہ کی درخواستوں میں استعمال ہونے والی زبان۔

۳۵۰۔ ہر شخص کو کسی شکایت کے ازالہ کے لیے یونین یا کسی ریاست کے کسی عہدہ دار یا حاکم کو ان زبانوں میں سے کسی زبان میں، جو یونین یا اس ریاست میں، جیسی کہ صورت ہو، استعمال ہوں عرض داشت پیش کرنے کا حق ہوگا۔

ابتدائی درجے میں مادری زبان میں تعلیم دینے کی سہولتیں۔

۳۵۰ الف۔ ہر ریاست اور اس ریاست کے اندر ہر مقامی حاکم کی کوشش ہوگی کہ لسانی اقلیتی زمروں سے تعلق رکھنے والے بچوں کو تعلیم کے ابتدائی درجے میں مادری زبان میں تعلیم دینے کی کافی سہولتیں مہیا کرے اور صدر کسی ریاست کو ایسی ہدایتیں اجرا کر سکے گا جو ایسی سہولتیں مہیا کرنے کے لیے وہ ضروری یا مناسب سمجھے۔

لسانی اقلیتوں کے لیے خاص عہدیدار۔

۳۵۰ ب۔ (۱) لسانی اقلیتوں کے لیے ایک خاص عہدہ دار ہوگا جس کا تقرر صدر کرے گا۔

(۲) اس خاص عہدے دار کا فرض ہوگا کہ اس آئین کے تحت لسانی اقلیتوں کے لیے دیئے ہوئے تحفظات کے متعلق سب امور کی تفتیش کرے اور صدر کو ان امور پر ایسے وقفوں سے، جن کی صدر ہدایت دے، رپورٹ کرے اور صدر ایسی ساری رپورٹوں کو پارلیمنٹ کے ہر ایوان میں پیش کروائے گا اور متعلقہ ریاستوں کی حکومتوں کو بھجوائے گا۔

ہندی زبان کو فروغ دینے کے لیے ہدایت۔

۳۵۱۔ یونین کا یہ فرض ہوگا کہ ہندی زبان کی اشاعت کو فروغ دے تاکہ وہ بھارت کی ملی جلی تہذیب کے تمام عناصر کے لیے اظہار خیال کے

ذریعہ کے طور پر کام آئے اور اس کے مزاج میں خلل انداز ہوئے بغیر ہندوستانی اور آٹھویں فہرست بند میں مندرجہ بھارت کی دوسری زبانوں میں استعمال ہونے والی تراکیب، اسلوب اور اصطلاحات کو جذب کرکے اور جہاں بھی ضروری ہو یا مناسب ہو اس کے ذخیرہ الفاظ کے لیے اولاً سنسکرت اور ثانیاً دوسری زبانوں سے اخذ کرکے اس کو مالا مال کرے۔
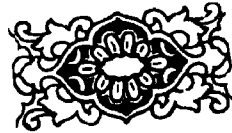
بھارت کا آئین
کی

اصطلاحات
(اردو - انگریزی)

الف

·3 (c)	Water course	آب گزر
16 (2) Prov	Initial order	ابتدائی حکم
	Writing under his hand	اپنی دستخطی تحریر
׀ (2)	Warrant under hand and seal	اپنے دستخط اور مہر سے حکم نامہ
)	Undertake	اپنے ذمہ لینا
2	Appeal	اپیل
(1)(b)	Impeachment	اتہام بدنظمی
7 (3)	Attorney	اٹارنی
׀ (a)	Assets	اثاثے
׀ (12)	Commodities	اجناس
.ist-II/39	Powers,privileges & immunities	اختیارات، مراعات اور تحفظات
(4)	Borrow	ادھار لینا
	Intercourse	ارتباط
3)(a)	Ordinance	آرڈی نینس
)	Redress	ازالہ
(2)	Defamation	ازالہ حیثیت عرفی
	Speaker	اسپیکر
׀ (26)	Stock	اسٹاک

Art. 366 (12)	Articles	اشیا
Art. 13 (3)(a)	Notification	اطلاع نامہ
Art. 122 (1)	Call in question	اعتراض کرنا
Art. 123 (1)	Promulgate	اعلان کرنا
Art. 324 (2)	Chief Election Commissioner	اعلیٰ انتخابی کمشنر
Sch. 1	Chief Commissioner's provinces	اعلیٰ کمشنروں کے صوبے
Art. 48	Animal Husbandary	افزائش حیوانات
Art. 19 (2)	Sovereignty and integrity	اقتدار اعلیٰ اور سالمیت
Sch. III	Solemnly affirm	اقرار صالح کرنا
Sch. VII List-1 (26)	Beacon	آکاش دیا
Art. 311 (2)	Charges	الزامات
Art. 32 (2)	Writ of prohibition	امتناعی رٹ
Art. 61 (2) (a)	Prefer a charge	الزام لگانا
Art. 15 (1)	Discriminate against	امتیاز کرنا
Art. 31 A (2)(a)	Estate	املاک
Art. 25 (1)	Public order	امن عامہ
Art 51 (a)	Peace and Security	امن اور سلامتی
Art. 19 (1) (c)	Association	انجمن
Sch. VI 6(2)	Cooperative Society	انجمن امداد باہمی
Art, 54	Electoral College	انتخابی جماعت
Art. 324 (2)	Election Commission	انتخابی کمیشن
Art. 375	Ministerial	انتظامی
Art. 142 (2)	Discovery	انکشاف
Sch. VII List 1/6	Atomic energy	ایٹمی توانائی
Art. 127	Ad hoc Judge	ایڈہاک جج
Preamble	Constitution	آئین
Art. 368 (1)	Constituent power	آئین سازی کا اختیار

Art. 32 heading	Constitutional remedy	آئینی چارہ کار

ب

Art. 31 B	Competent legislature	بااختیار مجلس قانون ساز
Art. 114 (2)	Charged on	بار پڑے گا
Art. 13 (2)	Void	باطل
Art. 326	Adult suffrage	بالغوں کا حق رائے دہی
Art. 236 (b)	Exclusively	بالکلیہ
Art. 239 (2)	Notwithstanding anything contained in therein	باوجود کسی امر کے جو اس میں درج ہے
Sch. VII List-1/95	Admiralty Jurisdiction	بحری عدالت کا اختیار سماعت
Art.124 (5)	Misbehaviour	بداطواری
Art. 3 (e)	Alter	بدلنا
Art. 85 (2)(a)	Prorogue	برخاست کر دینا
Art. 190 (4) prov	Prorogue or adjourn	برخاست کرنا یا ملتوی کرنا
Art. 297 (3)	Continental shelf	براعظمی کنارہ آب
Art. 169	Abolition	برخاستگی
Art. 311(1)	Disimissed	برطرف
Art. 34	Indemnify	بری الذمہ کرنا
Art. 3 (e) prov	Bill	بل
Art. 114	Appropriation Bill	بل تصرف رقم
Art 81 (1)(a)	Direct election	بلا واسطہ انتخاب
Art. 276 (1)	Municipality	بلدیہ
Art. 226 (2)	Cause of action	بنائے دعویٰ
Sch.VII List-I/28	Port quarantine	بندرگاہی قرنطینہ
Sch. VII List-II (4)	Borstal	بورسٹل
Art. 1 (3)	India	بھارت
Art. 124 (1)	Chief Justice of India	بھارت کا اعلیٰ جج

Art. 110 (1) (f)	Public Account of India	بھارت کا سرکاری کھاتہ
Art. 132 (1)	Territory of India	بھارت کا علاقہ
Art. 12	Government of India	بھارت کی حکومت
Art. 8	Dominion of India	بھارت کی ڈومینین
Art. 360 (1)	Credit of India	بھارت کی ساکھ
Art. 352 (1)(Exp)	Security of India	بھارت کی سلامتی
Art. 363 (1)	Ruler of Indian State	بھارتی ریاست کا حکمراں
Art. 8	Indian origin	بھارتی نژاد
Art. 352 (1)	External aggression	بیرونی حملہ
Sch VII List-III(27)	Displaced persons	بے گھر اشخاص

پ

Art. 33	Parliament	پارلیمنٹ
Art. 31A (1)(e)	Lease	پٹہ
Art. 366 (17)	Provident fund	پراویڈنٹ فنڈ
Sch. II	Retirement gratuity	پینشن گریچوٹی
Art. 76 (3)	Right of audience	پیروی کرنے کا حق
Art. 293 (3)	Predecessor government	پیش رو حکومت

ت

Sch. VII List-II (4)	Reformatory	تادیب خانہ
Art. 5	Commencement	تاریخ نفاذ
Sch. VII List-I (67)	Historical monuments and records	تاریخی یادگاریں اور ریکارڈ
Art. 72 (1)	Commute	تبدیل کرنا
Sch. I	Alteration of boundaries	تبدیلی حدود
Art. 65 (3)	Immunities	تحفظات
Art. 336 (1) prov	Reservations	تحفظات

Art. 303 (1)	Trade and commerce	تجارت اور بیوپار
Art. 281	Explanatory memorandum	تشریحی یادداشت
Art. 134(1) (c)	Certify	تصدیق کرنا
Art 114	Appropriation	تصرف
Art. 136 (1)	Determination	تصفیہ
Art. 35 (b)	Adaptation	تطبیق
Art. 239B (1) prov	Suspension	تعطل
Sch. II	Vacation	تعطیلات
Art. 31A (2)(a)(iii)	Structure	تعمیر
Sch VII List-II/33	Amusements	تفریحات
Art. 4	Supplemental	تکملی
Art. 244A (2) (e)	Supplemental, incidental and consequental	تکملی ضمنی اور نتیجی
Art. 55 (3)	Proportional representaton	تناسبی نمائندگی
Art. 13 (1)	Inconsistency	تناقض
Art. 334 (b) prov	Dissolution	توڑنا
Art. 4	Provisions	توضیحات
Sch.VII List-I/53	Oil fields	تیل کے خطے

ث

Art. 112 (3)(f)	Arbitral Tribunal	ثالثی ٹربیونل

ج

Art. 296	Bona vacantia	جائیداد لاوارث
Art. 23 (2)	Compulsory service	جبری خدمت
Art. 124 (2)	Judge	جج

Art. 320 (3) (e)	Injury	جسمانی ضرر
Art. 240 (1) prov	Body	جماعت
Art. 145 (2)	Single judgesand divisionscourts	جلسہ منفردہ اور جلسہ متفقہ
Sch. VII List-III (16)	Lunacy	جنون
Art. 329 (a)	Validity	جواز

ح

Art. 251	Shall prevail	حاوی رہے گا
Sch. VI 5(1)	Transportation for life	حبس دوام بعبور دریائے شور
Art 327	Delimitation	حد بندی
Art. 269 (1) (c)	Terminal taxes	حدواری ٹیکس
Art 276 (1)	Callings	حرفے
Sch. VII List-I (49)	Copyright	حق طبع وتصنیف
Art. 30 (1A)	Restrict or abrogate the right	حق کو محدود یا ساقط کرنا
Art. 144	Authorities	حکام
Sch. VII List I/3	Cantonment authorities	حکام چھاونی
Art. 72	Reprieve	حکم التوائے سزائے موت
Art. 296	Ruler	حکمران
Art. 188	Subscribe on oath	حلف نامہ پر دستخط کرنا

خ

Sch. III	Swear in the name of god	خدا کے نام سے حلف اٹھانا
Art. 110 (1)(e)	Expenditure	خرچ
Art. 244 A (1)	Autonomous state	خوداختیاری ریاست
VI Sch./1	Autonomous regions	خوداختیاری علاقے

د

Art. 2	Admission	داخلہ

VII Sch. List-II 45	Records of rights	داخلہ حقوق اراضی
VI Sch. (2)(3)	Perpetual succession	دائمی تسلسل
VI Sch (3)(1)(a)	Occupation	دخل
Art. 15 (4)	Scheduled Castes	درج فہرست ذاتیں
Art. 371A (3)	Removing difficulty	دشواری رفع کرنا
VII Sch. List-III 16	Mental deficiency	دماغی فتور
Art. 324 (4)	Biennial election	دوسالہ انتخاب
Art 366 (8)	Debt	دین

ذ

Art. 31A (2)(b)	Under proprietor	ذیلی مالک
Art. 279 (2)	Incidental or anciliary matters	ذیلی یا ضمنی امور

Sch.VI 8 (3) (c)	Tolls	راہداری
Art. 32 (2)	Quowarranto, writ of	رٹ اظہار اختیار
Art. 32 (2)	Mandamus, writ of	رٹ تاکیدی
Art. 32 (2)	Habeas corpus, writ of	رٹ حاضری ملزم
Art. 32 (2)	Certiorari, writ of	رٹ مسل طلبی
Sch. II	Joining time	رجوع ہونے کی مدت
Art. 125 (2)	Leave	رخصت
Art. 3	Alteration	ردوبدل
Art. 13(3)(a)	Usage	رسم
Art. 268 (1)	Stamp duties	رسوم اسٹامپ
Art. 326	Corrupt or illegal paractice	رشوت ستانی یا بدعنوانی
Art. 22 (3) (a)	Alien, enemy	رعایا ملک غیر
Art. 110 (1)(b)	Borrowing of money	رقم ادھار لینا

Art. 107 (1)	Money bills	زری بل
Art. 116 (1)(a)	Grant	زری منظوری
Art. 13 (3)(a)	Custom	رواج
Sch. VII List-1/26	Light house	روشنی مینار
Art. 121	Conduct	رویہ
Art. 101 (2)	Legislatureof the state	ریاست کی مجلس قانون ساز
Art. 378 A	States reorganisation	ریاستوں کی تنظیم جدید

ز

Art. 366 (29)	Excess profits tax	زائد منافع ٹیکس
Art. 42	Maternity relief	زچگی کے لیے امداد
Art. 275 (1)	Capital	زر اصل
Art. 270(1)	Agricultural income	زرعی آمدنی
Sch. VII List II (30)	Relief of agricultural — indebtedi.ass	زرعی قرضداری دور کرنا
Sch VII List-1/36	Legal tender	زر قانونی
Sch. VII List I (36)	Foreign exchange	زر مبادلہ
Sch. VII List II (18)	Landlord and tenant	زمیندار اور لگاندار

س

Art. 112	Annualfinancialstatement	سالانہ مالیاتی گوشوارہ
Art. 269 (1) (d)	Freights	سامان بھاڑا
Art. 271	Surcharge	سرچارج
Art. 280 (3) (b)	Grants-in-aid	سرکاری امدادیں
Art. 366 (19)	Official gazette	سرکاری گزٹ
Art. 72 (1)	Respite	سزا کا التوا
Sch VII(1) (20)	Pilgrimage	سفر زیارت
Art. 366 (2)	Male line	سلسلہ ذکور

Art. 268 (1)	Toilet preparations	سنگھار کی تیار چیزیں
Art. [illegible]	Civil	سول

ش

Art. 352 (1)	Grave emergency	شدید ناگہانی حالت
Art 309	Conditions of service	شرائط ملازمت
Art. 262 (2)	Complaint	شکایت
Art. 31A (2)(b)	Sub-proprietor	شکمی مالک
Art. 311 (2) prov	Evidence, adduce	شہادت پیش کرنا
Art. 5	Citizenship	شہریت
Art 11	Termination of citizenship	شہریت کو ختم کرنا

ص

Art. 76(4)	During the pleasure of the President	صدر کی خوشنودی تک حاصل رہنے تک
Art. 231 (2)(c)	Principal seat	صدر مستقر
Art. 269 (1)(e)	Stock exchange	صرافہ

ض

Art. 4	Incidental	ضمنی

ط

Art. 227 (2)(b)	Practice	طریق کار
Art. 364 (2)(b)	Aircraft	طیارہ

ظ

x

ع

Art. 87(1)	General election	م انتخاب
Sch. VI (2)(3)	Common seal	م مہر
Art. 166 (1)	Executive action	ملانہ کارروائی
Art. 286	Impose	ذ کرنا
Sch. VI/19	Transitional provisions	ری توضیعات
Sch. VII List II/12	Museum	ب گھر
Art. 359 (1)	Move any court	لت میں درخواست کرنا
Art. 225	Administration of justice	گستری
Art. 350	Representation	داشت پیش کرنا
Preamble	Belief	ہ
Art. 81 (1)(b)	Territorial constituencies	ائی انتخابی حلقے
Art. 324 (4)	Regional commissioner	ائی کمشنر
Art. 1(2,	Territory	ہ
Art. 206	Votes on account	حساب رقمی منظوری
Preamble	Democratic republic	جمہوریہ
Art. 296	Escheat	بحق سرکار
Art 131prov	Treaty	امہ
Art. 90	Hold office	ہ فائز ہونا

غ

Art. 102 (1)(c)	Undischarged insolvent	الذمہ دیوالیہ
Art. 160	Contingency	قع حالت
Art. 25 (2)(a)	Secular activity	ی سرگرمی

ف

Art. 102 (1 e 1)	Unsound mind, of	قل

Art. 326	Unsoundness of mind	فتور عقل
Art. 331	Community	فرقہ
Art. 3 Expl	Clause	فقرہ
Art. 110 (1) (e)	Fund	فنڈ
Sch. VII List II/61	Capitation tax	فی کس ٹیکس

ق

Art. 43	Living wage	قابل گزارہ اجرت
Sch. VII List 1/21	Law of nations	قانون اقوام
Art. 14	Equality before law	قانون کے روبرو مساوات
Art. 248	Residuary power of legislation	قانون سازی کا بقیہ اختیار
Art. 22	Legal practitioner	قانونی پیشہ ور
Art. 20 (2)	Prosecute	قانونی کارروائی کرنا
Art. 165 (2)	Legal character	قانونی نوعیت
Sch. VII List III 6	Deeds	قبالے
Art. 366 (25)	Tribal Communitis	قبائلی فرقے
Art 31C	Declaration	قرار دینا
Art. 112 (3)(c)	Sinking fund charges	قرض ادائی فنڈ کے مصارف
Sch. VII (1) 21	Piracy	قزاقی
Sch. V 5 (2)(c)	Money lender	قرض دہندہ
Art. 131 prov	Covenant	قول و قرار

ک

Art. 19 (6)(ii)	Corporation	کارپوریشن
Art. 270 (4)(a)	Corporation tax	کارپوریشن ٹیکس
Art 224	Acting	کارگزار
Art 227 (2)(b)	Proceedings	کارروائی

Sch VI. 6 (1)	Cattle pounds, pounds	انجی حوض
Art. 16 (5)	Professing a religion	کسی مذہب کو ماننے والا
Art. 366 (26)	Securities	کفالتیں
Art. 11	Derogate from	کم کرنا
Sch. VII List 1/21	High seas	کھلا سمندر
	گ	
Sch. VII List 1/ 5	Ammunition	گولا بارود
	ل	
Art. 31A (1)(e)	Licence	لسنس
Art. 31A (2)(b)	Tenure holder	گان دار
Art. 31A(2)(a)	Land tenure	گانداری
	م	
Art. 31A (2)(b)	Proprietor	ک
Art. 336 (2)	Shall bar	ع ہوگا
Sch. VII List I/57	Fishing and fisheries	ی گیری اور ماہی گاہیں
Art. 254 (1)	Concurrent list	وازی فہرست
Art. 275 (1) Prov	Recurring sums	ائی رقمیں
Art. 269 (1)(b)	Estate duty	صول املاک
Art. 273 (2)	Export duty	صول برآمد
Sch. VI 3(1)(a)	Reserved forest	وظ جنگل
Art. 76 (4)	Remuneration	تانہ
Art. 357 (2)	Competent	
Art. 110 (1)(c)	Consolidated fund	فنڈ
Art. 16(5)	Governing body	س انتظامی
Art. 187 (1)	Legislature	ا قانون ساز

Sch. VI 5 (1)	Indian Penal Code	مجموعہ تعزیرات ہند
Sch. VII List1 84(b)	Narcotic drugs	مخدر مفردات
Art. 16 (5)	Religious or denominational institution	مذہبی یا فرقہ وار ادارہ
Sch. VII List 1/(8)	Central Bureau of Intelligence & Investigation	مرکزی محکمہ خفیہ و سراغ رسانی
Art. 53 (1)	Vested	مرکوز
Art. 5	Domicile	مستقل جائے سکونت
Art. 366 (2)	Domociled, is	مستقل جائے سکونت ہو
Art. 348 (1)(b)	Authoritative text	مستند متن
Art. 72 (2)	Armed forces	مسلح افواج
Art. 18 (4)	Emolument	مشاہرہ
Art. 88	Joint sitting	مشترکہ نشست
Art. 87 (1)	Assemble together	مشترکہ اجلاس کرنا
Art 112 (3)(c)	Debt charges	مصارف دین
Art. 72	Pardon	معافی
Art. 222 (2)	Compensatory allowance	معاوضہ الاؤنس
Art. 47	Drugs	مفرد ادویہ
Art. 321	Local authority	مقامی حاکم
Art. 142 (1)	Cause or matter	مقدمہ یا امر نزاعی
Art 16 (2)	Employment	ملازمت
Art 235	Judicial service	ملازمت عدلیہ
Art 309	Services	ملازمتیں
Sch. VII List 1 17	Naturalisation	ملکی بنانا
Art. 297 (3)	Territorial waters	ملکی سمندر
Art 195	Corresponding	مماثل
Sch VII List 1 1	Conducive	ممد و معاون
Art. 9	Foreign state	مملکت غیر

Art. 28 (1)	State fund	مملکتی فنڈ
Sch. VI (1)	Appended	منسلک
Art. 335	Post	منصب
Art. 13(3)(b)	Law Passed	منظور کیا ہوا قانون
Art. 366 (2)	Progenitor	مورث
Art. 246	Subject matter	موضوع
Art 118 (2)	Chairman	میر مجلس

ن

Art. 233A (b)	illegal or invalid	ناجائز یا باطل
Sch. VII List III (9)	Bankruptcy and insolvency	ناداری اور دیوالیہ
Art. 239	Administrator	ناظم الامور
Art. 172 (1)	Proclamation of emergency	ناگہانی حالت کا اعلان نامہ
Art. 178	Deputy Speaker	نائب اسپیکر
Art. 4 (1)	Consequential provisions	نتیجی توضیعات
Art. 16	Descent	نسب
Sch. VII List 1/49	Merchandise marks	نشانات مال و تجارت
Sch. IV	Allocation of seats	نشستوں کی تقسیم
Art. 47	Intoxicating drinks	نشہ آور مشروبات
Art. 129	Court of record	نظیری عدالت
Art. 172 (1)	Cease to operate	نفاذ ختم ہونا
Art. 227 (4)	Superintendence	نگرانی

و

Art. 112 (3) (d)	Pension payable	واجب الادا پنشن
Sch. VII List III/29	Infectious or Contagious disease	وبائی یا متعدی بیماری
Art. 80 (4)	Single transferable vote	واحد قابل انتقال ووٹ

Art. 289 (1) (e)	Future market	وعدہ بازار
Sch. VII List III 5	Intestacy	وفات بلا وصیت
Art. 194 (2)	Vote	ووٹ

ہ

Sch. VII List 1/29	Air traffic	ہوائی آمد و رفت
Art. 364 (2)(b)	Air navigation	ہوائی جہاز رانی
Art. 364 (2) (b)	Airways	ہوائی راستے

ی

Art. 49	Monument	یادگار
Art. 1	Union	یونین
Art. 370 (1)(b)(1)	Union list	یونین فہرست

اصطلاحات

(انگریزی-اردو)

A

Abolition	برخاستگی	Art. 169
Acting	کارگزار	Art. 224
Adaptation	تطبیق	Art. 35 (b)
Adhoc judge	ایڈھاک جج	Art. 127
Administration of justice	عدل گستری	Art. 225
Administrator	ناظم الامور	Art. 239
Admiralty jurisdiction	بحری عدالت کا اختیار سماعت	VII Sch. List 1/95
Admission	داخلہ	Art. 2
Adult suffrage	بالغوں کا حق رائے دہی	Art 32€
Agricultural income	زرعی آمدنی	Art. 270 (1)
Aircraft	طیارہ	Art. 364 (2)(b)
Air navigation	ہوائی جہاز رانی	Art. 364 (2)(b)
Air traffic	ہوائی آمدورفت	VII Sch. List 1/29
Airways	ہوائی راستے	Art. 364 (2)(b)
Alien, enemy	رعایا ملک غیر	Art. 22 (3) (a)
Allocation of seats	نشستوں کی تقسیم	Sch IV
Alter	بدلنا	Art. 3

Art. 3	Alteration	ردوبدل
Ist Sch	Alteration of Boundaries	تبدیلی حدود
VII Sch. List I/5	Ammunition	گولا بارود
VII Sch. List II/33	Amusements	تفریحات
Art 48	Animal husbandary	افزائش حیوانات
Art. 112	Annual financial statement	سالانہ مالیاتی گوشوارہ
Art. 132	Appeal	اپیل
VI Sch (1)	Appended	منسلک
Art. 114	Appropriation	تصرف
Art. 114	Appropriation bill	بل تصرف رقم
Art. 113 (3) (f)	Arbitral tribunal	ثالثی ٹریبونل
Art. 72 (2)	Armed forces	مسلح افواج
Art. 366 (12)	Articles	اشیاء
Art. 87 (1)	Assemble together	مشترکہ اجلاس کرنا
Art. 294 (a)	Assets	اثاثے
Art. 19 (1)(c)	Association	انجمن
VII Sch. List I/6	Atomic energy	ایٹمی توانائی
Art. 227 (3)	Attorney	اٹارنی
Art. 348 (1) (b)	Authoritative text	مستند متن
Art. 144	Authorities	حکام
VI Sch./1	Autonomous regions	خود اختیاری علاقے
Art. 244 A (1)	Autonomous state	خود اختیاری ریاست

B

VII Sch. List II (9)	Bankruptcy and insolvency	ناداری اور دیوالیہ
VII Sch. List I (26)	Beacons	آکاش دیا
Preamble	Belief	عقیدہ

دو سالہ انتخاب	Art. 324 (4)	**Biennial election**
بل	Art. 3 (e) Prov	**Bill**
جماعت	Art. 240 (1) Prov	**Body**
جائیداد لاوارث	Art. 296	**Bona vacantia**
ادھار لینا	Art 366 (4)	**Borrow**
رقم ادھار لینا	Art. 110 (1)(b)	**Borrowing of money**
بورسٹل	VII Sch. List II (4)	**Borstal**

C

اعتراض کرنا	Art. 122 (1)	**Call in question**
حرفے	Art. 276 (1)	**Callings**
حکام چھاؤنی	VII Sch. List 1/3	**Cantonment authoriti**
زر اصل	Art. 275 (1)	**Capital**
فی کس ٹیکس	VII Sch. List II/61	**Capitation tax**
کانجی ہاؤس	VI Sch 8(1)	**Cattle pounds**
بنائے دعویٰ	Art. 226 (2)	**Cause of action**
مقدمہ یا امر نزاعی	Art. 142 (1)	**Cause or matter**
نفاذ ختم ہونا	Art. 172 (1)	**Cease to operate**
مرکزی محکمہ خفیہ و سراغ رسانی	VII Sch. List 1/8	**Central Bureau of intelligecne and investigatio**
تصدیق کرنا	Art 134 (1)(c)	**Certify**
رٹ مسل طلبی	Art. 32 (2)	**Certiorari, writ of**
میر مجلس	Art. 118 (2)	**Chairman**
بار پڑے گا	Art. 114 (2)	**Charged on**
الزامات	Art. 311 (2)	**Charges**
اعلیٰ کمشنروں کے صوبے	Ist Sch	**Chief Commissioners,Provinces**
اعلیٰ انتخابی کمشنر	Art. 324 (2)	**Chief Election Commission**

Chief Justice of India	بھارت کا اعلیٰ جج	Art. 124 (1)
Citizenship	شہریت	Art. 5
Civil	سول	Art. 144
Clause	فقرہ	Art. 3 Expl
Commencement	تاریخ نفاذ	Art. 5
Common seal	عام مہر	VI Sch 2 (3)
Commodities	اجناس	Art. 366 (12)
Community	فرقہ	Art. 331
Commute	تبدیل کرنا	Art. 72 (1)
Compensatory allowance	معاوضہ الاؤنس	Art. 222 (2)
Competent	مجاز	Art. 357 (2)
Competent legislature	بااختیار مجلس قانون ساز	Art. 31 B
Complaint	شکایت	Art. 282 (2)
Compulsory service	جبری خدمت	Art. 23 (2)
Concurrent list	متوازی فہرست	Art. 254 (1)
Conditions of service	شرائط ملازمت	Art. 309
Conducdive	ممد و معاون	VII Sch. List 1/I
Conduct	رویہ	Art. 121
Consequential provisions	نتیجی توضیحات	Art. 4 (1)
Consolidated fund	مجتمعہ فنڈ	Art. 110 (1)(c)
Constituent power	آئین سازی کا اختیار	Art. 368 (1)
Constitution	آئین	Preamble
Constitutional remedies	آئینی چارہ کار	Art. 32 heading
Contingency	غیر متوقع حالت	Art. 160
Continental shelf	براعظمی کنارہ آب	Art. 297 (3)

Cooperative society	انجمن امداد باہمی	VI Sch. 6 (2)
Copy right	حق طبع وتصنیف	VII Sch. List 1
Corporation	کارپوریشن	Art. 19 (6)(ii)
Corporation tax	کارپوریشن ٹیکس	Art. 270 (4)(a)
Corresponding	مماثل	Art. 195
Corrupt or illegal practice	رشوت ستانی یا بدعنوانی	Art. 326
Council of Ministers	وزیروں کی کونسل	Art. 74
Court of record	نظیری عدالت	Art. 129
Covenant	قول و قرار	Art. 131 Prov
Credit of India	بھارت کی ساکھ	Art. 360 (1)
Custom	رواج	Art.13 (3) (a)

D

Debt	دین	Art. 366 (8)
Debt charges	مصارف دین	Art. 112 (3)(
Declaration	قرار دینا	Art. 31 C
Deeds	قبالے	VII Sch. List I
Defamation	ازالہ حیثیت عرفی	Art. 19 (2)
Delimitation	حدبندی	Art. 327
Democratic Republic	عوامی جمہوریہ	Preamble
Deputy Speaker	نائب اسپیکر	Art. 178
Derogate from	کم کرنا	Art. 11
Descent	نسب	Art. 16
Determination	تصفیہ	Art. 136 (i)
Direct election	بلا واسطہ انتخاب	Art. 81 (1)(
Discovery	انکشاف	Art. 142 (2)
Discriminate against	امتیاز کرنا	Art. 15 (1)

Dismissed	برطرف	Art. 311 (1)
Displaced, persons	بے گھر اشخاص	VII Sch. List III(27)
Dissolution	توڑنا	Art. 334 (b) Prov
Domicile	مستقل جائے سکونت	Art. 5
Domiciled, is	مستقل جائے سکونت ہو	Art. 366 (2)
Dominion of India	بھارت کی ڈومینین	Art. 8
During the pleasure of the President	صدر کی خوشنودی حاصل رہنے تک	Art. 76 (4)
Drugs	مفرد ادویہ	Art. 47

E

Election Commission	انتخابی کمیشن	Art. 324 (2)
Electoral College	انتخابی جماعت	Art. 54
Emolument	مشاہرہ	Art. 18 (4)
Employment	ملازمت	Art. 16 (2)
Enemy alien	رعایا ملک غیر	Art. 22 (3)(a)
Equality before law	قانون کے روبرو مساوات	Art. 14
Escheat	عود بحق سرکار	Art. 296
Estate	املاک	Art. 31A (2)(a)
Estate duty	محصول املاک	Art. 269 (1)(b)
Evidence, adduce	شہادت پیش کرنا	Art. 311 (2) Prov
Excess profits tax	زائد منافع ٹیکس	Art. 366 (29)
Exclusively	بالکلیہ	Art. 236 (b)
Executive action	عاملانہ کارروائی	Art. 166 (1)
Expenditure	خرچ	Art. 110 (1)(e)
Explanatory memorandum	تشریحی یادداشت	Art. 281

Export duty	محصول برآمد	Art. 273 (2)
External agression	بیرونی حملہ	Art. 352 (1)

F

Fishing and fisheries	ماہی گیری اور ماہی گاہیں	VII Sch. List 1/57
Foreign exchange	زرمبادلہ	VII Sch. List 1/36
Foreign state	مملکت غیر	Art. 9
Freights	سامان کا بھاڑا	Art. 269 (1) (d)
Fund	فنڈ	Art. 110 (1)(c)
Future market	وعدہ بازار	Art. 269 (1) (e)

G

General election	عام انتخاب	Art. 87 (1)
Governing body	مجلس انتظامی	Art. 16 (5)
Government of India	بھارت کی حکومت	Art. 12
Grant	رقمی منظوری	Art. 116 (1)(a)
Grants-in-aid	سرکاری امدادیں	Art. 280 (3)(b)
Grave emergency	شدید ناگہانی حالت	Art. 352 (1)

H

Habeas corpus, writ of	رٹ حاضری ملزم	Art. 32 (2)
High seas	کھلا سمندر	VII Sch. List I/[illegible]
Historical monuments and records	تاریخی یادگاریں اور ریکارڈ	VII Sch. List I/6
Hold office	عہدہ پر فائز ہونا	Art. 90

I

illegal or invalid	ناجائز یا باطل	Art. 233A (b)
Immunities	تحفظات	Art. 65 (3)
Impeachment	اتہام بدنظمی	Art. 56 (1)(b)
Impose	عائد کرنا	Art. 286
Incidental	ضمنی	Art. 4
Incidental or anciliary matters	ذیلی یا ضمنی امور	Art. 279 (2)
Inconsistency	تناقض	Art. 13 (1)
Indemnify	بری الذمہ کرنا	Art. 34
India	بھارت	Art. 1 (3)
Indian Penal Code	مجموعہ تعزیرات بھارت	VI Sch. 5 (1)
Indian origin	بھارتی نژاد	Art. 8
Infectious or contagious diseased	وبائی یا متعدی بیماری	VII Sch. List III 29
Initial order	ابتدائی حکم	VI Sch.16(2)prov
Injury	جسمانی ضرر	Art. 320 (3)(e)
Inoperative, shall be	نافذ نہ رہے گا	Art. 251
Intercourse	ارتباط	Art. 301
Intestacy	وفات بلا وصیت	VII Sch. List III/5
Intoxicating drink	نشہ آور مشروبات	Art. 47

J

Joining time	رجوع ہونے کی مدت	IInd Sch
Joint sitting	مشترکہ نشست	Art. 88
Judge	جج	Art. 124 (2)

Judicial service	ملازمت عدلیہ	Art. 236

L

Landlord and tenant	زمیندار اور لگاندار	VII Sch. List II 18
Land tenure	لگانداری	Art. 31A (2)(a)
Law of Nations	قانون اقوام	VII Sch. List 1/21
Law passed	منظور کیا ہوا قانون	Art. 13 (3)(b)
Lease	پٹہ	Art. 31A (1)(e)
Leave	رخصت	Art. 125 (2)
Legal character	قانونی نوعیت	Art. 165 (2)
Legal Practitioner	قانونی پیشہ ور	Art. 22 (1)
Legal tender	زر قانونی	VII Sch. List 1/36
Legislature	مجلس قانون ساز	Art. 187 (1)
Legislature of the State	ریاست کی مجلس قانون ساز	Art. 101 (2)
Licence	لائسنس	Art. 31A (1)(e)
Light house	روشنی مینار	VII Sch. List 1/26
Living wage	قابل گزارہ اجرت	Art. 43
Local authority	مقامی حاکم	Art. 321
Lunacy	جنون	VII Sch. List III 16

M

Male line	سلسلہ ذکور	Art. 366 (2)
Mandamus, writ of	رٹ تاکیدی	Art. 32 (2)
Martial law	مارشل لا	Art. 34
Maternity relief	زچگی کے لیے امداد	Art. 42
Mental deficiency	دماغی فتور	VII Sch. List III 16

Merchandise marks	نشانات مال وتجارت	VII Sch. List I/49
Ministerial	انتظامی	Art. 375
Misbehaviour	بد اطواری	Art. 124 (5)
Money bills	رقمی بل	Art. 107
Money lender	قرض دہندہ	V Sch. 5 (2)(c)
Monument	یادگار	Art 49
Move any court	عدالت میں درخواست کرنا	Art. 359 (1)
Municipality	بلدیہ	Art. 276 (1)
Museum	عجائب گھر	VII Sch. List II/12

N

Narcotic drugs	مخدر مفردات	VII Sch.List1/84(b)
Naturalisation	ملکی بنانا	VII Sch. List 1/17
Notification	اطلاع نامہ	Art. 13 (3)(a)
Notwithstanding anything contained in	باوجود کسی امر کے جو اس میں درج ہو	Art. 239 (2)

O

Occupation	دخل	VI Sch.(3)(1)(a)
Official Gazette	سرکاری گزٹ	Art. 3 66/19
Oil fields	تیل کے خطے	VII Sch. List 1/53
Ordinance	آرڈی نینس	Art. 13 (3)(a)

P

Pardon	معافی	Art. 72
Parliament	پارلیمنٹ	Art. 33

Peace and security	امن اور سلامتی	Art. 61 (a)
Pension payable	واجب الادا پنشن	Art. 112 (3)(d)
Perpetual succession	دائمی تسلسل	VI Sch. (2)(3)
Pilgrimage	سفر زیارت	VII Sch. 20
Piracy	قزاقی	VII Sch.(1) 21
Port quarantine	بندرگاہی قرنطینہ	VII Sch. List1/28
Post	منصب	Art. 335
Pounds	کانجی ہاؤس	VII Sch. List II/15
Powers, privileges and immunities	اختیارات، مراعات اور تحفظات	VII Sch. List II/39
Practice	طریق کار	Art. 227 (2)(b)
Predecessor Government	پیش رو حکومت	Art. 293 (3)
Prefer a charge	الزام لگانا	Art. 61 (2)(a)
Principal seat	صدر مستقر	Art. 231 (2)(c)
Proceedings	کارروائی	Art. 227 (2)(b)
Proclamation of emergency	ناگہانی حالت کا اعلان نامہ	Art. 172 (1)
Professing a religion	کسی مذہب کو ماننے والا	Art. 16 (5)
Progenitord	مورث	Art. 366 (2)
Prohibition, writ of	امتناعی رٹ	Art. 32 (2)
Promulgate	اعلان کرنا	Art. 123 (1)
Proportional representation	تناسبی نمائندگی	Art. 55 (3)
Proprietor	مالک	Art. 31A (2)(b)
Prorogue	برخاست کردینا	Art. 85 (2) (a)
Prorogue or adjourn	برخاست کرنا یا ملتوی کرنا	Art. 190 (4) Prov
Provident Fund	پراویڈنٹ فنڈ	Art. 366 (17)

Provisions	توضیحات	Art. 4
Prosecute	قانونی کارروائی کرنا	Art. 20 (2)
Public account of India	بھارت کا سرکاری کھاتہ	Art. 110 (1)(f)
Public order	امن عامہ	Art. 25 (1)

Q

Quowarranto, writ of	رٹ اظہار اختیار	Art. 32 (2)

R

Records of rights	داخلہ حقوق اراضی	VII Sch. List II 45
Recurring sums	متوالی رقمیں	Art. 275 (1) prov
Redress	ازالہ	Art. 350
Reformatory	تادیب خانہ	VII Sch. List II 4
Regional Commissioners	علاقائی کمشنر	Art. 324 (4)
Relief of agricultural indebtedness	زرعی قرضداری دور کرنا	VII Sch. List II 30
Religious or denominational institution	مذہبی یا فرقہ وار ادارہ	Art 16 (5)
Removing difficulty	دشواری رفع کرنا	Art. 371A (3)
Remuneration	محنتانہ	Art. 76 (4)
Representation	عرض داشت پیش کرنا	Art. 350
Reprieve	حکم التوائے سزائے موت	Art. 72
Reservations	تحفظات	Art. 366 (1) Prov
Reserved forest	محفوظ جنگل	VI Sch. 3 (1)(a)
Residuary powers of legislation	قانون سازی کا بقیہ اختیار	Art. 248

Respite	سزا کا التوا	Art. 72 (1)
Restrict or abrogate the right	حق کو محدود یا ساقط کرنا	Art. 30 (1A)
Retirement Gratuity	پنشن گریچوئٹی	IInd Sch
Right of audience	پیروی کرنے کا حق	Art. 76 (3)
Ruler	حکمران	Art. 296
Ruler of an Indian State	بھارتی ریاست کا حکمران	Art. 363 (1)

S

Scheduled castes	درج فہرست ذاتیں	Art. 15 (4)
Secular activity	غیر مذہبی سرگرمی	Art. 25 (2)(a)
Securities	کفالتیں	Art. 366 (26)
Security of India	بھارت کی سلامتی	Art. 352 (1)(Ex
Services	ملازمتیں	Art. 309
Shall bar	مانع ہوگا	Art. 366 (2)
Shall prevail	حاوی ہوگا	Art. 251
Single judges and divisonscourts	جلسہ منفردہ اور جلسہ منقسمہ	Art. 145
Single transferable vote	واحد قابل انتقال ووٹ	Art. 80 (4)
Sinking fund charges	قرض ادائی فنڈ کے مصارف	Art. 112 (3)(c
Solemnly affirm	اقرار صالح کرنا	IIIrd Sch
Sovereignty and integrity	اقتدار اعلیٰ اور سالمیت	Art. 19 (2)
Speaker	اسپیکر	Art. 93
Stamp duties	رسوم اسٹامپ	Art. 268 (1)
State funds	مملکتی فنڈ	Art. 28 (1)
States reorganisation	ریاستوں کی تنظیم جدید	Art. 378 A
Stock	اسٹاک	Art. 366 (26)
Stock exchange	صرافہ	Art. 269 (1)(e

Structure	تعمیر	Art 31A(2)(a)(iii)
Subject matter	موضوع	Art. 246
Sub-proprietor	ضمنی مالک	Art. 31A (2)(b)
Subscribe on oath	حلف نامہ پر دستخط کرنا	Art. 188
Superintendence	نگرانی	Art. 227 (4)
Supplemental	تکمیلی	Art. 4
Supplemental, incidental and consequental	تکمیلی ضمنی اور نتیجی	Art. 244A (2)(e)
Surcharge	سرچارج	Art. 271
Suspension	تعطل	Art. 239B(1)Prov
Swear in the name of god	خدا کے نام سے حلف اٹھانا	IIIrd Sch

T

Tenure holder	گانادار	Art. 31 A (2)(b)
Terminal taxes	حدداری ٹیکس	Art. 269 (1) (c)
Termination of citizenship	شہریت کو ختم کرنا	Art. 11
Territorial Constituencies	علاقائی انتخابی حلقے	Art. 81 (1)(b)
Territorial waters	ملکی سمندر	Art. 297 (3)
Territory	علاقہ	Art. 1 (2)
Territory of India	بھارت کا علاقہ	Art. 132 (1)
Toilet preparations	سنگھار کی تیار چیزیں	Art. 268(1)
Tolls	راہداری	VI Sch.Art.8(3)(c)
Trade and commerce	تجارت اور بیوپار	Art. 303 (1)
Transitional provisions	عبوری توضیحات	VI Sch. Art. 19
Transportation for life	حبس دوام بعبور دریائے شور	VI Sch. Art. 5 (1)
Treaty	عہد نامہ	Art. 131 prov
Tribal communities	قبائلی فرقے	Art. 366 (25)

U

Under proprietor	ذیلی مالک	Art. 31A (2)(b
Undertake	اپنے ذمہ لینا	Art. 260
Undischarged insolvent	غیر بری الذمہ دیوالیہ	Art. 102 (1)(c
Union	یونین	Art. 1
Union list	یونین فہرست	Art. 370(1)(b)
Union public service Commission	یونین پبلک سروس کمیشن	Art. 146 (1)
Unsound mind, of	فاتر العقل	Art. 102 (1)(
Unsoundness of mind	فتور عقل	Art. 326
Usage	رسم	Art. 13 (3)(a)

V

Vacation	تعطیلات	IInd Sch
Validity	جواز	Art. 329 (a)
Vested	مرکوز	Art. 53 (1)
Void	باطل	Art. 13 (2)
Vote	ووٹ	Art. 194 (2)
Votes on account	علی الحساب رقمی منظوری	Art. 206

W

Writing under his hand	اپنی دستخطی تحریر	Art. 56
Warrant under hand and seal	اپنے دستخط اور مہر سے حکم نامہ	Art. 124
Water course	آب گزر	VI Sch. 3 (c)

ترقی اردو بیورو کی

۱۔	سیر طالبی	مترجم:۔ ثروت علی
۲۔	کٹھ پتلی ایک تماشہ	سطوت رسول
۳۔	اکبر الہ آبادی	صغرا مہدی
۴۔	خواجہ میر درد	ظہیر احمد صدیقی
۵۔	بابر نامہ	مترجم: قاسم صدیقی
۶۔	پریم چند کی کہانیاں	جوگیندر پال
۷۔	اقبال کی کہانی (دوسرا اڈیشن)	پروفیسر جگن ناتھ آزاد
۸۔	دکن میں اردو	نصیر الدین ہاشمی
۹۔	توتا کہانی	بازگوئی: قمر رئیس
۱۰۔	ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا	ڈاکٹر کبیر احمد جائسی
۱۱۔	حالی	صالحہ عابد حسین
۱۲۔	الو ہا اور کالا کنواں	صالحہ عابد حسین
۱۳۔	کیمیا جلد اول	محمد عبد القیوم
۱۴۔	ہندوستانی معیشت میں مسلمانوں کا عروج	رفیق زکریا
۱۵۔	کلیات میر	مرتبہ:۔ ظل عباس عباسی
۱۶۔	کلیات قلی قطب شاہ	مرتبہ سیدہ جعفر
۱۷۔	سرطان	گربچن سنگھ سدھو
۱۸۔	معجز القانون	کوثر چاندپوری
۱۹۔	تاریخ عصر جدید	مترجم: مسعود جاوید
۲۰۔	اصطلاحات حیوانیات (ZOOLOGY)	

یکساں نہیں رہتا ہے زمانہ سب کا
انسان کو لازم ہے تکبر نہ کرے

Printed at A.J. Printers.

"اردو ہماری پرانی تہذیب کی نشانی ہے اور قومی ایکتا کا ایک نمونہ ہے۔ یہ زبان ہندوستان کی قومی زبانوں میں سے ایک ہے جس کا واسطہ کسی خاص فرقہ کے ساتھ نہیں۔ اس کے ادب کی بلندی میں بے شمار ہندو مسلم اور سکھ لکھنے والوں اور شاعروں کا تعلق رہا ہے۔"

شریمتی اندرا گاندھی۔ وزیر اعظم ہند

آل انڈیا رائٹرز اینڈ جرنلسٹ فورم کے ایک جلسہ کی تقریر سے۔

چوں من طوطی ہندم از راست پرسی
زبان ہندوی پرس تا نغز گویم

امیر خسرو

اردو دنیا

اگست تا اکتوبر 1983

جلد 3 شمارہ 9

س شمارے میں

اپنی بات

ان تین ماہ کے دوران بیورو نے چھ نئی کتابیں جن میں پرانی کتابوں کے نئے اڈیشن بھی شامل ہیں شائع کی ہیں۔ پانچ مقامات پر اپنی کتابوں کی نمائش لگائی۔ سات میٹنگ مختلف کمیٹیوں کی منعقد کیں جن میں اردو زبان و ادب کے ساتھ اردو میں دیگر جدید علوم کی ترقی و ترویج کے لیے بہت اہم فیصلے کیے گئے۔ ترقی اردو بورڈ اور اس کی اسٹینڈنگ کمیٹی کی سفارشات کا عملی نقطہ نظر سے جائزہ لینے کے لیے منعقدہ سرور کمیٹی کی رپورٹ بھی زیر غور رہی اس کمیٹی کی خاص خاص سفارشوں پر عمل آوری کے لیے حکومت سے منظوری کی کوشش کی جا رہی ہے۔

بیورو اور اردو اکاڈمیوں کی رابطہ کمیٹی کا دوسرا اجلاس بھوپال میں منعقد ہوا۔ اس جلاس کے کئی اہم فیصلوں میں سے ایک یہ بھی رہا کہ ہندوستان کی ہر ریاست میں اردو کی تاریخ، ترقی اور موجودہ صورت حال کا مختصر جائزہ لیا جائے۔ جسے بیورو "ہندوستان میں اردو" کے نام سے شائع کرے گا اس جائزے کے ذریعہ علاقائی سرگرمیوں کا تاریخی اور ادبی پس منظر ابھر کر سامنے آجائے گا۔ جس سے واقفیت کے بعد اردو کی ترقی کی راہ میں اگر خاص خاص رکاوٹیں دشواریاں اور مسائل سامنے آتے ہیں تو ان کی نوعیت پر غور کیا جائے گا کہ ان کے حل کی تدابیر کیا ہوسکتی ہیں۔ اپنا کون سا قدم ہمیں کامیابی کی منزل سے ہمکنار کرسکے گا۔ مرکزی اور ریاستی سرکاری اداروں کے حصہ میں کیا ذمہ داریاں آتی ہیں۔ اور پرائیویٹ اداروں کی کیا ذمہ داریاں ہوں گی۔ اس آگاہی کی روشنی میں مسائل کو حل کرنے اور رکاوٹوں و دشواریوں کو دور کرنے کا صحیح اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہمیں اردو کا قافلہ مزید کس رخ بڑھانا چاہیے تاکہ یہ زبان وسیع پیمانہ پر اپنے بولنے اور پڑھنے والوں کی ہر ضرورت کو ہر سطح پر پورا کر سکے۔

بھوپال کے اس جلسہ میں دوسرا اہم فیصلہ اردو اداروں تنظیموں اور کتب خانوں کی ایک ڈائرکٹری تیار کرنے کے بارے میں کیا گیا۔ اس ڈائرکٹری کی ضرورت کو ایک عرصے سے محسوس کیا جا رہا ہے خوشی کی بات ہے کہ اب اردو اکاڈمیوں کے تعاون سے یہ ضرورت بھی بہت جلد پوری ہو جائے گی۔ معلومات جمع کرنے کی ہر اکاڈمی نے ذمہ داری قبول کر لی ہے اور جن ریاستوں میں اکاڈمیاں نہیں ہیں وہاں یہ کام پڑوسی اکاڈمیوں نے کرنا منظور کر لیا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ اردو کا ہر ادارہ اور

کتب خانہ اسس ڈائرکٹری میں جگہ پائے اور اس طرح بیورو کی جانب سے شائع ہونے والی یہ ڈائرکٹری ممکن حد تک جامع اور دستاویزی اہمیت کی حامل ہو۔ ہم اردو اداروں تنظیموں و لائبریریوں کے سربراہوں سے امید کرتے ہیں کہ اس سلسلہ میں وہ اکاڈمیوں کو بھرپور تعاون دیں گے اور اس کام میں تاخیر نہ کریں گے۔

یہ خبر بھی مسرت افزا ہے کہ اس دوران بیورو نے مزید چار شہروں یعنی امروہہ اورنگ آباد، سوپور اور کلکتہ میں خطاطی کے تربیتی مراکز کھول دیے ہیں اب ان مراکز کی تعداد دس ہو گئی۔ سال رواں میں چار اور شہروں کالی کٹ، مظفرپور، مالی گاؤں اور دہلی میں بھی خطاطی کے تربیتی مراکز کھل جانے کی بھرپور امید ہے۔

اردو کو آگے بڑھانے میں مرکز اور ریاستی حکومتیں اقدامات کرتی رہتی ہیں کچھ عرصہ سے بعض ریاستوں خاص طور پر مرکزی سرکار کا رویہ اردو کے لیے نہایت امید افزا اور سرپرستانہ رہا ہے مگر اسی کے ساتھ اردو سے تعلق رکھنے والے اداروں اور افراد کا بھی فرض ہے کہ وہ اردو کی ترویج و ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں خصوصاً ادب اور زبان کی ترقی کا کوئی بھی کام تنہا حکومت انجام نہیں دے سکتی عوام کا تعاون اسے اپنے منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں بے حد ضروری ہوتا ہے۔ نجی ادارے اور افراد اردو زبان و ادب کو تقویت پہنچانے میں اہم رول ادا کر سکتے ہیں۔ ان کی راہ میں بلاشبہ مختلف نوعیت کی مشکلیں اور دشواریاں بھی آئیں گی۔ مگر ان دشواریوں پر قابو پاتے ہوئے قدم آگے بڑھانا اردو والوں کے حصول مقصد کے لیے فرض ہو جاتا ہے اردو والوں کی جائز ضرورتوں کے تئیں حکومت ہمدردی اور تعاون کا نظریہ رکھتی ہے حکومت اور اردو عوام دونوں کے اشتراک عمل سے ہی اردو کا کارواں منزل کی جانب زیادہ تیزی سے گامزن ہوگا اور ہمیں پوری امید ہے کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر رہیں گے۔

فہمیدہ بیگم

گجرال کمیٹی کی سفارشات پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے

چیرمین ترقی اردو بورڈ شریمتی شیلا کول کی تقریر

ترقی اردو بورڈ کے اجلاس منعقدہ ۲۰، اگست ۸۳ء میں مرکزی وزیر تعلیم شریمتی شیلا کول نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"یہ جلسہ اردو کی ترقی کے متعلق گجرال کمیٹی رپورٹ کی سفارشات پر غور کرنے کے لیے بلایا گیا ہے۔

انھوں نے اس بات کو دہرایا کہ حکومت ہند تمام ہندوستانی زبانوں کی ترقی چاہتی ہے اور ان میں اردو کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے کیونکہ یہ ملک کے ایک بڑے حصے میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اردو ہندوستان کی حسین روایات کی حامل ہے اور اس کو پروان چڑھانے میں ہر مذہب اور ملت کے لوگوں نے حصہ لیا ہے۔"

موصوفہ وزیر تعلیم کی تقریر کا باقی اردو ترجمہ درج ذیل ہے۔

گجرال کمیٹی کی رپورٹ مئی ۱۹۷۵ء میں وزارت تعلیم میں موصول ہوئی تھی یہ رپورٹ ۲۰۹ صفحات پر مشتمل ہے جس میں ۱۸۷ سفارشات ہیں جو اردو سے متعلق تقریباً تمام اہم مسائل کا احاطہ کرتی ہیں۔

یہ رپورٹ ۳۰ جنوری ۱۹۷۹ء کو مرکزی کابینہ (حکومت ہند) کے سامنے اور ۲۱ فروری ۱۹۷۹ء کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں پیش کی گئی۔ کیونکہ زیادہ تر سفارشات پر ریاستوں کو عمل درآمد کرنا ہے اس لیے فیصلے کے مطابق یہ رپورٹ ریاستی سرکاروں، مرکز کے زیر انتظام ریاستوں اور تمام متعلقہ اداروں کو ان کی رائے جاننے کے لیے بھیجی گئی۔

گجرال کمیٹی کی اہم سفارشات یہ ہیں:۔

۱۔ سہ لسانی فارمولے میں ترمیم کی جائے۔

۲۔ جہاں دس فی صد یا اس سے زائد اردو بولنے والے موجود ہوں اس زبان کو سرکاری مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے اور یہ کہ

۳۔ لسانی اقلیتوں کو مناسب تحفظات دیے جائیں۔

ترقی اردو بورڈ نے اپنے اجلاس منعقدہ ۷ر جون ۱۹۷۹ء میں ایک سب کمیٹی کی تشکیل
ی پروفیسر آل احمد سرور کو جس کا چیرمین مقرر کیا گیا وہ اس وقت ترقی اردو بورڈ کے وائس
رمین بھی تھے۔ یہ طے کیا گیا تھا کہ یہ کمیٹی ان سفارشات پر غور کرے جو وزارت تعلیم کے دائرۂ کار
ا آتی ہیں لیکن ترقی اردو بورڈ نے ۲۰ر مئی ۱۹۸۰ء کی اپنی میٹنگ میں یہ طے کیا کہ یہ سب کمیٹی
ں سفارشات وزارت تعلیم تک محدود نہ رکھے بلکہ حکومت ہند کی تمام وزارتوں اور محکموں کو
ں اپنے دائرۂ کار میں شامل کرے اور گجرال کمیٹی کی سفارشات کے بارے میں ان کی رائے
ں طلب کرے۔ اس سلسلہ میں مؤثر قدم اٹھائے گئے ہیں۔

پروفیسر آل احمد سرور کی سربراہی میں اس سب کمیٹی کی چھ میٹنگیں ہوئیں۔ وزارت داخلہ
طلاعات ونشریات، تعلیم، ریلوے بورڈ الیکشن کمیشن رجسٹرار جنرل آف انڈیا کے نمائندوں
ے ساتھ بھی تبادلۂ خیال کیا گیا۔

میں اس بات کا ذکر کردوں کہ حکومت ہند کی ترقی پسندانہ پالیسی کے پیش نظر گجرال
کمیٹی کی متعدد سفارشات پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے جن میں سے چند کا ذکر بے محل
نہ ہوگا۔

۱۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے پروگراموں کی مدت بڑھا دی گئی ہے۔
۲۔ وزارت اطلاعات ونشریات حکومت ہند نے پندرہ روزہ یوجنا کا اردو ایڈیشن شائع کرنا شروع کر دیا ہے۔
۳۔ ریلوے ٹائم ٹیبل اردو میں چھپ گیا ہے۔
۴۔ منی آرڈر اور وی پی پی فارم اردو میں چھپنے لگے ہیں
۵۔ اردو علاقوں کے ریلوے اسٹیشنوں پر اسٹیشن کا نام اردو میں لکھ دیا گیا ہے۔
۶۔ مردم شماری سے متعلق اطلاعات کاغذات اور فارم دہلی اور جموں اور کشمیر میں استعمال کے لیے اردو میں چھاپ دیے گئے ہیں۔
۷۔ رجسٹرار جنرل آف انڈیا نے ریاستی حکومت کو یہ اجازت دے دی ہے کہ وہ ان کی منظوری سے مردم شماری سے متعلق رپورٹ اور کاغذات اردو میں چھاپ سکتی ہے۔

۸۔ اردو علاقوں کے لیے خاص طور سے ووٹر لسٹ اردو میں چھپنے لگی ہے۔

۹۔ ریاست جموں اور کشمیر کے اشتراک سے دستور ہند کا اردو ترجمہ چھاپ دیا گیا ہے اور اہم مرکزی قوانین کے ترجمہ کا کام جاری ہے۔

۱۰۔ اردو اداروں کو مالی امداد دینے کے لیے رقمیں مخصوص کر دی گئی ہیں۔

۱۱۔ اردو کے کلاسیکی ادب کو دیوناگری رسم خط میں چھاپنے کے کام کی شروعات ہوگئی ہے۔

۱۲۔ سینٹرل انسٹی ٹیوٹ آف انڈین لنگویجز اور اس کے مرکزوں کے تحت اردو کے استادوں کو ٹریننگ دینے کی سہولتوں میں اضافہ کیا گیا ہے۔

۱۳۔ ترقی اردو بیورو کو مستحکم بنایا گیا ہے۔

سرور کمیٹی کی سفارشات ترقی اردو بورڈ کے ۱۲ نومبر ۱۹۸۲ء کے اجلاس میں پیش کی گئیں۔

ترقی اردو بورڈ نے ۷ جنوری ۱۹۸۳ء کی اپنی میٹنگ میں یہ مشورہ دیا کہ اس رپورٹ پر بورڈ کی اسٹینڈنگ کمیٹی کے اجلاس میں غور کیا جائے۔

اور مجھے بتایا گیا ہے کہ آج صبح سب کمیٹی کی رپورٹ پر اسٹینڈنگ کمیٹی میں نہایت مفید بحث کی گئی ہے۔

چونکہ بورڈ اردو کی ترقی کے سلسلہ میں سب سے اعلا مشاورتی ادارہ ہے اس لیے میں سب کمیٹی کی رپورٹ کے متعلق اس کے اراکین کے قیمتی مشوروں کی منتظر ہوں تاکہ حکومت ہند اس کی سفارشات پر پوری طرح غور کرسکے۔

اردو کی سب سے بڑی سرپرستی یہ ہوگی کہ آپ اپنے بچوں کو بھی اردو سکھائیں

ترقی اردو بورڈ کے تیرھویں اجلاس مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۸۳ء کی چند جھلکیاں

↑ تصویر میں۔ دائیں سے بائیں۔ نائب وزیر تعلیم جناب پی۔ کے تھنگن، وزارت تعلیم میں سکریٹری شریمتی سرلا گ
ڈپٹی ایجوکیشن ایڈوائزر ڈاکٹر آر۔ کے۔ شرما۔ ڈپٹی فنانس ایڈوائزر جناب ایس۔ پی تلی۔ ڈائرکٹر این۔ سی
آر۔ ٹی ڈاکٹر پی۔ ایل ملہوترہ۔ چیرمین سی۔ ایس۔ ٹی ڈاکٹر ملک محمد۔ ڈائرکٹر لنگویجیز جناب کے۔ کے کھلا
پیچھے دوسری قطار میں بیورو کے جناب این۔ کے اگروال۔ جناب ابوالفیض سحر اور جناب ایس۔ ایل۔ بھاٹیہ۔

اجلاس میں دیکھے جا سکتے ہیں ۔ پروفیسر اے رحمٰن. جناب مہیشور دیال.
پروفیسر مسعود حسین خاں. ڈاکٹر فہیدہ بیگم. جناب کنور مہندر سنگھ بیدی سحر اور وزیر تعلیم شریمتی شیلا کول

اسٹینڈنگ کمیٹی کا اجلاس (۲۰ر اگست ۱۹۸۳ء)
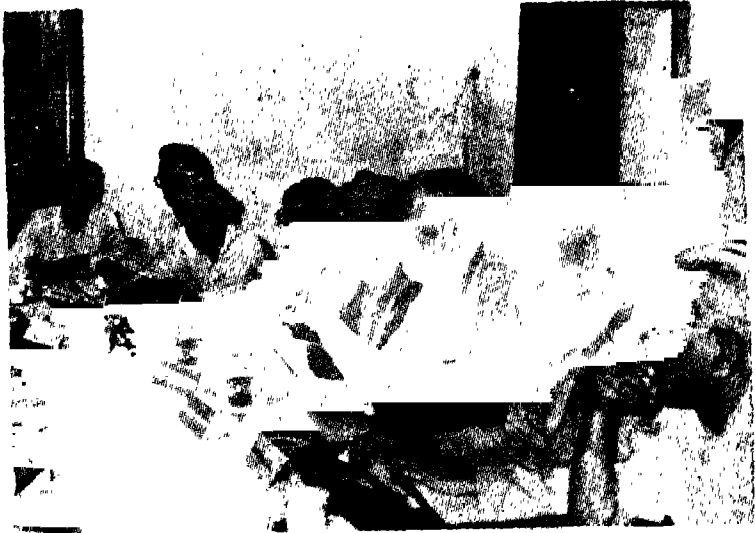
پروفیسر اے ۔ رحمان ۔ جناب مہیشور دیال ۔ پروفیسر مسعود حسین خاں ۔ جناب کنور مہندر سنگھ بیدی سحر
ڈاکٹر فہیدہ بیگم ۔ جناب شہباز حسین ۔ جناب ابو الفیض سحر ۔ ڈاکٹر رام آسرا راز ۔

بیورو کی خبریں

ترقی اردو بورڈ کا تیرھواں اجلاس

ترقی اردو بورڈ کا تیرھواں اجلاس ۲۰ اگست ۱۹۸۳ء کو شاستری بھون نئی دہلی میں ہوا جس کی صدارت بورڈ کی چیرمین محترمہ شیلا کول نے کی۔ اس اجلاس میں بورڈ کے اراکین کے علاوہ نائب وزیر تعلیم جناب پی۔ کے تھنگن اور وزارت تعلیم کی سکریٹری محترمہ سرلا گریوال نے بھی شرکت کی۔ وزیر موصوف نے جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے بورڈ کے سابق چیرمین کی موت پر گہرے دکھ اور رنج کا اظہار کیا۔ اس سلسلے میں ایک تعزیتی قرارداد بھی منظور کی گئی۔ وزیر موصوف کی تقریر کے بعد ایجنڈے پر غور ہوا۔ بورڈ کے کاموں کی رپورٹ پیش ہوئی جس پر اراکین بورڈ نے اطمینان کا اظہار کیا۔ آخر میں بورڈ کی ممبر سیکریٹری ڈاکٹر فہمیدہ بیگم نے اراکین کا شکریہ ادا کیا۔

اسٹینڈنگ کمیٹی کے جلسے

پہلا اجلاس: ترقی اردو بورڈ کی اسٹینڈنگ کمیٹی کا ایک جلسہ مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۸۲ء شاستری بھون نئی دہلی میں منعقد ہوا جس کی صدارت کمیٹی کے چیرمین جناب مہندر سنگھ بیدی سحر نے کی۔ اس جلسہ میں گجرال کمیٹی کی سفارشات اور ان کے تعلق سے سرور کمیٹی کی سفارشات پر غور کیا گیا گجرال کمیٹی کی سفارشات کے بارے میں ممبران کا خیال تھا کہ وہ بڑی اہمیت کی حامل ہیں اور اردو کے فروغ میں دوررس نتائج کی حامل ہوں گی۔ اس سلسلہ میں کمیٹی نے طے کیا کہ ان سفارشات پر ان کی اہمیت کے اعتبار سے عمل درآمد کیا جائے۔

دوسرا اجلاس: اسٹینڈنگ کمیٹی کا دوسرا جلسہ مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۳ء کو بیورو دفتر میں منعقد ہوا جس کی صدارت بورڈ کے وائس چیرمین جناب کنور مہندر سنگھ بیدی سحر

نے کی۔ اس جلسہ میں بیورو کے سابقہ جلسہ کی کارروائی کا جائزہ لیا گیا اور اس کی تصدیق کی گئی۔ جلسہ میں بیورو کی کچھ اصطلاح ساز کمیٹیوں کے ممبران کی نامزدگی کا کام بھی پورا کیا گیا۔ اس کے علاوہ زراعت کے لیے ایک نئی اصطلاح ساز کمیٹی کی تشکیل کی گئی۔

ماہرین کے پینلس

ترقی اردو بورڈ نے مختلف موضوعات پر کتابیں تیار کرنے کے لیے ماہرین پر مشتمل پینل بنائے ہیں جو اپنے اپنے شعبوں میں تصنیف و ترجمہ کے متعلق بیورو کو اپنی سفارشات پیش کرتے ہیں۔ ماہرین کی ان کمیٹیوں کے جلسے گاہے بگاہے ہوتے رہتے ہیں۔ اس طرح بیورو ملک کے مختلف ماہرین کے تعاون و مشوروں سے معیاری کتابوں کی تیاری کا کام انجام دیتا ہے

پینل برائے قانون کا ایک جلسہ ۱۵ر اکتوبر ۱۹۸۳ء کو بیورو کے دفتر میں منعقد ہوا۔ جس میں اس موضوع سے متعلق کتابوں کے بارے میں چند اہم فیصلے کیے گئے۔

اصطلاح ساز کمیٹیوں کے جلسے

۱۔ فلسفہ۔ نفسیات اور تعلیم کی اصطلاح ساز کمیٹی کا جلسہ

اس کمیٹی کا ایک جلسہ ۳ر اکتوبر ۱۹۸۳ء سے ۱۰ر اکتوبر ۱۹۸۳ء تک رانچی یونیورسٹی میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ کی صدارت پروفیسر محمد محسن نے کی۔ بیورو کی ڈائرکٹر ڈاکٹر فہمیدہ بیگم نے بھی جلسہ میں شرکت کی۔ اس میں تقریباً تین ہزار اصطلاحات پر نظر ثانی کا کام پورا کیا گیا۔

اسی کمیٹی کا دوسرا جلسہ ۲۸ر اور ۲۹ر اکتوبر ۱۹۸۳ء کو بیورو کے دفتر میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں ڈیڑھ ہزار اصطلاحوں پر نظر ثانی کی گئی۔

۲۔ جغرافیہ کی اصطلاح ساز کمیٹی کا جلسہ

جغرافیہ کی اصطلاح ساز کمیٹی کا جلسہ ۲۸ر ستمبر سے یکم اکتوبر ۱۹۸۳ء تک علی گڑھ یونیورسٹی میں منعقد ہوا جس میں چار سو اصطلاحات پر نظر ثانی کی گئی متذکرہ بالا دونوں کمیٹیوں کے ایک دو جلسوں کے بعد ان کا کام پورا ہو جائے گا اور ان علوم کی اصطلاحات بھی جلد

چھپ کر منظرِ عام پر آجائیں گی۔ تین علوم کی اصطلاحات۔ بیورو چھاپ چکا ہے۔

بیورو کی مطبوعات کی نمائش

مدراس۔ بیورو نے مدراس میں اپنی کتابوں کی نمائش لگائی۔ یہ نمائش مرتضویہ ایجوکیشن اینڈ کلچرل فاؤنڈیشن آف ساؤتھ انڈیا کے سالانہ جلسے کے موقع پر لگائی گئی تھی جو ۳۰ جولائی ۱۹۸۳ء سے ۳ اگست ۱۹۸۳ء تک جاری رہی۔ اس کا افتتاح مرکزی وزیر جناب ضیاء الرحمٰن انصاری نے کیا۔ اس نمائش میں ایک ہزار روپے سے زائد کی کتابیں فروخت ہوئیں۔

بھوپال۔ ترقی اردو بیورو کی دوسری نمائش بھوپال کے دربار ہال میں لگائی گئی جو ۷ اگست ۱۹۸۳ء سے ۱۱ اگست ۱۹۸۳ء تک جاری رہی۔ اس نمائش کو تقریباً پانچ ہزار افراد نے دیکھا۔ اس نمائش میں مدھیہ پردیش اور اترپردیش اردو اکاڈمیوں کی مطبوعات بھی رکھی گئی تھیں۔ ساڑھے تین ہزار سے زائد روپے کی مطبوعات فروخت ہوئیں۔

نئی دہلی۔ نئی دہلی کے آل انڈیا فائن آرٹس اینڈ کرافٹس ہال میں بچوں کی کتابوں کا ایک میلہ لگا جس میں بیورو نے اپنی کتابوں کی نمائش کی۔ یہ نمائش ۳ ستمبر سے ۱۱ ستمبر ۱۹۸۳ء تک لگی رہی یہ نمائش بیورو نے چلڈرن بک ٹرسٹ کے تعاون سے لگائی اس موقع پر تین سو روپے کی کتابوں کی فروخت ہوئی۔

نئی دہلی بیورو کی کتابوں کی ایک نمائش نئی دہلی کے ہماچل بھون میں بھی لگائی گئی جو ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۳ء سے ۳ نومبر ۱۹۸۳ء تک جاری رہی۔ یہ نمائش دوسرے ناشرین کے اشتراک سے لگائی گئی تھی۔

ترجموں پر بھی انعام۔ بیورو معیاری اردو ترجموں پر انعام دینے کی ایک تجویز پر غور کر رہا ہے۔ اس اسکیم میں انگریزی اور دوسری علاقائی زبانوں کے اردو ترجموں کو شامل کیا جائے گا۔

اردو ڈائرکٹری۔ اردو اداروں اور اردو لائبریریوں کی ایک جامع ڈائرکٹری

بنانے کا کام بھی بیورو نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اطلاعاتی فارم انھیں صفحات میں شائع کیا جارہا ہے جو اردو اداروں اور لائبریریوں کو پُر کرکے بیورو کو بھیجنا ہے۔

شعبۂ فروخت ۔ بیورو نے اپریل ۱۹۸۳ء سے اکتوبر ۱۹۸۳ء تک 125250 روپے کی کتابوں کی فروخت کی ہے۔ مالی سال کے آخر تک کتابوں کی فروخت تین لاکھ روپے تک ہونے کی توقع ہے۔

شعبۂ طباعت ۔ خوشی کی بات ہے کہ بیورو کی مزید سات مطبوعات شائع ہوگئی ہیں ان میں سابقہ کتابوں کے دوسرے ایڈیشن بھی شامل ہیں۔ ان مطبوعات کے نام ہیں۔ کلیاتِ میر، بچّوں کے حالی، بابر نامہ، تاریخ ہندی فلسفہ۔ ہمالیہ کے بنجارے، ہند آریائی و ہندی (دوسرا ایڈیشن) شریمد بھگوت گیتا (دوسرا ایڈیشن)۔

۲۰ کتابوں کے مسودے مختلف چھاپہ خانوں کو برائے طباعت تفویض کیے جاچکے ہیں۔ جن میں سے بیشتر کتابیں جلد شائع ہوجائیں گی۔

غیر ملکی مہمان بیورو میں ۔ ہارورڈ یونیورسٹی میں اردو اور فارسی کی پروفیسر ڈاکٹر انا میری شمل ۲۵ راکتوبر ۱۹۸۳ء کو بیورو کے دفتر واقع آر۔ کے۔ پورم تشریف لائیں۔ یہاں انھوں نے بیورو کے عہدہ داروں سے ملاقات کی اور بیورو کی مطبوعات کا معائنہ کیا۔ وہ اس ادارہ کی کارکردگی سے بہت متاثر ہوئیں۔ خاص طور پر انھوں نے بیورو کی مطبوعات اور خطاطی کے نمونوں کی تعریف کی۔ انھوں نے کہا کہ بیورو کی کتابیں نہ صرف سستی ہیں بلکہ معیاری بھی ہیں۔

بیورو کے ریسرچ آفیسر کو انعام ۔ اردو اکاڈمی مغربی بنگال نے ترقی اردو بیورو کے ریسرچ آفیسر ڈاکٹر محمد یعقوب عامر کو ان کی کتاب " اردو کے ادبی معرکے" پر 500 روپے کا انعام دیا ہے۔

اردو میں مراسلاتی کورس ۔ اردو سیکھنے کے خواہش مند افراد کی ضرورتوں کو دیکھتے ہوئے ترقی اردو بیورو نے اردو میں ایک مراسلاتی کورس کا منصوبہ بنایا تھا۔ اب اس منصوبہ کو وزارتِ تعلیم کی منظوری حاصل ہوگئی ہے اور جلد اس پر عمل درآمد شروع ہوجائے گا۔ یہ کورس دو حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے مرحلے میں آٹھویں کلاس تک کے معیار

کی تعلیم دی جائے گی جو سرٹیفکٹ کورس کہلائے گا۔ دوسرا کورس دسویں درجہ کے معیار کا ہوگا۔ اس کورس کے کامیاب طلبا کو ڈپلومے پیش کیے جائیں گے۔ دونوں کورس ایک سال کی مدت کے ہوں گے۔

تحقیقی رسالے کی اشاعت ۔ بیورو نے اردو کا ایک معیاری تحقیقی رسالہ نکالنے کا فیصلہ کیا ہے جسے جلد شائع کیا جائے گا۔ اس رسالہ میں ادب، تنقید، ادبی تاریخ، ادبی تحقیق، لسانیات، لغت، اردو کی تہذیبی تاریخ وغیرہ جیسے موضوعات پر مقالے شامل ہوں گے۔ سال میں دو شمارے شائع کیے جائیں گے۔ ہر شمارہ تقریباً پانچ سو صفحات پر مشتمل ہوگا۔ اس رسالے میں صرف اعلا معیاری و تحقیقی مضامین شائع ہوں گے۔

بڑے شہروں میں اردو کے بک ڈپو ۔ ترقی اردو بیورو اور اردو اکاڈمیوں کے مشترکہ اجلاس میں یہ طے پایا کہ اردو بورڈ، بھوپال، حیدرآباد، بنگلور اور کلکتہ میں جلد ہی اردو بک ڈپو کھولے گا۔ اس سلسلے میں چند اکاڈمیوں نے اپنے شہروں میں بک ڈپو کے لیے مناسب جگہ فراہم کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

اردو اکاڈمیوں کی رابطہ کمیٹی کا دوسرا اجلاس

ریاستی اردو اکاڈمیوں کے نمائندوں پر مشتمل ایک اجلاس بھوپال میں مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۸۳ء کو ہوا۔ اجلاس کی صدارت محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ بیگم ڈائرکٹر ترقی اردو بیورو نے کی۔ مہاراشٹر سے جناب خواجہ عبدالغفور، دلّی سے جناب شریف الحسن نقوی، مغربی بنگال سے جناب فخرالدین، کرناٹک سے جناب اے۔ ایل امیر احمد، آندھرا پردیش سے جناب چندر سری واستو، مدھیہ پردیش سے جناب فضل تابش اور بہار سے جناب نسیم احمد اور راجستھان سے پروفیسر اے ایم زیدی نے شرکت کی۔

ڈائرکٹر ترقی اردو بیورو نے نمائندوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے یہ تجویز پیش کی کہ ہر ریاست اپنے علاقے کی اردو کی تاریخ اور ترقی پر مشتمل ایک مختصر جائزہ تیار کرے۔ اس طرح ہر ریاست میں اردو کی ایک علاقائی تاریخ تیار ہو جائے گی۔ ریاستی جائزوں کو کتابی صورت میں ترقی اردو بیورو "ہندوستان میں اردو" کے عنوان سے شائع کر دے گا۔ حسب ضرورت اسے دوسری علاقائی زبانوں میں شائع کیا جائے گا۔ اس تجویز کو بے حد پسند کیا گیا۔

اس میٹنگ میں یہ بھی طے پایا کہ بیورو اپنی مطبوعات کی فہرست میں دوسری اکاڈمیوں کی کتابوں کو بھی شامل کرے تاکہ نئی شائع شدہ کتابوں کی ایک مکمل فہرست تیار ہو جائے۔

ریاستی اکاڈمیوں کے نمائندوں نے بتایا کہ ہندوستان میں ایسے لوگوں کی تعداد قابلِ لحاظ ہے جو اپنی علاقائی زبان کے توسط سے اردو سیکھنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا ایسی کتابیں تیار کرائی جائیں جس سے مختلف زبان جاننے والے اردو سیکھ سکیں۔ یہ طے کیا گیا کہ ریاستی اکاڈمیاں اپنے علاقے کے لیے مناسب کتابیں لکھوائیں۔

ترقی اردو بیورو نے انگریزی اور ہندی کی مدد سے اردو سکھائے جانے کے لیے کتاب تیار کرنے کی ذمہ داری قبول کی ہے۔

ایک ایسی ڈائرکٹری کی ضرورت بہت دنوں سے محسوس کی جا رہی ہے جس میں اردو اداروں، تنظیموں اور لائبریریوں کے مکمل پتے اور تفصیلات موجود ہوں۔ اس لیے طے کیا گیا کہ اس پر فوراً کام شروع کیا جائے۔ ڈائرکٹری کے لیے جو اطلاعاتی فارم مرتب کیا گیا ہے وہ اگلے صفحات میں دیا جا رہا ہے۔

شروع میں دس ریاستوں میں کام شروع ہوگا جہاں اردو اکاڈمیاں قائم ہیں۔ جن ریاستوں میں اردو اکاڈمیاں نہیں ہیں اس ریاست کا جائزہ ملحقہ ریاستی اکاڈمی کے سپرد کیا گیا ہے۔

چونکہ اردو میں نصابی اور معلوماتی کتابیں زیادہ تر انگریزی سے ترجمہ ہوئی ہیں اس لیے طے کیا گیا ہے کہ مختلف زمروں کے تحت اچھے اور اعلا تراجم پر انعامات دیے جائیں تاکہ مترجموں کی ہمت افزائی ہو۔ انعامات کی اسکیم کی تفصیلات زیرِ غور ہیں۔

مشرق و مغرب کا ملاپ

↑ محترمہ اناماری شمل ترقی اردو بیورو کے دفتر میں ۲۵ راکتوبر ۱۹۸۲ء کو تشریف لائیں
اردو بیورو کی ڈائرکٹر ڈاکٹر فہمیدہ بیگم کے ہمراہ ۔ ایک بے تکلف ملاقات ۔

ترقی اردو بورڈ کے تیرہویں اجلاس کے موقع پر اردو کتابوں کی نمائش (۲۰ راگست ۱۹۸۲ء)

تصویر میں نائب وزیر تعلیم جناب پی ۔ کے تھنگن اردو کتابوں کا معائنہ کرتے ہوئے ساتھ میں وزارت تعلیم
[illegible]

بھوپال میں ترقی اردو بیورو کی کتابوں کی نمائش

(۷ تا ۱۱ اگست ۱۹۸۳ء)

افتتاحی جلسہ میں مہمان خصوصی جناب حاجی عنایت اللہ، وزیر برائے جیل اور اردو اکاڈمی حکومت مدھیہ پردیش کو جناب ابوالفیض سحر صاحب ترقی اردو بیورو کی مطبوعات کا تحفہ پیش کر رہے ہیں۔
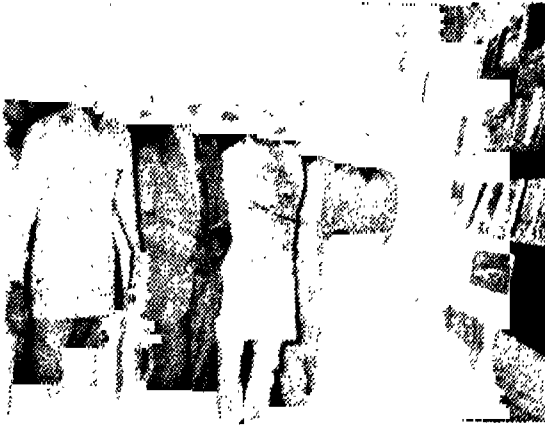
↑ اس تصویر میں حکومت مدھیہ پردیش کے وزیر برائے جیل اور اردو اکاڈمی جناب حاجی عنایت اللہ صاحب نمائش کا افتتاح کرنے کے بعد کتابوں کا معائنہ فرما رہے ہیں۔ ساتھ میں جناب ابوالفیض سحر اور زین الدین صاحب کو بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

سکندر علی وجد کو خراجِ عقیدت

ترقی اردو بورڈ کے اجلاس منعقدہ ۲۰ اگست ۱۹۸۳ء میں وزیرِتعلیم کی جانب سے پیش کردہ قرارداد۔

ترقی اردو بورڈ کی چیرمین اور اراکین جناب سکندر علی وجد کی اچانک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں۔ وجد صاحب شاعر، قانون داں، ممبر پارلیمنٹ، وائس چیرمین ترقی اردو بورڈ اور چیرمین اسٹینڈنگ کمیٹی تھے ان کی بیش بہا اردو خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ ان کے انتقال سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ آسانی سے پُر نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بھی طے گیا گیا کہ اس ریزولیوشن کی ایک کاپی وجد صاحب کے غم زدہ خاندان کو بھیج دی جائے۔

مرحوم وجد کی موت پر ایک منٹ کی خاموشی

دائیں سے بائیں: ڈاکٹر فہمیدہ بیگم۔ جناب کنور مہندر سنگھ بیدی سحر۔ شریمتی شیلا کول۔ پی کے تھنگن۔ شریمتی سرلا گریوال۔

اردو، اداروں کے لیے اطلاعاتی فارم

۱ ادارے یا تنظیم کا نام

۲ پورا پتہ مع فون نمبر

۳ تاریخ قیام

۴ **نوعیت**

(i) سرکاری ؟

(ii) خود مختار / نیم سرکاری ؟

(iii) پرائیوٹ ــــ ؟

(iv) رجسٹرڈ / اَن رجسٹرڈ ؟

۵ **مالی وسائل**

(i) سرکاری امداد — تفصیل

(ii) عطیات / چندے — تفصیل

(iii) دیگر ذرائع — تفصیل

(iv) ادارے کی کل سالانہ آمدنی — تفصیل

(v) ادارے کی آمد و خرچ کی جانچ پڑتال کا طریقہ۔

چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ کے ذریعہ، اوڈیٹر کے ذریعہ، عہدیداروں کے ذریعہ

۶ **ادارے کا دائرہ کار**

(i) مقاصد

(ii) عام لوگوں کے لیے .... صرف ممبروں کے لیے

ادارے کے عہدیداران

(i) عہدیداروں کا نام و پورا پتہ

۸ **تنظیمی نوعیت**

(i) کیا عہدیداروں کا انتخاب کیا جاتا ہے؟

(ii) کیا عہدیداروں کا تقرر سرکار کرتی ہے؟

(iii) ادارے کا دستور العمل (دستور کی ایک نقل منسلک کریں)

(vi) ادارے میں عملہ کی تعداد

۹ ادارے میں کتابوں کی تعداد

اگر دوسری زبان کی بھی کتابیں ہیں تو ان کی تعداد

۱۰ پڑھنے والوں کا ماہانہ/گذشتہ سال کا اوسط

لائبریری

کیا ادارے سے کوئی لائبریری یا دارالمطالع بھی منسلک ہے۔

ادارے کی عمارت

(i) ادارے کی اپنی ملکیت ہے یا کرایہ پر لی گئی ہے۔

(ii) ماہانہ کرایہ

(iii) عمارت کی دیگر تفصیلات

لائبریری کے لیے اطلاعاتی فارم

۱ لائبریری کا نام

۲ پورا پتہ معہ فون نمبر

۳ لائبریری سرکاری/خود مختار/نیم سرکاری/پرائیوٹ؟

۴ رجسٹرڈ ہے یا اَن رجسٹرڈ

۵ (i) لائبریری کا ذریعہ آمدنی؟ ذرایع کی تفصیل

(ii) اگر رجسٹرڈ ہے تو کب سے؟

۶ آمد و خرچ کی جانچ پڑتال کا طریقہ؟

۷ عام لوگوں کے لیے ہے یا صرف ممبروں کے لیے۔

۸ عملہ کی تعداد

۹ اخبار و رسائل کے نام۔

۱۰ قیمتاً آتے ہیں یا تحفتاً۔

۱۱ اخبار و رسائل پڑھنے والوں کا ماہانہ اوسط

۱۲ لائبریری کی عمارت کرایہ پر ہے یا لائبریری کی اپنی ملکیت ہے؟

۱۳ اگر کرایہ پر ہے تو ماہانہ کرایہ

۱۴ کتابیں رکھنے کے لیے کتنی جگہ ہے؟

۱۵ کیا لائبریری میں بچوں کا شعبہ ہے؟
اگر ہے تو پڑھنے والے بچوں کا سالانہ اوسط کیا ہے؟

۱۶ (i) لائبریری میں مطبوعات کی تعداد

(ii) سالانہ کتنی مطبوعات کا اضافہ ہوتا ہے؟

(iii) کیا مخطوطات بھی ہیں؟

۱۷ دیگر تفصیلات

بچوں کے لیے بیورو کی نئی مطبوعات

۱:- بابر نامہ	محمد قاسم صدیقی	4-50
2:- اوڈیسی	اطہر پرویز	7-00
3:- بچوں کے حالی	صالحہ عابد حسین	3-75

مدراس میں بیورو کی کتابوں کی نمائش کی افتتاحی تقریب

تصویر میں مرکزی وزرا جناب ضیاء الرحمٰن انصاری صاحب، محترمہ محسنہ قدوائی صاحبہ اور مرتضویہ فاؤنڈیشن کے جناب ایس۔ کے۔ قادری اردو دوستوں کے ہمراہ۔ (۲۰ جولائی تا ۲ اگست ۱۹۸۲ء)

مدراس میں لگائی گئی اردو کتابوں کی نمائش کے موقع پر کتابوں کے شائقین مطالعہ میں محو

ترقی اردو بیورو کی کتابوں کی نمائش مدراس کا ایک اور منظر

• مدراس میں منعقدہ ترقی اردو بیورو کی کتابوں کی نمائش کا دوسرا منظر
(۳۰ جولائی ۱۹۸۳ء تا ۳ اگست ۱۹۸۳ء تک)

چلڈرن بک ٹرسٹ کے اشتراک سے لگائی گئی کتابوں کی نمائش (۳ر ستمبر تا ۱۱ر ستمبر ۱۹۸۲ء)

تصویر میں ڈاکٹر فہمیدہ بیگم اور جناب شہباز حسین دیکھے جاسکتے ہیں۔

چلڈرن بک ٹرسٹ کے اشتراک سے نئی دہلی میں منعقدہ اردو کتابوں کی نمائش (۳ر ستمبر تا ۱۱ر ستمبر) کا ایک اور منظر۔ تصویر میں ڈاکٹر فہمیدہ بیگم۔ ٹرسٹ کے سربراہ جناب شنکر پلے۔ جناب شہباز حسین اور ڈاکٹر رام آسرا راز دیکھے جاسکتے ہیں۔

خطاطی کا ایک نمونہ

رضیہ احمد اردو خطاطی کلاس غالب اکیڈمی نئی دہلی

خطاطی کے تربیتی مراکز

ملک بھر میں اچھے کاتب پیدا کرنے میں بیورو کے قائم کردہ خطاطی کے تربیتی مراکز نے اہم رول ادا کیا ہے اور وہ فن جو دم توڑ رہا تھا اب بیورو کی مساعی سے ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ ان مراکز کے ذریعہ کاتبوں کی کمی بہت حد تک دور ہو گئی ہے۔ اردو دنیا کے پچھلے شمارہ میں ہم نے اعلان کیا تھا کہ آٹھ مزید شہروں میں خوشنویسی کے تربیتی مراکز کھولے جائیں گے۔ ان شہروں کے نام ہیں۔ اورنگ آباد، مالیگاؤں، کالی کٹ، امروہہ، مظفرپور، جالندھر، سوپور اور سرینگر۔ خوشی کی بات ہے کہ ان جگہوں میں سے امروہہ اور اورنگ آباد میں یہ مراکز قائم ہو گئے ہیں۔ ان کے علاوہ آرائشی خطاطی کا ایک مرکز پٹنہ میں بھی قائم ہو گیا ہے۔ باقاعدگی سے ان شہروں میں کام شروع ہو گیا ہے۔ باقی شہروں میں بھی کام جلد شروع ہو جائے گا۔ اب ترقی اردو بیورو کے زیر نگرانی چل رہے ان مراکز کی تعداد ۲۰ ہو گئی ہے جن میں آرائشی خطاطی کے مرکز بھی شامل ہیں۔ مذکورہ بالا تمام شہروں میں کام شروع ہو جانے پر خطاطی کے مراکز کی تعداد ۲۴ ہو جائے گی۔

خطاطی کے اعلا نمونوں پر انعامات

کاتبوں کی حوصلہ افزائی اور اس فن کو فروغ دینے کے لیے بیورو نے کتابت کے اعلا نمونوں پر انعامات دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس اسکیم پر جلد عمل درآمد کیا جائے گا۔ اس اسکیم کے تحت مطبوعہ کتابوں پر بھی انعام دیا جائے گا۔ ——— فوٹو آفسیٹ، لیتھو اور دوسرے طریقوں سے چھپی کتابیں شامل ہوں گی۔ اس کے علاوہ خطاطی کے نمونوں پر الگ سے بھی انعامات دیے جائیں گے۔

خواتین کے لیے خطاطی کے تربیتی مراکز

امروہہ اور حیدرآباد اور ٹونک میں خواتین کے لیے علاحدہ سے خطاطی کے تربیتی مراکز قائم کیے جائیں گے۔ بورڈ کی میٹنگ میں اس اسکیم کو منظوری دے دی گئی ہے۔ اسی طرح کے مراکز دوسرے شہروں میں بھی قائم کیے جائیں گے۔ خطاطی کے فروغ کے لیے بیورو کا یہ قدم بڑی اہمیت کا حامل ہے اس اسکیم سے عورتوں کو روزگار اور تعلیم دونوں کے مواقع میسر آئیں گے۔

خطاطی کے تربیتی مراکز کے لیے نصابی کمیٹی کا قیام

کتابت سیکھنے اور سکھانے والوں کا کوئی جامع نصاب نہیں ہے۔ بیورو کے زیر نگرانی کام کر رہے مراکز میں انسٹرکٹرس صاحبان اپنے اپنے طریقہ پر خطاطی سکھاتے ہیں۔ ان کے لیے رہنما اصول یا نصاب نہیں ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے بیورو خطاطی کے اسکولوں کے لیے یکساں نصاب تیار کرنے کی ضرورت کو عرصے سے محسوس کر رہا تھا۔ اب اس منصوبہ پر جلد عمل درآمد شروع ہوگا۔ بیورو خطاطی کا ایک معیاری نصاب بنائے گا۔ اس سلسلے میں ایک نصابی کمیٹی کی تشکیل کی گئی ہے۔

خطاطی کے تربیتی مراکز کا نمائندہ جلسہ

۹ ستمبر ۱۹۸۳ء کو بھوپال میں خوشنویسی کے ان تربیتی مراکز کے نمائندوں کا جلسہ ہوا جنھیں اردو اکاڈمیوں کی نگرانی میں چلایا جا رہا ہے۔ جلسہ کی صدارت ترقی اردو بیورو کی ڈائرکٹر ڈاکٹر فہمیدہ بیگم نے کی۔ اس جلسہ میں دہلی، مہاراشٹر، مغربی بنگال، کرناٹک، مدھیہ پردیش، بہار، راجستھان میں چل رہے تربیتی مراکز اردو ترقی بورڈ کے نمائندوں نے شرکت کی بیورو کی ڈائرکٹر نے اپنی تقریر میں بتایا کہ اس وقت ملک میں ۱۶ مراکز کام کر رہے ہیں جن میں دو مرکز آرائشی خطاطی سے تعلق رکھتے ہیں۔ انھوں نے بتایا کہ ترقی اردو بیورو متعدد جگہوں پر خواتین کے لیے علاحدہ سے خطاطی کے اسکول کھولنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

جلسہ میں خطاطی مراکز کی سرگرمیوں اور پیش رفت کا جائزہ لیا گیا۔ یہ بھی طے کیا گیا کہ بیورو خطاطی کے تربیتی مراکز کے لیے نصاب میں یکسانیت پیدا کرے۔ ڈائرکٹر بیورو نے ممبران کو بتایا کہ ایک نصابی کمیٹی کی تشکیل کی جا چکی ہے۔

ممبران نے اس تجویز کا خیر مقدم کیا کہ بیورو خطاطی کے بہترین نمونوں پر اور مطبوعہ کتابوں پر انعام دینے کا ارادہ رکھتا ہے۔

تربیتی مراکز کی تفصیلات

	نام شہر	مرکز کا سن آغاز	نام نگراں ادارہ مع پتہ	نصاب کی مدت
۱	نئی دہلی	جون ۱۹۸۰ء	سیکریٹری غالب اکاڈمی۔ بستی نظام الدین۔ نئی دہلی ۱۱۰۰۱۳	دو سالہ

حیدرآباد	اگست ۸۰ء	سکریٹری۔ ادارہ ادبیات اردو ایوان اردو پنجا گٹہ روڈ حیدرآباد۔ ۵۰۰۰۰۶	دو سالہ
سری نگر	اگست ۸۰ء	سکریٹری جموں و کشمیر اکاڈمی آف آرٹس کلچر اینڈ لنگویجز۔ لال منڈی۔ سری نگر۔	دو سالہ
بمبئی	فروری ۸۱ء	سکریٹری۔ انجمن اسلام ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ۹۲۔ دادا بھائی نوروجی روڈ بمبئی ۴۰۰۰۰۱	دو سالہ
پٹنہ	اگست ۸۱ء	سیکریٹری۔ بہار اردو اکاڈمی۔ ۸۔ بی شری کرشنا پوری پٹنہ	دو سالہ
نئی دہلی	جون ۸۱ء	سیکریٹری۔ غالب اکاڈمی بارالتغی نصاح بستی نظام الدین نئی دہلی ۱۱۰۰۱۳	دو سالہ
بھوپال	نومبر ۸۱ء	سیکریٹری۔ مدھیہ پردیش اردو اکاڈمی ۱۸۶/۳۔ پروفیسر کالونی بھوپال ۴۶۲۰۰۲	دو سالہ
بنگلور	اکتوبر ۸۱ء	سیکریٹری۔ کرناٹک اردو اکاڈمی نرد پاتھوگا روڈ۔ بنگلور ۵۶۰۰۰۲	دو سالہ
ٹونک	ستمبر ۸۲ء	ڈائرکٹر۔ عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ شفا منزل۔ ٹونک (راجستھان) ۳۰۴۰۰۱	دو سالہ
ناگپور	اکتوبر ۸۲ء	صدر۔ انجمن تحفظ اردو۔ راس ملکھت۔ مومن پور۔ ناگپور	دو سالہ
مدراس	دسمبر ۸۲ء	مرتضویہ ایجوکیشنل اینڈ کلچرل فاؤنڈیشن آف ساؤتھ انڈیا۔ ۱۸۶۔ بگم اسٹریٹ۔ ٹرپلی کین۔ مدراس، ۶۰۰۰۰۵	دو سالہ
علی گڑھ	جنوری ۸۳ء	چیرمین۔ کیلی گرافی ٹریننگ سنٹر شعبہ اردو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ	دو سالہ
جے پور	فروری ۸۳ء	سیکریٹری۔ راجستھان اردو اکاڈمی ج۔ ۳۔ سبھاش مارگ سی اسکیم۔ جے پور۔ (راجستھان)	دو سالہ
بھدوہی	فروری ۸۳ء	سیکریٹری مدرسہ عربیہ مطلع العلوم۔ پیر خاں پور۔ بھدوہی ضلع بنارس	دو سالہ

۱۵	کلکتہ	اپریل ۸۳ء	سیکریٹری ویسٹ بنگال اردو اکاڈمی ۱۷ سندری موہن ایونیو۔ کلکتہ۔	دوسالہ
۱۶	دہلی	مئی ۸۳ء	سیکریٹری۔ دہلی اردو اکاڈمی۔ ۵ شام ناتھ مارگ دہلی ۱۱۰۰۰۶	دوسالہ
۱۷	پٹنہ	مئی ۸۳ء	سیکریٹری بہار اردو اکاڈمی (آرائشی نصاب) ۸۔ بی کرشنا پوری پٹنہ	دوسالہ
۱۸	امروہہ	اگست ۸۳ء	جنرل سیکریٹری اورینٹل سوسائٹی ۳ امروہہ۔ یو پی	دوسالہ
۱۹	اورنگ آباد	ستمبر ۸۳ء	انجمن ترقی اردو (مہاراشٹرا) اورنگ آباد مہاراشٹر	دوسالہ
۲۰	سوپور	اکتوبر ۸۳ء	صدر مجلس النسا۔ سوپور (جموں و کشمیر)	دوسالہ

مندرجہ ذیل شہروں میں سال رواں کے دوران کتابت کے تربیتی مراکز شروع ہو جانے کی امید ہے۔

مظفرپور (بہار) مالیگاؤں (مہاراشٹر) ہبلی (کرناٹک) کالی کٹ (کیرل)
اس طرح سال رواں کے آخر تک ۲۴ تربیتی مراکز کام کرنا شروع کر دیں گے۔

اردو ایک زبان ہی نہیں ایک تہذیب کا نام بھی ہے

خطاطی کا تربیتی مرکز۔ بنگلور (ستمبر ۱۹۸۳ء)
ڈائرکٹر ترقی اردو بیورو کے دورہ کا ایک منظر

دائیں سے بائیں ۔ محترمہ یوسف شائستہ ۔ جناب عبدالرحمن (کاتب) جناب ایم ۔ ایل ۔ امیر احمد (رجسٹرار کرناٹک یونیورسٹی) ڈاکٹر فہمیدہ بیگم (ڈائرکٹر بیورو) حکیم امام امامی (صدر انجمن ترقی اردو کرناٹک) اور مسز بال ۔

خطاطی کے تربیتی مرکز ۔ ناگپور میں بیورو کے اسسٹنٹ ڈائرکٹر ڈاکٹر امام آسرار صاحب تقریر کرتے ہوئے ۔ (اکتوبر ۱۹۸۳ء)

ترقی اردو بیورو کے تحت بنیادی/آرائشی خطاطی کے تربیتی مراکز
BASIC / DECORATIVE CALLIGRAPHY TRAINING CENTRES
UNDER
BUREAU FOR PROMOTION OF URDU
INDIA
سوپور Sopore
سری نگر Srinagar
امروہہ Amroha
دہلی Delhi
علی گڑھ Aligarh
جے پور Jaipur
ٹونک Tonk
بھدوہی Bhadohi
پٹنہ Patna
بھوپال Bhopal
کلکتہ Calcutta
ناگپور Nagpur
اورنگ آباد Aurangabad
بمبئی Bombay
حیدرآباد Hydrabad
Bangalore بنگلور
مدراس Madras
BASIC CALLIGRAPHY TRAINING CENTRES
بنیادی خطاطی کے تربیتی مراکز
DECORATIVE CALLIGRAPHY TRAINING CENTRES
آرائشی خطاطی کے تربیتی مراکز

خطاطی مراکز سے خطاطی کے چند نمونے

صغیر احمد اُردو خطاطی کلاس غالب اکیڈمی دلّی
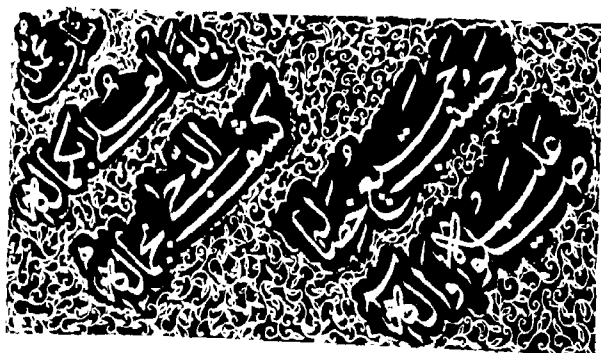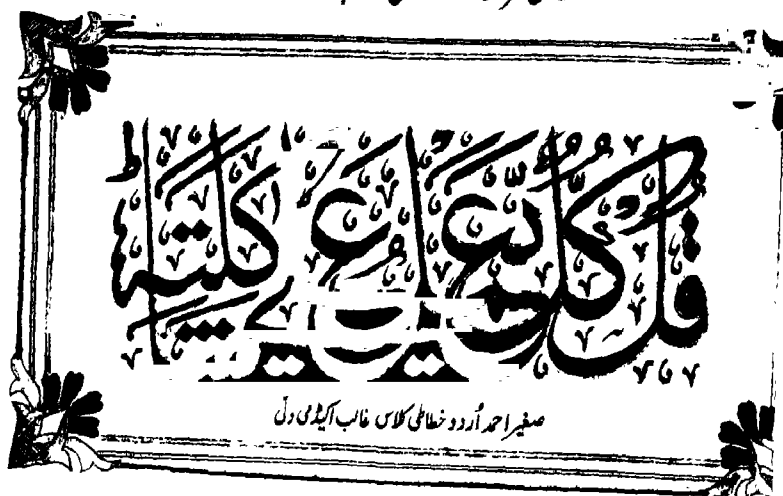
اخلاص احمد خاں اُردو خطاطی کلاس غالب اکیڈمی نئی دہلی

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے منقول ہے کہ اوّل شخص

جس نے خط اور لغت عرب ایجاد کیا حضرت اسماعیل علیہ السلام

تھے اور زمان سلف میں ملک عرب میں خط معقلی تھا کہ جسکو

ایجاد ادریس علیہ السلام کا کہتے ہیں بعد ازاں خط کوفی ایجاد کیا گیا

اخلاص احمد تلمیذ جناب خلیق ٹونکی شعبۂ خطاطی غالب اکیڈمی نئی دہلی نمبر ۱۳
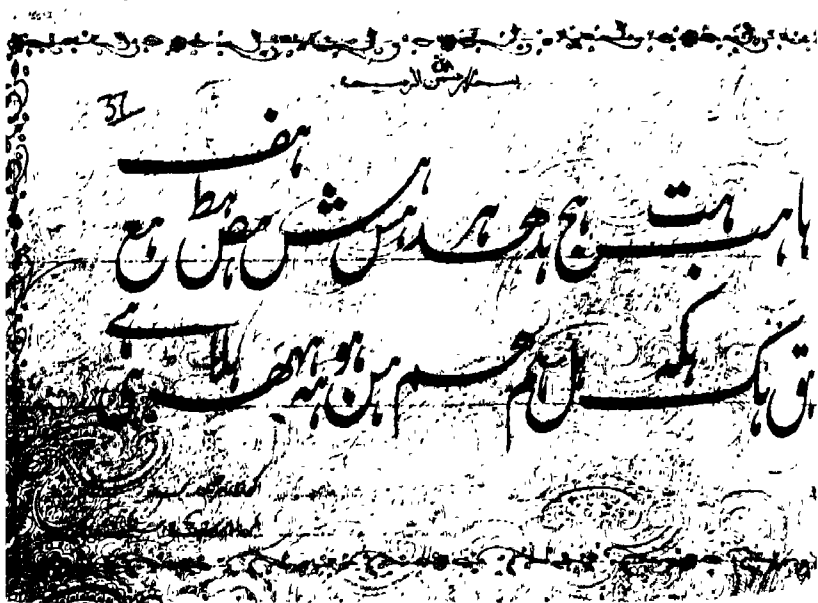
وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ

عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ

سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ

محمد عمر خاں اردو خطاطی کلاس غالب اکیڈمی

بیانِ شمس الدین

مجاہدِ قلم

خدایا جس میں کرے جلوہ گری — تجلی جس سے مہر و مہ و مشتری ہے
ترا قدر دانوں کی بے قدر دانی — میں کیا اور کیا میری صنعت گری ہے

من آنم کہ من دانم واقعی فن خوشنویسی بہت مشکل ہے خود میرا تجربہ اس اپنے دعویٰ پر شاہد عادل ہے کہ گو میری تمام عمر سرِ مشق نامہ اور نبض شناسی خامہ میں گذری لیکن پھر بھی یہ علت باقی رہی کہ اکثر شبدیز قلم عنانِ اختیار سے باہر ہو جاتا ہے اور اس دشوار گذار میدان کے نشیب و فراز میں ٹھوکریں کھاتا ہے بہر حال (المامور مجبور) عوام کی تعلیم و تحصیل اور خاص چشم و چراغ مدائن منشی بشن نرائن جی سلمہ کی تسہیل کے واسطے حلقۂ ارشاد سے گوشِ اطاعت کو مزین کر کے جو کچھ اساتذہ سے ملا اور جو خاص اپنے تجربوں اور کہنہ مشقی سے حاصل ہوا جملہ ایجادات تازہ اور اسرار مکتومہ کو اس کتاب میں درج کر کے نام اِس باغ ارم کا (اعجاز رقم) رکھا پس جو صاحب اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں مجھے اور بابو جی سلمہ الغفار کو اپنی دعائے خیر میں شامل فرمائیں۔

تحریر اخلاص احمد شعبہ خطاطی سششماہی اوّل۔ تلمیذ خلیق ٹونکی غالب اکیڈمی حضرت نظام الدین نئی دہلی نمبر ۱۳

ترقی اردو بورڈ اور اصطلاح سازی

بیسویں صدی عیسوی میں دیگر علوم کے ساتھ سائنسی علوم نے برق رفتاری سے ترقی کے منازل طے کیے ہیں۔ ان کے ذخیرۂ علوم کی عصری افادیت اور اہمیت کے پیشِ نظر سائنسی ایجادوں اور کارناموں سے متعلق تصانیف کا دنیا کی اہم اور ترقی یافتہ زبانوں میں ترجمہ کیا جا رہا ہے۔ ترقی اردو بورڈ کے قیام کے بعد مختلف علوم کے ساتھ سائنسی تکنیکی اور طبی علوم کی کتابوں کے ترجموں کا کام شروع کیا گیا تو اصطلاحات کا مسئلہ درپیش ہوا۔ سائنسی علوم میں جامعیت اور اختصار سے کام لیا جاتا ہے۔ اس لیے اصطلاحات کے ذریعے معنی و مطالب کے جہان کی افہام و تفہیم کی جاتی ہے۔ بقول پروفیسر وحیدالدین سلیم:

"اصطلاحیں درحقیقت اشارے ہیں جو خیالات کے مجموعوں کی طرف ذہن کو فوراً منتقل کر دیتے ہیں۔"

ایسی ہی حقیقتوں اور ضرورتوں کے پیشِ نظر ترقی اردو بورڈ نے اپنے قیام کے ابتدائی دور میں ہی سائنسی اور سماجی علوم کے مختلف شعبوں کے ماہروں پر مشتمل ۱۸ اصطلاح ساز کمیٹیاں قائم کیں اور اصطلاح سازی کے سلسلے میں عثمانیہ یونیورسٹی کے دارالترجمہ میں ہوئے کام اور اسی طرح کے دوسرے سرمایہ سے استفادہ کرتے ہوئے ترقی اردو بیورو نے کچھ رہنما اصول بھی وضع کیے تاکہ اصطلاح سازی کے کام میں سہولت ہو اور ان کے لسانی مزاج اور معیار میں یکسانیت رہے۔ ان رہنما اصولوں میں مندرجہ ذیل اصول اساسی اہمیت کے حامل ہیں۔

۱ ایسی اصطلاحوں کو ترجیح دی جانی چاہیے جو مروج یا مستعمل ہو چکی ہوں۔ چاہے ان میں کوئی لسانی یا معنوی سقم ہی کیوں نہ ہو۔

۲ اگر کوئی اصطلاح ایک سے زائد معنوں میں مستعمل ہے تو ایسی صورت میں اس کے مختلف مفاہیم کو علاحدہ علاحدہ الفاظ/اصطلاح سے واضح کیا جانا چاہیے۔

۳ اصطلاحوں اور عام الفاظ میں فرق کیا جانا چاہیے۔ عام الفاظ کو فرہنگ میں شامل نہیں کیا جانا چاہیے۔

۴ کون سا لفظ اصطلاح ہے اور کون سا محض ایک عام لفظ، اس کا فیصلہ مضمون کے ماہرین کی رائے اور معیاری مستند معیاری انگریزی لغات کی مدد سے کیا جانا چاہیے۔ اگر ایسی لغت یا لغات میں کسی لفظ کے کوئی خاص معنی لکھے گئے ہیں اور یہ معنی کسی فن یا کسی علم سے مخصوص ہیں، تو اس فن یا علم کے مقاصد کے لیے اس لفظ کو اصطلاح تصور کیا جائے گا۔

۵ جہاں تک ممکن ہو سکے ایک اصطلاح کا ایک ہی اردو متبادل دیا جائے، بشرطیکہ وہ اصول نمبر ۲ کی ذیل میں آتا ہو۔

۶ جہاں تک ممکن ہو سکے اصطلاح یک لفظی ہی ہونی چاہیے۔ ناگزیر صورتوں میں یہ دو لفظی بھی ہو سکتی ہے۔ ایسی اصطلاحیں کم سے کم وضع کی جائیں جو دو سے زائد الفاظ پر مشتمل ہوں۔

۷ ہندی اصطلاحوں کے اختیار کرنے کو (اگر ایسی اصطلاحیں اردو میں بآسانی تلفظ اور تحریر کی جا سکتی ہوں) عربی اصطلاحوں کے اختیار کرنے پر مرجح سمجھا جائے۔

۸ اگر کسی اصطلاح کو ایک سے زائد الفاظ کے ذریعے ادا کرنے کی ضرورت پیش آئے تو حسب ذیل ترکیبات کو، نیچے دی ہوئی ترتیب کے اعتبار سے ترجیح دی جائے گی۔

ا۔ وہ ترکیبات جن میں اضافت یا حروف ربط و جار کی قسم کے الفاظ و علامات نہ ہوں۔

ب۔ وہ ترکیبات جن میں یائے نسبتی ہو۔

ج۔ وہ ترکیبات جن میں اضافت ہوں، بشرطیکہ ان میں ایک سے زائد اضافتیں ہوں تو ان میں کم سے کم ایک کو کا، کی، کے سے بدل دیا جائے۔

د۔ وہ ترکیبات جن میں کا، کی، کے وغیرہ استعمال کیے گئے ہوں۔

۹ اگر کوئی اصطلاح ایک سے زائد علم یا فن میں مشترک ہے اور ان سب علوم و فنون میں ایک ہی مفہوم میں استعمال کی جاتی ہے، تو اس کا اردو متبادل بھی ہر جگہ ایک ہی رکھا جائے گا۔

۱۰ الفاظ کو وضع کرنے کے اصولوں میں اتنی کشادہ دلی ہونی چاہیے کہ ہندی، عربی، فارسی یا معرب فارسی یا فارسی عربی اور دیگر ترکیبات بھی قابل قبول ٹھہریں۔

۱۱ اگر کوئی انگریزی اصطلاح مروج ہو اور عام فہم ہو تو اسے برقرار رکھا جائے۔ ایسی عام فہم اصطلاحوں کے لیے اردو متبادلات بنانے یا تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۱۳ اعلام کو ایسا ہی لکھا جائے جیسے کہ وہ اردو میں مقبول ہو چکے ہیں۔ البتہ ایسے اعلام جو ابھی مقبول نہیں ہوئے ہیں ، ان کو اردو حروف تہجی کے حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے ممکن صحت کے ساتھ لکھا جانا چاہیے۔

۱۴ اگر کوئی علم کسی اصطلاح کا حصہ بن چکا ہے تو اس علم کا اصول نمبر ۱۲ کی روشنی میں اردو میں ترجمہ کیا جانا چاہیے۔

اصطلاح سازی کا کام ایسے مشکل اور صبر آزما ادبی کاموں میں سے ہے جس کی تکمیل کے لیے وقت، لگن اور محنت درکار ہے۔ اصطلاح سازی کی اس اہم ذمہ داری سے عہدہ برا ہونے کے لیے ترقی اردو بورڈ نے ملک کے ممتاز مشاہیر اور ماہرین کا تعاون حاصل کیا ہے۔ مختلف اوقات میں اصطلاحوں کے فنی اور لسانی پہلوؤں پر بھی عمیق غور و فکر ہوتا رہا۔ اس سلسلے میں ہوئے آج تک کے کام کو بھی پیش نظر رکھا گیا۔ اس طرح ان کمیٹیوں کے جلسے طلب کیے گئے، کسی کمیٹی نے اپنا کام بیس اجلاس میں ختم کیا ہے تو کسی نے اس سے زیادہ میں۔ ان جلسوں میں اصطلاح سازی کے دوران ماہرین نے اپنے وسیع مطالعہ اور تجربے کے ساتھ ان کے صوری حسن اور معنوی پرتوں پر بھی دھیان دیا ہے اور اپنی فکری، ذہنی اور دانشورانہ صلاحیتوں سے خوب کام کیا ہے۔ بہتر سے بہتر اصطلاحیں وضع کرنے کی کوشش کی ہے۔ پھر بھی دعوا ہرگز نہیں ہے کہ یہ وضع کردہ اصطلاحیں اپنے مضمون میں قول آخر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ کیونکہ علم اور تحقیق کے میدان میں نئے مواد اور ترقی اور تبدیلی کے لیے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں اور رہنا چاہیے۔ جس کے نتیجے میں مناسب ترمیم اور اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ تکنیکی اور سائنسی تصانیف اور اُن علوم کی درس و تدریس کی زبان ہونا اردو کے خمیر میں موجود ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اردو زبان کو اس مقصد کے لیے طویل مدت تک تواتر کے ساتھ پورے خلوص سے استعمال نہیں کیا گیا۔ اگر ایسا ہوتا تو ادبی اور تہذیبی تناظر کے ساتھ ساتھ سائنسی اور علمی میدانوں میں بھی اردو زبان میں پنہاں صلاحیتوں کا اندازہ ہو جاتا۔ ان حالات میں اصطلاح سازی کا کام بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے۔ مگر اردو میں اصطلاح سازی کا مسئلہ زیادہ سنگین نہیں۔ کیونکہ ابتدا ہی سے اس زبان کے خمیر میں سنسکرت، عربی اور فارسی جیسی عظیم زبانوں کی مٹی شامل ہے۔ جہد

قدیم میں یہ تینوں زبانیں سائنسی، ادبی اور فنی کارناموں کے اظہار کا ذریعہ رہ چکی ہیں۔ اور یہ وہ زبانیں ہیں جنہوں نے علمی اور سائنسی معلومات کے ساتھ معنی آفریں تراکیب و مرکبات اور علمی و سائنسی اصطلاحیں بھی عہد جدید کے سائنسدانوں اور مفکرین کو دیں، جن کی تفصیل ان تینوں زبانوں کی علم و ادب اور تاریخ کے صفحات میں موجود ہے، یہ موقع نہیں کہ ان کی تفصیلات سے بحث کی جائے۔

جابر بن حیان ۷۷۶ء نے ۷۶ کتابیں علم کیمیا اور دیگر سائنسی علوم پر لکھی ہیں۔ ان کا ترجمہ مختلف یورپین زبانوں میں ہو چکا ہے۔ اس نے نائٹرک سلفورک ایسڈ دریافت کیا تھا اور لیڈ کاربونٹ تیار کرنے کے لیے آرسینک اور اینٹی نومی کو سلفائڈس سے الگ کرنے کا طریقہ بھی دریافت کرنے میں امتیاز حاصل کیا تھا۔ البرونی نے ہندوستان میں ۴۰ سال قیام کیا اور سنسکرت زبان پر عبور حاصل کیا تاکہ دیگر علوم کے ساتھ علم کیمیا اور علم نباتات بھی ہندوستان میں حاصل کرے ہندوستان نے علم ریاضی میں وہ کمال حاصل کیا تھا کہ ہندوستان کے عہد قدیم کے کارنامے عہد جدید کے ترقی یافتہ ممالک میں آج بھی باقاعدہ تحقیق کا موضوع بنے ہوئے ہیں۔ مطلب یہ کہ جس زبان کے ورثے میں سائنس اور دیگر علوم موجود ہیں۔ اس میں بہتر سے بہتر اصطلاحیں وضع کرنے کے لیے صرف ریاض اور خلوص سے باقاعدہ غور و فکر کی ضرورت ہے آزادی کے بعد اس کام کی تکمیل کا بیڑا ترقی اردو بیورو نے اٹھایا اور خوشی و مسرت کا مقام ہے کہ ترقی اردو بیورو نے مختلف مضامین میں کام تقریباً مکمل کر لیا ہے۔ ایسی علمی اصطلاحوں کی تین فرہنگیں، فرہنگ کیمیا، فرہنگ انسانیات، اور فرہنگ معاشیات چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں۔ اور کچھ چھپ رہی ہیں اور اُمید ہے کہ باقی فرہنگیں بھی جلد ہی شائع ہو جائیں گی۔

بیورو کے زیر نگرانی تیار کردہ کچھ مضامین کی اصطلاحات کے نمونے ذیل میں پیش کیے جا رہے ہیں۔

اصطلاحات کے نمونے

فرہنگِ اصطلات کیمیا

صفحات:۔ ۶۴

سائز:۔ ۲۰x۳۰/۸

قیمت:۔ ۸/۵۰ روپے

طباعت:۔ لیٹر پریس

B

Bacillus بیسلس
backward reaction الٹا تعامل
bacteria جراثیم/بیکٹریا
bacterial جراثیمی/بیکٹریائی
bacterial putrefaction جراثیمی/بیکٹریائی سڑن
bactericidal جراثیم کش/بیکٹریا مار
bactericide جراثیم کش دوا/بیکٹریا مار دوا مرکب
bacteriological جرثومیاتی/بیکٹریائی
bacteriologist ماہر جرثومیات/ماہر بیکٹریات
bacteriology جرثومیات/بیکٹریات
bacteriolysis جراثیم پاشی
bad conductor ناقص موصل
baking powder طباخی سفوف
baking soda کھانے کا سوڈا
balance (scale) ترازو/کانٹا
balance, analytical تشریحی ترازو
——, chemical کیمیائی ترازو/کانٹا
——, physical طبعی ترازو
——, sensitive حساس ترازو/کانٹا
——, spring کمانی دار ترازو/کانٹا
——, torsion مرور ترازو/کانٹا
balanced diet متوازن غذا
Balmer series بامر سلسلہ
balsam بالسم
band پٹی

——, absorption انجذابی پٹی (طیف)
—— frequency پٹی کا تعدد (ارتعاش)
—— spectrum پٹی دار طیف
—— width پٹی کی چوڑائی
barite بیرائٹ
barium بیریم
—— chloride بیریم کلورائڈ
barograph بارنگار
barometer بار پیما
——,anercid بے مائع بار پیما
——,tube بار پیما کی نلی
barometric gradient بار پیمائی ڈھلان کی سطح
—— height بار پیما کی اونچائی
—— pressure بار پیمائی دباؤ
—— slope بار پیمائی ڈھلان
—— tide بار پیمائی مدو جزر
barometry بار پیمائی
baryta بیریٹا
barytes بیرائیٹس
basalt بیسالٹ/سنگ سیاہ/مرمر سیاہ
basaltic بیسالٹی
base (chem.) اساس
basic (chem.) اساسی
—— chloride اساسی کلورائڈ
—— slag اساسی میل
basicity (chem.) اساسیت
—— of an acid ترشہ کی اساسیت
basin بیسن/پیالہ
bath جنتر
——, sand بالو جنتر
——, oil تیل جنتر
——, water پن جنتر
bathochromic رنگ افزا
batteries in series سلسلے وار بیٹریاں
battery بیٹری/برقی مورچہ
—— ,storage ذخیرہ بیڑی
—— ,voltaic ورلٹائی بیٹری
bauxite بوکسائٹ
bead منکا
—— test منکا جانچ

beaker منقره/بیکر
—— with spout ٹونٹی دار منقره
bees wax مگس موم
beet چقندر (پودا)
—— root چقندر (جڑ)
behaviour (of a substance) طرز عمل / رویه (کسی شے کا)
bell metal گھنٹہ دھات
bellows بھتہ
bench بینچ
bench reagent عام متعامل
benitoite بینیٹوائٹ
bentonite بینٹونائٹ
benzal chloride بینزل کلورائڈ
benzal dehyde green بینزل ڈی ھائڈ سبز
benzal doxime بینزل ڈوکسیم
benzene بینزین
benzene ring بینزین حلقه
benzhydrol بینز ھائڈ رول
benzine بینزین
benzo-sol بینزوسول/اسم
benzotrichloride بینزوٹری کلورائڈ
benzoyl بینزوئل
benzoyl radical بینزوئل اصلیه
benzyl benzoate بینزائل بینزوئیٹ
beryl بیریل/یاقوت کبود
beryllium بیریلیم
berylloid بیریلیم نما
beryllonite بیریلونائٹ
berzelianite برزلیانائٹ
bessemer convertor بیسمر مبدل
process بیسمر قاعدہ
beta بیٹا
—— coefficient بیٹا شرح
—— disintegration بیٹا تجزیه
—— function بیٹا تفاعل
—— particle بیٹا زره
—— ray بیٹا شعاع
—— ray spectrum بیٹا شعاعی طیف
—— ray spectrometer بیٹا طیف پیما

betaine بیٹین
betatron بیٹا ٹران/برقباری ساع
biaxial دو محوری
biaxial crystal دو محوری قلم
bicarbonate بائی کاربونیٹ
bichromate cell بائی کرومیٹ خانہ (برقی)
bile acid صفراوی ترشہ/تیزاب
bimetallic دو دھاتی
—— electrode دو دھاتی برقیرہ
—— element دو دھاتی ٹکڑا
bimolecular دو سالمی
binary (chem.) ثنائی
binary compound ثنائی مرکب
—— fission ثنائی انشقاق
binding energy بندشی توانائی
—— force بندشی قوت
—— surface بندشی سطح
binodal دو گرھی
bio-chemical حیاتی کیمائی
bio-chemistry حیاتی کیمیا
biological حیاتی/حیاتیاتی
—— barrier حیاتیاتی سد
——factor حیاتیاتی عامل/جزو
—— isolation حیاتیاتی تجرید
—— laboratory حیاتیاتی تجربہ گاہ/تجربہ خانہ
—— phenomenon حیاتیاتی مظہر
——race حیاتیاتی نسل
—— research حیاتیاتی تحقیق
—— science حیاتیاتی سائنس
—— survey حیاتیاتی جائزہ/سروے
—— weathering حیاتیاتی موسم زدگی
biology حیاتیات
bioluminescence حیاتیاتی نورانیت
biometerician ماہر حیات پیمائی
biometry حیات پیمائی
biophysics حیاتی طبیعات
bioplasm حیات مایہ
bioscope حیات بین
biotite بایوٹائٹ
bi-polar دو قطبی

bismite بسمائٹ

bismuth بسمتھ

—— blende بسمتھ بلنڈ

—— glance بسمتھ گلینس

—— ochre بسمتھ اوشر /بسمتھ مٹی (بادامی)

—— spiral method بسمتھ چکردار طریقہ

bismuthate بسمتھیٹ

bismuth nite بسمتھینائٹ

bismutite بسمیٹائٹ

bi-sulphate ایسڈ سلفیٹ/بائی سلفیٹ/ترشی سلفیٹ

bi-sulphite بائی سلفائٹ

bitter (taste) کڑوا (مزہ)

bitumen بٹومن

bituminous بٹومنی

bituminous coal بٹومنی کوئلہ/نرم معدنی کوئلہ

bituminous shale بٹومنی شیل

biuret بائی یوریٹ

bivalency دو گرفتی

bivalent (Chem.) دو گرفتا

black alkali سیاہ قلی

—— ash سیاہ راکھ

—— band ironstone سیاہ بیدہ آہنی پتھر

—— body سیاہ جسم

—— tellurium سیاہ ٹیلوریم

blackish blue سیاہی مائل نیلا

—— brown سیاہی مائل بھورا

—— green سیاہی مائل سبز

—— air blast ہوائی جھکڑ

—— furnace جھکڑ بھٹی

bleach (n) رنگ کاٹ

—— index رنگ کاٹ اشاریہ

—— liqour رنگ کاٹ محلول

—— spot دھبہ (رنگ اڑانے پر)

bleachability رنگ کاٹ پذیری

bleachable رنگ کاٹ پذیر

bleaching رنگ اڑانا/رنگ کاٹنا

—— **clay** رنگ کاٹ مٹی

—— **powder** رنگ کاٹ سفوف

blend ملانا
blende بلنڈ
blending ملانا
—— character ملنے کی خصلت
blister copper آبلہ دار تانبا/چھالے دار تانبا
—— steel آبلہ دار فولاد/چھالے دار فولاد
blood charcoal خون چارکول
blower دھوکنی
blowpipe پھونکنی
blue litmus نیلا لٹمس
blurred دھندلا
—— image دھندلا عکس
boat, platinum پلیٹینم کی کشتی
bog iron ore باگ آئرن اور/دلدلی لوہے کی کچدھات
Bohemian glass بوھمین شیشہ
Bohrmagneton بور میگنیٹان
Bohr radius بور نصف قطر
boiler scale جوش دان پپڑی
boiling point نقطہ جوش
boiling point elevation نقطہ جوش کا ارتفاع
bolograph اشعاعی حرارت نگار
bolometer اشعاعی حرارت پیما
boltzmann concentration law بولٹزمین کا کلیہ ارتکاز
boltzmann's constant بولٹزمین مستقل
bomb calorimeter بم حرارہ پیما/بم کیلوری پیما
bombardment theory بمباری نظریہ
bond بند/بندش/بندھن
—— energy بند کی توانائی
—— strength بند کی مضبوطی
bonding clay بندشی مٹی
—— electron بندشی الکٹران/بندشی برقپارہ
bone ash ھڈی راکھ
—— black ھڈی کاجل
—— meal ھڈی کا آٹا
—— oil ھڈی تیل
boracic acid بوریسک ترشہ/ایسڈ
boracite بوریسائٹ
borate بوریٹ
borax سہاگہ

—— bead test سہاگہ منکا جانچ/سہاگہ منکا امتحان
—— carmine بوریکس کارمین
Bordeaux mixture بورڈو مکسچر
bore سوراخ/سوراخ کرنا
——(of a tube) سوراخ (نل کا)
borer, cork کاگ برماله
boric acid بورک ترشہ/ایسڈ
boring (drilling) برما کرنا/سوراخ کرنا
bracket series بریکٹ سلسلہ
brackish کھاری/کھارا
—— water کھاری/کھارا پانی
bragg's plane بریگ سطح
bragg's spacing بریگ فصل
branched شاخدار
—— chain شاخداری زنجیر
—— compound شاخدار مرکب
—— disintegration شاخدار تجزیہ
branching شاخ پھوٹنا
brass پیتل
—— clamp پیتل شکنجہ
—— yellow پیتل زرد
braunite براؤنائٹ
brazilian emerald برازیلی زمرد
—— sapphire برازیلی یاقوت کبود/نیلم
break, electrolytic برق پاشی روک
——, mercury پارہ وقفہ
——,platinum پلیٹینیم روک
breakdown (of a dielectric) ٹھپ ہو جانا (برق نا گذار کا)
breakdown voltage ٹھپ وولٹیج
brew (brewing) خمیر اٹھانا/اٹھنا
brewery بوزہ سازی/کارخانہ بوزہ
brewing elements خمیری اجزا
brick red خشتی سرخ
bridge, wheatstone's وھیٹ اسٹون پل
—— elements درمیانی عناصر
bright line spectrum چمکدار خطی طیف
brim stone کبریت
brine نمکاب

brinish نمکینی
briguette اینٹک
britannia metal برطانوی دھات
British standard candle برطانوی معیار کینڈل
British thermal unit برطانوی حرارتی اکائی
brittle پھوٹک
brittleness پھوٹک پن
broggerite بیرا گیرائٹ
bromate برومیٹ
bromic برومک
bromide برومائڈ
—— paper برومائڈ کاغذ
brominate (v) برومینانا
bromination برومینانا
bromine برومین
bromite برومائٹ
bromothymol blue بروموتھائی مول نیلا
bromus برومس
bronze کانسہ
bronze yellow کانسی زرد
bronzing کاسیانا/کانسہ چڑھانا
—— powder کاسیانے کا سفوف/کانسہ چڑھانے کا سفوف
bronzite برونزائٹ
brown coal (ligmite) بھورا کوئلہ (لگنائٹ)
—— haematite بھورا ہیماٹائٹ
—— limonite بھورا لیمونائٹ
—— spar بھورا اسپار
—— movement (motion) براونی حرکت
brownish black بھورا سیاہ/بادامی سیاہ
—— red بھورا سرخ/بادامی سرخ
brucine بروسین
brucite بروسائٹ
brucite marble بروسائٹ سنگ مرمر
brush, carbon کاربن برش
bubble (v) مائع میں سے گیس گذارنا
buchner funnel بخنر قیف
buffer بفر/حاجب
—— solution بفر محلول/حاجب محلول
—— state حائل/حاجب/بفر حالت

buffered　بفرایا ہوا / حاجب کردہ
buffering　بفرانا / حاجب کرنا
bulky　جسیم
bunsen burner　بنسن مشعل/برنر
bunsen's ice calorimeter　بنسن کا برف حرارہ پیما
buoyancy　اچھال
——,centre of　اچھال کا مرکز
burette　ظرفک/بیورٹ
—— clamp　بیروٹ ظرفک کا شکنجہ
—— clip　ظرفک کی چٹکی/کلپ
—— float　ظرفک کا تیرنا
—— jet　ظرفک کی نوکدار ٹونٹی/جٹ
burner　مشعل/برنر
——,gas　گیسی مشعل/برنر
——,micro　خورد مشعل
——,ring　حلقہ دار مشعل
burning glass　آتشی شیشہ
butadiene　بیوٹاڈائین
butaldehyde　بوٹل ڈی ہائڈ
butane　بیوٹن
butanol　بیوٹینول
butene　بیوٹین
butyne　بیوٹائن
butyl alcohol　بیوٹائل الکوحل
—— aldehyde　بیوٹائل الڈے ہائڈ
butyrene　بیوٹائیرین
butyricacid　بیوٹائرک ترشہ/ایسڈ
butyrolactone　بیوٹائرولیکٹون
butyrometer　مکھن پیما/چربی پیما

ان اصطلاحات کے بارے میں آپ کی
رائے کا ہمیں انتظار رہے گا

فرہنگ اصطلاحات معاشیات

صفحات	۱۵۲
سائز	۲۰×۳۰/۸
قیمت	۱۰ روپے
طباعت	آفسیٹ

C

Call	طلب۔ عندالطلب
—loan	عندالطلب قرضہ
—money	عندالطلب رقم
—price (redemption price)	عندالطلب قیمت
Callable bond (=redeemable Bond)	قابلِ واپسی بانڈ
Called-in pay (call back pay)	باز طلبی مشاہرہ
Called-up Capital	طلب کردہ اصل
Callings tax	پیشہ ورانہ ٹیکس
Calorie wage	کیلری اُجرت
Cambridge	کیمبرج
—equation	کیمبرج مساوات
—school	کیمبرج اسکول

Cameralism	کیمرلزم
Canonist	اصول پسند
Conons of taxation	ٹیکس کے معیار۔ ٹیکس کے اصول
Capacity	گنجایش ۔ استعداد
—, carrying	ڈھونے کی استعداد
—creating process	استعداد خالق عمل
—, excess	زاید استعداد
—factor	استعدادی عامل
—growth	استعدادی ترقی
—, idle	بے استعمال استعداد
—, optimum	مستحسن استعداد
—out put	استعدادی پیداوار
—, productive	پیداواری استعداد
—, taxable	قابل ٹیکس استعداد
—, unit of	استعداد کی اکائی
—utilisation rate	استعدادی استعمال شرح
Capital	اصل سرمایہ
—account	اصل کا کھاتہ
—at charge	سودی اصل
—charge	معاوضہ اصل
—, circulating C. goods	دائر اشیاء اصل
—coefficient	سرمایہ سر
—, concentration of	ارتکاز اصل
—, concrete	ٹھوس اصل
—, constant	قایم اصل
—, consumers'	صارفی اصل

—consumption allowance	صرف اصل الاؤنس
—, consumption of	صرف اصل
—cost	لاگت اصل
—, depreciation	فرسودگی اصل
—development	ترقی اصل
—equipment	سامان اصل
—expenditure	حصول اثاثہ خرچ ۔
—, fixed	قایم اصل
—, flight	سرمایہ کی ہجرت ۔ سرمایہ فراری
—, floating	رواں اصل ۔ رواں سرمایہ
—, foreign	بیرونی اصل ۔ بیرونی سرمایہ
—formation	تشکیل اصل
—, forms of	اقسام سرمایہ
—, free	آزاد سرمایہ
—gains	اضافہ قدر اصل
— gains tax	اضافہ قدر اصل ٹیکس
—goods	اشیا اصل
—, human	انسانی اصل ۔ انسا
—, incremental	افزائشی اصل ۔ افزائشی سرمایہ
—inflow	اصل کی آمد
—inputs	درآمدہ اصل
—, instrumental (producers capital)	آلاتی اصل ۔ آلاتی سرمایہ (پیداکاری)
—intensive industry	بیشی اصل صنعت
—issue	اصل اجرائی
—, issued	اجرائی اصل ۔ اجرائی سرمایہ

—issues committee	اصل اجرائی کمیٹی
—labour rate	اصل محنت شرح
—labour ratios	اصل محنت تناسب
—, latent	مخفی اصل
—levy	محصول اصل
—liability	اصل واجبات
—loans	ڈبینچر
—, locked in	پھنسا سرمایہ
—market	بازار اصل
—, merchants	تاجر کا سرمایہ
—, migration of	اصل کی منتقلی
—, mobility of	اصل کی نقل پذیری
—, money	زر اصل ۔ زر سرمایہ
—movement	اصل کی نقل و حرکت
—, national	قومی اصل ۔ قومی سرمایہ
—net worth (=net worth)	اصل کی خالص قیمت
—, nominal	ظاہری اصل ۔ ظاہری سرمایہ
—, origin of	اصل کی ابتدا
—out flow	اصل کا اخراج
—out lay	اصل کا خرچ
—out put ratio	اصل کا ماحصل تناسب
—, paid up	ادا شدہ اصل
—payments	اصل کی ادائیگی
—poor economy	کم اصل معیشت
—, productivity of	اصل کی پیدا آوری

—, pure	خالص اصل
—, real	حقیقی اصل
—receipts	اصل کی وصولی
—redemption	اصل کی بازیابی
—, redemption of	اصل کی واپسی
—redemption—reserve fund	اصل بازیابی فنڈ
—rent	اصل لگان
—, reproduction of	اصل کی بازپیداواری
—requirements	ضروریاتِ اصل
—resources	اصل کے وسائل
—, return on	سرمایۂ اصل
—rich economy	وافر اصل معیشت
—saving devices	اصل بچاؤ ترکیبیں
—saving innovation	اصل بچاؤ اختراع
—, security	ضمانتی اصل ۔ ضمانتی سرمایہ
—, share	حصص سرمایہ
—, social	سماجی اصل ۔ ضمانتی سرمایہ
—,specialised C. goods	خصوصی اشیا اصل
—, specific	مخصوص اصل ۔ مخصوص سرمایہ
—stock	اصل کا ذخیرہ
—stock tax	ذخیرۂ اصل ٹیکس
—strike	اصل کی ہڑتال
—structure	اصل کا ڈھانچہ
—, subscribed	طلب کردہ اصل ۔ طلب کردہ سرمایہ
—sums	رقوماتِ اصل

—, sunk	کھپا سرمایہ
—surplus	فاضل اصل
—, trade	تجارتی اصل ۔ تجارتی سرمایہ
—transfer	اصل کی منتقلی
—turnover	اصل کا الٹ پھیر
—, uncalled	ناطلبیدہ سرمایہ
—using device	اصل استعمال ترکیب
—value	اصل قدر
—, variable	متغیر اصل
—worker ratio	اصل مزدور تناسب
—, working	رواں سرمایہ
Capitalisation	اصلیانا
—, issue	محفوظات کی سرمایہ کاری
—of income	آمدنی کا اصلیانا
—of interest	سود کا اصلیانا
—of reserve	محفوظات کا اصلیانا
—of taxes	ٹیکس کا اصلیانا
—, over	بیش اصلیانا
—, under	کم اصلیانا
Capitalised	اصلیایا
—profit	اصلیایا منافع
—value	اصلیائی قدر
—value standard	اصلیائی قدر معیار
Capitalism	سرمایہ داری
—, absentee	غیر حاضر سرمایہ داری
—, advanced	ترقی یافتہ سرمایہ داری

—, commercial	تجارتی سرمایہ داری
—, individualistic	انفرادی سرمایہ داری
—, industrial	صنعتی سرمایہ داری
—, peoples'	عوامی سرمایہ داری
—, state	ریاستی سرمایہ داری
Capitalist	سرمایہ دار
—farming	سرمایہ دارانہ زراعت
Capitalistic	سرمایہ دارانہ
—economy	سرمایہ دارانہ معیشت
—enterprise	سرمایہ دارانہ کاروبار
—imperialism	سرمایہ دارانہ سامراجیت
—production	سرمایہ دارانہ پیداوار
—society	سرمایہ دارانہ سماج
—system	سرمایہ دارانہ نظام
Capitation	فی کس
—fee	فی کس فیس
—tax	فی کس ٹیکس
Cargo	مال
—clearance return	مال خلاصی گوشوارہ
—handling facilities	مال گیری سہولتیں
Carry forward	آگے لے جانا
Carrying	ڈھلائی ۔ باربرداری
—agent	ڈھلائی ایجنٹ
—capacity	ڈھلائی کی استعداد
—cost	ڈھلائی یا باربرداری کی لاگت
—trade	مال برداری کاروبار

Carry over	ملتوی ادائیگی
Cartels	کارٹیل
Cash	نقد
— account	نقد کھاتہ
—balance equation	نقدی مساوات
—bonus	نقد بونس
—budget	نقد بجٹ
—crop	تجارتی فصل ۔ نقد فصل
— expenditure	نقد خرچ
— flow	خام آمدنی
—income	نقد آمدنی
—market (= spot market)	فوری بازار
—nexus	نقدی تعلق ۔ نقدی لین دین
—position ratio	نقد کا تناسب
—price	نقد قیمت
—purchase	نقد خرید
—rent	نقد لگان
—reserve	نقد ریزرو ۔ نقد محفوظات
—sale	نقد فروخت
—transaction	نقد لین دین
—value	نقد قدر
—wage	نقد اجرت
Casual	اتفاقی
—income	اتفاقی آمدنی

—labour	اتفاقی محنت
—relationship	اتفاقی رشتہ
Cattle	مویشی
—census	مویشی شماری
—insurance	مویشی انشورنس
Caution money	زرِ ضمانت
Ceiling price	بالائی قیمت
Census	مردم شماری
—of population	مردم شماری (آبادی کی)
—organisation	مردم شماری تنظیم
—report	مردم شماری رپورٹ
—return	مردم شماری گوشوارہ
Central	مرکزی
—banking	مرکزی بنک کاری
—cooperative bank	مرکزی کوآپریٹو بینک
—cooperative society	مرکزی کوآپریٹو سوسائٹی
—planning	مرکزی منصوبہ بندی
—spot market	مرکزی فوری بازار
Centralisation	مرکزیانا
Cess	چنگی
Ceteris paribus	جوں کا توں
Chain	سلسلہ۔ گروہ
—banking	گروہی بنک کاری
—of causation	سلسلۂ اسباب
—reaction	سلسلہ وار ردعمل
—store	منسلک اسٹور

—store tax	منسلک اسٹور ٹیکس
Chanceller of the— Exchequer	وزیر خزانہ
Change	تبدیلی
—in demand	طلب میں تبدیلی
Characteristics— of money	زر کی خصوصیات
Charge-hand	قایم مقام
Chargeman	منتظم
Charges	فیس۔ محنتانہ
—, capital	معاوضہ اصل
—, collection	وصولی معاوضہ
—, contingent	اتفاقی معاوضہ
—, debt	قرضانہ
—, depreciation	فرسودگی معاوضہ
—, indirect	بالواسطہ معاوضہ
—, loading	حمالی . لدائی
—, maintenance	نگہداری اخراجات
—, overhead	بالائی اخراجات
—, storage	رکھوائی ۔ گودامی اخراجات
—, unloding	اترائی
—, user (cost)	فرسودگی اخراجات
Charging of dues	واجبات کی وصولی
Charitable grant	خیراتی گرانٹ
Chart	چارٹ
Chartered bank	منشوری بینک

Chartism	منشوریت
Chartist	منشوری
Chattel	مال متاع
–mortgage	رہن متاع
Cheap	ارزاں
–money	ارزاں زر
–money policy	ارزاں پالیسی
Check	چیک ۔ روک
–, positive	مثبت روک ۔ قدرتی روک
–, preventive	احتیاطی روک
·currency	چیک کرنسی
–off	ٹوتی
Check weigher (weighman)	جانچیا
Cheque	چیک
–, bearer	بیرر چیک
–, crossed	کراسڈ چیک
· , order	آرڈر چیک
Chest money (till money)	بنک کا موجود زر
Child	طفل
–labour	طفل محنت
–mortality	طفل اموات
Children's	بچّوں کا
–allowance	بچہ الاؤنس ۔ بچّوں کا الاؤنس
–assurance	بچّوں کا بیمہ
–endowment policy	بال بندوبستی پالیسی

Chit society	چٹ سوسائٹی
Choice	انتخاب
—theory	نظریۂ انتخاب
Chrematistic	منفعتی
Christian socialism	عیسائی سوشلزم
Chronic unemployment	دائمی بے روزگاری
Circular	مدوّر۔ دَوری
—combination	مدور۔ اتحاد
—flow	دَوری روانی
—integration	مدوّر یک جہتی
Circulating	دائر
—asset	دائر اثاثہ
—capital	دائر اصل
—capital goods	دائر اشیا اصل
—medium	دائر ذریعہ
Circulation of currency	زر گردش
Class	طبقہ۔ درجہ
—antagonism	طبقاتی مخالفت
—consciousness	طبقاتی شعور
—price	درجہ واری قیمت
—rate	درجہ واری شرح
—standard of living	طبقاتی معیار زندگی
—struggle	طبقاتی کشمکش
—theory	طبقاتی نظریہ
—war	طبقاتی جنگ
Classical	کلاسیکی

—economics	کلاسکی معاشیات
—economist	کلاسکی ماہر معاشیات
—liberalism	کلاسکی آزاد خیالی
– school	کلاسکی اسکول
Classification plan	درجہ بندی منصوبہ
Classified	درجہ بند
—advertisement	درجہ بند اشتہار
—tax	درجہ بند ٹیکس
Classless society	غیر طبقاتی سماج
Clearing agreement	ادائیگی معاہدہ
Climatic risk	موسمی جوکھم
Closed	بند
—account	بند کھاتہ
—corporation	بند کارپوریشن
—economy	بند معیشت
—fund	بند فنڈ
—mortgage	بند رہن
—shop	محدود انجمن
—shop agreement	بند دوکان کا معاہدہ
—trade	بند تجارت
—union	محدود یونین
Closing	اختتامی
—price	اختتامی قیمت
—stock	اختتامی اسٹاک
Coastal trade	ساحلی تجارت
Coast station charges	ساحلی ترسیلی فیس

Cobweb chart	کاب وِب خاکہ
Codes of fair competition	معقول مسابقت کے اصول
Codetermination	ہم تعینی
Coefficient	سر
—of acceleration	سراسراع ۔ اسراع کا سر
—of correlation	سرارتباط ۔ ارتباط کا سر
—of cross-elasticity	چلیپائی لوچ کا سر
Coin	سکّہ
—, base	ناقص (خراب) سکّہ
—, Debased	ناقص (خراب) سکّہ
—, Defaced	کھوٹا سکّہ
—, gold	سونے کا سکّہ
—, minor	چھوٹا سکّہ
—, silver	چاندی کا سکّہ
— of the realm	ملک کا سکّہ
—, standard	معیاری سکّہ
—, subsidiary	ضمنی سکّہ
—, token	علامتی سکّہ
—, uncurrent	غیر چالو سکّہ
Coinage	سکّہ سازی
—, free	مفت سکّہ سازی
—, gratuitous	بے قیمت سکّہ سازی
—, limited	محدود سکّہ سازی
—, nongratuitous	باقیمت معاوضہ سکّہ سازی
Coincident indicator	
Coking	کوکنگ

Colloboration	تعاون
Collapsible— corporation	تباہ ہونے والا کارپوریشن
Collateral	ضمانتی
—loan	ضمانتی قرض
—security	ضمانتی سکیورٹی
—trust bond	ضمانتی ٹرسٹ بانڈ
Collecting agent	وصولی ایجنٹ
Collection	جمع کرنا ۔ وصولی
—charges	وصولی فیس
Collective	اجتماعی
—bargaining	اجتماعی سوداکاری
—farm	اجتماعی کھیت
—farming	اجتماعی کھیتی
—goods	اجتماعی اشیا
—investment	اجتماعی اصل کاری
—ownership	اجتماعی ملکیت
—savings	اجتماعی بچت
—wealth	اجتماعی دولت
Collectivism	اجتماعیت
Collectivist economy	اجتماعی معیشت
Collectivization	اجتماعیانا
Collusion	گٹھ جوڑ
Colonial bond— (=insular bond)	نوآبادیاتی بانڈ
Colonialism	نوآبادیاتی نظام

Colonisation	نوآبادیات قائم کرنا
Coloniser	نوآبادکار
Colony	کالونی ۔ نوآبادی
Combination	اشتراک ۔ اتحاد ۔ اتصال
—in restraint of trade	تجارتی رکاوٹ میں اشتراک
—rate	شرح اتصال
—through rate	شرح کے ذریعے اشتراک
Combine	اتحاد
Comfort	آسایش
—, Articles of	آسایشی اشیا
Command directed economy (=command economy)	بلاواسطہ حکمی معیشت (حکمی معیشت)
Commerce	کامرس ۔ تجارت
—, chamber of	ایوان تجارت
Commercial	کاروباری ۔ تجارتی
—blockede	تجارتی ناکہ بندی
—capital	تجارتی اصل
—capitalism	تجارتی سرمایہ داری
—crisis	تجارتی بحران
—labour	تجارتی مزدور
—revenue	تجارتی محاصل
—services	تجارتی خدمات
Commercialization	تجارتیانا
Commission	کمیشن
—account	کمیشن حساب
Commodity	شے

agreement	معاہدہ اشیا
capital	شے اصل
concept of labour	محنت کا اشیائی تصور
exchange	اشیائی مبادلہ
flow	اشیائی بہاؤ
gold	شے بہ شکل سونا
homogenous	ہم جنس شے
nonperishable	ناقابلِ تلف شے۔ دیر خراب شے
paper	شے بہ شکل کاغذ
perishable	زود خراب شے۔ قابلِ تلف شے
physical	مادّی شے
price	اشیائی قیمت
price index	اشیائی قیمت کا اشاریہ
production	اشیائی پیداوار
quasi	نیم اشیا
rate	اشیائی شرح
rate of interest	اشیائی شرح سود
reserve capital	اشیائی محفوظ سرمایہ
reserve currency	اشیا کا محفوظ کرنسی
reserve theory	اشیا کا محفوظاتی نظریہ
stabilization agreement	اشیائی قیمت استحکام معاہدہ
standard	اشیائی معیار
	اشیائی ٹیکس
taxed	ٹیکس شدہ اشیا
theory of money	اشیائی نظریۂ زر
traditional	روایتی اشیا

Common	مشترک ۔ عام
—cost	مشترک لاگت
—labour	عام مزدور
—stock	عام حصص
Communism	کمیونزم
Community	جماعت
—development	کمیونٹی ڈیولپمنٹ
—indifference curve	جماعتی خط بے نیازی
—project administration	کمیونٹی پروجیکٹ کا نظام
—property	جماعتی اثاثہ ۔ سماجی اثاثہ
—property principle	جماعتی املاک کا اصول
—savings	جماعتی بچت
Commuted value	تقلیبی قدر
Company	کمپنی
—, holding	ہولڈنگ کمپنی
—, insurance	انشورنس کمپنی
—, joint stock	جائنٹ اسٹاک کمپنی ۔ مشترک سرمایہ کمپنی
—, limited	محدود کمپنی ۔ لیمیٹڈ کمپنی
—loans	کمپنی قرض
—, parent	بنیادی کمپنی ۔ مرکزی کمپنی
—, private	نجی کمپنی
—, proprietory	ملکیتی کمپنی
—, public	سرکاری کمپنی
—store	کمپنی اسٹور
—, subsidiary	ضمنی کمپنی
—town	کمپنی شہر

—union	کمپنی انجمن
—, unlimited	غیر محدود کمپنی
—wise bargaining	کمپنی وار سوداکاری
Comparative	تقابلی ۔ اضافی
— advantage	تقابلی فائدہ ۔ اضافی برتری
—cost	تقابلی لاگت ۔ اضافی لاگت
—statics	تقابلی سکونیات

ہماری چند نئی مطبوعات

کلیاتِ میر

ترقی اردو بیورو نے ظل عباس عباسی صاحب کی مرتب کردہ کلیات میر (جلد اول) کا
عکسی اڈیشن شائع کیا ہے۔ اس کلیات میں میر تقی میر کے چھ دواوین شامل ہیں۔ یہ کلیات
۸۴۱ صفحات پر مشتمل ہے اور جس کی قیمت ۷۵/۴۶ روپے ہے۔ کتاب کے شروع
میں پروفیسر رشید احمد صدیقی کا تعارف، میر تقی میر کے . . . بارے میں قاضی عبدالودود کا
مقالہ، میر کے کلام کے بارے میں پروفیسر آل احمد سرور اور ظلِّ عباس عباسی کے مضمون
بھی شامل ہیں۔

کلیات میر کا تعارف پیش کرتے ہوئے آل احمد سرور لکھتے ہیں۔

" اردو شعر و ادب کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کے باوجود یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ابھی
تک ہمارے بہت سے اربابِ فن کے کلیات و دواوین یا تو دستیاب ہی نہیں ہوتے یا ملتے
ہیں تو بہت غلط ہیں اور ان کی کتابت و اشاعت بھی قابلِ اطمینان نہیں ہے اس لیے اس وقت
سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ تمام اساتذہ کے کلام کے مستند ایڈیشن صاف ستھری کتابت و
طباعت کے ساتھ شائع ہوں تاکہ ایک طرف ادب سے دلچسپی رکھنے والوں کی ذہنی غذا کا
سامان ہو سکے اور دوسری طرف تحقیق و تنقید زیادہ صحیح بنیادوں پر ہو سکے۔

میر کی کلیات کا وہ ایڈیشن جو نولکشور پریس نے آخری بار شائع کیا تھا اور جس کی صحت
عبدالباری آسی نے کی تھی اب کہیں دستیاب نہیں ہوتا۔ عبادت بریلوی نے پاکستان سے کلیات میر
کا ایک نیا ایڈیشن ایک طویل مقدمہ کے ساتھ شائع کیا تھا۔ اس کے متن میں بہت سی غلطیاں
راہ پاگئی تھیں مگر یہ بھی اب ہندوستان میں نہیں مل سکتا۔ اس لیے کلیات میر کے ایک ایسے
مستند اڈیشن کی ضرورت سختی سے محسوس کی جارہی تھی جو دیدہ زیب بھی ہو خوشی کی بات

ہے کہ زیرِ نظر ایڈیشن اس ضرورت کو بڑی حد تک پورا کرتا ہے ویسے ادبی دنیا میں حرفِ آخر تو کوئی بھی نہیں ہوتا۔"

میر تقی میر کی شخصیت اور فن کے بارے میں پروفیسر رشید احمد صدیقی کا مقالہ اپنی زبان کی چاشنی کے علاوہ نہایت وقیع بھی ہے۔ وہ رقم طراز ہیں :-

" میں خدا کی تسبیح و تحمید کے بغیر خدا کی عظمت کا قائل ہوں اور شاید ان لوگوں سے زیادہ جو ایسا کرتے رہتے ہیں، ناسخ کی شاعری کا نہیں بلکہ ناسخ کا جو تھوڑا بہت لحاظ کرتا ہوں تو اسی وجہ سے کہ انھوں نے میر کے بارے میں یہ آخری بات کہہ دی یعنی "آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں"۔ ناسخ نہ کہتے تو اب تک نہ معلوم کتنے اور لوگ کہہ چکے ہوتے جن میں ایک یقیناً میں بھی ہوتا۔ میر کے حضور میں ہمارے اچھے سے اچھے لکھنے والوں نے نذرِ عقیدت پیش کی ہے اور کرتے رہیں گے۔ میر، غالب، حالی اور اقبال ہمارے وہ شعرا ہیں جن پر لکھنے والے لکھنے سے کبھی نہیں تھکیں گے چاہے (بفرضِ محال) اردو شاعری کا چرچا باقی نہ رہے۔ آپ تو جانتے ہیں غزل گو شعرا میں میر اور غالب سے بڑا درجہ کسی اور کا نہیں مانا جاتا۔ اعتراض یا مذاق کرنے والوں نے غالب یا غالب کے کلام کو اپنا نشانہ بنایا لیکن آج تک میر سے بے تکلف ہونے کی کسی کی ہمت نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ آج اس پرانی زبان کی بھی نقل کی جاتی ہے جس کے نمونے جہاں تہاں میر کے کلام میں ملتے ہیں لیکن اب متروک ہیں۔ بربنائے عقیدت کسی کے نقش کی بھی پیروی کی جائے تو بتائیے وہ شخص کتنا بڑا ہوگا۔ اردو کے مشہور شعرا کی پیروڈی کی گئی۔ میر کی کسی نے نہیں کی۔ میر جس زمانے میں تھے وہ زمانہ جاگیرداری کا رہا ہو یا زبوں حالی اور زباں کاری کا، ان کی شاعری ہر زمانے کے ذوق و ظرف کی آبرو رہے گی۔ اگر اس زمانے کو آبرو سے رہنے کی توفیق یا حوصلہ ہوگا جہاں میر کا یہ کہنا صحیح ہے کہ عشق بن یہ ادب نہیں آتا۔ وہاں یہ بھی غلط نہیں ہے کہ میر بن یہ ادب نہیں آتا۔ میرے لیے میر پر تھوڑا کہنا اور جلد کہہ ڈالنا اتنی ہی مشکل ہے جتنا دوسروں کے لیے بہت کہنا اور کہتے رہنا آسان۔ اس کے لیے کوشش کرنا پڑے گی کہ تھوڑی دیر کے لیے میں خود میر بن جاؤں ممکن ہے کوئی اور ایسا کر سکے میرے لیے یہ بہت مشکل ہے اس لیے کہ میں خود اپنا میر بن چکا ہوں۔ اپنے بنائے ہوئے خول سے نکلنا مشکل ہے چہ جائے کہ میر کے خلوت کدے میں باریاب ہونے کا حوصلہ کروں، میر کی فضا میں سانس لینا اور ان کی بارگاہ میں دم مارنا آسان نہیں۔ ان کے کلام کی تاثیر عالمگیر ہے بظاہر یہ بڑا فرسودہ

ندھا ئُنکا فقرہ معلوم ہوتا ہے۔ شاید وہ بھی بے احتیاطی اور بے دردی سے استعمال میں
سے اپنی معنویت بھی کھو بیٹھا ہے لیکن اگر اسے صحیح مان لیا جائے کہ میر کی شاعری کی تاثیر
ہے تو پھر یہ تسلیم کر لینا آسان ہو جاتا ہے کہ یہی اور اسی طرح کی تاثیر شاعر اور اس کی شاعری
بدّت بنا دیتی ہے۔

میر جیسا بڑا اور اچھا شاعر ہر قوم، ہر ملک، اور زمانے اور ہر زبان کا محبوب اور قابلِ فخر
ر ہوتا ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ میر ہمارے ہی لیے نہیں ہیں بلکہ تمام دوسرے اقوام اور
ب کے یکساں محبوب شاعر ہیں۔ میر ہماری تہذیب کے ترجمان اور حسن کار ہیں "تہذیب
عاشقی" کا فقرہ اور دعوائے تو حسرت کا ہے لیکن میرے نزدیک اس کی روایت میرے
مروع ہوتی ہے۔ میر اور حسرت کی "تہذیب رسم عاشقی" میں نمایاں فرق بھی ہے۔
ل زبان منفرد و ممتاز ہے۔

اردو بڑی عشوہ طراز ہے اور آسانی سے ہر کس و ناکس کی گرفت میں نہیں آتی۔ اس کے
م بدم با من و ہر لحظہ گریزاں از من" کی اداؤں سے سب واقف نہیں ہیں۔ یہ بات اور
نوں کے بارے میں بھی کہی جا سکتی ہے لیکن اردو کی تخلیقی توانائی، تازگی و طرفگی کے عوامل
سری زبانوں کو کم نصیب رہے ہیں۔ جتنی زبانوں، تہذیبوں، قوموں اور تحریکوں سے
نے ترکیب پائی ہے اور ان کے حسن کو اپنے میں جس طرح اس نے نکھارا، سنوارا، مقبول
لم کیا ہے اس کو نظر میں رکھیں تو اردو کا صحیح تصور اور مقام سامنے آتا ہے۔ میر کی اردو دوسر
ا کی اردو سے اس اعتبار سے علاحدہ اور اہم ہے کہ دوسرے شعرا اکثر و بیشتر عربی فارسی
دوسری زبانوں کے الفاظ، تراکیب، بندش، محاورہ، روزمرہ بالانواع و اقسام کے علوم و
ن یا نعروں کے سہارے چلتے ہیں۔ میر صرف۔ اردو اور اپنے مخصوص لب و لہجہ سے کام
ہیں۔ دوسرے ممتاز شعرا کی جو مخصوص زبان ہوتی ہے اس میں اتنی "اردویت" یا "اردوپن"
ں ہوتا جتنا میر کے یہاں ہے۔ میر نے ہر طرح کی بات اور ہر شاعر کی بات اپنی خاص زبان
مخصوص لہجے میں ادا کر دی ہے۔

ہر شاعر کی زبان اور لب و لہجہ مختلف و مخصوص ہوتا ہے لیکن میر اور دوسرے شعرا میں
رق ہے کہ میر کی زبان و لہجہ کی تقلید کرنے والوں کا ہم احترام کرتے ہیں۔ دوسروں کی زبان
انقالی پر ہم برہم اور بدخط ہوتے ہیں اور ایسے شاعر اور اس کی شاعری دونوں کو مضحکہ خیز

و ناقابلِ التفات سمجھتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ شاید اس لیے کہ میر کی زبان میں "منافقت" نہیں کی جا سکی۔ اردو پر کتنا ہی زمانہ کیوں نہ گزر جائے اور یہ زبان زمانے کے ساتھ کتنی ہی ترقی کیوں نہ کرے۔ میر کی اردو ہمیشہ مقبول رہے گی۔ اس لیے کہ میر کی زبان حسن وعشق کے ہر تصور کو واضح اور دلنشیں بنا دیتی ہے۔ خواہ وہ تصور ارضی ہو یا ماورائی، ہمارا ہو یا آپ کا، روس کا یا امریکا کا جہاں تک حسن وعشق کا تعلق ہے میر نے ہمعصر نہیں بلکہ ہمہ عصر روح کو گرفت میں لے لیا ہے۔ یہ امتیاز دنیا کے چند ہی شاعروں کے نصیب میں آیا ہے کیا تعجب، میر جیسا شاعر پیدا کرنے میں "فلک" کو برسوں سے زیادہ "پھرنا" پڑا ہو۔"

بچوں کے حالی

اس کتاب کو بیورو کے لیے صالحہ عابد حسین نے مرتب کیا ہے۔ اس میں مولانا الطاف حسین حالی کی ان نظموں کا انتخاب شامل ہے جو انھوں نے بچوں کے لیے لکھی ہیں جس کی قیمت تین روپے ۷۵ پیسے ہے۔ کتاب کے شروع میں ان نظموں کے متعلق صالحہ صاحبہ نے ایک دلچسپ تعارف بھی تحریر کیا ہے وہ لکھتی ہیں۔

"اس کتاب کی کئی نظموں میں تم پڑھ کر یہ محسوس کروگے کہ مولانا حالی نے بچوں کو یہ بتایا اور سکھایا ہے کہ انھیں بزرگوں کا حکم ماننا چاہیے، ان کی خدمت کرنی چاہیے" کہنا بڑوں کا مانو" ایک ایسی نظم ہے جس میں ماں باپ، استاد اور دوسرے بزرگوں کا حکم ماننے اور ان کی خدمت اور خیال کرنے کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ بچوں کی اسی میں بھلائی ہے کہ وہ بڑوں کا کہنا مانیں کہ وہ ان کے سب سے زیادہ خیر خواہ ہوتے ہیں اور انھیں چاہتے ہیں جیسا کہ انھوں نے کہا

مانے گا جو بڑوں کی جیتے گا وہ ہی بالا

اور بھی کئی نظموں میں انھوں نے ایسی ہی باتیں سمجھائی ہیں۔ خاص بچوں کی دلچسپی کی نظمیں ہیں" مرغی اور اس کے بچے"، بلی اور چوہا اور" شیر کا شکار" ایک بڑی سی نظم ہے جس کا نام ہے "پیشے" یعنی کام طرح طرح کے۔ اس میں بچے اپنی ماں سے کہتے ہیں کہ ہم کیا بنیں گے کسی کو کسان بننا پسند ہے کوئی فوجی سپاہی بننا چاہتا ہے، کوئی مالی بن کر خوب پھل پھول اگاتا ہے۔ کسی کو بھی پولیس مین کی وردی پسند آگئی اور کسی صاحب کو ڈاکیے کا کام اچھا لگا۔ ایک نے

بڑھئی کو پھول پتی بناتے دیکھا تو وہ اسی پر پھسل پڑے کہ اماں میں بڑھئی بنوں گا۔ اس نظم میں بچوں ہی کی زبان اور ان کے شوق بیان کرکے مولانا حالی یہ بتاتے ہیں کہ ہر کام، ہر پیشہ اچھا اور عزت کے قابل ہے اور بچوں کو کسی پیشے کو گھٹیا نہیں سمجھنا چاہیے اور بڑے ہوکر وہ جس کو بھی اپنا کام بنائیں اسے شوق محنت اور خوبی سے انجام دیں۔

تم روز روٹی کھاتے ہو، چاول کھاتے ہو مگر یہ خیال کبھی نہیں آتا کہ اس کو پیدا کرنے میں کس قدر مشکلیں پڑتی ہیں۔ خاص کر روٹی بنانے میں۔ مولانا حالی نے "دھان بونا" میں مختصر طور پر بتایا ہے کہ دھان بڑا نازک پودا ہوتا ہے اور اس کا بونا، کاٹنا، رکھوالی بہت دیکھ ریکھ کے ساتھ کی جاتی ہے دوسری نظم "روٹی کیوں کر میسّر آتی ہے؟" بڑی نظم ہے وہ بتاتے ہیں کہ یہ روٹی جو ہم کھاتے ہیں خیال بھی نہیں کرتے کہ کن کن منزلوں سے گزر کر اس اناج نے روٹی کی شکل اختیار کرلی ہے اور کن کن لوگوں نے اس کے لیے کیسی کیسی مشکلیں اور محنتیں کی ہیں تب روٹی میسّر آئی ہے۔ کسان کس طرح اناج بوتا، کاٹتا اور اس کو پال پوس کر بازاروں میں فروخت کرتا ہے۔ پھر ماں اناج خرید کر کیسے اس کو بناتی، پیسورتی گوندھتی اور روٹی پکاتی ہے تب جاکر وہ تمھارا پیٹ بھرتی ہے۔ بڑے سادہ، دل کش اور پر اثر انداز میں یہ ساری کہانی شاعر نے تمھیں سُنادی ہے کہ کسان کی اور ماں کی محنت کی عظمت اور ان کی محبت دل میں پیدا ہو۔

"چھٹی رساں"، "موچی" اور "سپاہی" جیسی نظموں میں انھوں نے تمھیں بتایا ہے کہ یہ لوگ جو بظاہر معمولی اور چھوٹے چھوٹے کام کرتے ہیں کتنے اہم ہیں اور ان کاموں میں انھیں کتنی محنت اور مشقت کرنی پڑتی ہے یہ نہ ہوں تو ہمارے کتنے ہی کام بند ہو جائیں۔ اس لیے ہمیں ان سب کو عزت اور ہمدردی دینی چاہیے۔

ان کی ایک اور بڑی اچھی نظم ہے "ریس" ریس کا مطلب ہے کہ کسی کو کوئی کام کرتے دیکھ کر خود ہی اسی کام کو کرنے کا شوق پیدا ہونا۔ اس کا ٹیپ کا مصرعہ ہے "نیک بنو نیکی پھیلاؤ" یعنی تم نیکی کروگے تو دوسرے تم سے نیک کام کرنے کا شوق لیں گے اور اسی طرح چراغ سے چراغ جلے گا نیکی اور اچھائی سے اور نیکی اور اچھائی پیدا ہوگی۔

گھڑیوں اور گھنٹوں پر بھی انھوں نے بچوں کے لیے ایک نظم کہی۔ اس میں انھوں نے بڑی خوبی اور سادگی سے سمجھایا ہے کہ یہ جو دنیا میں گھڑیاں اور گھنٹے ہیں ان میں کیا کیا اچھائیاں ہیں۔ وہ کس طرح سب ایک وقت میں ایک جیسا کام انجام دیتے ہیں اور یہ سب بتاکر انھوں نے بچوں کو

یہ سمجھایا ہے کہ وقت کس قدر قیمتی چیز ہے اس کو ہاتھ سے گنوانا نہیں چاہیے کہتے ہیں:-

دیتے ہیں سونو سے ہر دم یہ دہائی   لو وقت چلا ہاتھ سے کچھ کرلو کمائی

"کمائی" یعنی کچھ کام کرو دنیا میں۔

اسی کتاب سے ایک نظم کا لطف آپ بھی اٹھائیے:

خدا کی شان

اے زمیں آسماں کے مالک   ساری دنیا جہاں کے مالک
تیرے قبضے میں سب خدائی ہے   تیرے ہی واسطے بڑائی ہے
تو ہی ہے سب کا پالنے والا   کام سب کے نکالنے والا
بھوک میں تو ہمیں کھلاتا ہے   پیاس میں تو ہمیں پلاتا ہے
آنکھ دی تو نے دیکھنے کے لیے   کام کرنے کو ہاتھ پاؤں دیے
بات کے سننے کو دیے دو کان   بات کہنے کو تو نے بخشی زبان
دن بنایا کمائی کرنے کو   رات دی تو نے نیند بھرنے کو
آئی موسم سے تنگ جب خلقت   تو نے موسم کی دی بدل صورت
گرمیاں ہو گئیں اجیرن جب   تو نے برسات بھیج دی یارب
سب کے گرمی سے تھے خطا اوسان   مینہ برسنے سے آئی جان میں جان
گئے جب مینہ سے لوگ سب گھبرا   حکم سے تیرے چل پڑی پچھوا
یا تو تھیں ساری چیزیں سیل رہیں   یا رہا سیل کا نہ نام کہیں

ہمالیہ کے بنجارے

یہ کتاب بھی بیورو نے حال ہی میں شائع کی ہے جو ڈاکٹر شیام سنگھ ششی کی انگ[illegible] کتاب کا ترجمہ ہے۔ ۹۶ صفحات پر مشتمل اس کتاب کی قیمت ۶/۵۰ روپے ہے اس کے اقتباس درج ذیل ہیں:-

گدی ایک خانہ بدوش قبیلہ

ہمالیہ کے پہاڑوں سے اگرچہ آج کل لوگ سرسری واقفیت رکھتے ہیں مگر ابھی تک ان کا اچھی طرح جائزہ نہیں لیا گیا ہے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ان پر تحقیقی کام بڑا ہی نتیجہ خیز ثابت ہوگا کیونکہ تمام عظیم پہاڑی سلسلوں کی طرح ان پہاڑوں نے بھی ماضی کے مختلف ادوار میں کئی مختلف نسلوں، مذاہب اور فنون لطیفہ کو پناہ دی ہے جنھیں دوسری جگہوں پر یا تو فراموش کر دیا گیا یا مٹا دیا گیا یا وہ دوسری سماجی اکائیوں کے ساتھ اس طرح مل گئے کہ ان کی کوئی انفرادیت باقی نہیں رہی یا پھر یہ ہوا کہ کسی بعد میں آنے والی تہذیبی ڈھانچے میں ضم ہوگئے۔ ہرمن گوئیٹز نے اپنی کتاب " دی ارلی اوڈن ٹمپلس آف چمب" میں لکھا ہے کہ ماہرین علم الانسان، مورخین اور ماہرین آثار قدیمہ کو جن بہت سارے مسائل سے سابقہ پڑتا ہے، ممکن ہے کہ ان کا حل پہاڑوں کی ان گھاٹیوں میں پوشیدہ ہو۔

یہ بات تو ظاہر ہی ہے کہ پہاڑی علاقے کی زندگی کٹھن ہوتی ہے۔ زندگی کا ہر لمحہ قدرتی عناصر کے ساتھ ایک کشمکش سے عبارت ہے لیکن ماحول کی مشکلات، انسان کی قوت اختراع اور اس کی قوت مہم جوئی کو دبانے میں کامیاب نہیں ہو سکی ہے اس کے برخلاف ان حالات نے ان کے اندر ہر طرح کے ماحول میں خود کو ڈھال لینے کی صلاحیت اور غیر معمولی ہمت و توانائی پیدا کر دی ہے اور یہی اس علاقہ کی خود کفیل زرعی معیشت کا سبب ہے۔ دامن کوہ میں واقع زینہ بزینہ کھیتوں کی دل کشی کسانوں کی غیر معمولی سخت کوشی اور ہوشمندی کی زندہ علامت ہے۔

وراثت

گدیوں میں ایک عجیب طرح کا رواج ہے کہ اگر کوئی بیوہ عورت اپنے متوفی شوہر کے گھر میں رہتے ہوئے کسی دوسرے شخص سے بے تکلف ہو کر کوئی بچہ جنتی ہے تو وہ لڑکا یا لڑکی مرحوم باپ کی اولاد سمجھی جاتی ہے گدیوں کی زبان میں ایسی اولاد کو ہلد یا چکندو کہتے ہیں۔

موضع براہموز میں ایک عورت ڈھکری نے اپنے شوہر کی وفات کے دو سال بعد ایک لڑکے کو جنم دیا۔ چونکہ وہ اپنے شوہر مرحوم کے گھر میں رہتی چلی آرہی تھی اس لیے اس لڑکے کو گوروبا ڈھکری کے شوہر متوفی کی حیثیت عطا کی گئی، لوگ اسے گوروبا کا لڑکا کہتے ہیں۔

دراصل "لفظ چکندو" کے معنی ہیں ایسا بچہ جو گھر کی چہار دیواری کے اندر پیدا ہوا ہو جب کہ اس کی ماں کسی دوسرے شخص کے ساتھ خفیہ طور پر بے تکلف ہوگئی ہو، اس میں اس کو اپنے شوہر مرحوم

کے قریبی بھائیوں یا ایک جدی رشتہ داروں کو ترجیح دینا چاہیے۔ پھر بھی اسے آزادی حاصل ہے۔ بشرطیکہ وہ متوفی کے گھر میں سکونت گزیں رہے۔

گدیوں کا اپنا مخصوص طریق وراثت ہے جو ہندوؤں کے موجودہ قانون وراثت سے بالکل جداگانہ ہے اس میں وراثت کے دو طریقے ہیں:۔(۱) منڈا بند۔ (۲) چنڈا بند۔

منڈا کے معنی ہیں لڑکا اگر باپ کی ایک بیوی ہے تو اس کی جائداد اس کے لڑکوں کے درمیان برابر حصوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ اس کو وہ منڈا بند کہتے ہیں۔

چنڈا کا تعلق عورت سے ہے۔ اگر باپ ایک سے زیادہ بیویاں چھوڑ کر مرجاتا ہے تو جائیداد بیواؤں کے درمیان برابر حصوں میں تقسیم کر دی جاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص مسمی بنجاسا کن بنسی دو بیویاں اور تین بچے چھوڑ کر مر گیا۔ ایک بچہ پہلی بیوی سے تھا اور بقیہ دو دوسری سے۔ اس کی جائیداد پہلے دو حصوں میں تقسیم کی گئی، تین میں نہیں بعد میں ہر بیوی کے بیٹوں کے تعداد کے لحاظ سے اس کی تقسیم کی گئی۔

ناجائز بیٹے

گورنمنٹ نے اس علاقہ کے گدیوں کو مخصوص طور پر قانون وراثت ہندوان کے اطلاق سے بری کر دیا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کے قواعد میں کسی طرح کی تبدیلی نہیں ہوئی حالانکہ ہندو سماج میں بے شمار تغیرات ہوتے آ رہے ہیں جب میں نے چند گدیوں سے یہ سوال کیا کہ اگر جائیداد لڑکے لڑکیوں میں برابر تقسیم کر دی جائے تو اس کی نسبت ان کا کیا خیال ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ لڑکی تو غیر کی ملک ہوتی ہے، اسے باپ کی دولت نہ دی جانی چاہیے۔

قبائلی علاقوں میں جو رائے شماری کی گئی اس کی بنا پر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وہ لوگ اس بات کو پسند نہیں کرتے ہیں کہ منقولہ یا غیر منقولہ جائداد میں لڑکیوں کو کوئی حق دیا جائے۔

گر ولا کے مکھولا نامی ایک گدی نے مجھے بتایا کہ پہلے یہ رواج تھا کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے لڑکے کو (اپنا لڑکا) قبول کر لیتا ہے تو سماج اس کو ناجائز لڑکا تصور کرتا تھا اور اس کی جائیداد میں اس کو کوئی حصہ نہیں ملتا تھا۔

۴۴ صفحات پر مشتمل اس کتاب کی قیمت ۴/- روپے ہے جسے محمد قاسم صدیقی نے مرتب کیا ہے اس کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے :-

دھلی میں آنا اور خطبہ پڑھوانا

سب سے پہلے حضرت شیخ حضرت نظام الدین اولیائے کے مزار کی زیارت کی دلی کے قریب جمنا کے کنارے پر اترے بدھ کی رات کو دلی کے قلعہ کی سیر کرکے رات وہیں گزاری صبح حضرت خواجہ قطب الدین کے مزار مبارک کی زیارت کی سلطان غیاث الدین بلبن، سلطان علاؤ الدین خلجی کے مقبروں، عمارتوں۔ لاٹھ، شمسی تالاب، حوض خاص مقبرہ سلطان بہلول، مقبرہ سلطان سکندر اور باغ کی سیر کی۔ ولی بیگ کو دلی کا صوبہ دار اور دوست بیگ کو دلی کا دیوان مقرر کیا خزانوں پر مہریں لگا کر ان کے سپرد کر دیے جمعرات کو دلی سے کوچ کر دیا اور تغلق آباد کے قریب جمنا کے کنارے پر لشکر اترا جمعہ کے دن یہاں قیام ہوا۔ مولانا محمود یہاں سے شہر گئے۔ دلی کی جامع مسجد میں انھوں نے نماز پڑھی۔ میرے نام کا خطبہ پڑھوایا اور مقبروں کو بہت سا روپیہ تقسیم کرکے واپس آئے ہفتہ کو یہاں سے چلے میں نے تغلق آباد کی سیر کی اور آگرہ چلے گئے۔ جمعہ کے دن بائیسویں رجب کو آگرہ پہنچے اور سلیمان فرملی کے مکان پر اترے یہ مقام شہر سے بہت دور تھا۔ ہمایوں وغیرہ پہلے آگئے تھے قلعہ والوں نے قبضہ دینے میں بہانے کیے۔ انھوں نے دیکھا کہ لوگ بہت بگڑے ہوئے ہیں اس لیے تاکید کی کہ خزانوں کو کوئی ہاتھ نہ لگائے اور کوئی باہر نہ نکلنے پائے۔ یہ انتظام کرکے میرے منتظر رہے۔

کوہ نور ھیرا

بکرما جیت گوالیار کا راجہ تھا سو برس سے اس کے بزرگ وہاں راج کرتے تھے اس کے بچے آگرہ میں رہتے تھے جب ہمایوں آگرہ میں آیا تو اس کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ لیکن وہ قلعہ میں داخل نہیں ہوا بکرما جیت کی اولاد نے ہمایوں کو بہت سے ہیرے نذر کیے اس میں ایک مشہور کوہ نور ہیرا تھا جو سلطان علاؤ الدین لایا تھا۔ اس ہیرے کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ ہیرا دنیا کی آدھی آمدنی کے برابر قیمتی ہے۔ اس کا وزن آٹھ مثقال ہے۔ جب میں آیا تو ہمایوں کو دلوزنے کر میرے حضور حاضر ہوا یہ ہیرا میں نے اسے ہی واپس دے دیا۔

آگرہ کے قلعہ میں ابھی تک لودھی فوج موجود تھی۔ ابراہیم لودھی کا خاندان بھی وہیں تھا۔ ان لوگوں نے قلعہ سپرد کرنے سے پہلے کئی شرطیں منوائیں۔ سلطان ابراہیم کی ماں کو سات لاکھ روپیہ نقد پیش کیے ان کے رہنے کے لیے آگرہ سے ایک کوس کے فاصلہ پر محل دیا۔ اس کے

امرا کو جاگیریں دیں اور تب محل میں داخل ہوا۔

ھندوستان

یہ ہندوستان جس کی بادشاہت مجھے ملی ہے بہت بڑا ملک ہے اس کی آبادی بھی بہت ہے۔ اس کے مشرق اور مغرب کے ایک حصہ تک سمندر ہی سمندر پھیلا ہے۔ شمال میں ہمالیہ پہاڑ ہے جس سے ملے ہوئے کشمیر اور ہندوکش پہاڑ ہیں اس کے شمال مغرب میں قندھار اور غزنی کے علاقہ ہیں۔ اس کا سب سے اہم شہر دہلی ہے جب سے سلطان شہاب الدین غوری کا زمانہ شروع ہوا ہے اس وقت سے لے کر فیروز شاہ تغلق کے زمانہ تک دہلی ہی راجدھانی رہی اور اس جگہ سے ان بادشاہوں نے سارے ہندوستان پر حکومت کی۔

میں نے جب ہندوستان پر حملہ کیا اس وقت پانچ مسلمان بادشاہ اور ہندو راجہ یہاں حکومت کر رہے تھے۔ یہ راجہ بڑے تھے یوں چھوٹے چھوٹے اور بھی راجہ تھے جن کی آزاد حکومتیں تھیں۔ بڑے بادشاہوں میں پٹھان لودھی تھے جن کی حکومت بھیرہ سے لے کر یہاں تک پھیلی ہوئی تھی۔ لودھی پٹھانوں سے پہلے جون پور میں سلطان بہلول لودھی اور اس کے بیٹے سکندر لودھی نے جون پور کی آزاد حکومت ختم کر دی جون پور اور دہلی کو ملا دیا۔ میرے آنے سے پہلے سلطان مظفر گجرات کا بادشاہ تھا۔ وہ بڑا نیک بادشاہ تھا۔ سلطان کا انتقال ہوا تو انھوں نے گجرات میں آزاد حکومت کا اعلان کر دیا۔ دکن میں بہنی سلطنت تیسری ہندوستانی بادشاہت ہے۔ اس وقت اس حکومت میں جھگڑا پڑا ہوا ہے اور بادشاہ محض تاش کا یکہ ہے۔ چوتھی بادشاہت مالوہ کی بادشاہت ہے میرے آنے سے پہلے یہاں محمود حکومت کرتا تھا اس کی حالت بھی کچھ اچھی نہیں ہے رانا سانگا نے اس کی سلطنت کے بہت سے حصے اس سے چھین لیے ہیں پانچویں حکومت بنگال کی ہے یہاں نصرت شاہ کا سکہ چلتا ہے اس کے باپ کا نام سلطان علاؤالدین ہے وہ سیدوں میں سے تھے۔ سلطان علاؤالدین سے پہلے بنگال میں ایک حبشی کی حکومت تھی۔ علاؤالدین نے اس کو قتل کر کے حکومت چھین لی تھی۔ بنگالی حکومت کے بہت وفادار ہوتے ہیں انہیں بادشاہ سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی جو بھی بادشاہ ہوتا ہے یہ اس کے ساتھ ہوتے ہیں آج کل نصرت شاہ کی حکومت ہے اور یہ اسے اپنے باپ علاؤالدین سے ملی ہے۔

ہندوؤں میں سب سے بڑا راجہ بیجانگر کا راجہ ہے دوسرا راجہ سانگا ہے جس نے اپنی عقلمندی اور ہمت و بہادری سے اپنے راج کو بڑھایا ہے وہ اصل میں چتوڑ کا راجہ ہے جس نے ہندو بادشاہوں کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر رنتھمبور، ننگ پور اور چندیری اپنے قبضہ میں کر لیے

ہیں۔ان دونوں ریاستوں کے علاوہ چھوٹی چھوٹی اور بھی ریاستیں ہیں ان میں سے کچھ مسلمان بادشا کے ماتحت ہیں اور بعض آزاد ہیں۔

ہندوستان دنیا کے مشہور ملکوں میں سے ہے یہ ہمارے لیے بالکل اجنبی ملک ہے اس کے پہاڑ اس کے جنگل اس کے دربار، جانور، پھل، پھول ہمارے یہاں سے الگ ہیں یہاں کی زبان بھی الگ ہے اور آب و ہوا بھی ہمارے یہاں کی آب و ہوا سے میل نہیں کھاتی یہاں کی آب و ہوا کا بل کے کچھ علاقوں کی طرح گرم ہے لیکن جیسے ہی دریائے سندھ کو پار کرکے ہم ملک کے ادھر کے حصہ میں داخل ہوتے ہیں ہر چیز مختلف دکھائی دیتی ہے ہندوستان کے شمال کی طرف دریائے سندھ کے دوسری طرف جو پہاڑ ہے وہاں اکثر جگہوں پر لوگ آباد ہیں یہ پہاڑ کشمیر سے لے کر بنگالہ تک بڑھا چلا گیا ہے اور اس میں بے شمار گاؤں دیہات اور شہر آباد ہیں جن میں مختلف قومیں بستی ہیں ہندو اس پہاڑ کو سوالک پربت کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں کیوں کہ ہندوستانی زبان میں سوا چوتھائی کو لک سو ہزار کو اور پربت پہاڑ کو کہتے ہیں یعنی یہ پہاڑ سوا لاکھ پہاڑوں پر مشتمل ہے اس پہاڑ کے بعض حصّوں پر ہمیشہ برف جمی رہتی ہے لاہور سرہند اور ڈیرہ اسماعیل کے اونچے مقامات پر کھڑے ہوکر یہ برف دیکھی جاسکتی ہے یہ پہاڑ وہی ہے جو کابل کے علاقے میں پہنچ کر کوہ ہندوکش نام پالیتا ہے کابل سے مشرق کی طرف پھیلتا ہوا جنوب کی طرف آگے پھیلتا چلا گیا ہے اس پہاڑ کے شمال میں تبت اور جنوب میں ہندوستان واقع ہے۔ ہندوستان کے اکثر دریا ان ہی پہاڑوں سے نکلتے ہیں۔ سرہند سے اس طرف شمال میں چھ دریاؤں کا راج ہے جن میں سندھ سب سے بڑا ہے اس کے بعد چناب، جہلم، راوی بیاس اور ستلج ہیں یہ سارے دریا ہمالیہ پہاڑ سے چھوٹتے اور پنجاب کے میدانوں کو سیراب کرتے ملتان کے قریب ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں اور وہاں سے سندھ کا نام پاکر ایک ساتھ آگے بڑھتے ہیں۔

ہماری مطبوعات کے نئے ایڈیشن

ترقی اردو بیورو کی شائع کردہ کتابوں کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ بہت سی کتابوں کے دوسرے اور تیسرے ایڈیشن شائع کیے گئے ہیں۔ بیورو کی دو مزید کتابوں کے نئے ایڈیشن حال ہی میں چھپ گئے ہیں۔ یہ کتابیں ہیں "ہند آریائی اور ہندی" اور "شریمد بھگوت گیتا"۔ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ دوسرا ایڈیشن ان کتابوں کی مقبولیت کا ثبوت ہے۔ ان کتابوں سے قارئین کی دلچسپی کے لیے کچھ اقتباسات نقل کیے جا رہے ہیں۔

بھگوت گیتا

تعارف :۔ بھگوت گیتا اہل ہند کے نام شری کرشن جی کا پیام ہے جس کو وید ویاس نے لکھا ہے جو اپنی قابلیت کی بنا پر مہارشی کہلاتے ہیں۔ گیتا اٹھارہ باب اور ۷۰۰ شلوکوں پر مشتمل ہے۔ یہ ایک فلسفیانہ اور مذہبی گیت ہے اور اس سے ہندوستان کے مخصوص تخیل پر کافی روشنی پڑتی ہے سنسکرت ادب میں گیتا کو امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ ہندوستان میں یہ سب سے زیادہ مشہور مذہبی نظم ہے۔ ہندوؤں کے تقریباً تمام فرقوں میں اس کو مقدس مانا جاتا ہے۔ لوگوں کے بے پناہ جذبۂ عقیدت میں ہزاروں سال کے بعد بھی کوئی کمی اس کتاب کے متعلق نہیں ہوئی۔ اس کے اعلا فلسفیانہ خیالات کے پیش نظر یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ دنیا کی دوسری زبانوں میں اس کے مماثل بہت کم نظمیں موجود ہیں۔ اس کی حیثیت الہامی نہیں ہے بلکہ روایتی ہے لیکن اگر ہندوستانی تخیل

پر کسی چیز کا گہرا اثر پڑا ہے تو وہ بھگوت گیتا ہی ہے۔

بھگوت گیتا کا پیام بہت سادہ ہے اور اس کی تعلیمات ایسی ہیں جن پر امیر و غریب سب عمل کر سکتے ہیں۔ اس کی تعلیمات ہندو مت کی فلسفیانہ بنیاد ہیں اس کا مصنف عمیق و وسیع نظر کا حامل ہے۔ اس کا نقطۂ نظر تنقیدی نہیں ہے، وہ کسی خاص جماعت کو مخاطب نہیں کرتا اور نہ کوئی نیا دبستان قائم کرتا ہے۔ وہ ہر قسم کی عبادت کو تسلیم کرتا ہے اور کسی طریق کی بھی مخالفت نہیں کرتا۔

اس امر کا تعین بہت مشکل ہے کہ بھگوت گیتا کب لکھی گئی اس کے متعلق مختلف محققین کے مختلف نظریے ہیں گو یا مہابھارت کا ایک جز ہے، لیکن بعض محققین کی رائے ہے کہ یہ بہت بعد کی تصنیف ہے اور اس میں مہابھارت کے قصے کو پس منظر کے طور پر استعمال کیا گیا ہے

بھگوت گیتا کی طرز تحریر، قافیہ پیمائی اور دیگر خصوصیات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لگ بھگ تیسری صدی قبل مسیح میں لکھی گئی تھی۔

اگر بھگوت گیتا سے ہندوؤں کی دوسری مذہبی کتابوں کا مقابلہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اس کا مصنف اس زمانے کے کم و بیش تمام مذہبی اور فلسفیانہ نظریوں سے متاثر ہوا ہے۔ بھگوت گیتا ویدوں کے احکام کی مخالفت نہیں کرتی بلکہ اس کی تعلیمات کے بموجب کوئی شخص ویدوں کے احکام کی پیروی کیے بغیر کمال حاصل ہی نہیں کر سکتا۔ البتہ ویدوں کے خداؤں کی عظمت و بزرگی کو بھگوت گیتا تسلیم نہیں کرتی۔

بھگوت گیتا کا فلسفیانہ ماخذ اپنشد ہے۔ بعض اشعار تو بھگوت گیتا اور اپنشد دونوں میں مشترک ہیں۔

بھگوت گیتا میں بدھ مت کا کوئی ذکر نہیں لیکن خیالات وہی ہیں جو بدھ مت نے پیش کیے ہیں۔ دونوں ویدوں کی قطعیت سے انکار کرتے ہیں وہ ذات پات کی سخت بندشوں کو تسلیم نہیں کرتے دونوں ان ہی مذہبی جذبات کے ترجمان ہیں۔ جنھوں نے رسوماتی مذہب کا تخت الٹ دیا۔ اس یکسانیت کے باوجود یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ بدھ مت کے مقابلہ میں بھگوت گیتا کا نقطۂ نظر قدامت پسندانہ ہے۔

بھگوت گیتا کی ایک اور خصوصیت کی طرف کم لوگ توجہ کرتے ہیں اس نظم کی تمہید کچھ ایسی نزاکت سے باندھی گئی ہے کہ گویا شروع سے آخر تک کرشن جی اور ارجن کی گفتگو معلوم ہوتی ہے لیکن دراصل تمام نظم ایک علم کشف کے جاننے والے (سنجے) کی زبانی ہے جو دھرت راشٹر کو میدان جنگ کے

واقعات اپنی ہتھیلی میں دیکھ کر بتا رہا ہے نظم لکھنے والا بیان کی صداقت اور عدم صداقت کا ذمہ دار نہیں اور نہ کسی ایک لفظ کے لیے بھی قابل گرفت ہے۔

تعلیمات :- عمل سے متعلق بھگوت گیتا کی تعلیمات خاص ہیں اس کی یہ تعلیم نہیں کہ دنیا اور دنیوی کاروبار کو ترک کر دیا جائے اور نہ ہی دنیوی کاروبار اور خواہشات کو مستحسن قرار دیتی ہے بظاہر یہ دو چیزیں متضاد نظر آتی ہیں لیکن خود بھگوت گیتا نے اس مسئلہ کو نہایت ہوشیاری سے حل کیا ہے جب ہم کسی فعل کو انجام دیتے ہیں تو پہلے دماغ میں اس فعل کے کرنے کی تحریک پیدا ہوتی ہے اور ساتھ ہی اس فعل کا نتیجہ بھی سامنے آجاتا ہے دراصل اس نتیجہ ہی کو سامنے رکھ کر انسان فعل کو، خواہ وہ محنت طلب اور بظاہر مشکل ہی کیوں نظر نہ آئے۔ انجام دیتا ہے بھگوت گیتا کی یہ تعلیم ہے کہ انسان کو چاہیے کہ جسمانی طور پر تو کام کو انجام دے لیکن ذہن میں اس کے نتیجہ یا اجر کو نہ لائے۔ بلکہ بالکل بے تعلق ہو کر کام کرے۔ ظاہر ہے کہ یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے ایک معمولی انسان کا کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا غرض کہ ذرا ذرا سی حرکت بھی کسی نہ کسی مفاد کے پیش نظر ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور واقعہ تو یہ ہے کہ رنج اور تکلیف کی جڑ یہی ہے اس لیے بھگوت گیتا بے غرض کام کرنے اور خواہشات وجذبات سے آزاد ہونے کی مختلف طریقوں سے تعلیم دیتی ہے اور بار بار اسی پر زور دیتی ہے۔

بھگوت گیتا کی ایک نمایاں تعلیم وجود باری کا تصور ہے۔ بھگوت گیتا کا تصور یہ ہے کہ خدا ہر چیز کے اندر موجود اور وہی ہر ایک کا مبدا و ملجا ہے سب کچھ فنا ہونے کے بعد اس میں ضم ہو جاتا ہے ہر انسان کی کوشش ہونی چاہیے کہ جلد خدا سے واصل ہونے کے ذرائع اختیار کرے جو شخص خاص اصول اور معیار پر زندگی بسر کرتا ہے خواہشات کو ترک کرتا اور نتیجہ سے بے فکر رہتا ہے وہ مرتے ہی خدا سے واصل ہو جاتا ہے اور موت وحیات کی کشمکش (تناسخ) میں گرفتار نہیں رہتا اس کے برعکس جو شخص خواہشات کا غلام رہتا ہے وہ بار بار اس دنیا میں بھیجا جاتا ہے عمل کی معراج یہ ہے کہ انسان اپنی اعلاترین حقیقت کو پہچان کر واصل بہ حق ہو جائے۔ یعنی خودی کی تکمیل ہی عمل کی معراج ہے۔

بھگوت گیتا خواہشات اور جذبات سے بالاتر، ہر حال میں یکساں اور غیر متاثر رہنے کی تعلیم دیتی ہے۔

تاریخی پس منظر :- بھگوت گیتا مہابھارت کے لکھے جانے کے بہت زمانہ

بعد وجود میں آئی لیکن جس وقت بھگوت گیتا لکھی گئی تو مہابھارت ہی وہ واحد کتاب تھی جو پورے ہندوستان میں حد سے زیادہ مقبول تھی۔ اس طرح مہابھارت کی اس شہرت سے فائدہ اٹھانے اور بھگوت گیتا کو عوام تک پہنچانے کی غرض سے اس کا تاریخی پس منظر مہابھارت سے لیا گیا ہے۔ ذیل میں مختصراً اس کی وضاحت کی گئی ہے تاکہ بھگوت گیتا کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

خاندان کورو کے بادشاہ شانتنو کو پہلی بیوی سے ایک بیٹا بھیشم اور دوسری بیوی سے دو بیٹے چترانگد اور وچترویریہ تھے۔ بھیشم نے عمر بھر مجرد رہنے کا عہد کیا تھا اور چترانگد کا شادی سے قبل ہی انتقال ہو گیا تھا۔ وچترویریہ کے دو بیٹے دھرت راشٹر اور پانڈو تھے جن میں سے اول الذکر پیدائشی نابینا تھا وچترویریہ کے انتقال کے بعد دھرت راشٹر کو حکومت ملی لیکن پانڈو نے تمام انتظامات سنبھالے پانڈو کا انتقال دھرت راشٹر کی زندگی ہی میں ہو گیا اور اس نے پانچ بیٹے یودھشٹر، بھیم ارجن، نکل اور سہدیو چھوڑے جن میں سے اول الذکر تین پانڈو کی پہلی بیوی کنتی سے تھے اور موخر الذکر دو بیٹے دوسری بیوی مادری سے تھے اور یہ دونوں توام تھے دھرت راشٹر کے سو بیٹے تھے جن میں سب سے بڑا دریودھن تھا۔ پانڈو کے انتقال کے بعد بھیشم نے شہزادوں کے سن بلوغ کو پہنچنے تک حکومت کے انتظامات کو سنبھالنے کا ذمہ لیا اور اس وقت تک درونا چاریہ کے ذریعہ ان کی تعلیم کا معقول انتظام کیا گیا جب شہزادے سن بلوغ کو پہنچے تو یہ سوال پیش ہوا کہ دریودھن اور یودھشٹر میں سے کس کو حکومت ملے۔ خاندان کے بزرگوں نے سلطنت کی تقسیم کا مشورہ دیا اور دھرت راشٹر نے بھی اس تجویز سے اتفاق کیا لیکن دریودھن نے جو لالچی اور بدطینت تھا خفیہ منصوبہ بنایا اور قمار بازی کے ذریعہ یودھشٹر سے سلطنت چھین لی اور یہ شرط پیش کی کہ پانڈو کے سب بیٹے بارہ سال تک جنگل میں جلاوطن رہیں اور اس کے بعد ایک سال تک گمنامی کی زندگی بسر کریں ان شرائط کی تکمیل کے بعد پانڈو کے بیٹوں نے اپنے حصہ حکومت کا مطالبہ کیا اور قتل و غارت گری اور خانہ جنگی سے بچنے کے لیے یودھشٹر نے اپنے گزارے کے لیے پانچ قصبات لینے پر آمادگی ظاہر کر دی لیکن دریودھن نے سوئی کی نوک کے برابر زمین دینے سے بھی انکار کیا اور جنگ ناگزیر ہو گئی جب دونوں جانب کی فوجیں جنگ کے لیے ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں تو ارجن نے کرشن سے جو ان کے ماموں زاد بھائی اور بڑے دوست تھے اور اس جنگ میں ان کی رتھ بانی کا کام کر رہے تھے یہ خواہش کی کہ وہ دونوں فوجوں کے درمیان ان کے رتھ کو لے جائیں تاکہ وہ دونوں فوجوں کا معائنہ کر سکیں۔ دونوں جانب اپنے دوستوں

اور رشتہ داروں کو دیکھ کر ارجن بہت متاثر ہوئے حتیٰ کہ جنگ سے باز رہنے کے خیالات بھی ان کے ذہن میں پیدا ہوئے تاکہ سلطنت کے حصول کی خواہش میں عزیزوں اور دوستوں کا خون بہانا نہ پڑے۔ اس موقع پر کرشن ان اقوال کے ذریعہ ان کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اپنے فرض کو پہچانیں اور ایک تصفیہ کرنے کے بعد مختلف جذبات کے تحت اس کو نہ بدلیں۔

ہند آریائی اور ہندی

زبانوں اور بولیوں کی کثرت کو اس بات کی تردید میں پیش کیا جاتا ہے کہ ہندوستانی ایک قوم ہے۔ سب کچھ شامل کر لینے کے عالمانہ جوش میں زبانوں پر لکھنے والوں نے ہندوستان کی چھوٹی بڑی تمام زبانوں اور بولیوں کا جائزہ لے ڈالا ہے ان میں وہ عظیم ادبی زبانیں بھی ہیں جن کا چلن کروڑوں لوگوں میں ہے اور ایسی غیر معروف اور اہم بولیاں بھی جو چند سو لوگوں تک محدود ہیں۔ ہندوستانی زبانوں کی سب سے زیادہ تفصیلی تقسیم اور شمار سر جارج ابراہم گریرسن کے عظیم کارنامہ لنگوئسٹک سروے آف انڈیا میں شامل ہے اس میں ہندوستان کی ۱۷۹ زبانیں اور ۵۴۴ بولیاں دی گئی ہیں لیکن ۱۹۲۱ء کی مردم شماری میں خود ہندوستانیوں نے ۱۸۸ زبانیں اور ۴۹ بولیاں بتائیں (یہ اعداد و شمار ہندوستان، برما، پاکستان، بنگلہ دیش کے سلسلے میں ہیں (پاکستان، بنگلہ دیش عرصہ ہوا ہندوستان سے الگ ہو چکے ہیں) لیکن اگر جائزہ اور مردم شماری کے اعداد و شمار کے اوسط کے طور پر ہندوستانی زبانوں کی تعداد اندازاً ۱۸۰ مان لی جائے اور بولیوں کی داستان کو غیر ضروری سمجھ کر چھوڑ دیا جائے کہ وہ زبانوں میں ہی شامل ہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس میں ہندوستان کی ایسی تمام زبانیں آ جائیں گی جو لسانی علمی نقطۂ نظر سے آزاد درجہ کی مستحق ہیں لیکن ۱۸۰ زبانوں میں سے تقریباً ۱۳۰ زبانوں کا تعلق چینی، تبتی، مون کھمیر، کارین اور مان گروہوں یا خاندانوں سے ہے۔ یہ یا تو شمالی مشرقی (ہندی برمی) سرحد کے بہت ہی کم تعداد پسماندہ قبائل میں محدود رہیں جن کی نہ کوئی عددی اہمیت ہے نہ تہذیبی و سیاسی یا ان زبانوں کا خاص ہندوستان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (مثلاً کارین، سیامی، برمی، تبتی، مون، پیلانگ اور آریائی پارسی)۔

ہندوستان وسیع میدانوں کا ملک ہے ان میں رہنے والے مختلف گروہوں کے درمیان باہمی ترسیل آسان ہے۔ یہاں ترسیل و تہذیب کی بڑی زبانوں کو ہی اہمیت حاصل ہو سکتی ہے کسی پہاڑی قبیلے کی اپنی مخصوص بولی ہو سکتی ہے لیکن یہ اس کی مختصر سی قبائلی زندگی تک ہی محدود ہوگی لیکن اس ضرورت کو بخوبی محسوس کیا جاتا اور عملاً تسلیم کیا جاتا ہے کہ ترقی یافتہ اور متمدن وجود کے لیے اپنے علاقہ کی یا اس کے قرب و جوار کی کسی تہذیبی زبان سے واقفیت ہونی چاہیے مثلاً مغربی وسطی صوبہ اور شمالی برار میں رہنے والے کول قبیلہ کرکو کے لیے ہندوستانی یا مراٹھی جاننا ضروری ہے گو اگرچہ ان کی اپنی قبائلی زبان بولنے والوں کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار سے بھی زیادہ ہے آسام اور بنگال میں تبتی برمی بولیاں بولنے والے بنگالی یا آسامی کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اسی طرح نیپال کے تبتی برمی بولنے والوں کے لیے پربتیا (گورکھالی) اور ہندی (یا ہندوستانی) جاننا ضروری ہے۔ اوٹاکمنڈ کے ٹوڈ جن کی تعداد گزشتہ مردم شماری (۱۹۲۱ء) میں ۶۵۰ نفر تھی اپنی زبان کے علاوہ تامل اور کنڑ وغیرہ دوسری زبانیں بھی جانتے ہیں گونڈوں کی تعداد کوئی تیرہ لاکھ ہے لیکن وہ ہندی مراٹھی اڑیا اور تلگو بولنے والوں کے درمیان پھیلے ہوئے ہیں اور نتیجتہً ان کے لیے ان ترقی یافتہ زبانوں میں سے ایک نہ ایک کا جاننا ضروری ہے۔ ہندوستان میں قدیم قبائلی زبان بولنے والا سب سے بڑا گروہ سنتھالوں کا ہے ان کی تعداد کوئی پچیس تیس لاکھ ہے ان کا اجتماع زیادہ تر بہار اور چھوٹا ناگپور میں ہے لیکن بنگال، اڑیسہ اور آسام میں بھی ان کی اچھی خاصی تعداد ہے تہذیبی زبان کے طور پر یہ بہاری یا ہندوستانی کی کوئی شکل یا بنگالی یا اڑیا یا آسامی کو اختیار کرنے پر مجبور ہیں ان چھوٹی چھوٹی قبائلی یا قدیمی زبانوں کے علاوہ دراویدی اور آریائی خاندان کی اور بھی بعض زبانیں ہیں جن کا اپنے علاقے سے باہر کوئی مقام نہیں ان کے بولنے والوں نے اپنی زبانوں سے ملتی جلتی بڑی زبانوں کے ساتھ اتحاد اور ارتباط قائم کر لیا ہے۔

مندرجہ بالا زبانوں میں سے ہندی یا ہندوستانی کو سب پر تفوق حاصل ہے بعض حیثیتوں سے ہندی ہندوستان کی سب سے اہم زبان ہے۔ اگرچہ گھریلو زبان یہ نسبتاً مختصر سی تعداد کی ہے ہندی یا ہندوستانی کے اصل علاقوں میں مغربی اتر پردیش مشرقی مدھیہ پردیش (شمالی گوالیار) اور مشرقی راجستھان کا ایک حصہ یہاں بھی دوسری بولیاں پھیلی ہوئی ہیں ہندوستانی صرف شہروں تک ہی شامل ہے لیکن ہندوستانی اپنے دو اسالیب ہندی اور اردو کی حیثیت سے علاوہ سے آریائی ہندی کی مسلمہ زبان ہے بنگال، آسام اور اڑیسہ، نیپال، سندھ، گجرات اور

مراٹھی علاقوں کو چھوڑکر گجراتی اور مراٹھی کا پڑھا لکھا طبقہ اعلا ہندی یا ناگری ہندی کو پڑھ سکتا اور سمجھ سکتا ہے۔ بول چال کی ہندوستانی سمجھنے میں بھی انھیں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ راجستھان اور مالوہ کے لوگوں نے اعلا ہندی کو قبول کرلیا ہے حالانکہ پچھلی صدیوں میں راجستھانی کی ادبی شکل ڈنگل میں وقیع ادب وجود میں آچکا تھا۔ کچھ سکھوں اور بعض دوسرے لوگوں کو چھوڑکر اکثر پنجابی ہندوستانی (ناگری ہندی یا اردو) استعمال کرتے ہیں اسی طرح مشرقی اتر پردیش، اور بہار کے لوگوں کی اپنی زبانیں جو ہندوستان سے بہت مختلف ہیں گھریلو استعمال تک محدود رہ گئی ہیں اور انھوں نے ہندی یا ہندوستانی (بیشتر ناگری ہندی) کو قبول کرلیا ہے۔ (شمالی بہار کے میتھلی بولنے والوں کی تعداد ایک کروڑ دس لاکھ سے زیادہ ہے وہ یہ تحریک چلا رہے ہیں کہ ان کی مادری زبان کو ہندوستان کی مختلف یونیورسٹیوں میں تسلیم کیا جائے۔ کلکتہ، پٹنہ اور بنارس میں کالج اور ثانوی مدارس کی سطح پر اسے ان لوگوں کی علاقائی زبان کی حیثیت سے تسلیم کیا جاچکا ہے) تیس لاکھ سے اوپر آسامی بنگالی سمجھتے ہیں یہی حال اکثر اڑیہ کے لوگوں (گیارہ ملین سے زیادہ) کا ہے۔ حالانکہ آسامی اور اڑیا آزاد زبانوں کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اسی طرح اکثر گورکھالی بولنے والے ہندوستانی سمجھتے ہیں اور ناگری ہندی کو آسانی سے پڑھ لیتے اور سمجھ لیتے ہیں۔

ادب اور عام ابلاغ کی حیثیت سے دیکھا جائے تو دراصل ہندوستان میں گیارہ اہم زبانیں ہیں، ہندوستانی (جس کی دو ادبی شکلیں ناگری ہندی اور اردو ہیں) بنگالی، مرہٹی، گجراتی، اڑیا پنجابی، سندھی، تلگو، کنڑ، اور ملیالم تقسیم کے ہندوستان میں سندھی دس لاکھ سے بھی کم لوگوں کی زبان رہ گئی ہے یہ سندھ کے ہندو پناہ گزیں ہیں جو مشرقی اور پنجابی بولنے والوں کی طرح ہندوستانی سے بھی واقف ہیں۔

آریائی ہند کے دوسرے حصوں میں ہندوستانی کے مقام کا ذکر پہلے کیا جاچکا ہے، بنگال، آسام اور اڑیسہ میں بول چال کی ہندی (ہندوستانی) عام طور پر سمجھی جاتی ہے۔ اس طرح ہندی یا ہندوستانی ایک عظیم زبان بن جاتی ہے، اسے ادبی ذریعہ (دو شکلوں ناگری ہندی اور اردو میں سے کسی ایک شکل میں) کی حیثیت سے تقریباً پندرہ کروڑ افراد استعمال کرتے ہیں۔ ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کے اعداد پر مبنی لسانیاتی جائزہ ہند کے مطابق مندرجہ ذیل اعداد و شمار قابل توجہ ہیں۔ ہند کی لہندا یا مغربی پنجابی، دس ملین، پنجابی یا مشرقی پنجابی ساڑھے بارہ ملین سے کچھ اوپر، راجستھانی ۱۴ ملین سے کچھ اوپر، مغربی ہندی جس میں خاص ہندوستانی بھی شامل ہے۔

۲۸ ملین، پہاڑی ۲ ملین سے اوپر مشرقی ہندی ساڑھے چوبیس ملین اور بہاری ۲۷ ملین سے اوپر۔ یہ تعداد ۱۴۰ ملین (۱۴) کروڑ سے زیادہ ہی ہو جاتی ہے جس نے ۱۹۲۱ء میں کھلے بندوں یا خاموشی سے ہندی کے ساتھ اپنی وابستگی کا اعلان کیا اس میں اگر ہم ان دوسری آریائی زبانیں بولنے والوں کو بھی شامل کر لیں جو ہندوستانی (گرچہ یہ ایک خاص قسم کی ہندوستانی ہوتی ہے۔) سمجھتے اور اگر بولتے بھی ہیں تو یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ ہندوستانی (اپنی دو شکلوں میں سے کسی ایک میں) ۱۵۰ ملین (پندرہ کروڑ) افراد کی ادبی زبان ہے علاوہ بریں بول چال کی ہندی کی شکل میں اس زبان کو ہندوستان اور ہندوستان سے باہر کوئی ۲۰۰ ملین (۲۰ کروڑ) افراد سمجھتے ہیں۔ (بنگالی ۴۳ ملین سے اوپر، اڑیا ۱۱ ملین، آسامی تقریباً ۳ ملین گجراتی ۱۰ ملین، مراٹھی ۲۱ ملین سے اوپر، ان کے علاوہ سندھی کشمیری اور ہندوستان کی دوسری آریائی زبانیں ہیں جن کے بولنے والے عام طور پر ہندوستانی سمجھتے ہیں) دراویدی جنوب بالخصوص شہروں اور تیرتھ استھانوں میں ہندوستانی سب سے زیادہ سمجھی جاتی ہے، اور فی جی، برٹش، گائنا، ترینداد، جزائر غرب الہند، جنوبی اور مشرقی افریقہ، مازمبیق، ملایا اور انڈونیشیا میں ہندوستانی بولنے والے (ناگری ہندی اور اردو استعمال کرنے والے) ہندوستانیوں کی آبادیاں قائم ہیں۔

اردو دنیا کی اہم خبریں

اتر پردیش اردو اکاڈمی کی تشکیل

اتر پردیش سرکار نے اپنے حکم نامہ مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۸۳ء کے ذریعے اردو اکاڈمی اتر پردیش کی مجلس عاملہ اور مجلس انتظامیہ کے اراکین کے ناموں کا اعلان کر دیا ہے۔ بیگم حامدہ حبیب اللہ کو اکاڈمی کی صدر مقرر کیا گیا ہے۔ جناب مفتی محمد رضا انصاری چیرمین اور وائس چیرمین جناب رام لعل مقرر ہوئے ہیں۔ باقی ممبروں کے نام درج ذیل ہیں۔

جناب محمود الٰہی۔ ڈاکٹر حکم چند نیر۔ جناب سید محمد عقیل رضوی۔ ڈاکٹر ثریا حسین۔ جناب سید شبیہ الحسن۔ جناب علی جواد زیدی۔ جناب مولانا اسحاق سنبھلی۔ جناب عشرت علی صدیقی۔ جناب صباح الدین عمر۔ جناب اطہر نبی۔ جناب غفران زاہدی۔ جناب بکل اتساہی۔ جناب خورشید افسر بسوانی۔ جناب وجاہت علی سندیلوی۔ جناب ڈاکٹر ملک زادہ منظور احمد۔ جناب انجم ملیح آبادی۔ جناب راجندر بہادر موج۔ جناب جلیل فتح پوری اور ڈاکٹر مسعود الحسن عثمانی۔

فراق پر دو روزہ سیمنار

اردو اکاڈمی اتر پردیش کے زیر اہتمام فراق کی شاعری اور شخصیت پر ۴ اور ۵ اکتوبر ۱۹۸۳ء کو دو روزہ سیمنار کا افتتاح اتر پردیش کے وزیر برائے قومی یک جہتی ڈاکٹر عمار رضوی نے کیا۔ جلسہ کا افتتاح جواہر لال یونیورسٹی کے صدر شعبۂ اردو جناب ڈاکٹر محمد حسن کے مقالے سے ہوا۔ اس موقع پر اکاڈمی نے فراق پر ایک کتابچہ بھی شائع کیا۔

اس سیمنار میں پروفیسر حکم چند نیر۔ پروفیسر محمود الٰہی۔ پروفیسر وحید اختر۔ جناب عبداللطیف اعظمی۔ ڈاکٹر علی احمد کاظمی۔ ڈاکٹر افغان اللہ۔ ڈاکٹر عابد پشاوری اور پروفیسر محمد عقیل رضوی نے اپنے مقالات پیش کیے۔

صدر اکاڈمی بیگم حامدہ حبیب اللہ نے باہر سے آئے ہوئے مہمانوں اور حاضرین کا

ر مقدم کیا۔ چیرمین اکاڈمی مفتی محمد رضا انصاری نے اختتامی اجلاس میں اور وائس چیرمین
م لعل صاحب نے صبح کے اجلاس میں سیمنار کی کارروائی چلائی اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

دھیہ پردیش سرکار کی اردو نوازی

حکومت مدھیہ پردیش کی طرف سے ریاست بھر میں اردو ٹیچروں کی تقرری کی مہم
بلائی جارہی ہے۔ وہ ٹرینڈ ٹیچرز جنھوں نے ہائر سکنڈری کی سطح تک اردو کی تعلیم حاصل
ں ہے ٹیچر مقرر ہو سکتے ہیں۔ حکومت نے یہ بھی طے کیا ہے کہ مڈل اور ہائر سکنڈری کے
ردو ٹیچروں کے لیے یہ لازمی ہوگا کہ وہ ڈگری کلاس تک اردو کی تعلیم حاصل کر چکے ہوں۔
حکومت مدھیہ پردیش کے اعلان کے بموجب محکمہ تعلیم کے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ
کے تحت کم از کم ایک اردو داں اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر کی تقرری کے ساتھ ہر
ضمون میں اردو کی کتابیں بھی مہیا کی جائیں گی۔ نصابی کتابوں میں اگر کسی مذہبی پیشوا
کے متعلق کوئی قابل اعتراض بات ہوگی تو اسے بلا تاخیر حذف کرنے کی کوشش کی
جائے گی۔ اردو طلبا کے فائدے کے لیے تمام اسکول اور کالج لائبریریوں میں اردو کی
تابیں بھی رکھی جائیں گی۔ میونسپل بورڈ، ریاستی حکومت اور یونیورسٹی کے تحت چلنے
والے سب ہی تعلیمی اداروں کی لائبریریوں میں اردو کتابیں فراہم کی جائیں گی۔

جناب مظہر امام کو ایوارڈ

سری نگر دوردرشن کے ڈائرکٹر اور اردو کے شاعر و ناقد جناب مظہر امام کو کریٹیک
(نقاد) سرکل آف انڈیا ایوارڈ ملا ہے۔ اردو زبان کی کسی شخصیت کے لیے یہ پہلا انعام ہے۔

اڑیسہ میں اردو اکاڈمی

ایک اخباری رپورٹ کے مطابق اڑیسہ کے وزیر اعلا جے بی۔ پٹنائک نے اعلان
کیا ہے کہ ان کی حکومت جلد ہی ریاست میں اردو اکیڈمی قائم کرنے والی ہے۔

کلام غالب اور کلام اقبال کا نیپالی میں ترجمہ

پاکستان میں کلام غالب اور کلام اقبال کا نیپالی زبان میں ترجمہ ہو گیا ہے۔ یہ ترجمہ

ترجموں کا اجرا اسلام آباد میں یوم اقبال کے سلسلے میں ہونے والی تقریب کے موقع پر نیپال ثقافت سوسائٹی کی جانب سے کیا گیا۔

اردو اکاڈمی دلّی کا ثقافتی جلسہ

"شام غزل" کے نام سے اردو اکاڈمی دلّی کے زیر اہتمام نئی دہلی میں مورخہ ۳۰ر اکتوبر ۸۳ء کو ایک ثقافتی پروگرام پیش کیا گیا جس کا افتتاح دلّی کے لیفٹیننٹ گورنر جناب جگموہن نے کیا۔

بابائے اردو کی انگلش اردو ڈکشنری

انجمن ترقی اردو پاکستان کے نئے صدر جناب قدرت اللہ شہاب کی صدارت میں ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا جس میں جناب جمیل الدین عالی، جناب نور الحسن جعفری شیخ الجامعہ ڈاکٹر جمیل جالبی، جناب شفیق خواجہ اور پروفیسر شبیر کاظمی شریک ہوئے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ بابائے اردو کی انگلش اردو ڈکشنری پر نظر ثانی کی جائے گی اور اگلے پانچ سال میں اندازاً پچاس ہزار نئے الفاظ شامل کیے جائیں گے۔

خواجہ عبدالغفور کو ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری

مشہور مزاح نگار جناب خواجہ عبدالغفور (ممبر سکریٹری مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکاڈمی) کو بمبئی یونیورسٹی نے ان کے تحقیقی مقالے، اردو طنز و مزاح کا تنقیدی جائزہ پر ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری عطا کی ہے۔

بھوپال میونسپل کارپوریشن میں اردو

بھوپال میونسپل کارپوریشن نے (۲۷ر جون ۸۳ء) اپنے اجلاس میں طے کیا ہے کہ کارپوریشن کے ضروری احکام مراسلے نوٹس، اشتہارات وغیرہ اردو رسم الخط میں بھی شائع کیے جائیں گے۔ جو خطوط اردو میں موصول ہوں گے ان کے جواب اردو میں دیے جائیں گے۔ سڑکوں کے سائن بورڈ بھی اردو میں لگائے جائیں گے۔ "ناگرک" ہندی رسالہ اردو میں بھی شائع کیا

جائے گا۔ اردو کے سند یافتہ لوگوں کو ملازمتیں دی جائیں گی۔ کارپوریشن کی جانب سے اردو کا ایک اسکول بھی کھولا جائے گا اور کارپوریشن کی جانب سے جو مشاعرہ پہلے ہوتا تھا اُسے پھر سے شروع کیا جائے گا۔

تیسری عالمی ہندی کانفرنس

۲۷ اور ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۳ء کو نئی دہلی میں آئی۔پی۔اسٹیڈیم میں تیسری عالمی ہندی کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ جس میں تقریباً چار ہزار مندوبین نے شرکت کی۔ وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے اس کانفرنس کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر ہندی کتابوں کی ایک شاندار نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا۔ ہندی کا دوسری زبانوں سے کیا رابطہ ہو اس موضوع کے تحت علیحدہ سے ایک سیشن مخصوص کیا گیا تھا جس میں اردو کی نمائندگی پروفیسر مسعود حسین خاں اور اور ڈاکٹر محمد حسن نے کی۔

حیدرآباد دوردرشن سے اردو پروگرام

دوردرشن حیدرآباد کی جانب سے مہینے میں دو بار اردو پروگرام پیش کیا جائے گا۔ تقریباً نصف گھنٹہ پر مشتمل اس پروگرام کے موضوعات قومی ترقیاتی سرگرمیوں پر مبنی ہوں گے جس کا نام نئی منزلیں ہوگا۔ اس اردو پروگرام کا آغاز ۲۲ اکتوبر سے ہو گیا ہے۔ اس بات کا انکشاف حیدرآباد دوردرشن کے ڈائرکٹر نے ایک پریس کانفرنس میں کیا۔

اردو اکاڈمی مہاراشٹر کا جلسہ

وزیر اعلا مہاراشٹر شری وسنت راؤ پاٹل نے مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکاڈمی کی کارکردگی کی تعریف کرتے ہوئے یقین دہانی کرائی کہ اکاڈمی کے کاموں میں مالی سرمایہ کی کمی کو کبھی رُکاوٹ بننے نہیں دیا جائے گا۔

وزیر اعلا مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکاڈمی کی جانب سے دیے گئے ایک عشائیہ میں تقریر فرما رہے تھے۔

شری پاٹل نے ریاست میں اردو داں طبقہ میں مراٹھی کو فروغ دینے کے لیے اردو اکاڈمی

کی کوششوں کو سراہا اور فرمایا کہ اگر مراٹھی الفاظ کا اردو زبان میں استعمال اور اردو زبان کے الفاظ کا مراٹھی زبان میں استعمال کیا جائے تو اس سے دونوں زبانیں مستفیض ہو سکتی ہیں۔ وزیر اعلا نے ڈاکٹر اقبال کی تصنیف "بانگِ درا" کے مراٹھی ترجمہ اور "تھو سنگیت کا ر" کے اردو ترجمہ کی بھی تعریف کی۔ اردو اکاڈمی کے چیرمین کی تجویز پر وزیر اعلا نے فرمایا کہ حکومت ملک کے عظیم شاعر مرحوم سکندر علی وجد کی یادگار قایم کرنے کے لیے مالی سرمایہ مہیا کرے گی۔ وزیر اعلا نے مزید فرمایا کہ حکومت اس بات کا خیال رکھے گی کہ اکاڈمی اپنے فرائض بہ حسن و خوبی خود مختاری کے ساتھ ادا کرے گی۔ ابتدا میں ڈاکٹر اے۔ اے منشی، چیرمین اردو اکاڈمی نے وزیر اعلا اور شریمتی شالنی تائی پاٹل کا استقبال کیا اور انھیں اکاڈمی کی سرگرمیوں سے باخبر کیا۔ شریمتی شالنی تائی پاٹل نے اکاڈمی کے کاموں میں اپنی ذاتی دلچسپی کا اظہار کیا

۴۶ اردو مسودات پر فخرالدین علی احمد میموریل کمیٹی کی مالی امداد

پروفیسر محمد رضوان علوی چیرمین فخرالدین علی احمد کمیٹی کی اطلاع کے مطابق کمیٹی نے کچھ عرصے قبل اردو کے ۴۶ معیاری مسودوں کی طباعت میں ان کے مصنفین کو مبلغ ایک لاکھ اکتالیس ہزار سات سو چھہتر روپے کی مالی امداد دینا منظور کیا ہے۔ اس سے قبل کمیٹی ۱۴۰ مسودوں کی طباعت میں تین لاکھ ترپن ہزار آٹھ سو تیس روپے کی مالی امداد منظور کر چکی ہے۔ اس طرح ۴۶ مسودوں کو ملا کر ۱۸۶ مسودوں کی طباعت میں کمیٹی کل مجموعی طور پر چار لاکھ پچانوے ہزار چھ سو پانچ روپے (۴,۹۵,۶۰۵ روپے) کی مالی امداد کا اعلان کر چکی ہے۔ واضح رہے کہ کمیٹی کے مالی اشتراک سے اب تک ۷۵ کتابیں چھپ کر منظرِ عام پر آ چکی ہیں۔

فروخت کی تفصیل
SALE PROGRESS
روپے
RUPEES
3 00 000
2 00 000
1 00,000
10,000
1976-77
1977-78
1978-79
1979-80
1980-81
1981-82
1982-83
YEARS
سال
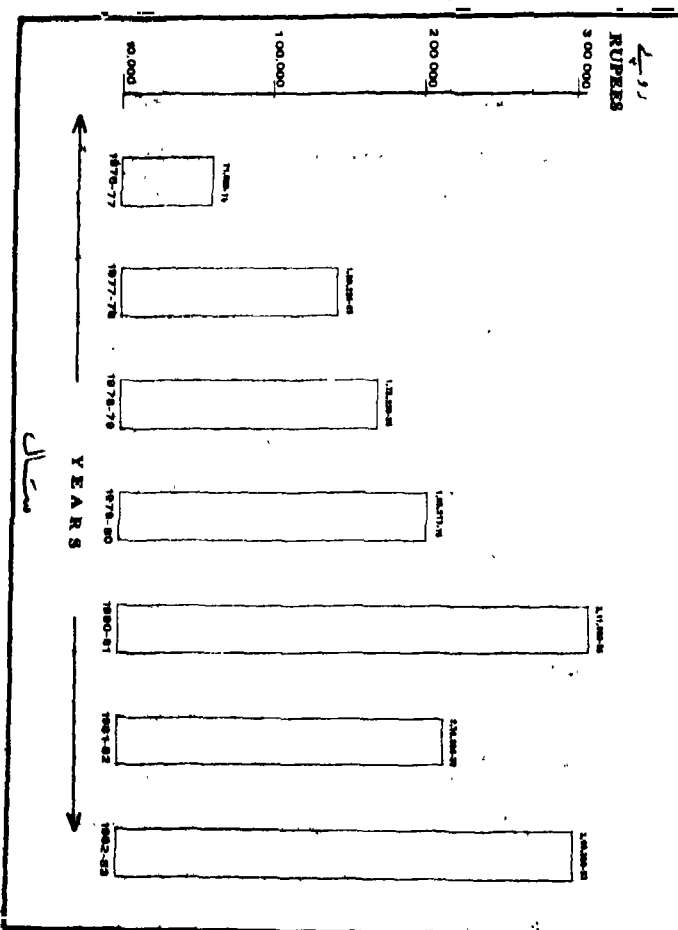
بیورو کی زیرِ طبع کتابیں

۱۔ کٹھ پتلی - ایک تماشہ	سطوت رسول	7/-
۲۔ پیڑ پودوں میں وائرس کی بیماریاں	رشید الدین	7/-
۳۔ اکبر الہ آبادی	صغرا مہدی	4/50
۴۔ خواجہ میر درد	ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی	4/50
۵۔ فضائی اور خلائی اڑان	شاداں پرویز	3/25
۶۔ مصر اور شمالی افریقہ کی کہانیاں	محمد امین	9/-
۸۔ کامرس کیسے پڑھائیں	محمد شریف	14/50
۹۔ الوہا اور کالا کوا	صالحہ عابد حسین	5/-
۱۰۔ مزے دار کہانیاں	محمد امین	4/50
۱۱۔ سرطان	محمد برہان الدین	7/-
۱۲۔ پریم چند کی کہانیاں	(مرتبہ) جوگندر پال	10/-
۱۳۔ گاندھی اہنسا کا سپاہی	پی۔ ڈی۔ ٹنڈن	15/-
۱۴۔ یونانی ادویہ مفردہ (تیسرا ایڈیشن)	حکیم سید صفی الدین علی	7/-
۱۵۔ حاتم طائی کا قصہ (دوسرا ایڈیشن)	نور الحسن نقوی	6/-
۱۶۔ چہار درویشوں کا قصہ (دوسرا ایڈیشن)	" "	3/25
۱۷۔ تعلیمی رہنمائی اور صلاح کاری	عبدالغنی مدہوش	10/-
۱۸۔ بین الاقوامی معاشیات	مترجم- ڈاکٹر لیاقت علی خان	32/-
۱۹۔ موجز القانون	(مترجم) کوثر چاندپوری	26/75
۲۰۔ امسیر طالبی	ڈاکٹر ثروت علی	26/-

یوپی اردو اکاڈمی لکھنؤ کی درسی کتب

چوں کہ کسی یونیورسٹی میں بی۔اے اور ایم۔اے اردو میں طلبا کی تعداد اتنی نہیں ہوتی کہ ان کے لیے کوئی ناشر درسی کتابیں چھاپے اور نفع کمائے اس لیے ہوتا یہ ہے کہ یونیورسٹیوں کو کتابوں کی قلت اور نافراہمی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہر یونیورسٹی اپنا نصاب اپنے طریقے سے طے کرتی ہے لیکن ان میں اصل نصاب اقتباسات اکثر مشترک ہوتے ہیں۔ اتر پردیش اردو اکاڈمی نے یونیورسٹیوں اور طلبا کی سہولت کے پیش نظر یہ طے کیا کہ ماہرین سے مثالی انتخابات مرتب کروا دیے جائیں جن کو کاملاً یا جزواً ہر جامعہ اپنے یہاں مقرر کر سکے۔ اکاڈمی کے یہ انتخابات اور دوسری درسی کتابیں اعلا معیار کی چھپی ہیں اور اس کے باوجود اتنی ارزاں ہیں کہ آج کے زمانے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ ذیل میں ایسی چند کتابوں کے نام درج ہیں:۔

انتخاب نثر حصہ اوّل (مرتبہ پروفیسر حکم چند نیرّ)

پہلا اڈیشن ۱۹۷۹ء دوسرا ۱۹۸۲ء قیمت چار روپے۔

انتخاب نثر حصہ دوم (مرتبہ: پروفیسر سید شبیہ الحسن)

پہلا اڈیشن ۱۹۷۸ء، دوسرا ۱۹۸۱ء، قیمت تین روپے۔

انتخاب منظومات (حالی تا حال) ترتیب:۔ ڈاکٹر مسعود عالم، نگرانی پروفیسر خورشید الاسلام

پہلا اڈیشن نومبر ۱۹۷۸ء دوسرا اڈیشن اکتوبر ۸۱ء قیمت تین روپے۔

انتخاب منظومات (مرتبہ: پروفیسر محمود الہی)

پہلی اشاعت ۱۹۷۸ء دوسری ۱۹۸۳ء، قیمت چار روپے۔

انتخاب قصائد (برائے ایم۔اے) مرتبہ مس قمر جہاں، ڈاکٹر حنیف نقوی اور ڈاکٹر حکم چند نیرّ

پہلا اڈیشن ۱۹۷۹ء قیمت دو روپے ۴۵ پیسے۔

انتخاب مراثی (مرتبہ: پروفیسر حکم چند نیرّ)

پہلا اڈیشن ۱۹۸۲ء صفحات ۲۷۹، قیمت ۱۱ روپے۔

(خبرنامہ۔ اتر پردیش اردو اکاڈمی)

بہار اردو اکاڈمی کی اشاعتی پیش رفت

شائع شدہ

	کتاب		مرتب / مصنف	قیمت
۱۔	کلیات شاد (فی جلد ۲۵ روپے) (حصہ اوّل، حصہ دوم، حصہ سوم)	مرتب :	کلیم الدین احمد	۱۰۰/-
۲۔	دیوان جوشش	"	"	۲۵/-
۳۔	مقالات قاضی عبدالودود	"	"	۲۰/-
۴۔	رقصِ شرر (مسلم عظیم آبادی کا منتخب کلام)	"	"	۱۰/-
۵۔	دیوان سجاد اکبرآبادی	"	"	۱۰/-
۶۔	کلیات منظر	"	سلمان شمسی ندوی	۷/۵۰
۷۔	اختر اورینوی کے افسانے	"	عبدالمغنی	۱۵/-
۸۔	بہار کے نظم نگار شعرا	"	قمر اعظم ہاشمی	۲۰/-
۹۔	ودیاپتی، حیات اور شاعری	"	شمیم احمد صدیقی	۱۰/-
۱۰۔	سوانح عمری مولانا آزاد	"	مشتاق احمد	۸/-
۱۱۔	آموزش اردو	مصنفہ:	رضیہ تبسم	۱۲/-
۱۲۔	سیلِ آتش (عزیز عظیم آبادی کی رباعیوں کا مجموعہ)	مرتب:	سید فضل محمد	۱۲/-
۱۳۔	ذکر، حیات اور شاعری	"	خواجہ بدیع الزماں	۱۰/-
۱۴۔	نامۂ شوق (شہباز کے خطوط بیوی کے نام)	"	صابر حسین	۱۵/-
۱۵۔	محشرِ انقلاب	"	علامہ سریر کابری مینائی	۱۲/-
۱۶۔	سہیل عظیم آبادی اور ان کے افسانے	"	ڈاکٹر وہاب اشرفی	۱۵/-
۱۷۔	حافظ محمود شیرانی (سیمنار میں پڑھے گئے مقالات کا مجموعہ)			۲۰/-
۱۸۔	حسرت موہانی (مجموعۂ مقالات)			۱۵/-
۱۹۔	سہ ماہی زبان و ادب (اکاڈمی کا ادبی ترجمان) سالانہ ۲۴ روپے۔		فی پرچہ	۶/-

اردو بیورو نئی دہلی کا

خطاطی کے مرکز غالب اکیڈمی میں مورخہ ۲۳ / فروری ۱۹۸۴ء کو
جناب جگن ناتھ پتی کا خیر مقدم۔

تصویر میں دیکھے جا سکتے ہیں جناب فاروق جمال ۔ ڈاکٹر رام آسرا راز ۔ ابو الفیض سحر صاحب ۔
جناب محمد خلیق ٹونکی ۔ جناب جگن ناتھ پتی ۔ ڈاکٹر فہمیدہ بیگم صاحبہ ۔ جناب اخلاص احمد اور
ڈاکٹر ایس ۔ کے ۔ شرما ۔

" ہندی اور دوسری ہندستانی زبانوں کا فروغ اسی وقت ہوگا جب بڑے بڑے سائنسدان اپنی اپنی زبانوں میں سوچنا شروع کریں اور وہ اپنی زبانوں کے ذریعے علوم کو اس درجہ آگے بڑھائیں کہ دوسری زبان والے بھی ان کا اپنی زبان میں ترجمہ کرنے پر مجبور ہوں۔ ترجمہ کا مطلب یہ ہو کہ جو بھی اعلا خیال کہیں ملے اسے اپنا لیا جائے۔ صرف ایک زبان سے ترجمہ کافی نہیں۔ اس سے پورا علم بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ ہندستان کی دوسری زبانوں میں خیال و فکر کے اعلا نمونے موجود ہیں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہندی سمیت تمام ہندستانی زبانوں میں صلاحیت موجود ہے کہ ان میں ہر بات ہر طرح بیان کی جا سکتی ہے۔ ہمیں منصوبہ بند طریقہ پر تمام ہندستانی زبانوں میں بنیادی ادب تیار کرنا چاہیے۔ اس کی بڑی ضرورت ہے۔"

شریمتی شیلا کول۔
وزیر تعلیم و ثقافت۔ حکومت ہند
(ذریعہ تعلیم اور ہندستانی زبانیں
۲۹۔ نومبر ۱۹۸۳ء)۔

سید تنویر حسن تلمیذ جناب کفیل امروہوی
مرکز اردو خطاطی اورینٹل سوسائٹی امروہہ
سال اول

چوں من طوطی ہندم از راست پرسی
زبان ہندوی پرس تا نغز گویم
امیر خسرو

اردو دنیا

ڈاکٹر فہمیدہ بیگم

مجلسِ ادارت

خط و کتابت کا پتہ: بیورو فار پرموشن آف اردو۔ ویسٹ بلاک ۸
آر۔ کے۔ پورم۔ نئی دہلی ۱۱۰۰۶۶

اپنی بات

کوئی بھی تہذیبی و علمی ورثہ کسی ایک شخص یا فرد کی دین نہیں ہوتا۔ یہ بات اردو زبان وادب پر بھی صادق آتی ہے۔ صدیوں پر پھیلے ہوئے ہزارہا افراد اور اداروں کی مسلسل اور انتھک کوششوں سے علم وادب کا جو سرمایہ جمع ہو کر ہم تک پہنچا ہے وہ اجتماعی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ چراغ سے چراغ جلتے ہیں۔ اردو زبان وادب کے اس ورثہ کو مالدار بنانے میں ترقی اردو بورڈ نے قابل قدر رول ادا کیا ہے۔

۱۹۶۹ء میں مرکزی وزارت تعلیم وثقافت کے تحت ترقی اردو بورڈ کے نام سے ایک ادارہ قایم ہوا تھا جس نے اردو کی ترویج وترقی کے لیے بہت سے اہم اقدامات اٹھائے۔ آج ہم پیچھے کی جانب مڑکر دیکھتے ہیں تو ان اقدامات کے اثرات واضح نظر آتے ہیں۔

ترقی اردو بورڈ نے اردو املا کی معیار بندی کے سوال کو پھر سے اٹھایا اور املا نامہ جیسی کتاب شائع ہوئی جس کے مواد ومباحث کے اثرات آج کے اخبارات اور رسائل اور کتابوں میں محسوس کیے جا سکتے ہیں اگرچہ اس موضوع پر ابھی بہت سا کام ہونا باقی ہے لیکن ترقی اردو بورڈ کی مساعی سے جو کچھ سامنے آیا اس نے اردو ادب کے منظر نامے پر اپنے نقوش بنائے ہیں۔

اسی طرح ترقی اردو بورڈ نے ۷۴ ۱۹ء میں خطاطی کا پہلا تربیتی مرکز قایم کیا تھا اس کے بعد ہندستان کے مختلف شہروں میں مراکز قایم کیے گئے اس کے نتیجے میں اچھے کاتبوں کی پوری ایک نسل تیار ہوگئی۔ جس کی وجہ سے اردو جاننے والوں کے لیے روزگار کے مواقع تو مہیا ہوئے ہی اسی کے ساتھ اردو طباعت کا معیار بھی بلند ہوا۔ ان مراکز میں تربیت یافتہ کاتب آج نہ صرف ہندستان میں روزی کما رہے ہیں بلکہ غیر ممالک میں بھی روزگار حاصل کر رہے ہیں۔ خطاطی کے ان تربیتی مراکز کی کامیابی کے نتیجہ میں دوسرے بھی اور

اسرکاری اداروں نے بھی خطاطی کے مراکز قائم کیے۔ آزادی کے بعد اس
انب ترقی اردو بورڈ کا یہ پہلا قدم تھا۔ جس نے بلاشبہ اردو کے مقصد کو آگے بڑھایا ہے۔
ترقی اردو بورڈ اردو کتابوں کی طباعت اور اشاعت کا ایک بڑا مرکز ہے جہاں سے
وسطاً چار کتابیں ہر ماہ شائع ہوتی ہیں۔ ترقی اردو بورڈ کی کتابوں کے عمدہ گیٹ اپ اور
چھاپے سے دوسرے اشاعتی اداروں نے بھی اثر قبول کیا ہے۔ ان کی طباعت و اشاعت
ں بہتری آئی ہے۔

بورڈ مختلف علوم میں اصطلاح سازی کا کام بھی وسیع پیمانے پر کر رہا ہے۔ بورڈ میں
شمارہ علوم کی اصطلاح سازی پر کام ہو رہا ہے۔ جن میں سے چار علوم کی اصطلاحوں کی فرہنگیں
ائع بھی ہو گئی ہیں۔ اب تک تمام علوم میں تقریباً ایک لاکھ بائیس ہزار اصطلاحوں پر کام مکمل
ر لیا گیا ہے جو جلد شائع ہو کر منظر عام پر آجائیں گی امید کی جاتی ہے کہ اردو زبان و ادب
پر اس کام کے اثرات مرتب ہوں گے اور ان اصطلاحات کی جھلک اخبارات و کتب کے
صفحات میں بھی دیکھی جا سکے گی۔

نسیمہ بیگم

بورڈ کی خبریں

ترقی اردو بورڈ کی تشکیل نو

حکومت ہند نے اپنے ایک اعلانیہ کے مطابق ترقی اردو بورڈ کی تشکیل نو کردی ہے
اس نئے بورڈ کا پہلا جلسہ ۶/اپریل ۱۹۸۴ء کو شاستری بھون میں منعقد ہو رہا ہے۔
نئے اعلانیہ کے مطابق بورڈ مندرجہ ذیل غیر سرکاری اور سرکاری ممبران پر مشتمل ہے

نام	عہدہ
۱۔ شریمتی شیلا کول (وزیر تعلیم وثقافت) بحیثیت عہدہ	چیرمین
۲۔ جناب کنور مہندر سنگھ بیدی سحر	وائس چیرمین
۳۔ جناب حیات اللہ انصاری	ممبر
۴۔ جناب خواجہ احمد فاروقی	ممبر
۵۔ محترمہ قرۃ العین حیدر	ممبر
۶۔ جناب شانتی رنجن بھٹاچاریہ	ممبر
۷۔ جناب سید حامد	ممبر
۸۔ جناب عابد علی خاں	ممبر
۹۔ جناب مہیشور دیال	ممبر
۱۰۔ ڈاکٹر ارشد حسین	ممبر
۱۱۔ پروفیسر علی محمد خسرو	ممبر
۱۲۔ چیرمین یونیورسٹی گرانٹ کمیشن کا نمائندہ (بحیثیت عہدہ	ممبر
۱۳۔ ڈائریکٹر نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ (بحیثیت عہدہ)	ممبر
۱۴۔ چیرمین (کونسل آف سائنٹفک اینڈ ٹکنیکل ٹرمنولوجی)	ممبر
۱۵۔ ڈائریکٹر۔ سنٹرل ہندی ڈائریکٹریٹ	ممبر

۱۶۔ ڈائریکٹر۔ کیندریہ ہندی سنستھان آگرہ — ممبر

۱۷۔ ڈائریکٹر۔ راشٹریہ سنسکرت کیندریہ سنستھان دلّی (بحیثیت عہدہ) — ممبر

۱۸۔ ڈائریکٹر۔ سنٹرل انسٹی ٹیوٹ آف انڈین لنگویجز میسور — ممبر

۱۹۔ ڈائریکٹر۔ سنٹرل انسٹی ٹیوٹ آف انگلش اینڈ فارن لنگویج حیدرآباد (بحیثیت عہدہ) — ممبر

۲۰۔ ڈائریکٹر۔ کونسل آف سائنٹفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ (بحیثیت عہدہ) — ممبر

۲۱۔ فنانشیل اڈوائزر۔ وزارتِ تعلیم و ثقافت (بحیثیت عہدہ) — ممبر

۲۲۔ ایک نمایندہ حکومت بہار

۲۳۔ ایک نمایندہ مدھیہ پردیش

۲۴۔ سکریٹری وزارت تعلیم و ثقافت (بحیثیت عہدہ) — ممبر

۲۵۔ اسپیشل سکریٹری وزارتِ تعلیم و ثقافت (بحیثیت عہدہ) — ممبر

۲۶۔ ڈائریکٹر بیورو فار پروموشن آف اردو — ممبر سکریٹری

پینلس کے جلسے

۱۔ سماجی علوم کے پینل کا ایک جلسہ مورخہ ۱۵/ نومبر ۸۳ء۱۹ کو بیورو کے دفتر میں منعقد ہوا۔

۲۔ تعلیم اور بچوں کے ادب سے متعلق پینل کا جلسہ مورخہ ۱۶/ نومبر ۸۳ء۱۹ کو بیورو کے دفتر میں ہوا۔

طباعت واشاعت

شعبہ طباعت واشاعت کا پروگرام مزید آگے بڑھا ہے اور پچھلے پانچ ماہ کے دوران مزید ۲۵ نئی مطبوعات شائع ہوگئی ہیں۔ تقریباً ۲۰ کتابوں کے مسودے مختلف چھاپہ خانوں میں زیر طبع ہیں۔

جناب ابوالفیض سحر جامعہ اردو علی گڑھ کے مجلس عام کے لیے نامزد

حال ہی میں جناب ابوالفیض سحر کو جامعہ اردو علی گڑھ کی مجلس عام کے لیے، ترقی اردو بیورو، وزارت تعلیم حکومت ہند کے نمایندے کی حیثیت سے نامزد کیا گیا ہے۔

جناب شیخ سلیم احمد کی بیورو میں واپسی

جناب شیخ سلیم احمد پچھلے دنوں جو دتی انتظامیہ کے ثقافتی ادارے ساہتیہ کلا پریشد میں ڈپٹی سکریٹری کی حیثیت سے ڈیپوٹیشن پر گئے ہوئے تھے۔ اب بیورو میں لوٹ آئے ہیں اور اسسٹنٹ ڈائرکٹر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

غیر ملکی مہمان بیورو میں

۱۶ نومبر ۸۴ء کو ترکی کے پروفیسر ایرکان ترکمان آف ترکی ترقی اردو بورڈ کے دفتر تشریف لائے انھوں نے بیورو کے کام کو دیکھا اور سراہا۔

تصویر میں۔ دائیں سے بائیں:۔ ڈاکٹر فہمیدہ بیگم۔ پروفیسر ایرکان ترکمان آف ترکی اور جواہر لال نہرو یونیورسٹی کے ڈاکٹر نصیر احمد خاں۔

شائستہ اکرام اللہ کی تشریف آوری

ممتاز ادیب ڈاکٹر شائستہ اکرام اللہ ترقی اردو بیورو کے کام کو دیکھنے اور بیورو کے عہدہ داروں سے گفتگو کرنے کے خیال سے۔ ۲۲/ فروری ۱۹۸۴ء کو بیورو کے دفتر تشریف لائیں۔ آپ کی کئی تصانیف ہیں جنھیں علمی دنیا میں کافی اہمیت حاصل ہوئی ہے۔ اردو ناول اور افسانہ کے سلسلہ میں آپ کی تنقید کو مستند مانا جاتا ہے۔ پاکستان میں

آپ بڑی اہم خدمات پر فائز رہی ہیں۔ آپ نائب صدر جمہوریہ ہند عالی جناب ہدایت اللہ کی بھابی بھی ہیں۔

بیورو کے دفتر میں آپ نے ڈاکٹر فہمیدہ بیگم ڈائرکٹر اور دوسرے عہدہ داروں سے تفصیلی گفتگو کی اور بیورو کے کام اور منصوبوں کے بارے میں بڑی دلچسپی سے معلومات حاصل کیں۔ بیورو کے اشاعتی کام سے آپ متاثر ہوئیں، بڑے پیما نے پر اہم معلومات پر کتابوں کی تیاری اور اشاعت اصطلاحات سازی کا کام خاص طور پر بچوں کے ادب سے متعلق کتابوں کو آپ نے بے حد پسند کیا۔ آخر میں ا اتنے بڑے اور اہم کام کو سرانجام دینے کے سلسلے میں ڈاکٹر شائستہ اکرام اللہ نے بیورو کے عہدہ داروں کو مبارکباد بھی پیش کی۔

کتابوں کے معائنہ کا ایک منظر۔

▲ محترمہ شائستہ اکرام اللہ اور ڈاکٹر فہمیدہ بیگم۔

شعبہ فروخت و نمائش میں
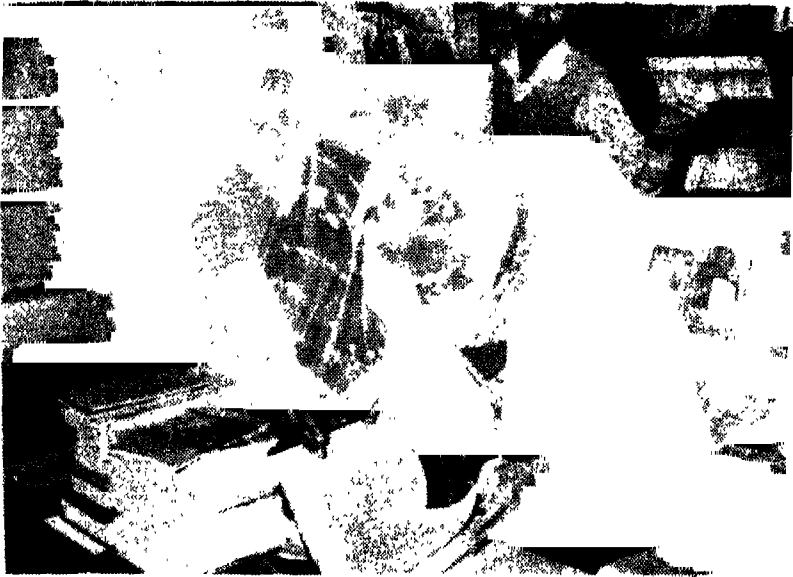
↑ معزز مہمان محترمہ شائستہ اکرام اللہ ڈاکٹر فہمیدہ بیگم کے ہمراہ

محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ بیگم کا دورہ حیدرآباد

محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ بیگم ڈائرکٹر ترقی اردو بیورو مورخہ ۲۹/جنوری ۱۹۸۴ء کو حیدرآباد
ین کے لیے کتابت سینٹر کھولنے کے سلسلے میں تشریف لے گئی تھیں۔ انھوں نے کل ہند
دو کانفرنس میں شرکت کی جس کا افتتاح ہماری وزیر تعلیم شریمتی شیلا کول نے کیا۔
رکٹر نے بھی اس موقع پر تقریر کی انھوں نے اپنی تقریر میں بیورو کی سرگرمیوں پر خاص طور
روشنی ڈالی۔ اردو نے سنسکرت، فارسی اور عربی سے جو عظیم علمی ادبی ورثہ پایا ہے اس کا
رکرتے ہوئے کہا کہ عہد قدیم میں ان تینوں زبانوں کی مختلف علوم اور سائنس کی کتابوں کا
جمہ یورپین زبانوں میں ہوا کرتا تھا جس کی تفصیل ہر زبان کی تاریخ کے اوراق میں موجود ہے
سوس کا مقام ہے کہ قدیم کے علمی اور سائنسی رہنما ور ہبر آج یورپ کے پیرو کار بن گئے ہیں۔

خطّاطی کے نمونہ پر نیشنل ایوارڈ

طباعت وسجاوٹ کے قومی مقابلوں میں اس بار خطاطی کے ایک نمونہ کو اوّل انعام کا حق دار

طغریٰ جس پر انعام دیا گیا۔

زار دیا گیا ہے۔ یہ انعام جناب
انیس صدیقی کو ملا ہے جو بیورو کے تحت
چل رہے خطاطی مرکز غالب اکیڈمی نئی دہلی
کے تعلیم یافتہ ہیں۔
مولانا اشتیاق احمد دیوبندی
اور جناب خلیق ٹونکی جیسے ماہر استادوں
سے انھوں نے یہ فن سیکھا۔ جناب
انیس صدیقی کو یہ انعام ایک طغرہ پر ملا
جو آکاشوانی کے رسالے آواز میں شائع
ہوا تھا۔ جناب انیس صدیقی آواز رسالہ
کے کاتب ہیں۔ ۲۸ فروری ۸۴ء کو یہ انعام
عالی جناب راشٹرپتی گیانی ذیل سنگھ نے انھیں
وگیان بھون نئی دہلی میں تقسیم انعامات کی
سرکاری تقریب میں دیا۔

اردو اداروں کی ڈائرکٹری

بیورو اردو اکیڈمیوں کے تعاون سے اردو اداروں اور لائبریریوں کی ایک ڈائرکٹری مرتب کر رہا ہے اس کا اعلان اردو دنیا کے سابقہ شمارہ میں کیا جا چکا ہے۔ ساتھ میں اداروں اور لائبریریوں کے لیے ایک اطلاعاتی فارم نمونہ کے طور پر شائع کیا گیا ہم ایک بار پھر گذارش کرتے ہیں کہ یہ فارم پر کر کے متعلقہ اکیڈمیوں کو جلد سے جلد بھیج دیا جائے یہ فارم بیورو کے دفتر نہ بھیجے جائیں۔

اصطلاح سازی کا کام

مختلف علوم سے متعلق اب تک ایک لاکھ بائیس ہزار اصطلاحات کو قطعیت دی جا چکی ہے علم کیمیا، معاشیات، اور لسانیات کی فرہنگ اصطلاحات شائع ہو چکی ہیں۔ انتظامیہ سے متعلق اصطلاح ساز کمیٹی کا ایک اجلاس ترقی اردو بیورو میں منعقد ہوا جس میں دفتروں، عدالتوں اور انتظامیہ کے دیگر شعبوں میں استعمال ہونے والی اصطلاحات وضع کی گئیں یہ اجلاس ۲۷ فروری ۸۴ء سے ۲ مارچ ۸۴ء تک جاری رہا۔ اس اجلاس میں جناب سید حامد صاحب وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔ جناب رضا علی خاں صاحب سابق جج راجستھان، جناب بدیع الزماں صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر سنٹرل ٹرانسلیشن بیورو۔ جناب مہدی عباس حسینی صاحب جوائنٹ ڈائرکٹر گورنمنٹ آف انڈیا اور پٹنہ کے جناب عبدالحمید صاحب (سابق انسپکٹر ریونیو پٹنہ) نے شرکت کی۔

خطاطی کے تربیتی مراکز

ہم نے پچھلے شمارہ میں مختلف شہروں میں خطاطی کے ۲۰ تربیتی مراکز کی تفصیل شائع کی تھی اب ان مراکز کی تعداد ۲۴ ہو گئی ہے۔ مظفرپور اور مالیگاؤں میں بھی مراکز کھل گئے ہیں اور ۲۳ واں مرکز خواتین کے لیے ٹونک میں قائم ہو گیا ہے۔

مالیگاؤں خطاطی کا تربیتی مرکز

مالیگاؤں کے خطاطی کے مرکز کے لیے اساتذہ اور طلباء کے انتخاب کے سلسلے میں سلکشن بورڈ کا اجلاس ۲۷ دسمبر ۱۹۸۳ء کو ڈاکٹر فہمیدہ بیگم ڈائرکٹر ترقی بیورو کی صدارت میں منعقد ہوا اور ضروری انتخابات عمل میں آئے۔

شہباز حسین صاحب کو وداعیہ

جناب شہباز حسین صاحب تین سال تک بیورو فار پروموشن آف اردو میں پرنسپل پبلیکیشن آفیسر کی حیثیت سے کام کرنے کے بعد ۲۲/ فروری ۸۴ء کو اپنے محکمہ وزارت اطلاعات و نشریات کو واپس ہو گئے۔ منسٹری آف ایجوکیشن کے احکامات کے مطابق جناب ابوالفیض سحر صاحب نے تا حکم ثانی اپنی ذمہ داریوں کے علاوہ پرنسپل پبلیکیشن آفیسر ترقی اردو بیورو کا چارج بھی لے لیا ہے اور ۲۳/ فروری سے وہ اس خدمت پر کارگذار ہیں۔

۲۴/ فروری کی شام میں، شہباز حسین صاحب بیورو کے دفتر میں ایک وداعیہ دیا گیا، جلسے کی صدارت ڈاکٹر نہیدہ بیگم ڈائرکٹر ترقی بیورو نے کی اور بیورو کے اراکین نے موصوف کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

اردو ٹائپ اور مختصر نویسی کے امتحانات

غالب اکیڈمی نئی دہلی نے وزارت تعلیم حکومت ہند کی جانب سے پچاس فیصد گرانٹ کی بنیاد پر اردو ٹائپ اور شارٹ ہینڈ ٹریننگ سنٹر قایم کیے ہیں۔ ملک میں اردو ٹائپ ٹریننگ اور اردو مختصر نویسی کی تربیت کے یہ اولین مراکز ہیں۔ جو اعلی الترتیب ۱۹۷۴ اور ۱۹۷۷ سے کام کر رہے ہیں۔ ان دونوں نصابوں کا عرصہ تربیت چھ چھ ماہ ہے۔ اب تک اردو ٹائپ کے ۱۲ بیچ یہاں تربیت پا چکے ہیں۔ اسی طرح اردو شارٹ ہینڈ کے بیچ ان سے استفادہ کر چکے ہیں۔ حال ہی میں ۳-۴ مارچ کو اردو ٹائپ کے اکیسویں بیچ اور اردو شارٹ ہینڈ کے نویں بیچ کے امتحانات غالب اکیڈمی میں منعقد ہوئے۔

ڈاکٹر رام آسرا راز کے سرکاری دورے

بیورو کے اسسٹنٹ ڈائرکٹر ڈاکٹر رام آسرا راز ۲/ فروری ۱۹۸۴ء سے ۸ فروری ۱۹۸۴ء تک پٹنہ، مظفر پور اور بھدوئی کے سرکاری دورہ پر رہے۔ پھر ۲۰/ مارچ ۱۹۸۴ء سے ۲۲/ مارچ ۱۹۸۴ء تک انھوں نے ٹونک کا دورہ بھی کیا۔ موصوف کے یہ دورے لغت کے کام اور خطاطی مراکز کے قیام سے متعلق تھے۔

خطاطی کے تربیتی مرکز کا معائنہ

۱۵- مارچ ۱۹۸۴ء کو وزارت تعلیم اور بیورو کے اعلیٰ حکام نے غالب اکیڈمی میں چل رہے خطاطی مرکز کا معائنہ کیا۔ وزارت تعلیم کے جوائنٹ ایجوکیشن اڈوائزر جناب ڈاکٹر آر۔ کے شرما اور ڈپٹی سکریٹری جناب جگن ناتھ پرشاد پتی، بیورو کی ڈاکٹر فہمیدہ بیگم اور قایم مقام پرنسپل پبلکیشن آفیسر جناب ابوالفیض سحر اور اسسٹنٹ ڈائرکٹر جناب ڈاکٹر رام آسرا راز غالب اکیڈمی تشریف لے گئے۔ جہاں خطاطی مرکز کے انسٹرکٹرس جناب محمد خلیق ٹونکی اور جناب محمد اخلاص نے معزز مہمانوں کا خیر مقدم کیا سینیر آفیسرس نے اردو ٹائپنگ اور شارٹ ہینڈ کے سنٹر کا معائنہ بھی فرمایا جہاں کے انچارج جناب منظر محسن نے مہمانوں کا استقبال کیا۔ ان مراکز کی کارکردگی کو افسران نے پسند کیا۔ ان مراکز کے نگراں صدر جناب مولانا قاضی سجاد حسین صاحب نے ان مراکز کی تفصیلات سے معزز مہمانوں کو آگاہ کیا۔ اس موقع پر طلبا اور دوسرے اراکین کے ساتھ ایک مختصر نشست بھی ہوئی جس کو جناب ڈاکٹر آر۔ کے۔ شرما، جناب ڈاکٹر فہمیدہ بیگم صاحبہ اور خواجہ حسن ثانی نے خطاب کیا۔ اخیر میں غالب اکیڈمی کے سکریٹری جناب ذہین حسن نقوی نے شکریہ ادا کیا۔

خطاطی مرکز کے دورہ مورخہ ۱۵؍ مارچ ۱۹۸۴ء کی ایک تصویر

تصویر میں۔ ابوالفیض سحر، ڈاکٹر فہمیدہ بیگم، جناب جگن ناتھ پرشاد پتی، ڈاکٹر ایس۔ کے۔ شرما اور قاضی مولانا سجاد حسین۔ دیکھے جا سکتے ہیں۔

بیورو کی نئی مطبوعات

(جو نومبر ۱۹۸۳ء تا مارچ ۱۹۸۴ء کے دوران شائع ہوئیں)

۱۔ اکبر الہ آبادی — صغرا مہدی — ۴/۵۰

۲۔ خواجہ میر درد — ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی — ۴/۵۰

۳۔ مزے دار کہانیاں — محمد امین — ۴/۵۰

۴۔ ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا — کبیر جائسی — ۱۲/۰۰

۵۔ اوڈیسی — اطہر پرویز — ۷/۰۰

۶۔ کٹھ پتلی ایک تماشہ — سطوت رسول — ۷/۰۰

۷۔ گاندھی اہنسا کا سپاہی — پی۔ ڈی۔ ٹنڈن رولینڈ ڈائی ولزلے، مترجم محمد حسن قدوائی — ۱۵/۰۰

۸۔ پریم چند کی کہانیاں — (مرتب) جوگندر پال — ۱۰/۰۰

۹۔ فضائی اور خلائی اڑان — شاداں پرویز — ۳/۲۵

۱۰۔ کتب خانہ داری — شہاب الدین انصاری — ۱۹/۰۰

۱۱۔ بین الاقوامی معاشیات — ڈاکٹر لیاقت علی خاں — ۲۵/۰۰

۱۲۔ کامرس کیسے پڑھائیں — محمد شریف — ۱۴/۵۰

۱۳۔ مولیر — پروفیسر ثریا حسین — ۱۵/۰۰

۱۴۔ سرطان کیا ہے — محمد برہان حسین — ۷/۰۰

۱۵۔ کلیات سودا II — ڈاکٹر محمد حسن — ۱۳/۰۰

۱۶۔ انوکھی کہانیاں — محمد قاسم صدیقی — ۲/۲۵

۱۷۔ انوبا اور کالا کنواں — صالحہ عابد حسین — ۳/۱۵

۱۸۔ موجز القانون — کوثر چاند پوری — ۲۶/۷۵

۱۹۔ پیڑ اور پودوں میں وائرس کی بیماریاں — رشید الدین احمد — ۶/۵۰

۲۰۔ یونانی ادویہ مفردہ (تیسرا اڈیشن)	حکیم سید صفی الدین علی	۷/۵۰
۲۱۔ انڈرسن کی کہانیاں	اطہر پرویز	۴/۵۰
۲۲۔ مصر اور شمالی افریقہ کی کہانیاں	محمد امین	۷/۰۰
۲۳۔ ابتدائی نفسیات	سید محمد محسن / محمد رضوان احمد	۱۶/۰۰
۲۴۔ دلچسپ کہانیاں	ڈاکٹر رام آسرا راز	۸/۵۰
۲۵۔ ہندستان میں مسلم حکومت کی اساس	اے۔ بی۔ ایم۔ حبیب اللہ / مسعود الحق	۲۵/۰۰
۲۶۔ نسل اور نسلی امتیازات	ڈاکٹر محمد عبد القادر عمادی	۸/۵۰
۲۷۔ زراعتی جغرافیہ	محمد شفیع	۱۲/۷۵
۲۸۔ تعلیمی رہنمائی اور صلاح کاری	عبد الغنی مدہوش	۱۳/۷۵
۲۹۔ حالی	مرتبہ صالحہ عابد حسین	۴/۵۰
۳۰۔ تاریخ قدیم ہندی فلسفہ	شیو نرائن ناتھ	۳۰/۰۰
۳۱۔ امراض النسا۔ (دوسرا اڈیشن)	خورشید احمد شفقت اعظمی	۲۶/۲۵
۳۲۔ تشریح الاحشا	حکیم سید محمد کمال الدین ہمدانی	۱۹/۰۰

آصف
مرتضویہ خطاطی مرکز مدراس
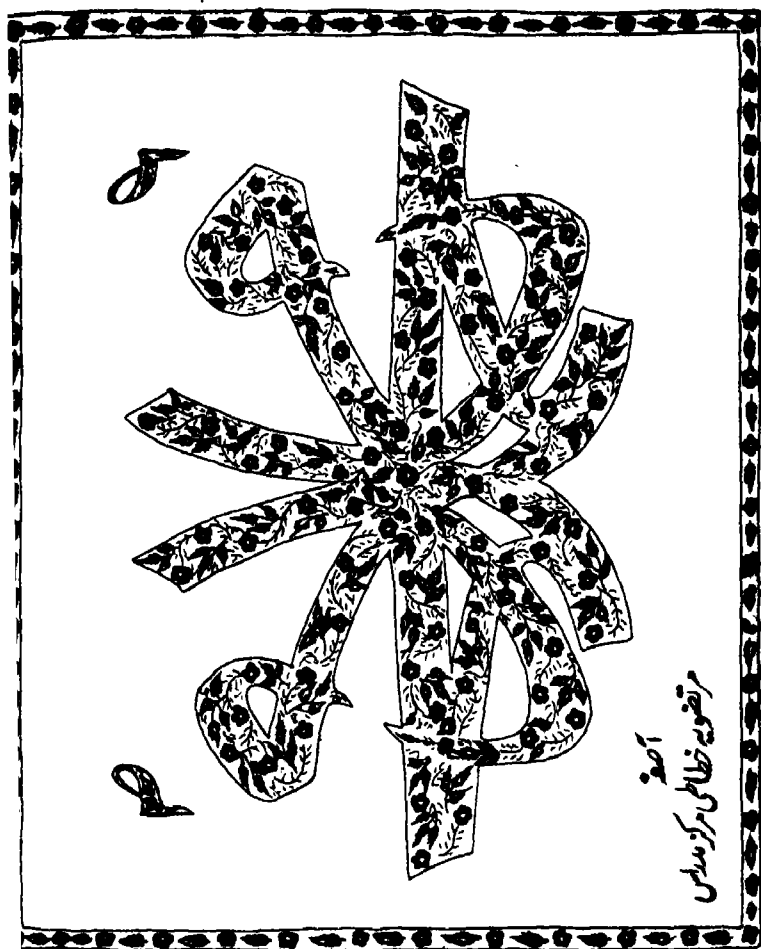
چند مطبوعات سے اقتباسات

گاندھی اہنسا کا سپاہی

ہندستان میں مسلم حکومتوں کی اساس

کٹھ پتلی ایک تماشہ

اکبر الہ آبادی

حالی

سرطان کیا ہے

فضائی اور خلائی اڑان

خواجہ میر درد

قدیم ہندی فلسفہ

نسل اور نسلی امتیازات

مصنف۔ رولینڈ ای ولز۔ سیبی۔ ڈی۔ ٹنڈن

مترجم۔ محمد حسن قدوائی۔

قیمت۔ ۱۲/۵۰

صفحات۔ ۱۴۴

سنت اور اصول پرست

بعض لوگوں کی نظر میں گاندھی جی ایک بڑے سنت (صوفی) تھے کچھ کے لیے کٹر قسم کے مذہبی آدمی تھے اور کچھ لوگ انھیں ناقابل تقلید اصول پرست سمجھتے تھے مگر جو اُن کو جانتے تھے وہ سب اس حقیقت سے واقف تھے کہ مہاتما گاندھی جسمانی لحاظ سے ایک دبلے پتلے آدمی ہونے کے باوجود روحانی لحاظ سے کافی طاقتور تھے اور حیرت انگیز کامیابی کے ساتھ انھوں نے اپنے ملک کی رہنمائی کی۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ ان کے طرز زندگی اور لوگوں کے ساتھ ان کے برتاؤ میں کچھ انوکھا پن تھا وہ انوکھا پن یہ تھا کہ انھوں نے انقلاب کے مقصد کو پورا کرنے کے لیے ہمیشہ تشدد (ہنسا) کے بجائے عدم تشدد (اہنسا) کا راستہ اختیار کیا اور انھوں نے لاکھوں کروڑوں لوگوں کا دل اپنے عدم تشدد کے اصول کی طرف کھینچ لیا جو لوگ گاندھی جی کے فلسفے یا خیالات کو سمجھتے ہیں ان میں سے بعض کا خیال ہے کہ شاید عدم تشدد ہی ایسا راستہ ہے جس سے اس مصیبت زدہ دنیا کو بچایا جا سکتا ہے یہ دنیا ایسے جھگڑوں میں پھنس گئی ہے کہ آگے چل کر وہ خوفناک جنگوں کی شکل اختیار کر سکتے ہیں اندیشہ ہے کہ جنگ کے نئے سائنسی طریقوں کی بنا پر یہ جھگڑے انسانی سماج کو تباہ و برباد کر سکتے ہیں مثال کے طور پر ویٹ نام کا مسئلہ، عرب اسرائیل کی جنگ یا خطرے کی ایسی ہی اور جگہیں تباہی کا باعث ہو سکتی ہیں۔

جن لوگوں نے گاندھی جی کی تصویریں دیکھی ہیں ان کی نظر میں گاندھی جی کا نقشہ اس طرح آتا ہے کہ وہ ایک لمبے کان والے، عینک لگائے، تقریباً ننگے، اوسط قد کے آدمی ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں نے جنھوں نے ان کی بلند آواز اور ان کی صاف ستھری بولی کے ریکارڈ سنے ہیں وہ جانتے ہیں کہ انھوں نے اسلحہ استعمال کیے بغیر برطانوی حکومت کا مقابلہ کیا، کامیابی

حاصل کی اور اس طرح اپنے ملک کو آزادی دلائی۔

لاکھوں کروڑوں ایسے لوگ جنھوں نے ان کا نام تک نہیں سنا تھا انھیں گاندھی جی کے بارے میں اس وقت معلوم ہوا جب مختلف ملکوں نے ان کی تصویر والے ڈاک ٹکٹ جاری کیے ان ٹکٹوں میں سے کچھ میں انھیں اہنسا کا پیامبر بتایا گیا۔

گاندھی جی نے ہندستان میں جو کام کیا شاید اس سے زیادہ اہم کام ان کا وہ اثر ہے جو انھوں نے اپنی عملی زندگی کا نمونہ پیش کر کے پوری دنیا پر ڈالا ہے اسکولوں اور کالجوں میں پڑھنے والے لڑکوں کی باتیں سننے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ نہ صرف یہ کہ گاندھی جی سے متاثر ہیں بلکہ تھورو اور ٹالستائی کا بھی ان پر اثر ہے اور وہ ان کے خیالات سے دلچسپی رکھتے ہیں۔

ہمیں اٹھارہ سالہ ایزل بلیر جونیر کی یاد آتی ہے جس کی رہنمائی میں اس کے امریکی ساتھیوں نے نسلی امتیاز کے خلاف مظاہرہ کیا تھا امریکا میں رنگ و نسل کا امتیاز کافی پایا جاتا ہے۔ ایک دن دوپہر کے کھانے کے وقت ایک ہوٹل میں کھڑکی پر کھانا دینے والا آدمی یہ نہیں چاہتا تھا کہ کالے لوگ گوروں کے ساتھ ایک ہی جگہ بیٹھ کر کھائیں یہ دیکھ ایزل بلیر نے اس امتیاز کے خلاف آواز بلند کی۔اس نے اخباری نمایندوں سے بات چیت کے دوران بتایا کہ جب مجھے اور میرے تین ساتھیوں کو کھڑکی پر کھانا نہیں ملا تو ہم نے گاندھیائی طریقہ پر بیٹھ کر احتجاج کیا۔ نوجوان بلیر نے ٹیلی ویژن پر ہندستانی طرز زندگی اور ہندستان کی تاریخ کی تصویریں دیکھی تھیں جن سے وہ کافی متاثر تھا۔ اس نے دیکھا تھا کہ گاندھی جی جیل سے رہا ہوتے ہیں اور پھر گرفتار کر لیے جاتے ہیں اور جیل میں بند کر دیے جاتے ہیں ان کے ساتھ یہ رویہ ان کے ان خیالات کی بنیاد پر جن کی بنیاد محبت اور ہمدردی کے اصولوں پر ہے اور ان طریقوں کی وجہ سے اختیار کیا گیا جن کے پیچھے ہمدردی اور اہنسا کا نقطۂ نظر ہے۔

لگ بھگ اسی زمانے میں مرحوم ڈاکٹر مارٹن لوتھر کنگ جونیر نے امریکا میں بتایا تھا کہ ان کا اپنا خیال کس طرح بدلا تھا۔ ڈاکٹر کنگ گاندھیائی سماجی اصولوں کے ماننے والے ممتاز نگر و لیڈر تھے۔ ۱۹۶۴ء میں انھیں امن نوبل پرائز بھی ملا تھا۔ انھوں نے گاندھی جی کو اپنا خراج عقیدت پیش کیا ہے اور اپنے خیالات اور نظریہ پر گاندھی جی کے اثر کا اعتراف اور احسان مندی کا اظہار کیا ہے۔ ۱۹۶۰ء میں کرسچن سنچری نامی ماہنامے میں ڈاکٹر مارٹن لوتھر نے " اہنسا کے مندر کے لیے سفر" کے عنوان سے ایک مضمون لکھ کر اس میں انھوں نے بتایا کہ

جب وہ بوسٹن یونیورسٹی میں پڑھتے تھے وہ گاندھی جی کے خیالات اور نظریات سے واقف ہوئے۔

انھوں نے لکھا ہے" جب میں نے گاندھی جی کے مضامین پڑھے تو میں ان کی عدم تشدّد والی تحریکوں اور احتجاجوں سے بہت متاثر ہوا مجھے گاندھیائی طرز کی ستیہ گرہ کا تصوّر بہت ہی اہم محسوس ہوا میں گاندھی جی کے فلسفے کا جتنا گہرا مطالعہ کرتا گیا اتنا ہی میرے ذہن سے محبت کی طاقت کے بارے میں اندیشہ کم ہوتا گیا اور مجھے پہلی بار احساس ہوا کہ عیسائی مذہب میں محبت کے جس اصول پر زور دیا گیا ہے اس پر اگر اہنسا کے گاندھیائی ڈھنگ سے چلا جائے تو مصیبت زدہ کمزور لوگوں کے لیے اپنی لڑائی میں محبت کی یہ طاقت بہت کارگر ہتھیار ثابت ہوگی۔

ڈاکٹر کنگ نے بڑے ڈرامائی انداز میں مانٹ گمری الا باما میں اس طریقہ پر ۱۹۵۴ء میں عمل کیا انھوں نے نگرو باشندوں کی پُرامن عدم تعاون کی تحریک کی رہنمائی کی اور کامیابی حاصل کی جس کی بنا پر نگرو باشندے آزادی کے ساتھ اپنی مرضی کے مطابق بسوں پر سفر کرنے لگے۔اس تحریک کے لیے مشعل راہ گاندھیائی اصول ہی تھے۔اس طرح ڈاکٹر کنگ کو اہنسا کے طریقے پر پورا بھروسہ اور اعتقاد پیدا ہوگیا۔ ۱۹۶۰ء میں وہ پہلی بار ہندستان آئے۔ یہاں آنے کے بعد انھوں نے بتایا کہ قیام کے دوران انھیں جو تجربہ ہوا اس سے آہنسا پر ان کے اعتقاد میں اور اضافہ ہوگیا۔انھوں نے محسوس کیا کہ اگرچہ گاندھی جی کے انتقال سے آہنسا کی اہمیت میں کچھ کمی آگئی ہے لیکن پھر بھی بڑی حد تک ان کی پیدا کی ہوئی روح ابھی باقی ہے ڈاکٹر کنگ گاندھیائی نظریات کی حمایت میں تقریریں کرتے اور مضامین لکھتے رہے۔ یہاں تک کہ انھوں نے جنگ اور شہری حقوق کی تحریک کے دوران بھی آہنسا کے اصول پر چلنے کی اپیل کی ۱۹۶۸ء میں ڈاکٹر کنگ کے قتل کیے جانے سے دنیا کو سخت دھچکا لگا۔ ان کے قتل سے آہنسا کی طرف لوگوں کی توجہ میں اور اضافہ ہوا، کیونکہ وہ آہنسا کے بڑے علمبردار تھے۔ ۱۹۶۰ء کے ابتدائی دس برسوں میں بے شمار تحریکوں کا آغاز ہوا ان میں سے کچھ تحریکیں تو گاندھیائی اصول پر چلیں اور کچھ نے شروع میں اہنسا کا راستہ اختیار کیا، لیکن بعد کو وہ اس راستے سے ہٹ گئیں کیونکہ اہنسا کے ذریعے سے برائی کا مقابلہ کرنا آسان نہیں جلسے، جلوس، اجتماعی دورے، مظاہرے نیز تشدّد کے بغیر مخالفت کے اور دوسرے طریقے

کبھی کبھی ناکام بھی ہوئے ہیں اس ناکامی کی وجہ یہ تھی کہ وہ صحیح معنوں میں گاندھیائی اصول کے مطابق نہیں تھے یا پھر ایسا ہوا کہ وہ لوگ جو تحریک چلا رہے تھے ان کے پاس اتنا وقت ہی نہیں تھا کہ وہ اس نظم و ضبط کی پوری طرح پابندی کرتے جو اہنسا کے اصولوں پر چلائی ہوئی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ضروری ہے۔

جون بائز نام کی ایک امریکی خاتون جو لوک گیت گانے میں بہت مشہور ہیں ہندستان میں صرف اپنی سریلی آواز ہی کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے خیالات کی بنا پر بھی کافی مقبول ہیں۔ وہ کیلیفورنیا میں ایک اسکول چلاتی ہیں جس میں مقابلے کے لیے عدم تشدد کے طریقوں کی تعلیم دی جاتی ہے۔ دنیا کی مختلف یونیورسٹیوں میں اہنسا کا فلسفہ پڑھایا جاتا ہے اور وہ لوگ جنھیں امید ہے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں گے وہ اسے بڑی توجہ سے پڑھتے ہیں۔

امریکا کے مشہور رسالے "سٹرڈے ریویو" کے ایڈیٹر جو اکثر ہندستان جاتے رہتے ہیں پنڈت نہرو کے دوستوں میں ہیں اور ہندستان کے بارے میں مضامین لکھتے رہتے ہیں۔ انھوں نے اپنے ایک مضمون میں اس بات پر افسوس ظاہر کیا ہے کہ اس وقت دنیا میں "گاندھی جیسی ہستی" موجود نہیں ہے جو اس زمانے میں اپنے طرز پر رہنمائی کر سکے۔ گاندھی جی کے خیالات کا اثر صرف دانشوروں ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ عوام میں بھی پایا جاتا ہے اس کا اندازہ اس بات چیت سے لگایا جا سکتا ہے جس کا ذکر ناول اور مضمون نگار جان اسٹائن بیک نے اپنی کتاب "ٹراولس ود چارلی" میں کیا ہے۔ یہ بات چیت ایک نوجوان نگرو طالب علم کے ساتھ امریکا میں چلنے والے اہنسا پر مبنی پروگراموں کے بارے میں ہوئی تھی۔ اس طالب علم نے دھرنوں اور بس بائیکاٹ کی تحریکوں میں بھی حصّہ لیا تھا۔ جان اسٹائن بیک اور طالب میں یہ بات چیت لوتھر کنگ اور "ان کی پر امن لیکن موثر تحریک" پر تھی۔

طالب علم نے کہا کہ اس کی رفتار بہت سست ہوتی ہے اور اس میں بہت دیر لگ جائے گی۔ اس کے جواب میں بیک نے کہا "اس میں سدھار ہے اور لگاتار سدھار ہے۔ گاندھی نے یہ ثابت کر دکھایا کہ یہی تنہا ہتھیار ہے جو تشدد کے مقابلے میں کامیابی سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔"

نگرو طالب علم نے کہا کہ "یہ سب میں جانتا ہوں اور میں اس کے بارے میں سب کچھ پڑھ

چکا ہوں۔ لیکن اس سے ہونے والا فائدہ پانی کی طرح ہے اور وقت نکلتا جا رہا ہے میں چاہتا ہوں کام جلد ہو ابھی ہو اور فوراً ہو۔

اس پر بیک نے جواب دیا "آپ کی جلد بازی سے تو سب پروگرام ہی ختم ہو جانے کا اندیشہ ہے۔"

طالب علم نے کہا "یہ ہو سکتا ہے۔ لیکن کون جانتا ہے کہ میں جوان ہونے سے پہلے ہی بوڑھا ہو جاؤں یا مر جاؤں، اس لیے میں جلد سے جلد کام پورا کرنا چاہتا ہوں۔"

اس پر بیک نے طالب علم سے کہا "آپ نے جو کہا وہ صحیح ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ گاندھی جی کا انتقال ہو گیا ہے مگر کتنے ہیں جو آپ کی طرح کام کرنا چاہتے ہیں۔"

اس کے جواب میں طالبِ علم نے کہا "ہاں کچھ تو ہیں اور ضرور ہیں لیکن میں نہیں جانتا کہ کتنے ہیں؟"

تھوڑی دیر بعد طالبِ علم چلا گیا لیکن چلتے چلتے اس نے کہا۔

"میں شرمندہ ہوں، میں نے جو کچھ کہا اس میں خود غرضی تھی لیکن بات یہ ہے کہ کچھ کام ہو اور جلد ہو۔"

اہنسا کی راستے کی طرف دنیا کی نظریں کیوں اٹھ رہی ہیں؟ یہ گاندھی کون تھا جس کا ذکر جدوجہد کے سلسلے میں برابر کیا جاتا ہے؟

ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ:-
شعبۂ فروخت و نمائش
ترقی اُردو بیورو
ویسٹ بلاک ۸، آر کے پورم
نئی دہلی 110066

مصنف / مترجم — اے بی۔ ایم حبیب اللہ / مسعود الحق
صفحات۔ ۴۲۴
قیمت۔ ۔ ۔ /۲۵

ترک فاتحین کے ساتھ جو مذہب ہندستان آیا وہ کوئی غیر مانوس مذہب نہ تھا۔ تقریباً اسی وقت سیاسی مہمات کے ساتھ ساتھ ساتویں صدی میں اسلام نے ہندستان کے ساحل پر قدم جمانے کی جگہیں حاصل کرنا شروع کردی تھیں ان مقامات پر عرب تاجر صدیوں سے جانے پہچانے تھے اور مسلمانوں کی حیثیت سے بھی ان کا گرم جوشی کے ساتھ خیر مقدم ہوا تھا۔ راجا رجواڑوں نے بھی جو اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لیے بے چین تھے، ان لوگوں کے ساتھ بڑا فراخ دلانہ سلوک کیا کیونکہ مہذب دنیا کے اہم تجارتی راستے ان کے زیر اثر تھے۔ یہ لوگ داڑھیاں رکھتے تھے اور لمبے لمبے کرتے پہنتے تھے ذات پات کے قاعدوں کو نہیں مانتے تھے اور ایک مقررہ اوقات میں ایک مستطیل عمارت میں عبادت کے لیے جمع ہوتے، جس میں کوئی بت نہیں تھا۔ یہاں کے لوگوں کے لیے یہ ایک ایسا منظر تھا جس کا نیا وقت کے ساتھ ساتھ ختم ہوتا گیا جیسے جیسے انھوں نے نو آبادیات قایم کیں اور پھیلتے چلے گئے، وہ آبادی کا ناقابلِ تقسیم حصہ بن گئے اپنے ساز و سامان کے ساتھ ملک میں گھومتے ہوئے اس "تاجک" نے تمدن کی ایک نئی شکل کا اضافہ کیا اور دانشورانہ ترسیل کی نئی راہ کھول دی۔ اسے اپنے مذہب کی تبلیغ کی پوری آزادی تھی گو کہ براہِ راست تبدیل مذہب کے واقعات شروع میں بہت کم ہی رہے ہوں گے۔ ایک ابتدائی رپورٹ میں، جس کا حوالہ ایک عرب جغرافیہ نے بڑے شکایتی انداز سے دیا ہے کہا گیا ہے کہ اسلام نے ہندستان میں کسی ایک کو بھی مسلمان نہیں بنایا تھا۔ مگر ثقافتی نظریات کا اثر انداز ہونا ناگزیر تھا مقامی باشندوں خصوصاً نچلے طبقے کے لوگوں کے لیے تو مسلمان خوشحالی اور نجات کا مظہر تھا۔ ہندستانی مسلمانوں

سندھ پر حملہ بھی کوئی بے جوڑ یا اتفاقی واقعہ نہیں تھا ان عرب تاجروں کے ساتھ گشتی
کشتیاں اور سرحدی پارٹیاں آئیں۔ خلیفہ دوم کے عہد میں کوکن پر سمندر کی طرف سے حملہ
ہوا۔ تجارتی سامان کی کشتیوں کی حفاظت کرنے والے مسلح جہاز ساحلی مدافعتی انتظامات
کی چھان بین کرتے رہے مگر ان کی سرحد سے ہونے والے ان جائزوں نے آخر کار "کابل
اور زابل" کی سرحدی سلطنتوں میں پیش قدمی کی صورت اختیار کی جس کا انجام محمد بن قاسم
کی فتوحات پر ہوا۔

مگر ہندستان میں اسلام کو ایک سیاسی فتوحات کی حیثیت دینا عربوں کا مقصد نہیں
تھا سندھ کے واقعہ کے ثقافتی اثرات چاہے جو بھی ہوئے ہوں سیاسی اثرات کے لحاظ سے
یہ غیر موثر رہا۔ اس نے ہندستانی برصغیر کے ایک بہت محدود حصے کو متاثر کیا اور یہاں
بھی جو تھوڑی بہت حرکت پیدا ہوئی جلد ہی فراموش کر دی گئی عربوں نے اسلامی دولت
مشترکہ میں جلد ہی اپنا مقام کھونا شروع کر دیا۔ ہندستان میں ان کی توسیع کی راہ میں جغرافیائی
حالات آئے۔ دسویں صدی تک ان کا فاتحانہ کردار ختم ہو چکا تھا اور ہندستانی راجاؤں نے
انھیں صرف قدیم منچلے اور حالات سے مطابقت کرنے والے تاجر کی حیثیت سے تسلیم کیا تھا۔

مذہب کی ترویج کے لیے ہندستان میں ایک خود مختار اور مقتدر ریاست قایم کرنے
کے لیے تاریخ کے ترکوں کا انتخاب کیا جن کی تبدیلی مذہب خود ابھی نامکمل تھی اور جن
کی فضیلت ان کی تلوار تھی یہ اپنے ساتھ بے پناہ قوت ہمہ جہت نسل پرستی اور ایک نئے نئے
مسلمان کی پر جوش راسخ الاعتقادی لے کر آئے یہ ایران کی تہذیب اور وہاں کے تمدن سے
سرشار تو ہوئے مگر ان میں نہ تو ایرانیوں کی سی آن اور تخیل تھی اور نہ ہی عربوں کے ذہن کی
دروں بینی اور دقیقہ شناسی وہ انتہائی مادہ پرست تھے اور شدید طور پر عمل اور کر گزرنے
والے لوگ تھے عربوں کے آتشیں جوش اور ولولوں نے ان کے دلوں میں بڑی ہلکی حرارت
پیدا کی خوش مزاج اور خوش خلق ہونے کے باوجود یہ لوگ بسا اوقات اپنے دور کے
قرابت دار منگولوں کی طرح انسانی جذبات سے یکسر عاری تھے ان کے نزدیک اسلام
محض ایک ہتھیار تھا زیبائش اور جارحیت کا ہتھیار اسلام نے دنیا کی انتہائی ترقی پسند
کمیونٹی کے ایک رکن کی حیثیت سے ان کے مقام کو بلند کر دیا اور ان پر طاقت و دولت کی راہیں

کھول دیں یہ لوگ بہر حال وحشی نہیں تھے انھیں تار تار کے اجڈ منگولوں سے نفرت تھی انہیں حسن، انصاف، انسان دوستی اور علم متاثر کرتے تھے ان کے اندر کی یہ تبدیلی حیرت انگیز تھی یہ لوگ وہ تھے جو ڈھلانوں پر سرپٹ بھاگتے ہوئے ایک غیر متمدن گھوڑ سوار سے، شعر و شاعری کے رسیا اور فردوسی اور خسرو جیسے شاعروں کے سرپرست ہوئے۔ یہ ایک عظیم تبدیلی نظر آتی ہے مگر یہ سب کچھ ایک صدی سے کم مدت میں ہو گیا جب منگولوں نے ایک تباہ کن آندھی کی طرح سارے ایشیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اس وقت ایک خانہ بدوش اور جنگجو قوم کا اسلامی ثقافت کے بہترین اجزا کا محافظ ہو جانا کوئی معمولی کارنامہ نہیں ہے۔

کٹھ پتلی ایک تماشہ

مصنف سطوت رسول

صفحات ۵۲

قیمت -/۷ روپے

بچّوں تم نے کٹھ پتلی کا تماشہ ضرور دیکھا ہوگا۔ اس کے دکھانے والے کو بھی دیکھا ہوگا۔ ایک ا
آدمی جو دھوتی باندھے، کرتا پہنے اور سر پر بڑی سی پگڑی لپیٹے ہوئے ہے وہی اصل بہروپ کا اور ا
تماشے کا ایکٹر ہے۔ اس کی آنکھیں تیزی سے گھومتی ہوئی اپنے ارد گرد کے مناظر کا احاطہ کر لیتی ہیں
پھر وہ وہی کچھ بولتا ہے جس کا منظر متقاضی ہوتا ہے اپنی لمبی انگلیوں میں دھاگوں سے لپٹی ہوئی چھوٹی چھو
گڑیوں کو حرکت دیتا جاتا ہے اور پورے ماحول کا نقشہ کھینچتا جاتا ہے۔

قصبوں اور گاؤں میں اس کا اسٹیج کسی دالان میں عارضی پردہ لگا کر بنایا جاتا ہے۔ پردے
پیچھے کھڑا ہو کر وہ خود مکالموں سے اس ناٹک کی رہنمائی کرتا ہے، جسے وہ پیش کرنے والا ہے۔ اکثر اس
ساتھ ایک عورت بھی ہوتی ہے جو لڑکی کے مکالمے ادا کرتی ہے۔ یہ دونوں مل کر باری باری سے کٹھ
کو حرکت میں لاتے اور ان کی زبان سے بلواتے ہیں کتنا پُر لطف تماشہ ہوتا ہے بڑے بھی اس سے محظ
ہوتے ہیں۔

بچوں کو یہ دیکھ کر کتنی خوشی ہوتی ہے اس کا اندازہ بچّے ہی کر سکتے ہیں۔ بڑے نہیں، جب بچپن
ان سرحدوں سے گذر چکا ہو اور بچہ بڑا ہو کر پورا آدمی ہو چکا ہو اس شخص کے مشاہدات اور بچوں کی مع
تماش بینی میں بڑا فرق ہوتا ہے۔

بچہ جس چیز کو دیکھ کر مچلتا ہے، خوش ہوتا ہے، یہ خوشی عارضی سہی، ہر لمحہ ٹوٹتی بکھرتی ہوئی زندگ
اگر ایسے چند لمحے مل جائیں جو مسرّتوں سے بھرپور ہوں تو اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے۔

میں نے اپنے بچپن کے تجربات کو محسوس کیا، میں اکثر یہ سوچتا رہتا تھا کہ کس طرح اس تما
نظم کیا جائے اور آغاز قصہ کہاں سے ہو۔ میں نے اس سلسلے کی سب سے پہلی نظم "پیام تعلیم"

ٹھ پتلی ایک تماشہ، کے نام سے لکھی جو ڈرامہ کی طرح کچھ منظروں پر مشتمل ہے یہ نظم یا منظوم ڈرامہ
سند کیا گیا۔ جس سے میرے حوصلے بڑھے۔ میں نے پھر سوچنا شروع کیا۔ کچھ دنوں پہلے کھیل کے عنوان سے
ہلی نظم کہی پھر تو یہ سلسلہ ایسا شروع ہوا کہ میں ایک ہفتہ تک اس کے مختلف منظروں کو لکھتا رہا اور بائیس
نظمیں لکھ ڈالیں، آج یہ کٹھ پتلی آپ کے سامنے ہے دیکھیے یہ اپنے ساتھ آپ کی بھی تفریح کرائے گی
ہر جگہ لے جائے گی۔ کھیل تماشوں میں اپنے ساتھ شامل رکھے گی۔ یہ کھلنڈری لڑکی سب کی دوست بھی
ہے۔ سب سے لڑتی جھگڑتی بھی اور سب کے کام بھی آتی ہے۔

شاعر کی دعا ہے کہ یہ تماشہ نما نظمیں بچوں کی عام پسند کا سامان ہوں جس سے بچے اور ان کے
ماں باپ تھوڑی دیر کے لیے سہی اس سے مسرور ہو سکیں۔

کٹھ پتلی ایک تماشہ
سے ایک نظم

کھیل

ہوا سویرا سورج نکلا،
کھیل ہوا اب کٹھ پتلی کا
گھر سے نکلی روپ بھرے
ایک نیا بہروپ بھرے
ہونٹوں پر اس کے مسکان
ساتھ ہیں بچوں کے ارمان
چھوٹے تیر کمان سے وہ
آتی ہے کس شان سے وہ
غباروں میں رنگ بھرے
سب سے اکڑے جنگ کرے
بچوں کے سنگ کھیل کرے
پل میں روٹھے میل کرے
پیارے بچو شاد رہو
خوشیوں سے آباد رہو

اکبر الہ آبادی

مصنف صغرا مہدی

صفحات ۶۰

قیمت چار روپے پچاس پیسے

الہ آباد کے ضلع میں ایک چھوٹی سی تحصیل ہے بارہ۔ اکبر ۱۶ نومبر ۱۸۴۶ء کو یہاں پیدا ہوئے اس دن عید کا دن تھا اکبر کے والد تفضل حسین اپنے بڑے بھائی وارث علی کے ساتھ رہتے تھے، جو بارہ میں تحصیل دار تھے۔

اکبر کی پیدائش کے کچھ دن بعد ان کے خاندان کے لوگ داؤد نگر گیا (بہار) چلے گئے جہاں اکبر کے دادا یعنی ان کے والد کے چچا رہتے تھے، اکبر کا ابتدائی بچپن داؤد نگر میں گذرا یہیں پر ان کی بسم اللہ کی رسم ادا ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر پانچ یا چھ سال کی تھی۔ انھوں نے پڑھنا شروع کیا تو یہ اندازہ ہوا کہ وہ غیر معمولی طور پر ذہین ہیں اور یادداشت بہت اچھی ہے پڑھنے کے شوقین ہیں۔ مذہبی تعلیم کے علاوہ فارسی، عربی اور اردو کے ساتھ ان کو ریاضی کی تعلیم بھی پڑھائی جانے لگی۔ اکبر کے والد تفضل حسین ریاضی کے ماہر تھے۔ وہی اکبر کو پڑھاتے تھے۔ انھیں یہ جان کر خوشی ہوئی کہ ان کا بیٹا بھی حساب سیکھنے میں تیز ہے۔

اکبر کے ایک چھوٹے بھائی اکبر حسن اور ایک بہن سیدہ تھیں یہ اپنے دونوں بھائی بہن کو بہت چاہتے تھے کیوں کہ وہ ان دونوں سے بڑے تھے۔ اس لیے ہمیشہ ان کا بہت خیال کرتے۔ ان کی ماں بہت نیک، خدا پرست اور دین دار خاتون تھیں۔ انھوں نے بچپن سے اکبر کے دل میں مذہب سے لگاؤ پیدا کیا اور مذہبی فرائض کی ادائیگی کی عادت ڈالی۔

بچپن میں اکبر کو دو کھیل بہت پسند تھے۔ ایک تو کبڈّی دوسرے جھوٹ موٹ کی عدالتیں بنا کر مقدموں کے فیصلے کرنا۔ دوسرے کھیلوں کا شوق نہیں تھا۔ اس لیے وہ ہمیشہ دُبلے پتلے رہے اور

صحت بھی کمزور رہی۔

اکبر کے دادا سید محمد زماں فوج میں صوبیدار تھے اور ان کو خان بہادر کا خطاب بھی ملا تھا۔ اکبر کے والد سید محمد تفضل حسین نے کچھ دنوں ملازمت کی مگر پھر چھوڑ دی۔ ان کو تصوف سے خاص لگاؤ تھا۔ اس لیے وہ تصوف سے متعلق کتابیں پڑھتے یا خدا کی عبادت میں اپنا وقت گزارتے ان کے بڑے بھائی سید علی اور ان کے چچا فضل الدین نوکری کرتے تھے دادا کا انتقال ہو چکا تھا۔ کچھ جائیداد تھی اچھی طرح گزر بسر ہو جاتی تھی۔

اس زمانے میں خاندان کے سب لوگ عام طور پر ساتھ رہتے تھے اور یہ بات ضروری نہیں تھی کہ گھر کے سب افراد کمائیں۔ کچھ جائدادیں ہوتی تھیں کچھ لوگ ملازمتیں کر لیتے اور پورے خاندان کی گزر بسر ہو جاتی۔ خاندان کا تصور وسیع تھا۔ جس میں دور و نزدیک کے رشتے داروں کے علاوہ گھر کے پلے نوکروں اور برادری کے لوگوں کا شمار بھی ہوتا تھا۔ گھر کا سب سے بڑا مرد اور سب سے بڑی عورت گھر کی ساری ذمہ داریوں کو اٹھاتے۔ ان کی حیثیت خاندان کے ذمہ دار کی سی ہوتی۔ اسی لیے جب اکبر کے دادا سید فضل الدین اپنی ملازمت کے سلسلے میں الہ آباد آئے تو سارا خاندان ان کے ساتھ الہ آباد آ گیا اور پھر یہیں رہنے لگا۔ ان لوگوں کا قیام الہ آباد میں چک نام کے محلے میں تھا۔ یہاں اکبر کے دادا سید فضل الدین نے ایک مسجد بھی بنوائی تھی۔

اکبر چونکہ شوقین بھی تھے اور ذہین بھی اس لیے انھوں نے پڑھنا لکھنا جلدی سیکھ لیا۔ قرآن شریف پڑھنے لگے اردو کی ضخیم داستانیں جیسے الف لیلیٰ، قصہ حاتم طائی آٹھ سال کی عمر میں انھوں نے ختم کر لی تھی۔ محلے کی عورتیں اور مرد ان سے خط لکھوانے آیا کرتے۔

یہ وہ زمانہ تھا جب ہندوستان میں انگریزوں کی باقاعدہ حکومت تو قائم نہیں ہوئی تھی مگر اصل میں وہی ہندوستان پر حکمران تھے۔ انھوں نے دھیرے دھیرے یہاں اپنا پورا تسلط قائم کر لیا تھا۔ وہ نہ صرف ہندوستان کی حکومت ہتھیانے کی فکر میں تھے بلکہ اس کوشش میں بھی لگے ہوئے تھے کہ ہندوستانیوں کی تہذیب کو ختم کر کے یہاں پر اپنی تہذیب پھیلائیں۔

انگریزی تعلیم کا رواج ہو رہا تھا اور اب ہندوستانی لوگ بھی یہ ضرورت محسوس کر رہے تھے کہ اپنے بچوں کو پرانی وضع کے بجائے انگریزی اسکولوں میں بھیجیں تاکہ وہ انگریزی پڑھ کر اچھی ملازمت حاصل کر سکیں۔ اس لیے اکبر کو بھی دس سال کی عمر میں الہ آباد میں جمنا مشن اسکول میں داخل کرا دیا گیا۔ اکبر کو یہ اسکول بہت پسند آیا۔ ان کا دل اس میں لگ گیا اسکول میں یہ بہت اچھے چل رہے تھے۔

ان کے استاد ان سے بہت خوش تھے۔ ریاضی میں خاص طور سے اچھے نمبر لاتے تھے مگر یہ سلسلہ ایک سال بعد ختم ہو گیا۔ اس لیے کہ ۱۸۵۷ء کا ہنگامہ شروع ہو گیا یعنی آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کی قیادت میں ہندوستانیوں نے انگریزوں کو ملک سے باہر نکالنے کی پہلی کوشش کی تھی جسے انگریزوں نے "غدر" کا نام دیا لیکن دراصل یہ پہلی جنگ آزادی تھی اس لڑائی میں ہندوستان کے لوگ ہار گئے اور انگریز اب باقاعدہ پورے ہندوستان پر حکومت کرنے لگے۔ انھوں نے ان سب ہندوستانیوں کو سخت سزائیں دیں جنھوں نے اس لڑائی میں حصہ لیا تھا اور جن پر انھیں یہ شبہ بھی ہو گیا کہ یہ لوگ "باغیوں" کے طرف دار ہیں اور انگریزوں کی حکومت نہیں چاہتے ہیں ان پر انھوں نے سخت ظلم کیے۔ ان کی پنشنیں بند کر دیں، جائیدادیں ضبط کر لیں۔ وہ ہندوستانی مسلمانوں سے زیادہ خوف زدہ تھے کہ ان کا خیال تھا کہ یہ لوگ اپنے ہاتھ سے حکومت آسانی سے دینے کو تیار نہیں ہیں۔

اس ہنگامے میں اکبر کی تعلیم کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا ان کی جائیداد ضبط ہو گئی گھر کی مالی حالت خراب ہو گئی۔ اب اکبر کو ان کے والد نے اپنے ایک دوست کے سپرد کر دیا کہ ان کو عدالت کے لیے پروانہ نویسی سکھا دیں۔ اکبر کی طبیعت کو اس کام سے فطری مناسبت تھی اس لیے ان کا دل اس میں لگ گیا اور چند دن بعد جب یہ کام انھوں نے سیکھ لیا تو تھوڑا بہت کام بھی ملنے لگا۔

ملازمت

۱۸۵۹ء میں الٰہ آباد کے مجسٹریٹ آر ڈبلیو آئی بنسن کی طرف سے اعلان ہوا کہ عدالت میں کچھ جگہیں خالی ہیں، جو لوگ ملازمت چاہتے ہوں اپنا نام امیدواروں میں لکھوائیں "صاحب" انٹرویو لیں گے۔ اور جو انٹرویو میں کامیاب ہوگا اس کو ملازمت مل جائے گی۔

اکبر کسی اچھی نوکری کی تلاش میں تھے اس لیے وہاں پہنچ گئے ان کا نام امیدواروں میں لکھ لیا گیا اور انٹرویو کے لیے انھیں روک لیا گیا۔ وہ بیٹھ کر باہر انتظار کرنے لگے بیٹھے بیٹھے تھک گئے نہ اب بلایا جاتا ہے نہ تب سب لوگ پریشان تھے۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ تم اندر جا کر معلوم کرو کہ کیا دیر ہے یہ اندر جا ہی رہے تھے کہ دیکھا بنسن صاحب باہر آ رہے ہیں یہ گھبرا گئے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ بنسن صاحب نے چپراسی کو دوڑایا اور ان کو بلوا کر ان کا انٹرویو لیا اور ان کو نوکر رکھ لیا۔ اپنے بنگلے میں رہنے کو جگہ دی اور اپنے بیرے اور خانساماں کو خیال رکھنے کو کہا اور اس طرح اکبر کو انگریزوں کے رہنے سہنے کے ڈھنگ کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ بنسن صاحب ان کے کام سے بہت خوش تھے ان کا خیال تھا کہ اگر یہ اسی طرح محنت اور ہوشیاری سے کام کرتے رہیں تو انھیں بہت جلد تحصیل دار بنا دیا جائے گا۔

ز بسن صاحب کا تبادلہ ہو گیا اور اکبر بیکار ہو گئے اور انھوں نے پھر ملازمت تلاش کرنی شروع ر دی اس ملازمت کو پانے کے لیے انھیں ایک اور ناگوار واقعہ پیش آیا۔ ایک انگریز افسر کے دفتر ے باہر یہ انٹرویو کا انتظار کر رہے تھے اور جب بہت دیر ہو گئی تو انھوں نے اکتا کر یہ دریافت رنا چاہا کہ آخر انٹرویو کب ہو گا اس کے جواب میں ان پر کتا چھوڑ دیا گیا، اکبر کو اس حرکت پر بہت صہ آیا اور یہ وہیں اسی طرح کھڑے رہے۔ انگریز افسر ان کی اس ہمت سے بہت متاثر ہوا اور ان کو را نوکری دے دی مگر اکبر کو نوکری ملنے کی زیادہ خوشی نہیں ہوئی ان کو اس بات کا رنج اور دُکھ تھا انگریز ہندوستان پر حکومت کر رہے ہیں اور ہندوستانیوں کو ان ہی کے ملک میں ذلیل کر رہے ہیں وں نے سوچنا شروع کیا آخر کیوں انگریز ہم پر مسلط ہیں۔؟ اور اُن کے دل میں انگریزوں کے خلاف ت کا جذبہ ابھرنے لگا۔ یہ ملازمت بھی عارضی تھی۔ تھوڑے دن کی بیکاری کے بعد پھر ان کو الٰہ آباد ، جمنا کے پل کے سلسلے میں ایک ملازمت مل گئی۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس دوران اکبر برابر پڑھتے رہے رات کو دیر تک جاگ کر پڑھنا ی عادت بن گئی تھی وہ شعر و ادب، تصوف، مذہبی کتابیں، تاریخ و فلسفہ کا مطالعہ کرتے رہتے ، اس کے بعد انھوں نے وکالت کے ادنیٰ درجے کا امتحان پاس کیا اور الٰہ آباد میں باقاعدہ وکالت ع کر دی مگر اکبر کے والد کی خواہش تھی کہ وکالت کے بجائے تحصیل داری کریں۔ آخر کو ان کی کوششوں الٰہ آباد کے ضلع میجا کی تحصیل میں ان کو تحصیل داری مل گئی۔ اکبر یہاں خوش نہیں رہے ایک تو کام کا نہیں تھا پھر دوست احباب خاندان سب سے دور تھے یہ اس فکر میں تھے کہ کس طرح سے ں سے بھاگ جائیں مگر چونکہ یہ ملازمت بھی عارضی تھی اس لیے ان کو وہاں سے جلدی چھٹکارا گیا۔

اکبر جس عدالت میں پہلے ملازم تھے وہاں ایک انگریز جج ٹرول صاحب تھے جو اکبر کی قابلیت ت اور کارگزاری سے بہت خوش تھے ان کو یہ اندازہ تھا کہ اگرچہ ان کی تعلیم باقاعدہ اسکول اور میں نہیں ہوئی ہے مگر ان کی قابلیت حساب اور انگریزی میں اچھی ہے۔ قانونی معاملوں کو بھی خوب ہیں۔ چنانچہ ٹرول صاحب نے چیف جسٹس سے سفارش کر کے انھیں مسل خواں مقرر کرا دیا۔

خاندان کے لوگوں کی یہ رائے نہیں تھی کہ اکبر اس نوعمری میں اتنا بڑا عہدہ سنبھالیں۔ ان کو اس ا کہ اتنی بڑی ذمہ داری اٹھا بھی سکیں گے یا نہیں سب لوگوں نے اکبر کو منع کیا مگر یہ نہیں مانے۔ اکبر نے اسکول میں تھوڑی بہت انگریزی پڑھی تھی، اپنے طور پر کچھ سیکھ لی تھی مسل خوانی کے کام میں

اچھی انگریزی جاننے کی ضرورت تھی اکبر نے دن رات محنت کر کے اپنی انگریزی کی قابلیت بڑھائی اور وہ بہت جلد انگریزی میں قانونی نکتوں کو بیان کرنے کے قابل ہو گئے۔ ۱۸۷۳ء میں اکبر نے ہائی کورٹ کی وکالت کا امتحان دیا یہ امتحان بہت مشکل تھا بہت سے امیدواروں میں صرف چار پانچ امیدوار پاس ہوئے تھے ان میں ایک اکبر بھی تھے۔ اس امتحان کو پاس کرنے کے بعد وہ ہائی کورٹ میں وکالت کرنے لگے۔ اب بحیثیت وکیل کے اکبر کو لوگ جاننے لگے تھے ان کا شمار اچھے مشہور وکیلوں میں ہونے لگا تھا اب بڑے بڑے وکیل اپنے مقدموں میں انھیں شامل کرنے لگے تھے۔

اولاد

۳۱ ردسمبر ۱۸۸۰ء میں ان کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو اکبر بہت خوش ہوئے اور انھوں نے اس کا نام عشرت حسین رکھا اس کے بعد ان کے ایک بیٹی ہوئی جو بہت کم عمری میں ختم ہو گئی اور پھر اٹھارہ سال بعد ان کا سب سے چھوٹا بیٹا ہاشم پیدا ہوا۔

اکبر اپنے بڑے بیٹے عشرت حسین کو بہت چاہتے تھے انھیں ان سے بہت توقعات تھیں کہ ان کا یہ بیٹا ان کی تربیت اور اعلیٰ تعلیم پاکر ان کا نام روشن کرے گا چنانچہ انھوں نے بچپن سے ہی عشرت حسین کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ دی۔ ان کو اپنی ملازمت کے سلسلے میں مختلف جگہوں پر رہنا پڑتا تھا مگر انھوں نے الہ آباد میں اپنا گھر بنا لیا تھا جس کا نام انھوں نے اپنے بڑے بیٹے عشرت حسین کے نام پر "عشرت منزل" رکھا تھا اور وہ اپنے بیوی بچوں کو اپنے ساتھ نہ رکھتے تھے بلکہ ان کا قیام مستقل الہ آباد ہی میں رہتا تھا کہ ان کی تعلیم کا نقصان نہ ہو۔ ۱۸۹۷ء میں عشرت حسین نے میٹرک پاس کیا پہلے اکبر نے ان کو کالج کی تعلیم کے لیے آگرہ بھیجا مگر پھر الہ آباد ہی میں میور سنٹرل کالج میں داخل کر دیا یہ ایف اے میں پڑھ رہے تھے کہ ۲۹ رمارچ کو ایک نواب خاندان میں ان کی شادی بہت دھوم دھام سے ہوئی۔ ان کی برات پرتاب گڑھ گئی اور اکبر کے سبھی دوستوں نے اس میں شرکت کی۔ عشرت حسین ایف اے میں جب دوبارہ فیل ہو گئے تو اکبر نے ان کو ۱۹۰۰ء میں تعلیم کی غرض سے انگلینڈ بھیج دیا خیال تھا کہ دو تین سال بعد تعلیم حاصل کر کے آجائیں گے تو یہاں کوئی اچھی ملازمت مل جائے گی مگر عشرت حسین نے وہاں سات سال لگا دیے کسی طرح آنے کا نام نہیں لیتے تھے وہاں یہ ایک انگریز لڑکی سے عشق بھی کرنے لگے تھے یہ خبر بھی اکبر کو مل گئی تھی ان کی پنشن ہو گئی تھی وہ ان کے انگلستان کے قیام کا خرچ بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے عشرت جب انگلستان میں تھے تو اس زمانے میں اکبر نے ان کے متعلق ایک نظم اور بہت سے اشعار بھی کہے۔ یہ نظم بہت مشہور ہوئی۔

عشرتی گھر کی محبت کا مزا بھول گئے
کھا کے لندن کی ہوا عہد وفا بھول گئے
پہنچے ہوٹل میں تو پھر عید کی پروا نہ رہی
کیک کو چکھ کے سویوں کا مزا بھول گئے
موم کی پتلیوں پہ ایسی طبیعت پگھلی
چمن ہند کی پریوں کی ادا بھول گئے
نقل مغرب کی ترنگ آئی تمہارے دل میں
اور یہ نکتہ میری اصل ہے کیا بھول گئے

ہند میں، میں ہوں، مرا نور نظر لندن میں ہے
سینہ پر غم ہے یہاں، لخت جگر لندن میں ہے

عشرت پر جب کسی بات کا اثر نہیں ہوا تو اکبر نے ان کا خرچ بھیجنا بند کر دیا اور آخر کو ۱۹۰۲ء میں عشرت حسین کو مجبور ہو کر ہندوستان آنا پڑا۔

اکبر نے ان کو اپنے اثر سے اچھی ملازمت دلوادی۔ اکبر کی بیٹی کا تو انتقال ہوگیا تھا عشرت حسین سے ان کو جو توقعات تھیں وہ پوری نہیں ہوئی تھیں اب انھوں نے اپنی ساری توجہ ہاشم پر صرف کرنی شروع کر دی۔ ان کو اپنا یہ چھوٹا بیٹا بہت پیارا تھا اور خیال تھا کہ وہ ان کی امیدوں کو پورا کرے گا۔ وہ ہاشم کی شادی اپنے چہیتے دوست خواجہ حسن نظامی کی بیٹی نور بانو سے کرنا چاہتے تھے مگر ۵ جون ۱۹۱۳ء کو ہاشم چند دن کی بیماری کے بعد خدا کو پیارے ہوگئے اکبر کا دل بالکل ٹوٹ گیا انھوں نے ہاشم کی جدائی پر یہ دو اشعار کہے۔

جس سے میری زندگی تھی مرگیا کیوں مرگیا
چرخ نے یارب ستم مجھ پر کیا کیوں کر کیا
مایوس ہوں باغ عالم سے امید سے یاری چھوٹ گئی
جس پیڑ کو سینچا سوکھ گیا، جس شاخ کو باندھا ٹوٹ گئی

شاعری کی ابتدا

اکبر ابھی دس گیارہ سال کے تھے کہ انھوں نے شعر کہنے شروع کر دیے یہ خبر کسی طرح اکبر کے

حید وارث علی کو علی اکبر کو خیال تھا کہ شاید چچا اس شوق کو پسند نہ کریں ایک دن ان کے چچا نے ان کو بلا کر پوچھا۔

"سنا ہے تم شعر کہتے ہو۔؟"

اب یہ بڑی مشکل میں تھے کہ کیا کہیں کہ ان کے چچا نے ان کو ایک مصرعہ دیا اور کہا کہ ابھی دوسرا مصرعہ کہہ کر اس شعر کو مکمل کرو۔ مصرعہ یہ تھا۔

بتوں کا عشق ہے عشق مجازی بھی حقیقت میں

اکبر نے فوراً اس پر یہ مصرعہ لگا دیا۔

یہ مصرعہ چاہیے لکھنا بیاضِ چشمِ وحدت میں

اکبر کے چچا کو حیرت بھی ہوئی اور خوشی بھی انھیں اندازہ ہوا کہ ان کے بھتیجے کو شاعری کرنے کی صلاحیت قدرت کی طرف سے ملی ہے۔ انھوں نے کہا "جاؤ تمھیں اجازت ہے کہ شاعری کرو۔"

اب اکبر باقاعدہ شاعری کرنے لگے۔ اس زمانے کے دستور کے مطابق انھوں نے شاعری میں استاد وحید کو اپنا استاد بنا لیا یعنی اپنے شعر ان کے پاس لے جاتے اور وہ ان میں اصلاح کر دیتے تھے۔ استاد وحید الٰہ آباد کے اس وقت کے بڑے شاعر تھے اور اردو کے مشہور شاعر خواجہ آتش کے شاگرد تھے۔

مشاعرے اکثر ہوتے تھے اور اس میں مصرعہ طرح دیا جاتا تھا شاعر اس پر غزلیں لکھ کر لاتے اور مشاعرے میں سناتے۔ اب اکبر بھی مشاعروں میں جانے لگے تھے اور اپنے شعر سناتے تو لوگ انھیں پسند کرتے یہ شروع غزلیں کہتے تھے اور ان میں وہی باتیں کہتے تھے جو پرانے شاعر کہتے آئے تھے یعنی محبوب کی خوبصورتی کا بیان عشق میں جو تکلیفیں آدمی کو ہوتی ہیں ان کا بیان، خدا کی محبت، دنیا کی بے ثباتی کا ذکر وغیرہ بعض شعر اچھے بھی ہوتے تھے مگر اُن کی شاعری میں اس وقت تک وہ بات پیدا نہیں ہوئی تھی جس سے شاعر کو شہرت ملتی ہے اور وہ الگ سے پہچانا جا سکتا ہے۔

حالی

مصنّف :- صالحہ عابد حسین

صفحات :- ۶۸

قیمت :- ۴/۵۰ روپے

پانی پت دلی سے کوئی پچاس میل دور بہت پرانی بستی ہے۔ ہندوستان کی تاریخ کی تین بڑی لڑائیاں یہاں لڑی گئی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ بستی کئی ہزار سال پرانی ہے جہاں کورو اور پانڈو کی جنگ بھی ہوئی تھی۔

کوئی سات سو برس پہلے ملک ہرات سے ایک عالم فاضل بزرگ خواجہ ملک علی اپنا دیس چھوڑ کر ہندوستان چلے آئے تھے۔ اس زمانے میں یہاں غیاث الدّین بلبن کی حکومت تھی۔ بادشاہ خواجہ ملک علی کے علم اور فضل سے متاثر ہوا اور ان کی بڑی قدر اور عزت کی اور ان کو قصبہ پانی پت میں زمین اور جائیداد پیش کی۔ ۱۲۶۶ء کا ذکر ہے جب خواجہ ملک علی پانی پت میں آباد ہوئے۔ اس بستی کی ایک خاص بات یہ تھی کہ یہاں ہر زمانے میں بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ پیدا ہوئے بڑے صوفی اور درویش جو خدا سے لو لگائے رکھتے ہیں۔ وہ بھی یہاں کئی گزرے ہیں۔ ان میں ایک مشہور صوفی بزرگ بو علی شاہ قلندر جو کئی سو برس پہلے یہاں ہوئے تھے۔ ان کا مزار یہاں ہے جس کی زیارت کو لوگ دور دور سے لوگ آتے ہیں۔ اور دعا مانگتے ہیں۔ عید کے مہینے میں یہاں ان کا عرس بھی ہوتا ہے۔

تو ان عالموں اور صوفیوں سے اس بستی کا نام مشہور ہوا۔ مگر سب سے زیادہ شہرت پانی پت کو ملی حالی سے۔

خواجہ ملک علی پانی پت میں آباد ہوئے تو ان کی اولاد یہاں پھلی پھولی۔ ان کے خاندان میں سپاہی لوگ بھی پیدا ہوئے جنہوں نے ملک کی حفاظت کا کام کیا اور پڑھے لکھے عالم فاضل لوگ بھی۔

خواجہ ملک علی کی اولاد میں ایک بزرگ خواجہ ایزد بخش نام کے تھے۔ وہ

پانی پت میں محلہ انصار میں رہتے تھے۔ ان کے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں تھیں پھر ۱۸۳۷ء میں ان کے ایک اور لڑکا پیدا ہوا جس کا نام الطاف حسین رکھا گیا۔ یہی الطاف حسین تھے جنہوں نے حالی کے نام سے سارے ہندوستان میں شہرت پائی۔ اور علم اور ادب کے میدان میں بڑے بڑے کام کئے اور پانی پت کا نام سارے دیس میں روشن کیا۔

حالی کا بیاہ اور دلّی کا سفر

پرانے زمانے میں بیاہ شادی اکثر کم عمر میں ہو جایا کرتی تھی۔ ابھی حالی سترہ برس ہی کے تھے کہ بھائی بہنوں کو شوق ہوا کہ ان کی شادی کر دیں بڑے بھائی کے کوئی اولاد نہ تھی۔ سوچا ہوگا چھوٹے بھائی کا بیاہ ہوگا، بچے ہوں گے تو گھر میں رونق ہو جائیگی۔

حالی ابھی بیاہ نہیں کرنا چاہتے تھے ابھی تو بہت کچھ پڑھنا اور علم حاصل کرنا چاہتے تھے جو شادی کے بعد بہت مشکل ہو جاتا ہے روزی کمانے کی فکر کرنی پڑتی ہے۔ بال بچوں کا خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے کتنی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں لیکن اس زمانے کے بزرگ لڑکے لڑکیوں سے پوچھتے ہی کب تھے۔ پھر حالی بھائی کو باپ کی جگہ سمجھتے تھے کیسے ان کی بات نہ مانتے۔ بزرگوں کے حکم پر سر جھکانا پڑا اور بڑے چاؤ سے بھائی، بھاوج، بہنوں وغیرہ نے ان کی شادی ان کے ماموں کی بیٹی اسلام النسا سے کر دی۔

شادی تو ہو گئی مگر علم کی پیاس اور بڑھ گئی اس زمانے میں یہ دستور بھی تھا کہ شروع میں لڑکی اپنے میکے زیادہ رہتی تھی۔ پھر اسلام النسا کا میکہ اچھا کھاتا پیتا تھا ابھی حالی پر کوئی ذمہ داری نہیں تھی۔

حالی پانی پت میں جو پڑھ سکتے تھے وہ پڑھ چکے تھے۔ دلّی کا انہوں نے بہت ذکر سنا تھا کہ وہاں بڑے بڑے عالم، ادیب، شاعر وغیرہ ہیں ان کو اب یہ لگن لگی کہ دلّی جا کر علم حاصل کریں۔ مگر کیسے جائیں؟ بھائی بہن، بیوی، سسرال والے کوئی بھی تو اس پر راضی نہ ہوتا۔ دلّی تھی بھی تو بہت دور۔ فاصلہ تو پانی پت سے دلّی کا ۵۵ میل ہی کا تھا۔ مگر یہ وہ زمانہ تھا نہ ٹرینیں تھیں نہ بسیں، نہ موٹر تھی نہ سائیکل، اونٹ گاڑی میں جسے شکرم کہتے تھے یا بیل گاڑی میں سفر کیا جاتا تھا۔ جن کے پاس نہ ہوتا وہ پیدل

ہی چل کر جاتے تھے۔

حالی کے پاس پیسہ بھی نہ تھا کسی سے کہہ بھی نہ سکتے تھے مگر دل میں ٹھان لیا تھا کہ دلی جا کر پڑھنا ہے۔

سترہ برس کا لڑکا یہ اندازہ کر بھی کیسے سکتا تھا کہ راستہ میں کتنی مشکلیں اٹھانی پڑیں گی۔ علم کا ایسا شوق تھا کہ بس کسی اور بات کی فکر نہ تھی۔

ایک دن چپکے سے رات کے وقت گھر سے نکلے اور دلی کی طرف چل پڑے۔ ایک لگن تھی ایک شوق تھا جو راستہ دکھا رہا تھا اور ہر مصیبت جھیلنے پر اکسا رہا تھا۔ پانی پت سے دلی چلتے چلتے جوتے پھٹ گئے۔ پیروں میں چھالے پڑ گئے کانٹوں نے پیر زخمی کر دیے راستہ میں دو چار بار کسی بیل گاڑی وغیرہ میں بھی تھوڑا راستہ طے کیا مگر زیادہ تر پیدل ہی چلا کیے۔ اس طرح دکھ اٹھاتے مصیبتیں جھیلتے آخر منزل پر پہنچ گئے۔

دلی پہنچے تو اتنے بڑے شہر میں نہ کسی سے جان نہ پہچان۔ نہ پاس پیسہ۔ انہوں نے اس زمانے کے حالات بہت کم کسی کو بتائے ہیں۔ مگر ان کے بیٹے خواجہ سجاد حسین نے پنی ڈائری میں کچھ لکھا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ دلی پہنچ کر انہیں معلوم ہوا کہ جامع مسجد کے قریب ایک مسجد میں ایک مدرسہ ہے جو "حسین بخش کا مدرسہ" کہلاتا ہے۔ ور ایک بڑے عالم نوازش علی اس میں لڑکوں کو تعلیم دیتے ہیں۔ اس زمانے میں دستور تھا کہ اکثر مسجدوں میں مدرسے بھی ہوا کرتے تھے اور غریب لڑکوں کو عالم لوگ مفت پڑھاتے تھے جن لڑکوں کے رہنے کا ٹھکانا نہ ہوتا وہ وہیں مسجد میں سو رہتے تھے۔

الطاف حسین پوچھتے پاچھتے کسی طرح اس مسجد میں پہنچ گئے اور مولوی نوازش علی سے پڑھنا شروع کر دیا۔ مولوی صاحب نے دیکھا کہ یہ لڑکا تو بہت ذہین بہت شوقین ہے تو شوق سے انہیں تعلیم دینے لگے۔ حالی کے رہنے کا کہیں ٹھکانا نہ تھا وہیں مسجد کے فرش پر سو رہتے۔ تکیہ نہ تھا۔ بستر نہ تھا سر کے نیچے دو اینٹیں رکھ لیا کرتے تھے۔ جو ملتا وہ کھا لیتے غالباً مولوی صاحب کے کھانے میں شریک ہوتے ہوں گے۔

اس زمانے میں ہندوستان میں انگریزی تعلیم کا چرچا ہونے لگا تھا اور

دلی میں ایک اسکول اینگلو عربک اسکول کے نام سے چل رہا تھا مگر پرانے طرز کے عالم لوگ انگریزی پڑھنا برا سمجھتے تھے اور حالی کے استاد تو بہت ہی خلاف تھے۔ اس لیے حالی نے اس اسکول میں جانا تو بڑی بات شاید نام بھی نہ سنا ہو۔

دلی میں حالی کی ملاقات کئی بڑے شاعروں سے ہوئی۔ ان میں مرزا غالب بھی تھے۔ جن کا دلی میں بہت شہرہ تھا حالی کو غالب اور ان کا کلام بہت پسند آیا اور ان کے دل پر غالب کی شخصیت کا اتنا گہرا اثر ہوا جو زندگی بھر رہا۔ انھوں نے آگے چل کر غالب کی سوانح عمری بھی لکھی اور مرثیہ بھی لکھا۔ یہ دونوں چیزیں لاجواب ہیں۔

دلی کے قیام کے زمانے میں حالی نے شعر کہنے شروع کیے تو اپنا تخلص "خستہ" رکھا۔ (شاعر اپنا ایک نام رکھ لیتا ہے اور اس کو ہی شعر میں استعمال کرتا ہے۔ اس کو تخلص کہتے ہیں) لیکن پھر شاید مرزا غالب کے کہنے سے انھوں نے اپنا تخلص بدل کر حالی کر دیا۔ یہی نام ہے جس سے وہ دنیا میں مشہور ہوئے۔

اس زمانے میں حالی نے مرزا غالب کو اپنی کچھ غزلیں دکھائیں۔ غالب بہت کم کسی کو شعر کہنے کا مشورہ دیتے تھے مگر حالی کی غزلیں انہیں پسند آئیں اور انھوں نے کہا "میں کسی کو فکر شعر کی صلاح نہیں دیا کرتا مگر تمہاری نسبت میرا خیال ہے کہ اگر تم شعر نہ کہو گے تو اپنی طبیعت پر ظلم کرو گے"۔ بہت بڑی بات کہہ دی غالب نے اور اس سترہ اٹھارہ سال کے لڑکے میں جو شاعری کا جوھر چھپا ہوا تھا اسے پہچان لیا اس سے حالی کی ہمت بڑھ گئی۔ اور وہ جی سے شعر کہنے لگے۔ مگر وہ صرف شعر ہی تھوڑی کہتے تھے نثر بھی لکھتے تھے۔ اسی زمانے میں انھوں نے عربی میں ایک چھوٹی سی کتاب لکھی۔ اور اپنے استاد نوازش علی کو دکھائی مگر یہ کتاب ان کے خیالات سے مختلف تھی مولوی صاحب کو غصہ آ گیا اور کتاب جھر جھر کرکے پھاڑ ڈالی۔ لکھنے والے کو اپنی لکھی کتاب سے بہت محبت ہوتی ہے۔ وہ اسے اپنا بڑا کارنامہ سمجھتا ہے مگر حالی استاد کی اتنی عزت کرتے تھے کچھ نہ کہا۔ اور سارا صدمہ دل پر جھیل لیا اور پھر لکھنے پڑھنے میں

لگ گئے۔

حالی پڑھ رہے تھے۔ علم و شعر کی محفلوں میں شرکت کرتے تھے شعر کہتے تھے عربی اور فارسی اور دوسرے خاص خاص علم سیکھتے تھے اور جی لگا کر علم کے دریا سے سیراب ہو رہے تھے مگر یہ زیادہ دن نہ ہو سکا ڈیڑھ برس سے کچھ ہی زیادہ ہوا ہوگا کہ ان کے بھائی خواجہ امداد حسین کو خبر مل گئی کہ الطاف حسین دلّی میں ہے اور پڑھ رہا ہے۔ ظاہر ہے سب لوگ ان کے لیے بیقرار تھے۔ خواجہ امداد حسین حالی کو لینے خود دلّی آئے۔ بھائی تک پہنچے اور حکم دیا کہ میرے ساتھ پانی پت چلو وہاں سب لوگ تمہارے لیے بے قرار ہیں۔

حالی کا دل تو نہ چاہتا تھا مگر بھائی کا حکم تھا ٹال نہیں سکتے تھے ۱۸۵۵ء میں وہ دلّی چھوڑ کر پھر واپس پانی پت آ گئے مگر یہاں آ کر بھی لکھنے پڑھنے کا شغل نہ چھوٹا اور اس میں لگ گئے۔

مگر بال بچوں والے کے لیے سکون سے پڑھنا کب ممکن تھا اب بیوی بھی ساتھ رہتی تھیں ایک بچہ بھی ہو چکا تھا جس کا نام اخلاق حسین رکھا گیا۔ اس بچے کو بڑے بھائی نے گود لے لیا تھا اور وہ انہیں کا بیٹا کہلاتا تھا۔ حالی نے بھی جہاں ان کا ذکر لکھا ہے "برادر زادہ" کہہ کر لکھا ہے۔ جائیداد تو تھی مگر اتنی نہ تھی کہ سارے خاندان کا خرچ چل سکتا۔ بادستا تھا۔ مگر آمدنیاں کم تھیں۔ اب سب کا اصرار شروع ہوا کہ الطاف حسین نوکری کریں اور خاندان کا بوجھ بٹائیں ان کی عمر بیس سال کی ہو چکی تھی۔ خود بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس تھا۔ بھائی پر سے بوجھ کم کرنے کی لگن بھی تھی۔ رہا علم کا شوق تو وہ جان کے ساتھ تھا۔ وہ جانتے تھے کہ جس کو علم کا سچا شوق تھا وہ ساری عمر اسے حاصل کرتا رہتا ہے اور کر سکتا ہے۔

آخر نوکری کی تلاش ہوئی اور بہت کوشش کے بعد ان کو ۱۸۵۶ء میں حصار شہر میں ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں تھوڑی تنخواہ پر ایک جگہ مل گئی اور وہ پانی پت سے حصار چلے گئے۔

سرطان کیا ہے

مصنف :- محمد برہان حسین
صفحات :- ۱۵۲
قیمت :- ۳۷ روپے

انسانی یا حیوانی جسم کے خلیوں میں بے قاعدہ اور بے رکاوٹ نشوونما کا نام سرطان ہے
راس کے مہلک اثرات ہوتے ہیں جب خلیے یا ٹشوز عضلات بغیر کسی معلوم وجہ کے تیزی سے
ھتے اور نارمل خلیے سے زیادہ بڑھتے اور علیحدہ شکل کے ہوتے ہیں تو اس کو سرطان قرار
یا جاتا ہے سرطان کو اس طرح بھی پہچانا جا سکتا ہے کہ عام رسولی یا پھوڑا کسی ایک عضو یا
سم کے خاص مقام پر ہوتے ہیں تو اس سے متعلق رہتے ہیں جبکہ سرطان اس متاثرہ
ضو سے آگے بڑھنے لگتا ہے اور دوسرے حصہ جسم کو متاثر کرتا ہے۔

رسولی دو قسم کی ہو سکتی ہے۔ ایک غیر سرطانی اور دوسری سرطانی۔ غیر سرطانی
سولی سے عام طور پر موت واقع نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ وہ ایسے مقام پر اُگ
تی ہے کہ جسم کے عام اور ضروری حرکات میں مانع ہوتی ہو۔

سرطانی رسولی وقفہ وقفہ سے بھی بڑھتی ہے اور محسوس طور پر بھی بڑھتی ہے
راس کے خلیے خون کے دوران کے ساتھ دوسرے اعضا تک پہنچتے ہیں اس عمل کو
METATASES کہتے ہیں۔

حیوانوں کی طرح سرطان پودوں میں بھی ہوتا ہے جیسے سورج مکھی اور روسا
ھاس) میں ہوتا ہے۔ جانوروں میں کتوں میں پستان کا سرطان اور دوسرے جانوروں
ں آنکھ کے پپوٹے کا سرطان کافی عام ہوتا ہے چوہوں میں بھی سرطان عام ہوتا ہے
س لیے تجربہ خانوں میں ان کا استعمال بکثرت ہوتا ہے۔

سرطان کو متعدی مرض قرار نہیں دیا جا سکا۔ اگرچہ بعض اقسام کے سرطان کا
اں باپ سے اولاد میں منتقل ہونا ثابت ہو چکا ہے لیکن اس کی وجہ وائرس بتائی جاتی
ہے جو نطفہ یا بیضا میں بس جاتا ہے چونکہ یہ کیکڑے کی شکل اختیار کرتا۔ اس لیے اس کو

یونانی حکماء نے سرطان کا نام دیا ہے۔

سرطان کے اقسام

چونکہ سرطان کے بارے میں کوئی بات یقینی طور پر نہیں کہی جاسکتی ہے جن کو بنیاد بناکر سرطان کی اقسام کا یقین کیا جاسکے یا اس کی بنیاد پر جماعت بندی کی جاسکے۔ اگرچہ وجوہات کی دریافت علاج کے طریقے، پیتھالوجیکل تجزیات وغیرہ کو بنیاد بناکر جماعت بندی کی کوشش کی گئی لیکن ان میں کوئی بات ایسی مشترک دستیاب نہ ہوسکی جو عام طور پر درجہ بندی یا جماعت بندی کی بنیاد ہوا کرتی ہے پھر بھی موٹے اور کام چلاؤ انداز سے سرطان کو دو جماعتوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ کارسی نوما (غیر ایپی تھیلیل)

۲۔ ایپی تھیلیل کارسی نوما۔

کارسی نوما تھیلیل کی اصطلاح میں تقریباً سارا جسم شامل ہو جاتا ہے جس میں سارے جسم کے عضلات، چربی اور ہڈی کے جوڑ سبھی شامل ہیں۔

ایپی تھیلیل خلیوں کے سرطان سے مراد اس جھلی کا سرطان ہوتی ہے جو جسم کے بعض اعضا کے اندرونی حصہ میں ہوتی ہے جیسے معدہ پیٹ اور آنتوں کے اندر کی استر کاری، ہونٹ، زبان، ہوا کی نالی جو حلق سے پھیپھڑے تک جاتی ہے۔ مثانہ رحم زنانی و مردانی اعضائے تناسل۔

ان سرطانوں کو ایپی ڈرل یا خلیوں کا سرکوما بھی کہتے ہیں۔

سرطان کی مرض کی شدت اور پھیلاؤ کے اعتبار سے بھی درجہ بندی کی گئی ہے۔

۱۔ ابتدائی سرطان ۔ ابتدائی سرطان یا مقامی سرطان کا مطلب ہے کہ سرطان جس مقام پر اگ آیا تھا وہ اسی مقام تک یا عضو تک محدود ہے اور ایسے سرطان کو قابل علاج تصور کیا جاتا ہے۔

۲۔ کچھ حد تک پھیل چکا ہے ۔ یعنی سرطان جس جگہ یا عضو پر اگا تھا وہاں سے پھیل کر لمف نوڈ تک جا پہنچا ہے اور دوسرے اعضا پر حملہ آور ہے اس نوبت پر بھی اسکو

قابل علاج تصور کیا جاتا ہے۔
۲۔ جسم میں بہت دور تک پھیل چکا ہے۔ اور آخری درجہ میں ہے جس کا علاج ممکن نہیں رہا۔
سرطان کی اس کے پھیلنے کی رفتار کی بنیاد پر بھی درجہ بندی کرکے اس کے نام دیئے گئے ہیں۔
۱۔ پہلا درجہ جس کو پرائمری اسٹیج کا نام دیا گیا ہے وہ ہوتا ہے جب سرطانی خلیوں سے جو اس عضو کے خلیے ہیں جہاں سرطان اگ آیا ہے تمیز نہیں کیا جا سکتا۔
۲۔ دوسرا درجہ جو پرائمری ہی کا دوسرا حصہ ہے وہ ہے جس میں خوردبین کے نیچے ان دونوں قسم کے خلیوں میں تمیز ممکن ہو جاتی ہے جبکہ سرطانی خلیوں کو صاف طور پر نارمل خلیوں سے شکل میں الگ اور جسامت پر بڑے دیکھا جا سکتا ہے۔
۳۔ تیسرا درجہ بھی پرائمری ہی کا حصہ ہوتا ہے اور ظاہری طور پر نمایاں ہونے سے اس پر سرطان کا شبہ ہونے لگتا ہے۔
۴۔ چوتھا درجہ وہ ہوتا ہے جب جسم کے اس حصہ میں ظاہری طور پر تبدیل ہو کر سرطان کا ٹھپہ لگ جاتا ہے، جب ڈاکٹر کی آنکھوں کی وحشت یا رحم مریض کو پست حوصلہ اور پریشان کر دیتا ہے اور ڈاکٹر اس کو پرائمری درجہ کا سرطان قرار دیکر قابل علاج بتاتا اور حوصلہ دیتا ہے۔
سرطان کی ایک اور طرح کی درجہ بندی پرائمری سرطان، سکنڈری سرطان کے ناموں سے بھی کی جاتی ہے جو دراصل مرض کی شدت کو ظاہر کرتے ہیں۔
پرائمری سرطان کا مطلب ہوتا ہے کہ سرطان ابھی اسی عضو یا حصہ جسم تک محدود ہے جہاں سے اگ رہا ہے سکنڈری سرطان کا مطلب ہے کہ سرطان اس عضو یا حصہ جسم سے آگے پھیل کر دوسرے اعضا کو متاثر کر چکا ہے۔
ایک اور طریقہ سرطان کو نام دینے کا یہ ہے کہ اس کو اس نام سے پکارا جاتا ہے جس عضو سے متعلق ہے اس طرح ذیل کے تمام نام رائج ہو چکے ہیں۔
۱۔ آنتوں کا سرطان

۲۔ ملعف تو ڑ کا سرطان
۔۔ گرگری ہڈی کا سرطان

سرطان کی وجوہات

ایک بہت پرانی کہانی ہے کہ ایک دفعہ چند اندھوں کے ہاتھ ایک ہاتھی لگا ایک اندھے نے اس کی دم پکڑی اور بولا "ارے ہاتھی تو رسی جیسا ہوتا ہے"۔ دوسرے کا ہاتھ ہاتھی کے پاؤں پر پڑا اس نے کہا" ہاتھی تو ستون جیسا ہوتا ہے"۔ تیسرے نے پکارا "ارے ہاتھی تو اژدھے جیسا ہوتا ہے" جب اس نے سونڈ کو چھوا۔ انسان کا رویہ سرطان کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہے آئے دن اخباروں اور سائنسی رسائل میں سرطان کے لاحق ہونے کے بارے میں نئے نئے نظریات پیش کیے جاتے ہیں جن میں سرطان کی وجوہات اسکی ماہیت اور علاج کے بارے میں معلومات حاصل ہو جانے کے دعوے ہوتے ہیں چینی نژاد، امریکی پروفیسر "لی نے کہا تھا" کسی چیز کے بارے میں نظریات کی کثرت اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم اس چیز کے بارے میں بہت کم جانتے ہیں اور پھر نظریات پیش کرنا جبکہ اس کے ثبوت پیش کرنے کی ذمہ داری بھی نہ ہو دنیا کا آسان ترین کام ہے مشہور فلسفی برٹرینڈ رسل سے پوچھا گیا تھا۔ کیا آپ اپنے نظریات کو منوانے کے لئے جان کی بازی لگا دیں گے"۔ تو رسل نے کہا تھا قطعاً نہیں ہو سکتا ہے کہ میرے نظریات غلط ہوں"۔

یہ بات ہر محفل میں کہی جاتی ہے کہ پان چبانے، سگریٹ پینے اور شراب پینے سے سرطان لاحق ہوتا ہے لیکن کوئی نہ کوئی یہ سوال بھی کر دیتا ہے کہ پھر ہر سگریٹ پینے والے اور ہر شرابی کو سرطان کیوں نہیں ہوتا۔ اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ سرطان کا لاحق ہونا اس بات پر بھی منحصر ہوتا ہے کہ سگریٹ پینے والے کے جسم میں اس مرض سے متاثر ہونے کا کس قدر مادہ ہے .... یعنی اس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف سگریٹ ہی ایک وجہ نہیں ہے۔

اس طرح بچہ کو دودھ پلانے والی عورتوں میں پستان کا سرطان ہوتا ہے لیکن ہر ایسی عورت کو نہیں ہوتا جو بچہ کو دودھ نہیں پلاتی... حد یہ ہے کہ ایک ڈاکٹر اعلان کرتا ہے کہ اس کے مشاہدہ کے لحاظ سے زیادتی اولاد سے سرطان ہوتا ہے تو دنیا کے ایک

گوشہ سے ایک سائنسدان ایک تحقیقاتی مقالہ شائع کردیتا ہے کہ جو عورتیں بچہ پیدا نہیں کرتیں انہیں بچہ دانی کا سرطان ہوتا ہے۔

اس غیر یقینی صورت حال کی وجہ سے سرطان پر تحقیقات کا ایک بڑا حصہ صرف وجوہات کو معلوم کرنے، ریکارڈ کرنے اور اس سے نتائج اخذ کرنے میں صرف ہو رہا ہے۔ لیکن معاملہ روز اوّل سے کچھ زیادہ بہتر نہیں ہے اگرچہ ان تحقیقات کی وجہ سے سرطان کے بارے میں بعض دوسری باتیں سمجھنے میں مدد ملی ہے انہیں تحقیقات کے طفیل یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ نارمل خلیہ اور سرطان زدہ خلیہ میں ظاہری اور باطنی فرق ایسا نمایاں ہوتا ہے کہ اس فرق کو خوردبین کے نیچے بالکل صاف طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔

ان تحقیقات کا ایک اچھا پہلو یہ ہے کہ انسانی کوششیں اور سرطان کے خلاف جنگ دو مختلف محاذوں پر بٹ گئی ہے اور ہر محاذ پر بیٹھے ہوئے سائنسدان اپنے کام پر زیادہ ذہنی یکسوئی سے کام کرتے ہیں چونکہ ہر سائنسدان کو دونوں محاذوں کی اہمیت کا علم ہے اگر کیمسٹ سرطان کی موثر دوا بنانے میں کامیاب نہ ہو سکے ہیں تو کم از کم وجوہات پر کام کرنے والے ماہرین نے ایسے شماریاتی چارٹ بنائے ہیں جن میں وہ وجوہات درج ہیں جو ان کے مشاہدے کے لحاظ سے سرطان پیدا کرتی ہیں اور انسان حتی الامکان ان راہوں سے دور رہنے کی کوشش کر سکتا ہے جن پر چلنے سے سرطان لاحق ہونے کا خدشہ ہے۔

ان وجوہات کی کئی عنوانات کے تحت درجہ بندی کی گئی ہے جن کو علیحدہ علیحدہ زیر مطالعہ لایا جا سکتا ہے۔

پیشہ ورانہ سرطان

خوردبین کی ایجاد سے بہت پہلے، سرطان کے لاحق ہونے کی وجوہات پر بعض مشاہدات کی روشنی میں غور کیا گیا جیسے ۱۷۷۵ء میں انگریز دانشور پرسیول پاٹ نے یہ بتایا کہ کارخانوں اور بلڈنگوں کی چمنیاں صاف کرنے والے مزدوروں میں فوطہ (مثانہ) کا سرطان بہت عام ہے اسی طرح رفتہ رفتہ یہ بات نوٹ کی گئی کہ واقعی بعض

مخصوص پیشوں سے وابستہ افراد میں مخصوص قسم کے سرطان کی بہتات ہے۔

سنہ ۱۹۲۰ء سے قبل سوئٹزرلینڈ میں گھڑیوں کے ڈائل پر ریڈیم لگانے والے کاریگر اپنے برش کو گیلا کرنے کیلئے بار بار اسے زبان پر پھیرتے اور ریڈیم لگاتے تھے اور ان کاریگروں میں ہڈیوں کا سرطان ہوتا تھا۔

حالیہ برسوں میں یہ بھی معلوم ہوا کہ جو ڈاکٹر اور ٹکنیشین ایکسرے اور ریڈیشن کے آلات پر کام کرتے ہیں انہیں ریڈیشن کی جلدی بیماری ہوتی ہے جو بالآخر ریڈیم سرطان میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

مشاہدات کی بنیاد پر جو اعداد و شمار جمع ہوتے گئے تو ان پیشوں کی فہرست بھی طویل ہوتی گئی جن سے وابستہ افراد میں سرطان وقوع ایک یقینی بات قرار پائی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض خاص کیمیائی مرکبات کی فیکٹریوں میں کام کرنے والے مزدوروں میں مثانہ کا سرطان عام طور پر ہو جاتا ہے۔

نکل، کرومیم، کروم نمک پر کام کرنے والے مزدور پھیپھڑے کے سرطان میں مبتلا ہوتے ہیں۔

پٹرولیم، نفتھا، کول تار، پیچ اور آرسینک کے مرکبات سے جلد اور ہاتھوں کا پیچیدہ سرطان ہوتا ہے۔

اس حقیقت کا انکشاف ہوا کہ کیمیائی مرکبات کے کارخانوں میں کام کرنا یا بطور کیمسٹ، تجربہ خانوں میں ان مرکبات پر کام کرنا اور سرطان میں مبتلا ہونے میں بڑا قریبی تعلق ہے چونکہ وقت کے گزرتے گزرتے ان کیمیائی مرکبات کی فہرست طویل سے طویل ہوتی جا رہی ہے جن سے سرطان لاحق ہوتا ہے ایسے مرکبات کو مجموعی طور پر کارسینوجن کہا جاتا ہے۔

کلورین زدہ کاربن کے مرکبات اس زمرہ میں آتے ہیں چنانچہ امریکہ کی فضائی آلودگی سے تحفظ کی انجمن نے یہ سوال اٹھایا تھا کہ شہروں کو جو پانی پینے کے لیے مہیا کیا جاتا ہے اس کو بیکٹریا سے پاک کرنے کے لئے کلورین گیس کا استعمال کہاں تک مناسب ہے جبکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ کلورین کے بعض مرکبات کارسینوجن

سکتے ہیں۔

موروثی

ابتدا میں سرطان کو قطعی موروثی نہیں سمجھا جاتا تھا چونکہ سرطان زدہ شخص
دمیں سرطان شاید ہی ہوتا ہے لیکن جب تجربہ خانوں میں تجربوں کی
رجانوروں کو سرطان زدہ کیا جاتے لگا تو یہ بات سامنے آئی کہ سرطان زدہ
روں کی اولاد میں بھی کبھی کبھی سرطان از خود پیدائش سے ہی موجود ہوتا
۔ اس کے بعد انسانوں کے سلسلے میں بھی یہ بات مشاہدہ میں آئی کہ بعض
ام کے سرطان ماں باپ سے اولاد میں منتقل ہوتے ہیں (اس کی وجہ پر
صل واضح طور موروثی نہیں کہی جاسکتی دراصل اس کا (سرطان) وائرس
نہ یا بیضا میں قیام پذیر ہوتا ہے)۔

سرطان بذریعہ زخم

سائنسدان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اگر جسم کے کسی مقام پر مسلسل
لگائے جائیں یا لگتے جارہیں تو اس مقام کا سرطان میں تبدیل ہوتا مشاہدہ
گیا ہے اس لئے چھالیہ کھانے سے معدہ کے اندر اس کے نوکیلے ٹکڑے مسلسل
شیں ڈالتے ہیں پائپ پینے والے کے ہونٹ اور زبان پر ہر دم چرکے لگتے ہیں۔
میری لوگ سردی سے بچنے کے لئے ایک قسم کی انگیٹھی ہی (جس کو کشمیر میں
کانگڑی کہا جاتا ہے) دہکا کر سینے سے لگا لیتے ہیں جس سے سینے کی جلد پر
کے سے لگتے ہیں ان تمام عورتوں میں سرطان کا پیدا ہو جانا مشاہدہ میں
کا ہے حالیہ برسوں میں ماہر ڈنٹسٹ ہو لوٹن کو خبردار کر رہے ہیں کہ خراب
منوعی دانت بھی مسوڑوں پر ضربیں لگاتے ہیں اور سرطان پیدا کر سکتے ہیں۔
لیکن یہ بات بھی دلچسپ ہے کہ کھلاڑی بار بار زخمی ہوتے ہیں جنگوں میں
پاہی بار بار اور مسلسل زخمی ہوتے ہیں لیکن ان میں سرطان مشاہدہ نہیں

کیا جاسکتا۔

دوسرے امراض سے سرطان

یہ دیکھا گیا ہے کہ بعض امراض میں مبتلا افراد غیر محسوس طور پر سرطان کے شکار ہو جاتے ہیں۔

پتے میں پتھری پیدا ہوتی ہے اور چونکہ پتھری زاویائی گوشے سے ہی ہوتی ہے اور اس کے گوشے پتے کی اندرونی دیواروں کو مسلسل زخمی کرتے رہتے ہیں اور اکثر اس مسلسل رگڑ کے نتیجہ میں سرطان پیدا ہوتا ہے۔

ایک مرض ہوتا ہے لیکوپلاکیہ اس مرض میں زبان ہونٹ گال اور معدہ کے اندر غدود اور ایسٹوفیگس اور جنسی اعضا پر سفید و سبز دھبے آجاتے ہیں جو کچھ عرصے کے بعد سرطانی زخموں میں تبدیل ہو سکتے ہیں۔

زبان کے سفلی امراض سرطان پر ختم ہو سکتے ہیں جو لوگ سفلی امراض میں مبتلا ہوتے ہیں ان میں بعض مریض سرطان تک پہنچتے ہیں۔

زچگی کے دوران یا اس کے بعد کبھی رحم یا بچہ دانی میں خراشیں آجاتی ہیں۔ تو اس بداحتیاطی کا انجام بھی بعض اوقات سرطان ہی ہوتا ہے۔

اگر کوئی مہاسہ یا تل بار بار داڑھی بنانے یا کسی عورت کے چہرے کا نل میک اپ کے دوران زخمی ہوتا رہتا ہے تو وہ زخم بھی سرطان میں تبدیل ہوسکتا ہے۔

تبلیا جلد کے بڑی عمر کے مردوں میں جو زائد گوشت بڑھ آتا ہے جو ڑوں پر کیرا ٹوز ہو کر سرطان پیدا کرتی ہے۔

جب چہرہ اور جسم کی جلد پر جھریاں نمودار ہوتی ہیں تو جلد کی لچک اور اس میں کے تیل پیدا کرنے والے غدود بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ جن کا کام جلد کو نرم رکھنا ہے۔ اور روزمرہ کے کاموں میں حرکات کے دوران جلد پر جو رگڑ کا اثر ہوتا ہے اس کو زائل کر کے پھر تر و تازہ کرتا ہوتا ہے ایسی جلد بڑی آسانی سے سرطان کا شکار ہو جاتی ہے۔

اگر جلد مل جائے اس پر فوراً پلاسٹک سرجری کر دینی چاہیے ورنہ اس پر
سرطان کے وقوع کا اندیشہ رہتا ہے۔
اس طرح یقیناً انسانی افعال و حرکات کی فہرست جتنی طویل ہے اتنی ہی طویل ان
وجوہات کی بھی فہرست ہے جو سرطان پیدا کر سکتے ہیں۔ ان افعال کو نہ انسان
چھوڑ سکتا ہے اور نہ بے حرکت پڑا رہنا اس کے بس میں ہے اور وہ ہی زندگی
کا مقصد۔ اس لیے اس فہرست کو گنانا بے کار اور بے فائدہ ہے۔
لیکن ان وجوہات کی دریافت سے تحقیقاتی کاموں کو بڑی زبردست
مدد ملی جب لیبارٹری میں مختلف اقسام کے سرطان ان جانوروں میں پیدا
کیے جانے لگے جن کی وجہ سے سرطان کی ماہیت گھٹنے بڑھنے کی وجوہات کے
سمجھنے اور نئی نئی دواؤں کی آزمائش آسان ہو گئی اور یقیناً یہ سب ایک سسکتی
ہوئی انسانیت کے لیے نعمت ثابت ہوئیں۔
سائنسدان کیمیائی مرکبات کے ڈھانچوں پر دماغ صرف کرنے لگے کہ
ان میں وہ نقطہ یا جگہ تلاش کی جا سکے جہاں ہر حیوانی خلیے کا D.N.A
(خلیہ کا وہ مرکب جس سے نسل کی وہ خصوصیات منتقل ہوتی ہیں) اس
مرکب سے پیوست ہو کر سرطان پیدا کرتا ہے۔
بعض ایسے انترائمس کا بھی پتہ چلا ہے جو سرطان پیدا کرتے ہیں۔
جیسے ہائڈرآکسی لیز۔ چونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ جن افراد کو پھیپھڑے کا سرطان
ہوتا ہے اس شخص کے جسم میں اس انترائم کی زیادتی ہو جاتی ہے گویا ان
دونوں میں کوئی نہ کوئی مناسبت ہو سکتی ہے۔
یہ بات مشاہدہ میں آچکی ہے کہ بالائے بنفشی شعاعوں سے بھی سرطان
ہوتا ہے یہ بات معلوم نہ ہو سکی کہ یہ شعاعیں کس طرح سرطان کی پیدائش کی
ذمہ دار ہیں آیا یہ خلیے کے براہ راست عمل کر کے اس کو متاثر کرتی ہیں اور سرطان
زدہ کر دیتی ہیں یا پھر یہ اس غذا کو متاثر کر دیتی ہیں جو خلیہ استعمال کرتا ہے اور
بالواسطہ طور پر D.N.A متاثر ہو جاتا ہے۔

فضائی اور خلائی اڑان

مصنف :- شاداں پروین

صفحات :- ۴۸

قیمت :- ۳/۲۵

آپ نے آسمان پر جہاز اڑتے تو ضرور دیکھے ہوں گے۔ اڑتا ہوا جہاز کسی چڑیا
کے برابر چھوٹا دکھائی دے گا مگر کسی ہوائی اڈے پر کھڑا جہاز دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ
لتنا بڑا ہے اس میں کئی سو آدمی بیٹھ کر سفر کر سکتے ہیں۔ جہاز کا سفر بہت اچھا ہوتا ہے اس
یں مسافروں کے آرام کا ہر طرح خیال رکھا جاتا ہے۔ لمبے سفر کے لیے کھانے پینے کا
انتظام بھی ہوتا ہے۔ اس کے اندر کام کرنے والے مرد اور عورتیں مسافروں کے ساتھ
بڑا اچھا سلوک کرتے ہیں۔ جیسے ہی مسافر داخل ہوتے ہیں، وہ انہیں ان کی کرسی
تک پہنچا دیتے ہیں۔ جب تمام مسافر اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ جاتے ہیں تو جہاز ٹیک
آف کرے گا اس وقت ایک بڑی اچھی سی آواز میں اعلان ہوتا ہے کہ آپ اپنی کرسی
کی پشت پر لگی ہوئی پیٹی کو باندھ لیجئے کیونکہ جہاز کے اوپر اٹھنے سے ہلکا سا دھکا لگتا
ہے۔ اب یہ سفر شروع ہو جاتا ہے اب آپ ذرا جہاز کی کھڑکی سے جھانک کر دیکھیے
تو آپ کو اپنا شہر چھوٹا سا نظر آئے گا اور پھر تھوڑی سی دیر میں وہ بھی نظروں سے
اوجھل ہو جائے گا۔ اگر یہ جہاز سمندر کے اوپر سے اڑے گا تو سمندر نظر آئے گا
نیلا نیلا سمندر اور جب یہ جہاز اور اوپر اٹھ جائے گا تو یہ نیلا سمندر بھی نظر نہ آئیگا
اور پھر آپ بادلوں میں سفر کریں گے۔ سفید سفید بادل بالکل روئی کے گالے معلوم
ہوں گے اور ایسا محسوس ہوگا کہ جہاز دھیرے دھیرے چل رہا ہے مگر یہ
دھیرے نہیں اڑ رہا ہے اس کی رفتار تو بہت تیز ہے صرف اندر سے آپ کو دھیرے
دھیرے اڑتا ہوا محسوس ہوتا ہے اور چند ہی گھنٹوں میں آپ دوسرے ملک میں
ہوں گے۔ یعنی ہزاروں کلو میٹر کا فاصلہ چند گھنٹوں میں طے کر لیا گیا ہے یہ سب
جادو کی طرح ہو جائے گا۔ کیا آپ نے سوچا ہے جس سے اتنی سہولت

حاصل ہے وہ کس طرح بنائی گئی ہے اور کس نے اسے بنایا ہے۔ اسے بنانے میں کتنوں نے اپنی جانیں تک قربان کر دی ہیں۔ ان کے نام ہمیشہ لوگوں کو یاد رہیں گے۔

یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ ان لوگوں کی محنت اور قربانی نے آج دنیا کو کتنا آرام پہنچایا ہے۔ اکثر ملکوں میں فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے رابطہ قائم ہونے میں پریشانی ہوتی تھی بلکہ کچھ ملکوں میں تو پہنچنا ہی ناممکن تھا۔ اس وجہ سے ان لوگوں کے تصور میں دنیا بہت چھوٹی تھی۔ مگر جب سے ہوائی جہاز کی ایجاد ہوئی ہے فاصلے کم ہونے لگے ہیں۔ دنیا کے ملکوں کا ایک دوسرے سے تعلق بڑھ گیا ہے۔ لوگ چند گھنٹوں میں ایک ملک سے دوسرے ملک پہنچ جاتے ہیں ہمارے دوست اور رشتہ دار، جو دوسرے ملکوں میں ہیں، ہمارا ان سے تعلق ختم نہیں ہوتا بلکہ ڈاک کے ذریعہ ہم ان سے رابطہ قائم رکھتے ہیں۔ اور جو پیغام ہم ان تک پہنچانا چاہتے ہیں وہ اپنے خط میں لکھ دیتے ہیں۔ اور یہ خط چند دنوں میں ان کو مل جاتا ہے اور اگر ہم ان کے پاس جانا چاہیں تو بہت جلد پہنچ سکتے ہیں ہوائی جہاز کے مقابلے میں ریل گاڑی سے سفر میں بہت وقت لگتا ہے آج کل جب لوگ بہت زیادہ مصروف ہیں وقت کی قیمت اور اہمیت بڑھ گئی ہے کسی کے پاس ذرا سا بھی فالتو وقت نہیں ہے ہم کو اندازہ ہوتا ہے کہ اس سہولت سے ہمارا کتنا وقت بچتا ہے۔ اور ہوائی جہاز ہمارے لیے کتنا فائدہ مند ہے۔

انسان ہر زمانے میں ترقی کرنے کی جد و جہد کرتا رہا ہے جب اس نے پرندوں کو اڑتے دیکھا تو اس کے دل میں بھی اڑنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اس نے اپنے بازوؤں سے اڑنا چاہا مگر ناکام رہا پھر اس نے اپنے لیے پرندوں کی طرح بازو بنانے کی کوشش کی۔ سب سے پہلے کوشش قدیم یونان کے رہنے والوں نے کی اس کا اندازہ ہمیں اس بات سے ہوتا ہے کہ ہندوستان اور یونان کی دیومالاؤں میں ایسی کہانیاں ملتی ہیں جن میں انسانوں کے ان خوابوں کا اظہار ملتا ہے یونان کی ایک مشہور کہانی ہے۔

قدیم یونان کا ایک باشندہ دیدالوس تھا کہتے ہیں وہ اپنے زمانے کا

سائنس دان تھا اور اس نے کسی نئی چیز کا انکشاف کیا تھا۔ کریٹ کے بادشاہ نے
ایک دن اسے اور اس کے بیٹے ایکیروز کو گرفتار کرلیا۔ ڈیڈالوس قید خانے میں صبح
سے شام تک اس فکر میں رہتا کہ کسی طرح اپنے بیٹے کو لیکر جیل خانے سے نکل بھاگے
آخر اس کی سمجھ میں ایک ترکیب آ گئی اس نے موم سے دو دو بازو بنائے اور
ان کو اپنے کندھوں پر چپکا لیا اس نے اور اس کے بیٹے نے اڑنا شروع کر دیا او
اس طرح قید خانے کی دیوار پار کر لی۔ آئی کیروز خوشی سے دیوانہ ہو گیا ڈیڈالوس
تو حفاظت سے دھیرے دھیرے اڑتا ہوا سمندر میں کو دگیا مگر کیروز بڑی تیزی
سے اڑتا رہا تھا۔ ڈیڈالوس نے اسے بہت روکنا چاہا لیکن کیروز نے ایک نہ سنی
اور وہ برابر اڑتا رہا۔ جیسے جیسے کیروز سورج کے قریب پہنچتا جاتا تھا سورج
کی تیزی بڑھتی جاتی تھی اور آخر میں دھوپ نے اس کے بازؤوں کو پگھلا دیا اور وہ
پتھر کی طرح سمندر میں گر گیا۔

یہ تو خیر ایک کہانی تھی لیکن اس کہانی میں ہمیں انسان کے ان خوابوں کا
اظہار ضرور ملتا ہے جو انسان سینکڑوں ہزاروں سال سے دیکھتا رہا ہے اور وہ
ان خوابوں میں چاند اور دوسرے سیاروں کی سیر بھی کرتا رہا ہے۔ انسان نے
اڑنے کی ان گنت کوششیں کیں اس نے سچ مچ پرندوں کے سے بازو بنائے۔
اور انہیں اپنے ہاتھوں میں باندھ کر اور اونچائی پر چڑھ کر ان سے اڑنے کی
کوشش کی مگر ہر بار ناکام رہا۔ اتنی کوششوں کے بعد اس نے اس حقیقت کو
جان لیا کہ وہ پرندوں کی طرح اڑ نہیں سکتا کیونکہ انسان کے بازو میں اتنی طاقت
نہیں ہوتی کیونکہ وہ باقی جسم کے مقابلے میں کمزور ہوتے ہیں۔ وہ پورے جسم کا
بوجھ اپنے اوپر نہیں اٹھا سکتے۔ پرندوں کے بازؤوں میں ان کے جسم کے مقابلے میں
بہت زیادہ طاقت ہوتی ہے اور وہ اپنے سارے جسم کا بوجھ اپنے بازوؤں پر
برداشت کر لیتے ہیں۔

انسان نے پنکھ لگا کر اڑنے میں ناکام ہونے کے بعد بھی ہار نہیں مانی اور
کسی طاقت کی تلاش میں لگ گیا جس کو وہ اڑنے کے کام میں لا سکے یہ معاملہ تو دی

دسی نام کے ایک اٹلی کے آرٹسٹ نے بہت سی اڑنے والی مشینوں کی تصویریں بنائیں جس میں پیراشوٹ اور ہیلی کاپٹر بھی شامل تھے مگر یہ سب کچھ تصوّر کی حد تک ہی محدود رہا اور اس کے آگے نہ بڑھ سکا۔ لیکن سائنس دانوں نے ہمت نہیں ہاری وہ اپنی کوششوں میں برابر لگے رہے۔ ○○

خواجہ میر درد

مرتب :- ظہیر احمد صدیقی
صفحات :- ۶۴
قیمت :- ۴/۵۰ روپے

درد کا نام جو ان کے ماں باپ نے رکھا خواجہ میر تھا جب انہوں نے شاعری شروع کی تو اپنا تخلص درد رکھا یہ تخلص اتنا مشہور ہوا کہ یہی ان کا نام بن گیا یہ تخلص دیکھ کر ایک سوال دماغ میں یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر انہوں نے اپنے لیے اس طرح کا نام کیوں پسند کیا۔ کوئی اچھا سا ہنستا مسکراتا نام کیوں نہیں رکھ لیا۔ اس کی بھی ایک وجہ ہے بچپن کا نام جو ماں باپ کا رکھا ہوا ہوتا ہے اس میں بچہ کی عادت، طبیعت مزاج کسی چیز کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا کیونکہ اس کے بارے میں کسی کو پتہ نہیں ہوتا آگے چل کر وہ کیسا نکلے گا۔ ماں باپ تو بس جس نام کو اچھا سمجھتے ہیں وہ بچے کے لیے منتخب کر لیتے ہیں چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ بہت سے لوگوں کے نام ان کے مزاج اور عادتوں سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ جیسے کمزور اور بزدل کا شیر علی۔ کسی غریب کا نام امیر احمد اور بد صورت کا نام حسین بھی ہو سکتا ہے مگر جب کوئی شخص اپنے لیے تخلص اختیار کرتا ہے تو عام طور پر وہی رکھتا ہے جس سے اس کی عادت اور مزاج کا اندازہ ہو سکے۔ غالب نے اپنا تخلص (غالب) اس لیے رکھا کہ ان کے دل میں سب سے بڑے ہونے کی خواہش تھی۔ زندگی سے بیزاری اور موت کو پسند کرنے کے باعث شوکت علی خاں، فانی بن گئے جوش کی طبیعت میں جوشیلا پن اور تیزی تھی۔ اس لیے اپنا تخلص جوش پسند کیا اردو کے ایک شاعر بڑے رنگین طبیعت تھے۔ انہوں نے اسی مناسبت سے تخلص رنگین رکھا لکھنؤ کے ایک شاعر جن کی طبیعت میں زنانہ انداز تھا وہ عورتوں کی زبان میں شعر کہتے تھے اور مشاعروں میں عورتوں کے کپڑے پہن کر جاتے تھے ان کا تخلص نازنین تھا۔ اسی طرح درد نے اپنے لیے یہ تخلص اس لیے پسند کیا کہ ان کے زمانے اور ماحول میں چاروں

ف دکھ ہی دکھ تھا۔ ایسے میں ہنسی خوشی تو بڑی بات ہے کوئی سکون کا سانس بھی نہیں لے
سکتا تھا۔ ہر شخص ان حالات سے متاثر تھا۔ درد جو عام لوگوں سے زیادہ حساس اور نرم
ل تھے کس طرح اپنے کو الگ رکھ سکتے تھے چنانچہ ان کی پوری شاعری اور زمانے کے
لات کی کہانی بن گئی یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اپنے لیے یہ تخلص (درد) پسند کیا۔ جو ان
ے جذبات اور خیالات کے لیے بالکل موزوں تھا۔

یہ تو سب ہی جانتے اور مانتے ہیں کہ آدمی کی طبیعت اور مزاج کو بنانے میں اس کے
ندان، ماحول اور زمانے کے حالات کو بہت دخل ہوتا ہے آدمی کوئی عادت ماں کے
یٹ سے لیکر نہیں پیدا ہوتا۔ وہ اچھا یا بُرا جو کچھ بنتا ہے بعد کو وہی بنتا ہے۔ خواجہ میر درد کے
ر اور خاندان کے بارے میں تو بعد کو بتائیں گے پہلے ہندوستان اور خاص طور پر دہلی کے وہ
الات سنادیں جس میں درد نے زندگی گزاری۔

ہم اس کہانی کا آغاز اس وقت سے کرتے ہیں جب ہندوستان کے تخت پر محمد ظہیر الدین
بر بیٹھا تھا۔ ہندوستان میں مغل سلطنت کی ابتدا اسی سے ہوتی ہے بابر کے بعد اس کا بیٹا
ایوں تخت پر بیٹھا ان دونوں بادشاہوں کا زیادہ زمانہ جنگ کرنے اور دشمنوں سے مقابلہ
رنے میں گزرا۔ اس لیے یہ ملک کی ترقی کی طرف زیادہ توجہ نہ دے سکے۔ اس کے بعد اکبر،
ہانگیر، شاہ جہاں اور اورنگ زیب ایک کے بعد ایک تخت پر بیٹھتے رہے ان سب کے
مانے میں حکومت مضبوط اور خوش حال ہوگئی۔ مغل حکومت کا دائرہ وسیع سے وسیع تر
و گیا انھوں نے اپنی عقل مندی اور انتظامی صلاحیت سے ہندوستان کی تمام ریاستوں
و مغل حکومت کے ماتحت اور وفادار بنالیا جہاں نرمی سے کام نہ نکلا تو طاقت کے زور سے
نہیں اپنے ساتھ ملنے پر مجبور کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مغل حکومت کی طاقت اتنی بڑھ گئی
ہ باہر کے کسی بادشاہ کو بھی ان سے مقابلہ کرنے اور ٹکر لینے کی ہمت نہیں ہوسکتی تھی اور
وہ طاقتیں بھی جو مغلوں سے پہلے یہاں کی ریاستوں پر حکومت کرتی تھیں۔ انھوں نے بھی
ی بہتر خیال کیا کہ مغل حکومت کی اطاعت قبول کرلیں۔ ہندوستان کی دولت جو پہلے حملہ آور
شمنوں کے قبضہ میں چلی جاتی تھی اب ہندوستان کی خوشحالی پر خرچ ہونے لگی۔ اور لوگ چین
ی بنسی بجانے لگے۔

۱۷۰۷ء میں اورنگ زیب کا انتقال ہوا۔ اس کے مرتے ہی مغل حکومت کے لیے شاہزادوں میں جنگ ہونے لگی ایک کو تخت سے اتارنے کے لیے دوسرا کسی امیر یا سردار کی مدد لیتا۔ بادشاہت مل جانے پر پہلے بادشاہ کے سارے ساتھیوں ہمدردوں اور عہدہ داروں کو ختم کرا دیا جاتا ان کے خاندان کے لوگوں کو کولہو میں پسوا دیا جاتا۔ ان کو ایسی ایسی سزائیں دی جاتیں کہ ان کے خیال سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ بادشاہ ان امیروں اور سرداروں کا حکم ماننے سے انکار کرتا یا ان کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرنے کی کوشش بھی کرتا تو اس کا بھی وہی حشر بنا دیا جاتا جو اس سے پہلے بادشاہ کا ہوا تھا۔ بادشاہ تو صرف نام کا تھا اصل حکومت یہ امیر اور سردار کرتے تھے۔ وہ کبھی بادشاہ کو ہٹانے کے لیے مرہٹوں سے مدد مانگتے اور کبھی مرہٹوں کی طاقت ختم کرنے کے لیے روہیلوں سے اور کبھی دوسرے ملک کے بادشاہوں کو ہندوستان پر حملہ آور ہونے کی دعوت دیتے۔ باہر کے حملہ آور ہندوستان کی دولت پر قبضہ کرنے کے شوق میں فوراً آپہنچتے۔ چونکہ مشہور تھا کہ ہندوستان سونے کی چڑیا ہے لہٰذا وہ لوگ سونے کی چڑیا پر قبضہ کرنے کی کوشش کیوں نہ کرتے۔ یہ حملہ آور کچھ عرصہ لوٹ مار کرتے اور بے شمار آدمیوں کا خون بہانے کے بعد واپس لوٹ جاتے کبھی نادر شاہ کے اور کبھی احمد شاہ کے حملوں سے دلی گونجنے لگتی۔ وہ طاقتیں جو مغل حکومت کے رعب اور طاقت سے ڈر کر خاموش ہو گئی تھیں اب ایک ایک کر کے سر اٹھانے لگیں اندرونی بغاوتوں اور بیرونی حملوں کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا اورنگ زیب کی وفات کے بعد سے باون سال کے عرصہ میں تیرہ بادشاہ تخت پر بیٹھے ان بادشاہوں میں بعض بادشاہ تو صرف دو تین ماہ بادشاہت کرنے کے بعد یا تو تخت سے اتار دیے گئے یا ان کو قتل کر دیا گیا۔ یہ بادشاہ کمزور ہونے کے علاوہ ذاتی لیاقت سے بھی محروم تھے امرا کے رحم و کرم پر زندگی گزارتے تھے چونکہ ان کو یقین تھا کہ ان کی بادشاہت چند روزہ ہے تو وہ کوشش کرتے کہ جتنا بھی عیش کر سکتے ہیں کر لیں دولت کے اعتبار سے تو ان کا دیوالیہ نکل ہی چکا تھا۔ اخلاقی حالت بھی بدتر تھی۔ اس واقعہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ بادشاہ جو رعایا کا محافظ کہلاتا تھا اس زمانے میں رعایا کی خوشحالی اور ترقی کے بجائے اپنے عیش و عشرت کو ترجیح دیتا اور اس عیش پسندی میں ان کی جان کی بھی پرواہ نہ کی۔ فرخ

کے واقعہ سے اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک دن جہاندار شاہ اور اس کی بیوی جو کسی بازاری خاندان سے تعلق رکھتی تھی، لال قلعہ سے جمنا کا نظارہ کر رہے تھے اس کا نام لال کنور تھا۔ لال کنور نے کہا کہ میں نے کسی کشتی کو دریا میں ڈوبتے نہیں دیکھا بادشاہ نے اس کی خوشی کی خاطر حکم دیا کہ جمنا میں جو کشتی جا رہی ہے اس کو ڈبو دیا جائے ملازموں نے حکم کی تعمیل کی اب ڈوبتے ہوئے مردوں اور عورتوں اور بچوں کی چیخ و پکار بلند ہو رہی تھی اور وہ دونوں اس کو دیکھ کر یوں خوش ہو رہے تھے گویا بڑا دلچسپ ڈرامہ ہے۔

محمد شاہ کے زمانے کا وہ قصہ بھی سنا ہو گا کہ نادر شاہ نے ہندوستان پر حملہ کیا تو دہلی میں قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔ نادر شاہ قلعہ سے باہر آکر مسجد روشن الدولہ (چاندنی چوک) میں بیٹھ گیا اور حکم دیا کہ جو نظر آئے اس کی گردن مار دو۔ کہا جاتا ہے کہ سات آٹھ ہزار آدمیوں کا خون اس کی گردن پر رہا۔ دہلی شہر اس طرح اجڑ گیا جیسے یہ کبھی آبادہی نہ تھا۔

ان بادشاہوں میں سب ایک سے بڑھ کر ایک ناکارہ، نااہل اور خود غرض، عیاش اور فضول خرچ تھے ملک کی آمدنی جو ریاستوں کے آزاد ہونے اور ملک کے ٹکڑوں میں بٹ جانے سے پہلے ہی کم ہو گئی تھی جو باقی بچی وہ بادشاہوں اور امیروں کی عیاشیوں اور فضول خرچیوں کی نذر ہو گئی۔ یہ لوگ اس ڈر سے کہ دولت اور طاقت ہاتھ سے کب نکل جائے جی بھر کے عیش کرتے اور فضول کاموں میں پیسے برباد کرتے۔ یہ حال تو امراء کے طبقے کا تھا عوام کی حالت یہ تھی کہ وہ بھوکے ہوتے۔ فوج کی تنخواہیں کئی کئی ماہ نہ ملتیں اور سامان بیچ بیچ کر اپنا پیٹ بھرتے ضروریات کی چیزیں میسر نہیں تھیں۔ جان کا ہر وقت خطرہ لگا رہتا غرض ہندوستان اس زمانے میں بدامنی بے چینی، غریبی اور بدحالی کی تصویر بنا ہوا تھا ان حالات کی جھلک ان شاعروں کے اشعار اور مقولوں میں بھی دیکھی جا سکتی ہے تو اس زمانے میں زندگی بسر کر رہے تھے میر تقی اپنی کتاب "ذکر میر" میں لکھتے ہیں۔

" دہلی کی حالت بیواؤں سے زیادہ دکھیاری ہے جس کا نہ کوئی سر دھرا ہے اور نہ والی وارث۔"

صرف ایک خواجہ میر درد ایسے شخص تھے جنہوں نے دہلی چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ انہیں خدا پر بھروسہ تھا۔ وہ یقین رکھتے تھے کہ جو قسمت میں لکھا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ پھر در بدر کی ٹھوکریں کھانے سے کیا فائدہ خدا ہر جگہ موجود ہے وہ کہیں بھی حفاظت کر سکتا ہے۔

ایک قصہ مشہور ہے کہ کسی شخص نے روزگار کی تلاش میں پردیس جانے کا ارادہ کیا۔ روانہ ہونے سے پہلے وہ اپنے گرو کے پاس آیا اور اجازت چاہی۔ گرو نے کہا جب تم پردیس پہنچو تو وہاں کے خدا سے ہمارا سلام کہہ دینا۔ اس شخص نے کہا۔ حضرت کیسی بات فرماتے ہیں۔ یہاں کا اور وہاں کا کوئی خدا الگ الگ ہے۔ گرو نے کہا جب دونوں جگہ ایک ہی خدا ہے تو وہاں جا کر کیا مل جائے گا۔ یہاں بیٹھ کر خدا سے مانگو جو کچھ مانگنا ہے۔

خیر ذکر یہ ہو رہا تھا کہ خواجہ میر درد بڑی ہمت کے ساتھ اپنی خانقاہ میں زندگی گزارتے رہے۔ مگر دہلی کو چھوڑنا گوارا نہ کیا مولانا محمد حسین آزاد کے الفاظ میں اس کی وضاحت یوں کی جا سکتی ہے۔

"ملک کی بربادی، سلطنت کی تباہی۔ آئے دن کی غارت اور تاراج کے سبب سے اکثر امرا اور شرفا کے گھرانے شہر چھوڑ چھوڑ کر نکل گئے مگر ان کے پائے استقلال کو جنبش نہ آئی۔ اپنے اللہ پر توکل رکھا اور جو سجادہ بزرگوں نے بچھایا اس پر بیٹھے رہے۔ یہ سب تو تھا مگر ان حالات سے متاثر ہونا لازمی تھا کوئی بے حس اور ناداں ہی ایسے حالات سے اثر لیے بغیر رہ سکتا تھا چنانچہ خواجہ میر درد کی شاعری میں دنیا کی ناپائیداری، بے ثباتی اور عبرت کے جو مضامین کثرت سے ملتے ہیں ان کی وجہ یہی حالات ہیں اور ان حالات ہی نے ان کو دنیاوی مسائل و دولت اور شان و شوکت سے بیزار کر رکھا تھا۔

اسی کے ساتھ ہی یہ بات بھی عجیب ہے کہ اس زمانے میں اگر ایک طرف حکومت اور سیاست ڈانواں ڈول تھی اور اس کی عمارت روز بروز ٹوٹتی جا رہی تھی تو دوسری طرف شعر و ادب، علم و فن کو ترقی ہو رہی تھی۔ کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید شعر و ادب کی ترقی کے لیے سیاسی اور سماجی زوال لازمی ہے۔ اس وقت شاید شاعری اپنی تھکن کو شعر و نغمہ سے دور کرنا چاہتا ہے تاریخ سے پوچھو تو بتائے گی اس وقت جب نادر شاہ اور احمد شاہ کے حملوں سے دلی کے در و دیوار گونج رہے تھے اس وقت میر درد اور سودا کے نغمے زمین شعر کی آبیاری کر رہے تھے

اسی بات کو اپنے اشعار میں بھی دہرایا ہے۔

اب خرابہ ہوا جہاں آباد — ورنہ اک اک قدم پہ یاں گھر تھا

دلّی میں آج بھیک بھی ملتی نہیں انہیں — تھا کل تلک دماغ جنہیں تاج و تخت کا

دلّی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب — رہتے تھے منتخب ہی جہاں روزگار کے

اس کو فلک نے لوٹ کر ویران کر دیا — ہم رہنے والے ہیں اسی اجڑے دیار کے

بادشاہ، فقیر، امیر، غریب عالم، جاہل، شاعر، ادیب، پیشہ ور اور فنکار ہر شخص حالات کا شکار تھا۔ کسی کی جان اور عزت محفوظ نہ تھی۔ ان حالات کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ دہلی چھوڑ چھوڑ کر جہاں چھپانے کا ٹھکانہ دکھائی دیا وہاں پہنچ گئے۔ گو اپنا گھربار اور عزیز دوستوں کو چھوڑنا کوئی آسان کام نہ تھا اور اس زمانہ میں جبکہ سفر کی وہ سہولتیں نہیں تھیں جو کہ آج کل ہیں۔ لوگ بیل گاڑیوں سے یا زیادہ سے زیادہ گھوڑا گاڑیوں پر سفر کرتے تھے۔ راستے میں پٹروں اور ٹھگوں کا ہر وقت ڈر رہتا تھا۔ تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے لئے ہفتے بلکہ مہینے درکار ہوتے تھے مگر پیٹ کی مار سب سے بڑی مار ہے۔ اس لیے دلی کے لوگ بھی ساری مصیبتیں جھیل کر دلی سے چل دیے۔ کوئی عظیم آباد (پٹنہ) پہنچا کسی نے ٹانڈے کا رخ کیا اکثر لوگوں نے اودھ جاکر پناہ لی۔ اودھ اس زمانے میں شمالی ہندوستان کا سب سے خوشحال اور پرامن علاقہ تھا وہاں اس زمانے میں نواب شجاع الدّولہ کی حکومت تھی۔ شجاع الدّولہ کے بعد جب آصف الدولہ تخت پر بیٹھے تو انہوں نے لکھنؤ کو اپنی راجدھانی بنایا۔ آصف الدّولہ شاعروں اور فنکاروں کے بڑے قدردان تھے۔ اور اسی کے ساتھ قدرت نے ان کو بڑا فیاض دل دیا تھا چنانچہ اس زمانے میں یہ کہاوت مشہور تھی کہ "جسے نہ دے مولا اسے دے آصف الدّولہ"۔ لکھنؤ میں امن و سکون تھا اور دولت کی فراوانی بھی۔ وہاں باہر سے حملہ کرنے والوں کا ڈر نہ تھا جس کی وجہ سے دلی والوں کی راتوں کی نیندیں اور دن کا سکون حرام تھا۔ یہاں کے حاکم منتظم اور ملکی اور سیاسی معاملات میں سمجھ دار تھے۔ اسی لیے کسی قسم کی اندرونی بدنظمی اور گڑبڑ بھی نہ تھی۔ بس پھر تو دہلی کے پناہ گزینوں کو لکھنؤ ہی میں سب سے زیادہ عافیت نظر آئی اور بہت لوگ مثلاً میر، سودا، مصحفی، انشا زمانے کے گرم و سرد سہتے ہوئے بالآخر لکھنؤ ہی پہنچے۔ اس کے علاوہ جس کے جہاں سینگ سمائے وہاں چلا گیا۔

اور جب بہادر شاہ ظفر کو جلاوطن کیے جانے کی تیاری تھی اور انگریزوں کے قدم ہندوستان میں مضبوط ہو رہے تھے۔ اس وقت غالب، مومن، ذوق آسمان شاعری پر چمک رہے تھے۔ کسی سے اگر یہ پوچھا جائے کہ وہ ادب کا سنہرا دور کون سا ہے تو وہ بے اختیار اسی زمانے کو کہے گا جو خواجہ میر درد کا ہے صرف دہلی میں اتنے شاعر، ادیب اور فنکار جمع ہو گئے تھے کہ زمانے نے لاکھ ترقی کی مگر اس درجے کے لوگ پھر نظر نہ آئے۔

وضع اصطلاحات

ادبیات کی تاریخ میں ایسی مثالیں بھی مل جاتی ہیں جب کوئی کتاب، صاحبِ کتاب سے زیادہ مشہور ہو جاتی ہے اور صاحبِ کتاب اپنے نام سے زیادہ اپنی تصنیف کے حوالے سے پہچانا جاتا ہے۔ مولوی وحید الدین سلیم پانی پتی کی اس کتاب نے بھی ان سے زیادہ شہرت پائی۔ اردو میں یہ اپنی نوع کی پہلی تصنیف ہے۔ اس میں مولوی وحید الدین سلیم نے علمی اصطلاحات وضع کرنے کے متعلق بنیادی مسائل اٹھائے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اردو میں اس طرح کی کوئی اور کتاب نہیں لکھی گئی۔ وحید الدین سلیم نے اپنی اس معرکہ آرا کتاب میں نہ صرف یہ کہ وضع اصطلاحات سے متعلق بنیادی اصول بیان کیے ہیں بلکہ لفظوں کے مادّوں، سابقوں اور لاحقوں کا ایک ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ جو زبان کے مسائل اور اس کے تفاعل پر کام کرنے والوں کے لیے ناگزیر بنیادی مواد کا درجہ رکھتا ہے۔ 1921 کے بعد یہ کتاب پھر کبھی نہیں چھپی۔ ترقی اردو بیورو کی اس کتاب کا متن 1921 کے ایڈیشن پر مبنی ہے۔

صفحات 310 قیمت 12.00

تاریخ ہندی فلسفہ

مصنف ۔۔۔۔۔ ایس۔این داس گپتا

صفحات ۔۔۔۔۔ 574

قیمت ۔۔۔۔۔ 30 روپے

اصول تناسخ

جب ویدک لوگوں نے مردے کو جلتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے فرض کیا کہ انسان کی
آنکھ سورج کے پاس چلی جاتی ہے سانس ہوا کے پاس قوت تقریر آگ کے پاس اور اس
کے اعضا مختلف حصص عالم کے پاس چلے جاتے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی یقین کیا جیسا ہم نے ابھی
بیان کیا کہ دوسرے عالموں میں اچھے اور بُرے اعمال کا بدلہ ملتا ہے۔ اگرچہ ہم ایسی باتیں پاتے ہیں
کہ انسانی روح درختوں میں جاری ہے۔ اس وقت تناسخ کے متعلق میلان بہت ہی کم ترقی یافتہ
تھا۔ بہرحال اپنشدوں میں تناسخ کی طرف واضح ترقی دو ممیز مدارج میں ہوئی ہے۔ ایک تو دوسرے
عالم میں انعام پانے کا ویدک تصور اصول تناسخ سے متحد ہوتا ہے۔ دوسرے اصول تناسخ خود
آڑے آکر دوسرے عالم کے بدلے کے تصور کو مغلوب کر دیتا ہے پس کہا گیا ہے کہ جنہوں نے
خیرات کے یا عام جمہور کے فائدے کے کام کئے ہیں مثلاً کنواں کھدوانا وغیرہ تو وہ مرنے کے بعد
اپنے آباؤ اجداد (پتری یان) کی راہ اختیار کرتے ہیں جس میں یہ ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد روح پہلے دھوئیں
میں داخل ہوتی ہے پھر اندھیری راتوں سے گذرتی ہوئی چاند تک جا پہنچتی ہے اور جب تک
اس کے نیک کام باقی رہتے ہیں وہاں مقیم رہتی ہے پھر اس کے بعد ایتھر، ہوا، دھواں، کُہر، بادل،
بارش نباتات، غذا اور تخم سے ہوتی ہوئی انسان کی غذا کی مطابقت سے رحم مادر میں داخل ہوتی ہے
اور پھر پیدا ہو جاتی ہے یہاں ہم یہ کہتے ہیں کہ روح نہ صرف عالم قمر میں قیام کرتی ہے بلکہ دوبارہ اس
عالم میں پیدا کر دی گئی ہے۔

دوسرا راستہ (دیویان) دیوتاؤں کا ہے۔ یہ ان لوگوں کے لیے مخصوص ہے جو اعتقاد اور ریاضت

(تپ) کی تربیت پائے ہوئے ہوں یہ روحیں موت کے وقت مختلف مدارج شعلہ، دن، ماہ کا روشن نصف، سال کا روشن نصف، چاند، آفتاب اور بجلی سے بالآخر برہم میں داخل ہوتی ہیں جہاں سے وہ کبھی واپس نہیں ہوتیں۔ ڈیوسن کہتا ہے "اس تمام مضمون کا مفہوم یہ ہے کہ روح دیوتاؤں کی راہ اختیار کرکے پُرنور طبقات میں پہنچ جاتی ہے جہاں جو کچھ روشن اور درخشاں ہے سب مرتکز ہے یہ تمام مقامات ٹھہرنے کی منزلوں کی مانند ہیں جو نور الانوار برہم تک پہنچ جاتے ہیں۔

دوسرا مسلک فکر یہ ہے جس میں براہِ راست اصول تناسخ کا حوالہ دیا گیا ہے جس کو دوسرے عالموں میں گزرنے کے ذریعہ اپنے اعمال کے نتائج پانے یا آباؤ اجداد اور دیوتاؤں کی راہ (یان) اختیار کرنے کے تصور سے کوئی تعلق نہیں ہے یاگیاولک کہتا ہے "جب روح کمزور ہو جاتی ہے (نمودی کمزوری بوجہ ضعف جسم جس کے ساتھ وہ متلازم ہے) اور گویا اس کو غش آجاتا ہے تو حواس کے ساتھ چلے جاتے ہیں یہ روح اپنے ساتھ لطیف اجزا لے جاتی ہے اور صرف دل میں جمع کرتی ہے پس جب آنکھیں پتھرا جاتی ہیں تو روح رنگ کو محسوس نہیں کر سکتی (حواس اس کے ساتھ متحد ہو جاتے ہیں) اور لوگ اس کے بارے میں کہتے ہیں۔ وہ نہیں دیکھتا (حواس) اس کے ساتھ متحد ہو جاتے ہیں وہ نہیں سونگھ سکتا تو حواس اس کے ساتھ متحد ہو جاتے ہیں۔ وہ نہیں چکھ سکتا حواس اس کے ساتھ متحد ہو جاتے ہیں وہ خیال نہیں کر سکتا حواس اس کے ساتھ متحد ہو جاتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں وہ جان نہیں سکتا اس کے دل کا سرا چمکتا ہے اور اس چمک سے اس کی روح نکل جاتی ہے جب وہ آنکھ سر یا کسی دوسرے عضو سے نکل جاتی ہے حیاتی وظیفہ (پران) اس کے ساتھ چلا جاتا ہے اور تمام حواس باہر نکل جانے میں حیاتی وظیفے (پران) کی پیروی کرتے ہیں روح اس طرح معین شعور کے ساتھ باہر آتی ہے۔ علم یعنی گذشتہ تجربے اور اعمال اس کے ساتھ ہوتے ہیں جس طرح ایک کیڑا گھاس کی پتی پر جانے کے لیے خود کو تول کر دوسری علیحدہ حرکت کرتا ہے۔ پس اسی طرح یہ ذات جسم کے فنا ہونے کے بعد جہالت کو دور کرتی ہوئی دوسری جداگانہ حرکت سے خود کو اکٹھا کرتی ہے جس طرح سنار سونے کا ٹکڑا لے کر اس کی ایک نئی اور خوبصورت شکل بناتا ہے پس اسی طرح یہ روح بھی جسم کو برباد کرتے ہوئے اور جہالت کو دور کرتے ہوئے پتر گندھرو دیوتا پرجاپتی، برہما یا اور کسی وجود کی نئی اور حسین صورت بناتی ہے جیسا عمل یا رویہ ہوتا ہے پس اسی طرح ہو جاتی ہے۔ اچھے کاموں سے اچھی برے کاموں سے بری نیک سے نیک بد سے بد۔

انسان خواہشات سے معمور ہے جیسی اس کی خواہش ہوتی ہے ویسا ہی وہ ارادہ کرتا

ایک بندیہ بھی ہے وہ وابستہ ہونے کے باعث ان کرموں کے ذریعہ فائدہ اٹھانا چاہتا ہے جس سے وابستہ تھا۔ یہاں کیے ہوئے کرموں کا پورا پھل اچھی طرح پانے کے بعد وہ پھر اس عالم میں کرم کرنے کے لیے واپس آجاتا ہے پس یہ حالت ہے ان کی جو خواہشات رکھتے ہیں اور وہ جو کوئی خواہش نہ رکھتا تھا اور جس نے تمام خواہشات سے خود کو آزاد کر لیا ہو وہ انہی خواہشات اور اپنی ذات میں مطمئن رہتا ہے۔ اس کے حواس واپس نہیں ہوتے وہ برھما ہو کر برہمیت حاصل کر لیتا ہے۔ اسی ایک بند میں ہے جب تمام خواہشات جو دل میں ہیں ترک ہو جاتی ہیں تو فانی غیر فانی ہو جاتا ہے اور اس جگہ برہما کو حاصل کر لیتا ہے (بہد ۴-۴-۷)

اس عبارت کا بغور مطالعہ ثابت کرتا ہے کہ ذات جبکہ اپنی موجودہ زندگی کے انجام پر پہنچ جاتی ہے تو جسم کو فنا کر دیتی ہے اور اپنی فعلیت سے ایک نئی اور عمدہ صورت بناتے وقت ذات اپنے اندر حواس اور قویٰ کو جمع کر لیتی ہے مرنے کے بعد اس کا علم ماضی یعنی اس کا کام اور تجربہ اس کے ساتھ ہوتا ہے موت کے وقت جسم کا مردہ ہونا اس لیے ہے کہ اس عالم میں یا دوسرے عالم میں ایک جدید جسم بنے پس ذات جو جدید پیدائش حاصل کرتی ہے اس کے متعلق خیال ہے کہ مختلف مقولات کا مجموعہ ہے پس کہا گیا ہے کہ وہ فہم حیاتی وظیفہ حس بصر حس شمع کا جوہر ہے اور وہ پانچ عناصر (جو اس کی ضروریات کے لحاظ سے جسم طبعی تیار کرتے ہیں) کا جوہر ہے۔ وہ خواہشات کا جوہر ہے اور متناع خواہشات کا جوہر ہے وہ غصے کا جوہر ہے اور غیظ و غضب نہ نہ کرنے کا جوہر ہے۔ آدھرم کا جوہر ہے اور اس (ظاہر) کا جوہر ہے اور اس (غائب) یا مخفی کا جوہر ہے۔ (. ۴-۵)

اس طرح وہ ذات جو دوبارہ پیدا ہوتی ہے نہ صرف اخلاقی و نفسیاتی میلانات کی وحدت ہے بلکہ ان تمام عناصر کی جن سے عالم مادری مرکب ہے اس کے تغیرات کا تمام عمل اس کی اس فطرت سے مستخرج ہوتا ہے اس لیے کہ جو خواہشات رکھتا ہے وہ ارادہ کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اس پر عمل کرتا ہے اور عمل کے لحاظ سے اس کو پھل ملتا ہے آغاز اصول کرم اور نتائج کی تمام منطق یہ ہے کہ اس کے نتائج خود اسی کے اندر ہیں کیوں کہ ایک طرف تو وہ اخلاقی و نفسیاتی میلان کی وحدت رکھتا ہے اور دوسری طرف مادر عالم کے عناصر کی۔

ذات جو دوبارہ جنم لیتی ہے وہ مختلف نفسیاتی یا اخلاقی میلانات و عناصر مادری کا اتصال

ہوتی ہے اور اپنے اندر تمام تغیرات کا اصول رکھتی ہے ان سب کی جز ذات کی خواہش اور ارادہ عمل کے ذریعہ ان کا مابعدی ثمرہے جب ذات کی خواہش جاری رہتی ہے تو وہ عمل کرتی ہے اور اس کا پھل پاتی ہے اور پھر اس عالم میں اعمال کے انجام کے لیے آتی ہے۔ بالعلوم اس عالم کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ کرم کی انجام دہی کا میدان ہے اور دوسرے عام وہ مقامات ہیں جہاں کرم کے پھل ان لوگوں کو ملیں گے جو بطور آسمانی مخلوق کے پیدا ہوں گے۔ لیکن اپنشدوں میں اس امر پر زور نہیں دیا گیا ہے نظریہ پتریان دراصل ترک نہیں کیا گیا ہے بلکہ وہ دوبارہ جنم کی بڑی اسکیم میں شامل کر دیا گیا ہے جو دوسرے عالموں میں ہو یا اس عالم میں ان تمام دوبارہ پیدائشوں (جنموں) کا راستہ خود ذات اپنی خواہشات سے متاثر کرتی ہے اگر وہ نہ خواہش کرے تو نہ پیدا ہو اور لازوال ہو جائے۔ اس اصول کی اہم صورت یہ ہے کہ خواہشات کو دوبارہ جنم کا سبب قرار دیا ہے نہ کہ کرم کو، کرم تو خواہشات اور دوبارہ جنم کی درمیانی کڑی ہے۔ اس لیے کہ کہا گیا ہے کہ جو کچھ انسان خواہش کرتا ہے وہ ارادہ کرتا ہے اور جو کچھ وہ ارادہ کرتا ہے اس پر عمل کرتا ہے۔

اسی طرح دوسرے مقام پر کہا گیا ہے "وہ جو جان بوجھ کر خواہش کرتا ہے وہ اپنی خواہشات کے ساتھ اس مقام پر پیدا ہوگا لیکن وہ جس کی خواہشات تکمیل پا چکی ہوں اور جس نے خود کی ہو۔ اس کی تمام خواہشات یہاں غائب ہو جاتی ہیں۔ (منڈ ۳، ۲، ۲،) خواہشات کی تحقیق یہ فنا ذات کے حقیقی علم سے حاصل ہوتی ہے۔ جو اپنی ذات کو یہ جانتا ہے کہ میں ذات ہوں تو وہ کس خواہش اور کس تمنا میں جسم کو تکلیف دے گا اگر ہم اس عالم میں رہ کر اس سے واقف ہوں تو ٹھیک ہے ورنہ کس قدر تباہی ہے۔ (بدھ ۴-۴-۱۲ اور ۴،) گذشتہ زمانوں میں عقلمند لوگ اولاد کی تمنا نہیں کرتے تھے ہم بیٹوں کو لے کر کیا کریں گے کہ خود ہماری یہ ذات عالم ہے! (بدھ ۴-۴-۲۲)

کرم کے اصول کے پیچیدگیاں جو ہم متاخر یا جدید ہند و فکر میں پاتے ہیں۔ اپنشدون میں نہیں مل سکتی ہیں۔ تمام اصول اسکیم (کام) پر مبنی ہے اور کرم فقط خواہش (کام) اور انسان کی خواہش کی ہوئی اور ارادہ کی ہوئی حقیقی اثرات کی درمیانی کڑی ہے۔

اس سلسلے میں یہ بتانا دلچسپ ہے کہ اس تصور کے تواتر سے کہ خواہشات دوبارہ جنم کا باعث ہیں۔ ہم ہند اپنشدوں میں دیکھتے ہیں کہ عورت کے رحم میں نطفہ ٹھہرنا خواہشات کے

نتیجے کے طور پر ہے اور خیال کیا گیا ہے کہ یہ انسان کی پہلی پیدائش ہے اولاد کی پیدائش۔
اس کی دوسری پیدائش ہے اور موت کے بعد کہیں جنم لینا تیسری پیدائش ہے پس
کہا گیا ہے کہ یہ انسان ہے جس میں پہلے جنین آتا ہے جو نطفے کے سوائے کچھ نہیں اور جو جسم
کے تمام اعضا کے جوہر کے طور پر نکلا ہو اور جو خود اپنے میں رہتا ہو جب یہ عورت میں منتقل
ہو جائے تو یہ اس کی پہلی پیدائش ہے یہ جنین ہر عورت کی ذات کا حصہ ہو جاتا ہے اور اس
کے جسم کے دوسرے حصّوں کی طرح ہو کر اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ عورت اس کی
حفاظت کرتی ہے اور اپنے اندر اس کو بڑھنے دیتی ہے۔ جس طرح وہ جنین کی حفاظت کرتی
ہے اسی طرح اس کی حفاظت ہونی چاہیے یہ تو عورت ہے جو (پیدائش سے پہلے) جنین کو
حمل میں رکھتی ہے لیکن جب پیدا ہو جائے تو بیٹے کی خبر گیری ہمیشہ باپ کرتا ہے گویا کہ وہ
اپنی خود خبر گیری کر رہا ہے۔ اس لیے کہ بیٹوں کی خبر گیری سے لوگوں کی ہستی کا تسلسل قایم
رہ سکتا ہے یہ گویا دوسری پیدائش ہے۔ وہ اپنی ذات کا قایم مقام بناتا ہے کہ اس کے
نیک کاموں کو انجام دے گا۔ اس کی دوسری ذات خود کو تحقیق کرنے کے بعد اپنی عمر کو
پہنچ کر چلی جاتی ہے اور جب مرنے کے بعد پھر پیدا ہوتا ہے تو یہ اس کی تیسری پیدائش ہے۔
(فقرہ ۲-۱-۴) اپنشدوں میں جنسی خواہش یا بیٹے کی خواہش پر کوئی اصرار نہیں کیا گیا کیونکہ بحیثیت
خواہش کام کے بیٹے کی خواہش ایسی ہی ہے جیسے کہ کسی اور مادی چیز کی۔ پس جنسی خواہشات
کی دوسری خواہشوں کے مساوی ہیں۔

نسل اور نسلی امتیازات

مصنف .... ڈاکٹر محمد عبدالقادر حمادی

صفحات 100

قیمت .... 50 / 8 روپے

نسل ان چند اصطلاحوں میں سے ایک ہے جسے مختلف موقعوں پر جدا جدا معنوں
ں استعمال کیا جاتا رہا ہے جس کی وجہ سے اس تصور کے واضح معنی مدتوں تک متعین
ہیں ہو سکے اور نسل کی اصطلاح بارہا مغالطوں اور غلط فہمیو کا سبب بنی مثال
کے طور پر آج سے پچیس برس پہلے بھی عام کتابوں میں پٹھان نسل ، آریہ نسل ، عربی نسل،
ہودی نسل ، افریقی نسل ، جاپانی نسل وغیرہ کی اصطلاحات استعمال کی جاتی تھیں
الانکہ غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے سائنسی معنوں میں کوئی بھی نسل،
ہیں ہے بلکہ یہ تمام لسانی ، مذہبی اور علاقائی گروہ ہیں جن کے لیے نسل کا استعمال
زادانہ طور سے کیا جاتا تھا جرمن نسل دراصل نسل نہیں ہے بلکہ ایک ایسا لسانی
لاقائی گروہ ہے جس کی زبان جرمن ہے اس طرح یہودی نسل ، نسل نہیں ہے بلکہ مذہبی
روہ ہے جو اپنے مذہب کی بنا پر ایک علاحدہ وحدت رکھتا ہے اسی طرح منگولوں
یرانیوں اور ترکوں کی نسلوں میں تقسیم ایک محض اصطلاحی مغالطے سے زیادہ کوئی
ہمیت نہیں رکھتی کیونکہ حقیقی معنوں میں یہ تمام علاقائی اور تمدنی اکائیاں ہیں جن کا
علق ایک ہی نسل سے ہے غرض کہ نسل کی اصطلاح کا استعمال بہت آزادانہ طور سے
یا جاتا رہا ہے اور اس کے نتیجہ کے طور پر بے شمار غلط فہمیاں پیدا ہوئیں لفظ کا
لط استعمال محض ایک ادبی سہو نہیں تھا بلکہ اس کی وجہ سے دور رس عصبیت اور
کشیدگی پیدا ہوئی جس کے اثرات دوسری جنگ عظیم تک باقی رہے ، جبکہ ہٹلر
نے جرمنوں کے بارے میں " ماسٹر ریس " کا نعرہ بلند کیا اور پوری دنیا کو آگ

کی پیٹ میں بھونک دیا حالانکہ جرمنی قوم کوئی علاحدہ نسل نہیں ہے۔

یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ جہاں تک سماجی تصورات کا تعلق ہے ان کے بارے میں جب بھی توضیح اور تشریح میں دانستہ یا غیر دانستہ طور سے غلطی کی گئی ہے اس کے اثرات بہت ہی دوررس اور بھیانک رہے ہیں انسان ایک باشعور حیوان ہے لیکن شعور ایک محدود روشنی ہے جو فرد یا سماج کو کسی مخصوص زمانہ میں حاصل ہوتی ہے اور افراد کا برتاؤ اسی روشنی کی رہنمائی کا تابع ہوتا ہے اگر شعور سے تفہیم وادراک کی غلطیاں سرزد ہوجائیں تو اس کے راست اثرات اجتماعی سلوک اور برتاؤ پر پڑتے ہیں اسی لیے سماجی تصورات اور اصطلاحات کو غیر معمولی اہمیت دی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر مذہبی تنگ نظری یا وسعت نگاہ نے انسانی شعور کو محدود یا غیر محدود اقدامات کی طرف مائل کیا جب انسان نے یہ سمجھا کہ تقدیر ہی سب کچھ ہے تو اس کے نتیجہ میں خوف اور جمود کے اثرات نظر آنے لگے اور جب اس نے یہ سمجھا کہ وہ ساری کائنات کو مسخر کر سکتا ہے تو ایجاد اور اختراع کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوگیا کبھی انسانی مساوات کا بول بالا ہوا تو کبھی انسانی گروہوں کو طبقات اور ذاتوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ بنی نوع انسان کی یہ تقسیم اور درجہ بندی ، اوہام اور خیالات کی تنگ نظری یا وسعت کا نتیجہ رہی ہے لیکن یہی فکری قلابازیاں اس کی اجتماعی زندگی کو بناتی اور بگاڑتی رہی ہیں گویا سماجی تصورات محض الفاظ کا کھیل نہیں بلکہ یہ انسانی موقف کی فیصلہ کن تشکیل کا باعث بنتے ہیں اس لیے الفاظ کے استعمال کو بہت زیادہ اہمیت دی جانی چاہیے۔

چنگیز اور ہلاکو نے جب ایران اور بغداد کو تخت و تاراج کیا تو سیع پسندی کے ان عزائم کے ساتھ ساتھ نسلی برتری کا مغالطہ بھی کارفرما تھا۔ دجلہ اور فرات کے سواروں نے آج سے پانچ ہزار برس پہلے دریائے نیل کے کناروں کو روند ڈالا اس وقت بھی ان کا یہی خیال تھا کہ وہ مصریوں سے برتر قوم ہیں آریائی گروہوں نے ہندوستانی اقوام اور قبائل کو اپنا زیر نگین کر لیا اور اپنی برتری کو برقرار رکھنے کے لیے مقامی باشندوں کو ادنا ذاتوں میں ہزارہا سال کے لیے مقید کر دیا۔ مغل، ترک اور ایرانی اپنے کو ایک دوسرے سے ہمیشہ برتر سمجھتے رہے اس احساس برتری

سے مظاہرے سیکڑوں برس تک جنگ کے میدانوں میں بھی ہوتے رہے اور درباری محفلوں میں بھی رومیوں نے سارے یورپ پر اپنا سکہ جمایا۔ سسرو نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ " اپنے غلام بھی انگلستان سے نہ حاصل کرو کیوں کہ انگریز اس قابل بھی نہیں کہ وہ غلام بن سکیں " حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ تمدنی نشیب و فراز اور سیاسی عروج و زوال کے ان واقعات اور حادثات کا نسلی برتری یا کمتری کے تصورات سے کوئی علاقہ نہ تھا عربی اور عجمی کی جگہ نسلی مغالطہ کی ایک تاریخی مثال ہے اور باوجود اس کے کہ پیغمبر اسلام نے اس مغالطہ کی زبردست تردید کی۔ اہم ہم جانتے ہیں کہ آج بھی امتیاز کا یہ تصور بعض عربوں کے ذہنوں میں موجود ہے۔ یہ ایک سماجیاتی حقیقت ہے کہ ایسے تصورات جن سے انفرادی یا اجتماعی انا، کو تقویت ملتی ہے انہیں انسان ترک کرنے کے لیے بالکل تیار نہیں ہوتا نسل کا تصور انانیت کے فروغ میں ہمیشہ کارگر ثابت ہوا ہے۔ اس لیے آج بھی یہ لوگ جاننے کے باوجود کہ نسلی امتیاز کا تصور مغالطہ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا اسے چھوڑنے کے لیے تیار نہیں اس تصور نے تاریخ کے مختلف ادوار میں ڈرامائی رول انجام دیا ہے مثال کے طور پر یونانیوں نے انسانی معاشرہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا تھا پہلا " مہذب " جس کا دائرہ یونانیوں تک محدود تھا اور دوسرے حصے کے تحت تمام اقوام کو وہ وحشی اور بربر سمجھتے تھے یہ مغالطہ تقریباً تمام فاتح اقوام کے ساتھ تھا دلچسپ بات تو یہ ہے کہ آج بھی مغربی اقوام کے ذہنوں میں نسلی برتری کا تصور موجود ہے گو کہ اپنی خود کی سائنسی تحقیقات کی شرمندگی اور سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر وہ اپنے اس احساس برتری کا علی الاعلان اظہار کرنے سے گریز کرتے ہیں ان تمام مغالطوں کی وجہ دراصل یہ ہے کہ نسل کا تصور مختلف تمدنی اور سیاسی گتھیوں میں الجھا ہوا ہے اس لیے یہ ضروری ہے کہ اس اصطلاح کے سائنسی تصور کو اس کے مغالطوں سے الگ کیا جائے۔

ماہرین انسانیت نے نوع انسانی کے ارتقا کی تاریخ پر گرانقدر تحقیقات کی ہیں خصوصاً جسمانی انسانیت کی تحقیقات سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ تمام نوع انسانی کی اصل ایک ہے اور ذہنی اور دیگر صلاحیتوں کے اعتبار سے انسانی

روہوں میں امتیازات نہیں ہیں البتہ آب و ہوا جغرافیائی حالات اور علاقائی
نمو و نما کی وجہ سے انسان کی جسمانی خصوصیات میں خارجی فرق ضرور نظر آتے
ں مثلاً یورپی اقوام کا رنگ گورا ہوتا ہے ۔ افریقی اقوام کا کالا اور ایشیائی
فراد کا گندمی یا زردی مائل ان تین بڑی گروہی تقسیموں کے علاوہ اور بھی
بے شمار ضمنی تفریقات ملتی ہیں لیکن ان سے قطع نظر انسانی گروہوں میں
برتری یا کمتری کے دوسرے امتیازات کا کوئی وجود نہیں ہے اس لیے
، نوع انسان کو نسلی گروہوں میں صرف اور صرف جسمانی خصوصیات کی بنا پر
سیم کیا جاتا ہے یہ بات پوری طرح ذہن نشین رہنی چاہیے کہ نسل کا تصور ایک
ا تیاتی تصور ہے جس کا راست تعلق جسمانی اور علاقائی ارتقاء سے ہے اور جس کو
ہنی اور تمدنی نشیب و فراز سے کوئی تعلق نہیں۔

بیورو کی کتابوں پر چند تبصرے

[illegible]

مصنف — ریاض شاکر خاں

صفحات — ۲۶۲ (ڈمائی)

قیمت — ۱۴/روپے

ہندستان کے عہدِ وسطیٰ اور برطانوی عہد میں چند صدی تک اردو زبان سرکاری اور رابطہ کی زبان رہی۔

انگریزوں نے بھی اردو زبان کی اہمیت کو محسوس کرلیا اور فورٹ ولیم کالج کلکتہ اور فورٹ سینٹ جارج کالج مدراس سے بہت سی اردو کتابیں شائع ہوتی رہیں۔ آزادی کے بعد لسانی بنیادوں پر آزاد ہند کی پھر سے تقسیم عمل میں آئی اور لسانی مزاج کی کیفیت پیدا ہونے لگی۔

اردو زبان کی ترویج و اشاعت کے لیے حکومت ہند کی مرکزی وزارتِ تعلیم و ثقافت کے تحت ترقی اردو بیورو کے ذریعہ مختلف پروگراموں اور منصوبوں کو عملی شکل دی جارہی ہے اور مختلف جدید علوم و فنون پر مختلف کتابیں مختلف ماہرینِ فن سے لکھوائی جارہی ہیں۔ تاکہ ہندستان ہمہ جہتی ترقی کرے۔ اس منصوبے کے تحت حکومت ہند کا ترقی اردو بیورو اب تک متعدد کتابیں شائع کرچکا ہے اور بہت سی کتابیں طبع ہورہی ہیں جن سے ایک طرف اردو نصابی ضرورتوں کو پورا کیا جارہا ہے۔ تو دوسری طرف تعلیم یافتہ اصحاب بھی جو اسکول یا کالج چھوڑ چکے ہیں، اس سے استفادہ

کر سکتے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ ترقی اردو بیورو کی کتابیں ایک طرف جاذب توجہ اور معلومات آفریں ہوتی ہیں تو دوسری طرف قیمت بھی نسبتاً کم رکھی جاتی ہے اور حکومتِ ہند رعایتی خرچ پر کاغذ بھی فراہم کرتی ہے نتیجہ یہ ہے کہ اشاعت تعلیم کے ساتھ ان کتابوں کی مقبولیت میں اضافہ ہو رہا ہے۔

معاشیات کا مقصد انسانی فلاح و بہبود ہے تاکہ انسان خوشحال زندگی بسر کر سکے۔ اس میں پیدائش دولت، تقسیم دولت، تبادلہ دولت اور صرف دولت سے بحث ہوتی ہے اور آخر میں حکومت کی آمدنی و خرچ سے بھی بحث کی جاتی ہے۔ اب تو روزگار کے علاوہ بے روزگاری کے مسائل سے بھی معاشیات میں بحث ہوتی ہے۔

ضروریات زندگی میں انسان کے لیے غذا، لباس اور مکان بھی ضروری ہے۔

اور مکانوں کے سلسلہ میں ٹاون پلاننگ سے بھی بحث ہوتی اور تعلیم و تربیت اور ہنرمندی کے تعلق سے بھی نصاب تعلیم میں علم معاشیات کی بڑی اہمیت حاصل ہے اور روز بروز اس کی اہمیت میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر یہ دلچسپ کتاب لکھی گئی ہے کہ اساتذہ طلبا کو معاشیات کیسے پڑھائیں ؟"

یہ کتاب بارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ ابتدائی ابواب میں معاشیات کی تعریف، اس کی اہمیت، اس کے مقاصد دیگر علوم سے علم معاشیات کے باہمی ربط، معاشیات کے نصاب اور معاشیات پڑھانے کے طریقے وغیرہ بیان کیے گئے ہیں۔

نواں باب "معاشیات کا استاد ہے" اس میں معاشی تعلیم میں استاد کے رول اور معاشیات کے استاد کی صفات سے بحث کی گئی ہے اس کے علاوہ اس کتاب میں تدریسی ساز و سامان سے بھی بحث کی گئی ہے کہ معاشیات کی کتابوں کے علاوہ کس تدریسی ساز و سامان کی ضرورت ہے۔

آخری باب میں سلسلہ آبادی پر بحث کی گئی ہے۔

کوئی شخص اس وقت تک اچھا شہری نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ کسی حد تک علم معاشیات سے واقف نہ ہو۔

انسان کی خوشحالی اور بدحالی سے معاشیات کا راست تعلق ہے دو اشخاص کو مساوی آمدنی ہوتی ہے لیکن جس نے معاشیات پڑھی ہے امن و چین سے خوشحال زندگی بسر کرتا ہے۔ اور دوسرا جو معاشیات سے واقف نہیں ہے بے ڈھنگے طریقہ سے دولت خرچ کر کے یا آبائی دولت کو اڑا کر

مفلوک الحال بن جاتا ہے اور عمر بھر پریشان حال رہتا ہے۔

ہندستان کی اکثریت غربت کا شکار ہے محض غریبی ہٹاؤ "بجتے جوان جیتے کسان" کے دلفریب سیاسی نعروں سے معاشی خوشحالی نہیں آسکتی۔ اس کے لیے سخت محنت تربیت اور تنظیم کی ضرورت ہے۔

تبصرہ نگار ڈاکٹر محمد افضل اقبال
(اورینٹل گریجویٹ حیدرآباد)

برقی توانائی

مصنف — انجم اقبال

ناشر — ترقی اردو بیورو۔ نئی دہلی

صفحات ۲۲۵ — قیمت ۱۲/ روپے
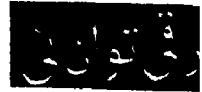
یہ کتاب ادارہ موصوف کی حالیہ پیش کش ہے جو برقی توانائی کے خاص موضوع پر عام توانائی کے مآخذ اور ذرائع کی روشنی میں سیر حاصل بحث کرتی ہے۔ مطالعے کا پس منظر اور پیش منظر فوسیل ایندھن سے لے کر نیوکلیر توانائی کی عصری صورتِ حال اور آیندہ امکانات پر بسیط و محیط ہے۔

اگرچہ یہ کہیں نہیں ظاہر کیا گیا کہ یہ کتاب نصابی اعتبار سے کونسی کلاس تک کے طلبہ کے لیے ضروری ہے پھر بھی ایسا لگتا ہے کہ جہاں یہ بالواسطہ طور پر اردو زبان کی ترویج و ترقی کے مقصد کو پورا کرتی ہے وہاں اس میں برقی توانائی کے سائنسی موضوع پر خود اردو میں نصابی ضرورتیں مدّنظر رکھی گئیں ہیں۔

لہٰذا متوقع ہے کہ متعلقہ ادارے اس کتاب سے لازمی طور پر فائدہ اٹھائیں گے۔ کتاب کی چھپائی معیاری ہے اور قیمت مناسب و معقول ہے۔ تبصرہ نگار رام پرکاش راہی

(ہماری زبان ۲۲ ستمبر ۸۲ء)

...

(دوسرا اڈیشن)
سراج اورنگ آبادی

مرتب۔ — پروفیسر عبدالقادر سروری

قیمت۔ ۴۴/ روپے

صفحات ۷۴۲

خبرِ تحیرِ عشق سن، نہ جنوں رہا نہ پری رہی — نہ تو تو رہا نہ تو میں رہا، جو رہی سو بے خبری رہی

اردو کا یہ مشہور ترین شعر اس شاعر یعنی سراج اورنگ آبادی کا ہے، جو تقریباً دو سو سال پہلے اورنگ آباد میں پیدا ہوا تھا اور جس نے اردو شاعری کی شمع اس وقت روشن کی تھی، جب شمالی ہند میں فارسی کا بول بالا تھا اور اردو شاعری ابھی گھٹنوں کے بل چل رہی تھی، سراج اورنگ آبادی نے تقریباً ۱۱۶۹ھ میں اپنا ایک ضخیم کلیات مرتب کر لیا تھا۔

سراج ایک صوفی بزرگ تھے، ان کی صوفیانہ زندگی نے شاعرانہ شخصیت کو اپنے سائے میں لے لیا، اردو تذکروں میں ان کا ذکر ضرور ملتا ہے، لیکن ان کا کلام مخطوطات کی شکل میں بعض ذاتی لائبریریوں تک محدود تھا۔

پروفیسر عبدالقادر سروری نے سراج اورنگ آبادی کے کلیات کے پانچ مخطوطے تلاش کر کے ایک تنقیدی ایڈیشن تیار کیا جو ۱۹۴۰ء میں پہلی بار مطبوعہ کی شکل میں ہمارے سامنے آیا بہت جلد یہ اڈیشن نایاب ہو گیا۔ اگرچہ بیشتر یونیورسٹیوں کے نصاب میں سراج اورنگ آبادی شامل ہے، لیکن ان کا مطبوعہ کلیات چند لائبریریوں میں محفوظ تھا۔

ہم ترقی اردو بورڈ کے شکر گذار ہیں کہ اس نے پروفیسر عبدالقادر سروری کے مرتبہ کلیاتِ سراج کاری برنٹ آفسٹ کے ذریعہ اتنا خوبصورت شائع کیا۔

یہ کلیات بہت ضخیم ہے اور ۷۴۲ صفحات پر مشتمل ہے، لیکن ترقی اردو بورڈ نے اس کی قیمت صرف ۴۴ روپے رکھی ہے۔

(ہماری زبان۔ مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۸۳ء)

(دوسرا ایڈیشن)

حال ہی میں رشید حسن خاں صاحب کی "زبان اور قواعد" کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا ہے۔

۱۹۷۱ء میں جب اس کتاب کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا تھا۔ تو اس کی غیر معمولی پذیرائی ہوئی تھی۔ کیونکہ اپنے موضوع پر اردو کی ایک اہم کتاب تھی۔

زبان اور اس کے تمام الفاظ زندہ شے ہیں۔ ہر زندہ زبان دوسری زبانوں سے الفاظ مستعار لیتی ہے۔ ان الفاظ کو اپنی آوازوں کے سانچے میں ڈھالتی ہے۔ الفاظ کے معنی میں تبدیلی کرتی ہے۔ بعض اوقات ایک ہی معنی کے کئی الفاظ ہوتے ہیں۔ لیکن ان کا محل استعمال مختلف ہو جاتا ہے۔

اردو نے دنیا کی مختلف زبانوں مثلاً عربی، فارسی، ترکی، پرتگالی، انگریزی وغیرہ سے الفاظ مستعار لیے ہیں۔ رشید حسن خاں نے اس کتاب میں ان الفاظ سے بحث کی ہے جو عربی اور فارسی سے مستعار لیے گئے ہیں۔ ان الفاظ کے تلفظ کا مسئلہ بہت اہم ہے۔ بعض حضرات صرف اس تلفظ کو صحیح مانتے ہیں جو اردو میں تبدیلیوں کے زیر اثر وجود میں آیا ہے اور بعض حضرات صرف اس تلفظ کو درست مانتے ہیں جو متعلقہ الفاظ کا ان کی اپنی اصل زبانوں میں ہے۔ دونوں ہی رویے سخت گیری کی مثال ہیں اس سلسلے میں سائنٹفک نقطہ نظر کی سخت ضرورت ہے۔ کثرت استعمال سے بول چال کی نچلی سطح پر الفاظ کا تلفظ بدلتا ہے۔ پڑھا لکھا طبقہ تمام الفاظ کے تبدیل شدہ تلفظ کو عام ہونے سے روکنے کی کوشش کرتا ہے۔ کچھ الفاظ کے نئے تلفظ کو روکنے میں پڑھے لکھے طبقے کو کامیابی ہوئی ہے اور بعض میں ناکامی اس طرح کچھ الفاظ کا نیا تلفظ پڑھے لکھے طبقے میں بھی رائج ہو جاتا ہے اور وہ الفاظ اپنے تلفظ سے دور ہو جاتے ہیں۔

الفاظ کے تلفظ کے مسائل پر غور کرنے اور الفاظ کے تلفظ کا تعین کرنے کے لیے ایک طرف فارسی اور عربی زبانوں پر قدرت ہونا ضروری ہے اور دوسری طرف تلفظ کی تبدیلی کے قواعد کی بھرپور واقفیت اور سائنٹفک نقطہ نظر کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ہم ہر لفظ کے نئے تلفظ کو قبول نہیں کر سکتے۔ لیکن ہر لفظ کے تلفظ کو رد بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس ردّ و قبول کے لیے جن صلاحیتوں کی ضرورت ہے۔ وہ رشید حسن خاں صاحب میں پوری طرح ہیں۔ خاں صاحب برسوں سے الفاظ کے تلفظ بدلتے ہوئے معنی اور املا کے مسائل پر مضامین اور کتابیں لکھ رہے ہیں۔ یہ وہ موضوع ہے جس پر رشید حسن خاں صاحب کو پوری قدرت حاصل ہے جس کا اظہار زیر تبصرہ کتاب میں پوری طرح ہوا ہے۔

خاں صاحب نے الفاظ کے تعین کے سلسلے میں بہت بڑی تعداد میں نظم و نثر کی کتابوں، اردو اور فارسی لغتوں، رسالوں اور اساتذہ کے ذاتی خطوں وغیرہ کو برسوں کھنگالا ہے۔ اس کتاب میں اور بے شمار

کتاب کا پہلا مضمون ہے "صحت الفاظ" "قاموس الاغلاط" میں جن الفاظ پر بحث کی گئی ہے
میں سے کچھ الفاظ پر خاں صاحب نے بحث کی ہے۔خاں صاحب الفاظ اور ترکیبوں کی بحث
کس دقتِ نظر محنت اور دیدہ ریزی سے کام کیا ہے۔اس کا اندازہ اس طرح ہوتا ہے کہ ا
فارسی ترکیب جس پر خاں صاحب نے گفتگو کی ہے۔ از خود رفتہ ہے۔ اس کے بارے میں مؤ
قاموس الاغلاط نے کہا ہے کہ صحیح ترکیب "از خود رفتہ" ہے، خود رفتہ کہنا غلط ہے۔ اس تر
کے بارے میں "نور اللغات" "فرہنگ آصفیہ" اثر لکھنوی کے ایک مضمون "شوق نیموی کے
اصلاح میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس پر بحث کی گئی ہے اور پھر مثالیں دے کر بتایا ہے کہ ذوق،
رشک لکھنوی، صبا لکھنوی، امانت لکھنوی، راز لکھنوی، شوق لکھنوی، شاد عظیم آبادی، امیر
بیخود دہلوی، جوش ملیح آبادی، اور جذبی نے اشعار میں اس ترکیب کو "از خود رفتہ" نہیں خود
استعمال کیا ہے۔ اس مضمون میں تمام الفاظ کی بحث میں خاں صاحب کا یہی رویہ رہا ہے۔
"مشترک الالفاظ" کے عنوان سے جو مقالہ لکھا گیا ہے۔ اس میں ان الفاظ کی تذکیر و
کا تعین کیا گیا ہے۔ جن پر اہل اردو کا اختلاف رہا ہے۔ یہاں پر بھی ہر لفظ کے بارے میں
بڑی تعداد میں حوالے اور مثالیں دی گئی ہیں۔" ترکیب مہنّد کے عنوان سے مقالہ لکھا گ
بیشتر حضرات اردو میں عربی فارسی الفاظ کو غیر عربی و فارسی الفاظ کے ساتھ فارسی قاعد
مطابق ترکیب دینے کو غلط سمجھتے ہیں۔ خاں صاحب نے اس مسئلے پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔
تین حصّوں میں ہے۔ پہلے حصّے میں مہنّد اور ترکیب مہنّد کے معانی و مفہوم پر گفتگو
ہے۔ دوسرے حصّے میں فارسی اور اردو میں ایسے مرکبات کے متعلقہ مسائل زیر
آئے ہیں۔ تیسرے حصّے میں رشید صاحب نے مہنّد ترکیبوں کے لیے ضروری قاعد
بیان کیے ہیں۔

"مختارات امیر مینائی" کے تحت ان الفاظ کے تلفظ سے بحث کی گئی ہے جو
امیر مینائی نے اپنے خطوں میں اظہار خیال کیا تھا۔

تبصرہ نگار۔ ڈاکٹر خلیق انجم

(ہماری زبان۔ ۲۲۔ مارچ ۱۹۸۴ء)

ایک تراشہ

زیر مطالعہ

ترقی اردو بورڈ نے اپنے اشاعتی پروگرام کے ذریعہ اردو دانوں کی ایک بڑی ضرورت کی تکمیل کی ہے ان دنوں اردو اکیڈمیوں کی امداد اور خود ان کے اپنے اشاعتی پروگرام کے ذریعہ کتابوں کی بڑی تعداد سامنے آرہی ہے۔ خصوصاً اتر پردیش اردو اکیڈمی کا کام اس سلسلے میں اہمیت رکھتا ہے اور دیگر کئی ریاستی اردو اکیڈمیوں کے لیے لائق تقلید ہے۔ ترقی اردو بورڈ نے بھی جس انداز میں، اپنے اشاعتی پروگرام کو آگے بڑھایا ہے۔ اس کے باعث خاص طور پر کلاسیکی، نایاب اور کمیاب کتب آسانی سے دستیاب ہو رہی ہیں۔ اس وقت اس سلسلہ میں دو کتابیں میرے زیر مطالعہ ہیں۔ "زندگانی بے نظیر" اور "کلیات ذوق" سید محمد عبدالغفور شہباز کی تالیف کردہ نظیر اکبر آبادی کی سوانح عمری "زندگانی بے نظیر" نظیر پر اہم ترین اور مستند کتاب کی حیثیت رکھتی ہے اور عرصہ سے یہ نایاب تھی۔ نظیر پر چند، کتابیں شائع ہو چکی ہیں ور اچھی بھی ہیں۔ لیکن زندگانی بے نظیر" کی ضرورت اور محسوس ہو رہی تھی اس لیے نہیں کہ اس میں نظیر کے بارے میں حالات وواقعات زیادہ مستند ہیں، تفصیل ور وضاحت سے بلکہ اس لیے بھی کہ اس میں نظیر کے کلام پر تنقیدی نگاہ بھی ملتی ہے۔ ان کی بیشتر منظومات کے پس منظر سے آگاہی ہوتی ہے اور بہت ہے سید محمد حسین نے "زندگانی بے نظیر" کو مرتب کرتے ہوتے خاصی حتیاط اور محنت سے کام لیا ہے۔ جا بجا حاشیوں کے ذریعہ وضاحت ردی گئی ہے۔

کلیات ذوق کی اشاعت بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ غالب کی ہمیت سے کون انکار کرے گا۔ ان کا شاعرانہ مزاج، ان کا فلسفہ، ان ا نکتہ دانی، ان کے مسائل تصوف۔ غرض غالب کا مقام بلاشبہ ارفع ہے۔

کن اردو تنقید نے غالب پرستی میں ذوق سے ناانصافی کی ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جاتا
ا ہے۔ ذوق غالب نہیں لیکن ذوق کی شاعرانہ مرتبت بھی اپنی جگہ ہے ذوق کو ان کا حق
یا جانا چاہیے۔ ڈاکٹر تنویر احمد علوی ذوق پر اپنے تحقیقی اور تنقیدی کام کے باعث نامور
یں۔ کلیاتِ ذوق کی ترتیب میں ان کی دلچسپی اور عرق ریزی کا اندازہ ہوتا ہے۔ غزلوں
ی فراہمی میں تگ ودو اور متن کی تصحیح میں جو دشواریاں پیش آئی ہوں گی اس کا قیاس
یا جا سکتا ہے اور سب سے اہم "کلیاتِ ذوق" کا مقدمہ، ذوق اور کلامِ ذوق پر اپنی
وعیت کی یہ ایک عمدہ تحریر ہے ذوق شناسی کے سلسلے میں اس سے کافی مدد ملے گی۔
وبصورت کتابت، طباعت اور کاغذ کے باوصف کم قیمت کی وجہ سے یقیناً یہ اور ایسی
تب زیادہ سے زیادہ تر رسائی حاصل کریں گی اور ترقی اردو بورڈ کا ایک مقصد بھی
ورا ہوگا۔

(منصف حیدرآباد ۲۵- مارچ ۱۹۸۴ء)

اترپردیش کے لوک گیت

مصنف۔ اظہر علی فاروقی۔ صفحات ۲۳۲۔ قیمت ۲۹/۲۵ روپے

لوک فنون لطیفہ پر اردو میں بہت کم کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اترپردیش کے لوک گیت اردو ادب میں ایک حد تک اس کمی کو پورا کرتی ہے جو موضوع ہے اترپردیش کے مختلف علاقوں میں مروج لوک گیتوں کو بڑی محنت اور ایمانداری سے جمع کیا گیا ہے۔ ان لوک گیتوں کے ذریعہ اس خطہ کی معاشرتی، سماجی اور معاشی زندگی کی جھلکیاں بھی پیش کی گئی ہیں۔ اس طرح یہ کتاب ایک تہذیبی تاریخی دستاویز ہے جو معلوماتی ہونے کے ساتھ دلچسپ بھی ہے۔ اترپردیش کی تہذیبی اور سماجی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے یہ ایک دستاویز کا درجہ رکھتی ہے۔

بیورو کی وضع کردہ اصطلاحات کے نمونے

ادبی اصطلاحات

حیوانیات

Naive and sentimental, Naiv and sentimentalisch

Schiller نے یہ فرق بتایا ہے۔ اس کا خیال تھا کہ یونانی مصنفین، Shakespeare اور Goethe فطرت سے ہم آہنگ تھے اور اس لیے ان کا ادب Naive تخلیق ہے۔ بخلاف اس کے خود اس نے جو لکھا ہے وہ (Sentimental) پُر از جذبات ہے۔

Narcissism

نرگسیت۔ خود پرستی، عشق ذات۔ وہ نفسی کیفیت جس میں انسانی ذہن ذات کو کامل سمجھتا ہے اور اسی میں محو رہتا ہے۔

Narration

صحیح یا فرضی واقعات کا بیان۔

Narrative verse

بیانیہ شاعری۔ بیانیہ نظم۔

Narrator

مصنف خود بیان کرنے والا ہو سکتا ہے، کوئی دوسرا شخص بیان کرنے والا ہو سکتا ہے۔ مصنف فرضی کردار کے ذریعہ بیان کر سکتا ہے۔ بیان مکالمے کی صورت میں ہو سکتا ہے اور بیان کرنے والے دو یا زیادہ ہو سکتے ہیں۔

Naturalism

فطرت پرستی (ادب یا آرٹ میں)۔ شدید قسم کی حقیقت طرازی (realism)

Emile Zola اس طرز کا موجد ہے۔ اس نے اپنے مقالے Le Roman Experimental میں لکھا ہے کہ ناول نگار کو سائنٹسٹ جیسا ہونا چاہیے، اپنے موضوع کو بے لاگ تفصیل سے دیکھنا چاہیے اور اسی بے لاگ، کامل تفصیل سے بیان کرنا چاہیے۔ Hardy نے اس نظریے پر تنقید کی ہے وہ کہتا ہے:

جدید اسکول کے ناول زندگی اور صرف زندگی پر زور دیتے ہیں۔ وہ زندگی کی ایک سادہ قاش چاہتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ قصہ کہنے کے لائق ہونا چاہیے۔ زندگی کا بہت بڑا حصہ اس لائق نہیں ہے۔ ہمیں قارئین کے وقت کو ان چیزوں سے برباد نہ کرنا چاہیے جو انہیں ہر جگہ مل سکتی ہے۔

Nature

فطرت۔ نیچر۔ Wordsworth نے نئے تجربے پیش کیے جن میں فطرت نقطۂ آغاز ہے۔ اس سے پہلے انگریزی شعرائے فطرت کو لاطینی اور یونانی شعراء کی نظروں سے دیکھا کرتے تھے۔ Pope کا قول تھا کہ کلاسیکی قوانین گویا منظم فطرت ہیں۔ ان دو اقتباسات سے نقطۂ نظر کا فرق ظاہر ہوگا۔ یہ Pope ہے۔

All Nature is but Art, unknown to thee;
All chance, Direction, which thou canst not see;
All Discord, Harmony not understood;
All partial Evil, universal Good;
And spite of Pride, in erring Reason's spite.
One truth is clear, whatever is, is Right.

اور یہ Wordsworth ہے:

For I have learned
To look on nature, not as in the hour
Of thoughtless youth; but hearing oftentimes
The still, sad music of humanity,
Nor harsh, nor grating, though of ample power
To chasten and subdue. And I have felt
A presence that disturbs me with the joy
Of elevated thoughts; a sense sublime
Of Something far more deeply interfused,
Whose dwelling is the light of setting suns,
And the round ocean and the living air,
And the blue sky, and in the mind of man;
A motion and a spirit, that impels
All thinking things, all objects of all thought,
And rolls through all things.

Near Rhyme دیکھو **Rhyme**

انکار سے اثبات۔

'There live not three good men unhanged
in England, and one of them is fat and
Grows old.

Negativism

منفیت

Negative capability

منفی جوہر۔ یہ اصطلاح Keats نے اپنے ایک خط میں استعمال کی ہے۔ جو شخص تذبذب، اسرار، تشکیک کی حالت میں رہ سکتا ہے اور گھبرا کر واقعہ اور تعقل کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا وہ منفی جوہر رکھتا ہے۔

Nemesis

انتقام کی دیوی۔ انتقامی عدل

Neo-classic (classicism)

نو کلاسیکی۔ یونانی اور لاطینی مصنفین کے اسلوب اور نقطہ نظر کا احیا۔ انگریزی ادب میں اس کا اطلاق Dryden، Pope، Swift، Addison اور Dr.Johnson پر ہوتا ہے۔

Neologism

لفظ تراشی۔ دینیات میں نئے نقطہ نظر کو اپنانا۔

Neo Platonism

نو افلاطونیت۔ تیسری صدی میں ایک فلسفیانہ نظام جس میں یونانی فلسفے اور مشرقی تصورات کی آمیزش تھی۔

Neoteric

نئے طرز سے لکھنے یا غور و فکر کرنے والا۔ Mckeon نے لکھا ہے:
جانی ہوئی اور بھولی ہوئی چیزوں میں نئی اور انجان اور چیزوں کی تلاش کو

طرز لیتے ہیں۔

Nephelococcygia

ایک مثالی سلطنت - Aristophanes کے ڈرامے Birds میں ایک خیالی شہر جسے کوئل نے بادلوں سے بنایا تھا۔

Neurosis

عصبی اختلال - خللِ اعصاب

Neurotic

اعصابی مریض - خلل اعصاب کا مریض

Neutral style

غیر معین اسلوب جو نثر و نظم دونوں میں کام آسکتا ہے۔

New

نیاپن - اوریجنلٹی۔

New comedy

نئی کامیڈی - یونانی کامیڈی جو تیسری اور چوتھی صدی قبل مسیح میں رائج تھی۔ اس کے مشہور لکھنے والوں میں Menander، Philemon اور Dephilus تھے۔ یہ خالص Comedy of manners تھی

New criticism

نئی تنقید - عملی تنقید۔ اس کی ابتدا J.A.Richards کی Principles of Literary criticism اور Practical criticism سے ہوئی۔ یہ تحریک کیمبرج میں شروع ہوئی۔ اسے Cambridge School of Criticism بھی کہتے ہیں۔ اس طرزِ عمل کی وضاحت Leavis نے ان لفظوں سے کی ہے:

ایسی شاعری کی کوئی خاص قیمت نہیں جو ٹھوس نہ ہو۔ طریق کار کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صرف ایک ہی قابل قبول حل ہے یعنی ایسی طریق کار کی توسیع اور تصرف ہو جو انفرادی شعرا کی جانچ پرکھ میں استعمال ہوتی ہے۔ انفرادی شعراء سے بحث کرتے ہوئے نقاد کا قاعدہ یہ ہے (یا میرے خیال میں یہ ہونا چاہیے) کہ جہاں تک ممکن ہو خصوصی تجزیے سے سروکار رکھا جائے۔

حیوانیات

Fucivorous	کائی خور
Fulcral	نصابی
Fulcrum	نصاب انگیں
Function	فعل / عمل
Fry	ماہی بچہ
Geneculate	جوڑ دار / خم دار
Generic	جنسی
Genesiology	علم تولید / تولیدیات
Genesis	تخلیق / تکوین
Genetic	تخلیقی / تکوینی / نسلی
Genetics	نسلیات
Genial	نسلی
Genicular	رقبہ گھٹنا
Geneculation	زانو خم
Genioglossal	زنخ لسانی
Geniohyoid	زنخ لامیہ
Genital	تناسلی
Genitalia	تناسلی اعضا / تولیدی اعضا
Genito-anal	تولیدی مبرزی
Genoblast	زنخ لامی
Genohyal	ذقنی لامی
Genome	جی نوم
Genomere	جین پارہ
Genosome	جین جسد
Genetype.	جینو ٹائپ / نسلی نوع / جینی نوع
Genu	گھٹ
Genus	جنس
Geobiont	ارضی باشی
Geobios	بری حیات
Geophilous	ارض پسند
Geotropism	ارض رخی
Germ	جرثومہ
Germarium	جرثیمہ / مولدی بیض دان
Germ band	نابت پٹی
Germ disc	نابت قرص
Germinal	نابتی
Germinal epithelium	نابتی برظم
Germiparity	نابتی تولید
Germ vitellarium	نابت زردینہ
Gestation	حمل
Giant Cells	عفریتی خلیے
Gigantocyte	خلیہ اکبر
Gill	خیشوم یا گلپھڑا
Gill book	خیشومی کتاب
Gill rackers	خیشومی شوکے
Girdle	گھیرا
Gizzard	سنگ دانہ
Gland	غدہ / غدود
Glandular tissue	غدودی بافت
Glandula vesiculosa	گلانڈیولا ویسی کولا / منوی کیسہ
Glans	حشفہ
Glenoid cavity	کتفی کہفہ
Globate	گلوبچہ دار
Globoid	گلوب نما
Globose	گلوب سا / گلوب نما / کروی
Globular	گلوبی / کروی
Globule	گلوبچہ / قطرہ
Globulose	گلوب دار
Glochidium	گلاکی ڈیم
Gloea	ہلامیہ

Glomerule	گچھا
Glomerular	گچھادار
Glomerulus	گچھے دار۔ گویک
Glossa	لسان
Glossohyal	لسانی لامی
Glosso palatine	لسانی تالوی (حلقی)
Glottis	مزمار
Glut ealartery	سرینی شریان
Gnat	پشہ
Gnaihic	جبڑے دار
Gnathostomatous	فکی دہنی
Gnawing mammels	قارض پستانیے
Gnothopodite	فکی پایچہ
Goblet cells	ساغر خلیے
Golgi apparatus	گالجی آلہ
Golgiokinesis	گالجی حرکیت
Gonad	مولدہ
Gonadectomy	مولدہ تراشی
Gonadotropic	مولدہ رخی
Gonia	ابتدائی صنفی خلیہ
Gonoblast	مولدہ بنوص
Gonocoel	مولدی قعر
Gonocytes	مولدی خلیے
Gonoduct	مولدی قنات
Gonomere	مولدہ پارہ
Gonophore	مولدہ بردار
Gonoplasm	مولدہ مایہ
Gonopore	مولدی مسام
Gonosome	مولدہ جسم
Gonystyle	مولدہ سلائی
Gonotheca	مولدی صرہ
Gonozoid	تولیدی حیوانچہ
Granose	دانے دار
Granular	دانہ دار
Granule	دانہ
Granulocyte	دانہ دار خلیہ
Gravid	حامل
Gregarine movement	گریگیرانی حرکت
Gregarious	غول پسند
Grey crescent	رمادی مادہ
Grey matter	خاکستری مادہ
Groove	کھانچہ / نالی
Ground tissue	بنیادی بافت
Growth	نمو / بالیدگی
Guard cells	محافظ خلیے
Gubernaculum	گیوبرناکولم
Gull	گل
Gullet	حلق
Gums	مسوڑھے
Gustatory	ذائقی
Gut	آنت
Gymnoblastic	برہنہ بنوصی
Gymnocyte	برہنہ خلیہ
Gynaecophoric canal	مادہ تناسلی قنات
Gynandromorph	نر ناری
Gynandromorphism	نر ناری پن
Gyne	مادہ چیونٹی
Gyre	ورطہ

'H'

Habit	عادت / خصلت
Habitat	مسکن / جائے وقوع

Haem	دم
Haemocoel	دموی قعر
Haemocyte	دموی خلیہ
Haemocytic	دم خلوی
Haemal	دموی
Haemamoeba	ہیم امیبا
Haematoblast	دموی نموخلیہ
Haematogenesis	دموی پیدائش
Haematophagous	خون خور
Haematozoon	ہیموزوون/دموی حیوان
Hair follicle	بال جراب
Hallux	انگوٹھا
Halters	متوازنے
Haplodont	سادہ دنتا
Haploid	اکہرا/اکیلو
Haplophase	سادہ ہیئت
Havstellum	ہاسٹے لم
Head-Kidney	پیش گردہ
Heart	قلب
Helical	مرغولی
Helix	ہیلکس/مرغولہ
Hemibranch	نیم خیشومی
Hemichordate	نیم جبلیہ
Hemikaryon	نیم نوات
Hemimetabolic	نیم تحولی/ناممکمل تقلب
Hemi parasite	نیم طفیلی
Hemiparasitic	نیم طفیلیہ
Hemi-penis	نیم قضیب
Hemisphere	نیم کرہ
Heploid	یک گونہ
Hepatic	جگری
Hepatocolic	جگر قولی
Hepatocystic	جگر مثانوی
Hepatoportal	جگر بابی
Heptaploid	سات گونہ
Herbivorous	نبات خور
Hereditary	توارثی/وراثتی
Heredity	توارث/توریث
Heritable	قابل وراثت
Hermaphrodite	خنثیٰ شکل
Hermaphroditism	خنثیٰ شکلیت/خنثیٰ شکل
Herpetology	ہواسیات
Heteraxial	سہ محوری
Heteroblastic	دگر نموخلی
Heterobrachial	دگر عضوی
Heterocellular	دگر خلوی
Heterocercal	دگر دمی
Heterochromatic	دگر لونی
Heterochromatin	ہیٹروکرومٹن
Heterochromosomes	دگر لونی اجسام
Heterocoelous	دگر فقری
Heterodont	دگر دنتیلا
Heterogamous	دگر جنسی/دگر زواجی
Heterogamy	دگر زواجی
Heterogene	دگر جین
Heterogeneous	دگر نسلی
Heterogenesis	دگر پیدائش
Heterogeny	دگر پیدائش
Haterogony	دگر نسل
Heterokinesis	دگر نوایہ حرکیت
Heterolecithal	دگر زردی
Heteromorphic	دگر شکلی

Heteromorphism	دگرتشکیلیت
Heteromorphosis	کایا بدلی
Heteroplasm	دگر مایا
Heteroploid	دگرگونہ
Heterosexual	دگرصنفی
Heterotypical	غیر متجانس
Heterozygosis	دگرجفتی
Heterpzygote	دگرجفتہ
Hexacanth	شش خاری
Hexactinal	شش کرنی
Hexamerous	شش شاخہ
Hexaploid	شش گونہ/چھ گونہ
Hexaster	چھ تارہ/شش نجم
Hibernate	گرما خوابی یا سرما خوابی کرنا
Hibernation	گرما/سرما خوابی
Hilum	ناف
Hind brain	پس دماغ
Hind gut	پچھلی آنت
Hind kidney	پچھلا گردہ
Hinge	قلاب
Hinge cells	قلابی خلیے
Hinge ligament	قلاب بند
Hinge tooth	قلابی دانت
Hip	کولھا
Hip joint	کولھا جوڑ
Histiocyte	نسیج خلیہ
Histiogenesis	بافت زائی
Histoblast	نسیج نھوص
Histochemistry	بافتی کیمیا/نسیجی کیمیا
Histology	نسیجیات
Histolysis	بافت پاشیدگی
Histozoic	نسیج باش
Holoblastic	کل نھوص/ہمہ نھوص
Holobranch	کل خیشوم
Holometabolism	مکمل تقلب (حشرات سے متعلق)
Holomorphosis	مکمل تشکیلیت
Holonephridia	کل گردینہ
Holonephros	مکمل گردینہ
Holoparasite	کل طفیلی/ہمہ طفیلی
Holoptic	واصل چشمانہ
Holophinal	مکمل انفی
Holostylic	ہمہ ستونی
Holotype	ہم نمونہ/ہم مثل
Holozoic	ہم حیوانی/ہمہ حیوانی
Holozygote	مکمل جفتہ
Homeotype	ہومیوٹائپ
Homeozoic	ہم حیاتی (منطقہ)
Homoblastic	مکمل نھوصی
Homobranchial	مکمل خیشومی
Homocellular	مکمل خلوی
Homocercal (tail)	متشاکل ذانفی
Homodont	مشابہ دانت
Homoecious	یک میزبانی (طفیلیہ)
Homoeologous	ہم متعلق
Homoeomorphic	ہم شکل
Homoeozoic	ہم حیاتی
Homogametic	ہم جفتی
Homogenetic	ہم نسلی
Homogeny	ہم پیدائش
Homoglandular	ہم غدودی
Homogony	ہم نسل
Homologous	ہم ترکیب/ہم نسبت

اردو دنیا کی چند اہم خبریں

اترپردیش میں اردو، دوسری سرکاری زبان

اترپردیش کے وزیر اعلا جناب سری پت مشرا نے اردو اکیڈمی کی جنرل کونسل کی میٹنگ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ریاستی اسمبلی کے آیندہ اجلاس میں اردو کو دوسری سرکاری زبان بنانے کے لیے ایک بل پیش کیا جائے گا۔ ریاستی سرکار اردو آرڈی ننس پہلے ہی جاری کر چکی ہے آیندہ اجلاس میں آرڈی ننس کو قانونی شکل دیدی جائے گی۔

دلّی اردو اکیڈمی کی تشکیل نو

دلی اردو اکیڈمی کی تشکیل نو بھی عمل میں آگئی ہے راج نواس سے ایک اعلانیہ کے مطابق اکیڈمی مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل ہوگی۔

۱۔ جناب جگموہن۔ لیفٹیننٹ گورنر دلی۔ صدر

۲۔ جناب کلانند بھارتی ایگزی کیٹو کونسلر (تعلیم) نائب صدر

ممبران

(۳) جناب کنور مہندر سنگھ بیدی سحر، (۴) جناب انور دہلوی (۵) ڈاکٹر خلیق انجم، (۶) جناب پروفیسر گوپی چند نارنگ، (۷) جناب رفعت سروش، (۸) پروفیسر خواجہ احمد فاروقی، (۹) جناب پروفیسر صدیق الرحمن قدوائی، (۱۰) محترمہ بیگم صالحہ عابد حسین (۱۱) جناب حکیم عبدالحمید، (۱۲) جناب ڈاکٹر کامل قریشی، (۱۳) جناب مدن لال دھون، (۱۴) جناب رحمان نیرّ، (۱۵) جناب حسین علی جعفری، (۱۶) محترمہ بیگم ذکیہ نیرّ، (۱۷) جناب ڈاکٹر صلاح الدین، (۱۸) ڈاکٹر شریف احمد، (۱۹) جناب اوم پرکاش کیلکر۔ ڈائرکٹر تعلیم و

لسانیات، (۲۰) جناب شریف الحسن نقوی ممبر سکریٹری، اکیڈمی

غالب پر بین الاقوامی سیمنار

۲۲/ دسمبر ۸۳ء کو غالب انسٹی ٹیوٹ، دہلی کی جانب سے مرزا غالب کے تعلق سے ایک بین الاقوامی سیمنار کا اہتمام کیا گیا جس کا افتتاح انسٹی ٹیوٹ کی چیرمین اور ممبر آف پارلیمنٹ محترمہ بیگم عابدہ احمد نے کیا۔ سیمنار کمیٹی کے چیرمین ڈاکٹر نذیر احمد نے اس سیمنار کی غرض و غایت پر روشنی ڈالتے ہوئے غالب کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس سیمنار میں مندرجہ ذیل حضرات نے اپنے مقالات پیش کیے۔

۱۔ پروفیسر عطا کاکوروی پٹنہ (غالب کی اردو نثر)
۲۔ ڈاکٹر راج بہادر۔ حیدر آباد (غالب اور جدید ذہن)
۳۔ ڈاکٹر قمر رئیس دہلی (مرزا غالب کی بازیافت ان کے آبائی وطن میں)
۴۔ ڈاکٹر مغیث الدین فریدی۔ دہلی (عہد غالب میں تاریخ گوئی کا فن)
۵۔ پروفیسر محمود الہی، گورکھپور (غالب کی خطوط نگاری)
۶۔ جناب کاظم علی خان۔ لکھنؤ (پنج آہنگ کا تحقیقی مطالعہ)
۷۔ پروفیسر نذیر احمد علی گڑھ (غالب کا مرتبہ فرہنگ نگاری کی حیثیت سے)
۸۔ جناب شوکت علی خان۔ ٹونک (غالب شاعری کے نہاں خانہ سے تاریخی آئینہ تک)
۹۔ جناب کرتار سنگھ دگل۔ دہلی (پنجابی میں غالب اور غزل)
۱۰۔ ڈاکٹر احمد انصار اللہ۔ علی گڑھ (صباتی اور غالب)
۱۱۔ ڈاکٹر وارث کرمانی علی گڑھ (غالب اور جدید ذہن)
۱۲۔ جناب سید یوسف کمال بخاری۔ بھوپال (عہد غالب میں لال قلعہ دہلی کی معاشرتی زندگی میں شہزادے)
۱۳۔ ڈاکٹر سید ضمیر حسن۔ دہلی (عہد غالب میں لال قلعہ کی معاشرتی زندگی)
۱۴۔ ڈاکٹر اسماعیل حاکمی ایران (شیوہ نثر فارسی غالب)
۱۵۔ جناب احمد حسین قریشی۔ احمد آباد (غالب کا غیر متوازن کردار ان کی تصانیف کے آئینہ میں)

۱۶- جناب اصغر علی انجنیئر بمبئی (غالب اور جدید ذہن)

۱۷- پروفیسر کلیم سہرامی- بنگلادیش (بلگرامی شاگرد غالب)

۱۸- خواجہ حسن ثانی نظامی- دہلی (عہد غالب میں بستی حضرت نظام الدین)

۱۹- ڈاکٹر حنیف نقوی- وارانسی (غالب اور بنارس)

۲۰- ڈاکٹر عطر سنگھ- چنڈی گڑھ (غالب اور پنجابی)

۲۱- ڈاکٹر خاقانی- ترکی (ترکی میں غالب)

ساہتیہ اکیڈمی دلّی کے انعامات

ساہیتہ اکیڈمی دلّی نے مختلف زبانوں کے لوگوں اور شاعروں کے لیے اپنے انعامات کا اعلان کر دیا ہے۔ اردو میں یہ انعام جناب مالک رام کو ان کی کتاب "تذکرہ معاصرین" پر دیا گیا ہے۔ انعام دس ہزار روپے پر مشتمل ہے جو جنوری ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۲ء تک شائع شدہ کتابوں پر دیا گیا ہے۔ اکیڈمی کے چیرمین جناب پروفیسر کے۔ گوکاک ہیں۔

دلّی اردو اکیڈمی کے انعامات

جناب آنند نرائن مُلّا اور جناب ساغر نظامی (زبان کے فروغ کے لیے) ڈاکٹر نثار احمد فاروقی، جناب شمس الرحمٰن فاروقی (تحقیق اور ادبی تنقید کے لیے) جناب بلراج کومل اور بیگم ممتاز مرزا (شاعری کے لیے) جناب ناز انصاری اور جناب دھرم پال گپتا وفا (اردو صحافت کے لیے) یہ انعامات ۱۹۸۲ء اور ۱۹۸۳ء کے لیے دیے گئے ہیں۔

غالب انسٹی ٹیوٹ کے غالب انعامات

غالب انسٹی ٹیوٹ کے ۱۹۸۲ء کے غالب انعامات پروفیسر خلیق احمد نظامی، ساغر نظامی، قرۃ العین حیدر اور ریوتی سرن شرما کو دیے جانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ پروفیسر خلیق نظامی کو ان کے اردو اور فارسی ادب میں تحقیقی کام پر جناب ساغر نظامی کو شاعری پر، محترمہ قرۃ العین حیدر کو ان کی نثر پر اور ریوتی سرن شرما کو ڈراما پر یہ انعامات دیے گئے ہیں۔ انعام کی رقم دس دس ہزار روپے ہے۔

اردو بنگلا لغت

مغربی بنگال اردو اکیڈمی نے اردو بنگلہ لغت بنانے کا منصوبہ بنایا ہے۔ جس کی ذمہ داری اکیڈمی کے گورننگ باڈی کے رکن پروفیسر اعزاز افضل کے سپرد کی گئی ہے۔

کیفی اعظمی کو لوٹس انعام

افروایشیائی تنظیم لوٹس نے جناب کیفی اعظمی کو ان کی شاعرانہ خدمات کے لیے لوٹس انعام دینے کا اعلان کیا ہے۔

دلّی اردو اکیڈمی کا اردو کے فروغ کے لیے اقدام

دلّی اردو اکیڈمی نے دلّی انتظامیہ کے افسروں اور ملازمین کے لیے اردو سکھانے کا انتظام کیا ہے جس کے پہلے کورس کے سرٹیفکٹ ۷ ار نومبر کو ایک تقریب میں تقسیم کیے گئے۔ اردو کے امتحان میں اول دوم اور سوم آنے والے افسروں کو بالترتیب دو سو روپے ڈیڑھ سو روپے اور سو روپے کے نقد انعامات بھی دیے گئے۔ دلّی انتظامیہ کے ۵۷ ملازمین نے اس اسکیم سے استفادہ کیا۔

بہار اردو اکیڈمی کے انعامات

اکیڈمی نے ۱۹۸۱ء کی مطبوعات کے لیے مندرجہ ذیل ادیبوں اور شاعروں کو انعامات دینے کا اعلان کیا ہے۔

پہلا انعام (۳۰۰۰ روپے)

رتن پنڈوری۔ علی جواد زیدی۔ حاتم ماہورام پوری (مرحوم) اور شفیق جاوید

دوسرا انعام۔ (۲۰۰۰ روپے)

جگن ناتھ آزاد۔ غلام حسین راز۔ یوسف ناظم۔ حکیم محمد اسرار الحق اور قیصر سرمست

تیسرا انعام (۱۵۰۰ روپے)

وہاب اشرفی۔ محمد منصور عالم۔ دانش فرازی (مرحوم) کیف عظیم آبادی۔ شور فتح پوری

نصر غزالی، حاتم عظیم آبادی۔ کالی داس گپتا رضا۔ محمد نعیم اللہ خیال۔ قیوم خضر۔ رضوان احمد۔ کلیم مظہر۔ مجیب الاسلم ارشد۔ شفیع مشہدی۔ بدیع الزماں خاور۔ محمد منصور عالم کیفی اور افضال احمد۔

چوتھا انعام۔ (۱۰۰۰ روپے)۔

علی جاوید۔ جاوید اکرام۔ خواجہ محمد حامد۔ حسین الحق۔ اسوی ارشد۔ قطب اللہ اور افشاں محمد ناز

پانچواں انعام (۵۰۰ روپے)

محبوب راہی۔ نسیم مظفر پوری۔ نصرت گوالیاری۔ حسن رضا خاں۔ م۔ ر۔ باسط اور خلیل اکمل

آندھرا پردیش اردو اکیڈمی کا مخدوم ایوارڈ

آندھرا پردیش اردو اکیڈمی نے ۱۹۸۲ء کا مخدوم ایوارڈ جناب رہنمائے دکن کے ایڈیٹر جناب سید وقار اللہ کو دینے کا اعلان کیا ہے۔

قدیم لکھنؤ کی آخری بہار

مصنف۔ مرزا جعفر حسین۔ صفحات۔ ۵۹۰۔ قیمت۔ ۷۲ روپے

یہ کتاب اس لکھنؤ کی جیتی جاگتی تصویر پیش کرتی ہے جسے شاہان اودھ نے بڑے خلوص و دلسوزی اور دلداری کے ساتھ بسایا اور آباد کیا تھا۔ اس عہد کی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کا مصنف نے احاطہ نہ کیا ہو۔ لکھنؤ کی سڑکیں۔ محلے۔ گلیاں۔ بازار۔ جھیسزدوں کی قیمتیں۔ روساء اور ان کی معاشرت۔ شرفا اور ان کا طرز زندگی۔ عوام و خواص کے تفریحی مشاغل فنون لطیفہ امرا اور نواب اور ان کی ادبی اور ثقافتی سرگرمیاں۔ عزاداری جسنت اور صنعت کاری شادی دغمی۔ محلوں کی زندگی یہ سارے موضوعات اپنی تمام تر تفصیلات کے ساتھ اس کتاب کے صفحات میں جلوہ گر ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سب کچھ مصنف کی آنکھوں کے سامنے سے گزر رہا ہے۔

وفیات

اردو کے منفرد نقاد، محقق، ادیب دانشور اور انگریزی ادب کے استاد پروفیسر کلیم الدین احمد بھی ہمارے درمیان نہیں رہے ان کے انتقال سے اردو زبان و ادب میں جو خلا پیدا ہوگیا ہے وہ شاید ہی پُر ہو سکے۔

تصویر پروفیسر کلیم الدین احمد مرحوم

وہ اپنی بیباک تنقید کی وجہ سے ہمیشہ متنازع شخصیت رہے۔ لیکن نظریاتی اختلافات کے باوجود ہر کوئی ان کی قابلیت کا لوہا مانتا تھا۔

کلیم الدین احمد کا ترقی اردو بورڈ سے گہرا اور قریبی تعلق رہا۔ بیورو کے زیر نگرانی تیار ہونے والی۔ اردو۔ انگریزی اور انگریزی اردو لغات کے اڈیٹر تھے۔ بیورو کے ان دو منصوبوں کی تکمیل میں وہ پچھلے دس سال سے مصروف رہے۔ انگریزی اردو لغت کا کام پورا ہو چکا تھا۔ پانچ جلدوں میں یہ لغت تیار ہے۔ اردو انگریزی لغت کا کام پورا ہونے والا تھا کہ ان کا انتقال ہوگیا۔ اس لیے ان کی موت بیورو کے لیے ایک ذاتی نقصان بھی ہے۔

قاضی عبدالودود کو بھی موت نے ہم سے چھین لیا۔ ان جیسا بے لاگ محقق شاید اب اردو زبان کو نصیب نہ ہو سکے۔ انھوں نے تحقیق کے میدان میں ایک ایسا معیار قایم کیا جو کسی بھی ادب کے لیے مثالی ہو سکتا ہے۔ غالبیات کے تعلق سے ان کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ قاضی صاحب نے جنگِ آزادی میں بھی حصّہ لیا۔ وہ ایک خوددار انسان تھے۔ انھوں نے کبھی مصلحتوں سے کام نہیں لیا اور نہ کبھی کوئی عہدہ قبول کیا۔ وہ بے نیازی سے اردو زبان و ادب کی بے لوث خدمت انجام دیتے رہے۔ انھوں نے انگلستان سے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا تھا۔ مرحوم فخرالدین علی احمد ان کے کلاس فیلو تھے۔ طالبِ علم کے زمانہ کی یہ دوستی ہمیشہ قایم رہی۔

۲۷ر فروری ۱۹۸۴ء کو اردو کے مشہور شاعر ساغر نظامی کا بھی انتقال ہو گیا۔ ساغر صاحب علامہ سیماب اکبرآبادی کے شاگرد تھے۔ شاعروں کی اس نسل کے وہ آخری ستون تھے۔ آل انڈیا ریڈیو سے وابستہ رہے۔ وہاں سے سبکدوش ہونے کے بعد جنگِ آزادی کی منظوم تاریخ لکھنے میں معروف رہے۔ انھوں نے کالیداس کے ڈرامہ شکنتلا کا منظوم ترجمہ کیا۔ اس کے علاوہ "نہرو نامہ"، طویل مثنوی کے مصنف تھے۔ ان کی شاعری کے بارہ مجموعے شائع

اردو اکیڈمی اردو ادب کی ترویج خدمات کے لیے انھیں اپنے انعامات سے نواز چکی ہیں۔ ان کی موت سے اردو زبان و ادب میں ایک خلا پیدا ہوا ہے۔

اطہر پرویز

۱۰۔ مارچ کی صبح اردو کے مشہور ادیب اطہر پرویز کا انتقال بھی ہو گیا۔ وہ ایک معلم اور ادیب کے ساتھ ساتھ سماجی کارکن بھی تھے۔ پچھلے ۲۵ سالوں سے علی گڑھ یونیورسٹی سے وابستہ تھے اور شعبہ میں ریڈر کے عہدہ پر فائز تھے۔ علی گڑھ میں انھوں نے بچوں کی تعلیم کے لیے ڈاکٹر ذاکر حسین موڈل اسکول بھی قایم کیا۔ انھوں نے خاص طور پر بچوں کے لیے بڑی اچھی کتابیں لکھیں۔ بچوں کے میگزین۔ پیام تعلیم کے ایڈیٹر رہے اور علی گڑھ کے ادبی رسالے الفاظ کے بھی ایڈیٹر رہے۔

اطہر پرویز کا بیورو سے خصوصی تعلق تھا۔ وہ بیورو کے بچوں کے ادب کے پینل کے ممبر رہے۔ اور بیورو کے لیے متعدد کتابیں لکھیں۔ ان کی موت بیورو کے لیے ایک ذاتی خسارہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

زیرِ طبع

۱۔ چولا راجگان	کے۔اے۔نیل کنٹھ شاستری
۲۔ وجے نگر کے عہد میں نظامِ حکومت	ٹی۔وی۔مہالنگم
۳۔ شاہ نامے کی کہانیاں	ڈاکٹر آصف نعیم صدیقی
۴۔ ہندستانی کتبوں کی تاریخ	ڈی۔سی۔سرکار
۵۔ جامع تاریخ ہند	محمد حبیب و خلیق احمد نظامی
۶۔ تعلیم میں نفسیات کی اہمیت	(دوسرا اڈیشن) مترجم سلامت اللہ
۷۔ مسیر طالبی	ڈاکٹر ثروت علی
۸۔ ہندستانی سیاست میں مسلمانوں کا عروج	ڈاکٹر رفیق زکریا
۹۔ ہندستان کے دورِ وسطیٰ کے مورخین	پروفیسر محبُّ الحسن
۱۰۔ دکن کی تاریخ قدیم	پروفیسر غلام یزدانی
۱۱۔ علم مدنیت	محمد قاسم صدیقی
۱۲۔ عہدہ ناظم کتب خانہ داری	ایم۔اے۔صدیقی
۱۳۔ نئی اشیا	اے۔یو۔ملک
۱۴۔ فلسفیانہ تجزیہ ایک تعارف	تعارف۔ڈاکٹر ایس۔اے۔شیدا
۱۵۔ تعلیم میں نفسیات کی اساس	عبداللہ ولی اللہ بخش قادری
۱۶۔ چار درویش کا قصہ	نور الحسن نقوی
۱۷۔ حاتم طائی کا قصہ	نور الحسن نقوی

ایجوکیشنل اڈوائزر۔ ڈاکٹر ایس۔ کے۔ شرما صاحب
خطاطی کے ایک نمونے کا معائنہ کرتے ہوئے۔

ی۔ ڈاکٹر فہمیدہ بیگم۔ ڈاکٹر ایس کے۔ شرما۔ ڈاکٹر رام آسرا راز۔ جناب اخلاص احمد
د خلیق ٹونکی اور جناب جگن ناتھ پٹی۔

[illegible] مطبوعات

ادب

کتاب	مصنف	صفحات	قیمت
دکنی نثر کا انتخاب	سیدہ جعفر	۱۶۸	۹/۵۰
اردو ادب کی تنقیدی تاریخ	سید احتشام حسین	۳۲۱	۱۲/۷۵
شعریات	ارسطو/شمس الرحمن فاروقی	۹۹	۵/۲۵

تاریخ وسیاسیات

کتاب	مصنف	صفحات	قیمت
شیر شاہ اور اس کا عہد	[illegible]	۷۰۴	۳۲/۰۰
خلجی خاندان	[illegible] صدیقی	۴۱۲	۱۶/۵۰

سائنس اور تکنیک

کتاب	مصنف	صفحات	قیمت
انسانی ارتقا	ایم۔ آر۔ ساہنی/احسان اللہ	۲۹۲	۱۳/۷۵
مفتاح التقویم	حبیب الرحمن خان صابری	۳۸۸	۲۸/۰۰

طب

کتاب	مصنف	صفحات	قیمت
تیمارداری	حسین فاروقی	۲۵۶	۱۲/۵۰
یونانی ادویہ مفردہ	حکیم سید صفی الدین علی	۳۶۳	۱۰/۰۰

بچوں کا ادب

کتاب	مصنف	صفحات	قیمت
اردو کی کہانی	سید احتشام حسین	۱۰۴	۶/۲۵
ننھی جل پری	ہانس کرسٹیان اینڈرسن/حرمت چاولہ	۴۸	۳/۷۰

قانون